مکمل ناول

نور عالم از نشاء عمر

حیدر آباد مین دوپہر کی دھوپ صحن عبور کرتے اب دیواروں کے پیچھے چھپنے لگی تھی۔۔پرندے دھوپ سے بچتے درختوں کی اوٹ میں ہوئے تو دور کہیں سے چکی کے چلنے کی آواز آنے لگی۔۔

رمضان المبارک شروع ہوئے بھی تین سے چار دن ہو گئے تھے۔۔ نزہت بیگم افطار کا مینو سوچ رہی تھیں کہ اچانک خیال آیا کے ان کی اکلوتی اولاد اس وقت کہیں نظر نہیں آرہی۔۔

یقینا بستر کو اپنے بوجھ سے تھکا یا ہوا ہو گا۔۔ تلملاتے وہ اندر آئیں۔۔ ظہر کی نماز کا وقت نکلا جارہا تھا اور شہزادی نورِ جبین محو خواب تھیں۔۔۔

نور اٹھ جاؤ۔۔ نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے۔۔ وہ نیند میں کہاں ان کی آواز سن سکتی تھی۔۔ ان کی اونچی آواز پہ بھی وہ زرا سا ٹس سے مس بھی نا ہوئی۔۔

نور۔۔ دوبارہ آواز دی۔۔

نور۔۔ اٹھ جاؤ۔۔ نماز پڑھ لو۔۔ کہیں دور سے اسے پکارا گیا۔۔ تو وہ ہلکا سا کسمسائی۔۔ پھر کروٹ لیتے کمفرٹر تلاشا۔۔

نورررِ جبیں۔۔اٹھ جاو۔۔اب کی بار کوئی کتاب اس کی کمر پہ بجی تو وہ تڑپ کے اٹھی۔۔ مما۔۔

عجیب لڑکی ہو تم۔۔دوپہر کے تین بج رہے ہیں اور تم گدھے گھوڑے بیچ کے سو رہی ہو۔۔نزہت بیگم نے اسے سخت گھوری سے نوازتے نیچے اتارا۔۔

کیوں اٹھایا مجھے۔۔۔اسے تو بس یہ صدمہ تھا ابھی جو وہ اتنا خوبصورت لڑکا دیکھ رہی تھی وہ حقیقت نہیں خواب تھا۔۔

ابھی بھی کیوں اٹھایا۔۔ڈائجیسٹ انہوں نے اپنے ہاتھ میں لہرایا۔ایک تو تمہیں میں نے کہا ہے روزہ رکھ کے ڈائجیسٹ نا پڑھا کرو۔۔

تم ڈھیٹ ہڈی اس کی جان نہیں چھوڑتی اوپر سے تمہیں کہا تھا ایک سپارہ روزانہ پڑھنا ہے۔۔مجھے نہیں امید کے تم نے قران پاک کھولا بھی ہو گا۔۔جسے نماز کی فکر نا ہو وہ قرآن کی تلاوت کیسے کرے گی۔۔

کل پڑھا تھا۔۔آج ابھی نماز پڑھ کے پڑھتی ہوں۔۔اس سے پہلے کہ بات زیادہ بڑھتی وہ اپنا دوپٹہ اٹھاتے وہاں سے کھسک گئی۔۔

ایک تو مما کو اس کے ناولز سے بیر تھا۔۔اوپر سے ہر بار وہ ان کی نظروں میں آجاتی تھی۔۔ جلدی جلدی وضو کر کے ظہر کی نماز ادا کی۔۔جب تک وہ نماز پڑھ کے فارغ ہوئی تب تک نزہت بیگم مٹر نکال چکی تھیں۔۔

آئندہ میں نے تمہارے ہاتھ میں یہ ڈائجیسٹ دیکھے نا تو اس بار تمہارے ہاتھ کاٹوں گی۔۔ڈائجسٹ نہی جلاؤں گی۔۔

مما۔۔اب بس بھی کریں۔۔روزہ رکھا ہوا ہے فضول میں ٹینشن دے رہی ہیں (بھئی کوئی ان کے ناولز کے بارے میں بات کرے تو جان ہی حلق میں آجاتی تھی ٹینشن تو چھوٹی سی بات تھی)۔۔

ان کے قریب کرسی پہ بیٹھتے وہ لہسن چھیلنے لگی۔۔آج افطار میں پکوڑے بنانے کا ارادہ تھا۔۔سارا سامان نزہت بیگم وہیں کھانے کی ٹیبل پہ رکھ چکی تھیں۔۔لہسن چھیلنے کے بعد نور نے آلو اور پیاز چھیل کے کاٹے۔۔

کل پھپھو کے گھر افطار کی دعوت ہے تو زرا تمیز سے تیار ہونا

۔۔انہیں یاد آیا تو اسے بتایا۔۔

کیوں۔۔اب کس وجہ سے۔۔دعوت ہے۔۔

افطار کروا رہے ہیں۔۔نزہت نے اس کے تلخ انداز پہ

اسے گھورا۔۔

پھپھو لوگ ہر بار یہی تو کرتے ہیں بس۔۔ دوسروں کی دل آزاری۔۔

اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔۔ پھپھو ہیں تمہاری۔۔ اب کی بار سختی سے ٹوک دیا۔۔ وہ۔ ایسی خاتون نہیں تھیں جو بچوں کی ہر اچھی بری بات کو اچھا ہی کہتی ہیں۔۔

ان کا ایک رعب تھا جو اگلے بندے کو بات کرنے سے پہلے سوچنے پہ مجبور کر دیتا۔۔بس ایک ان کی بیٹی ہی تھی جو جواب دے جاتی تھی۔۔

ہاں جی انہیں بھی سوچنا چاہیے وہ میری پھپھو ہیں۔۔ ہر بار سب کے سامنے بے عزت کر دیتی ہیں۔۔

بے عزت نہیں کرتیں اصلاح کرتی ہیں۔۔ تم اپنی حرکتوں پہ نظرِ ثانی کرو نا کے ان کی ڈانٹ پہ۔۔

میں نہیں جارہی۔۔ آلو اٹھا کے کچن میں آگئی۔۔ ہر بار ایسا ہی کرتی تھیں ان کے گھر کوئی چھوٹی موٹی دعوت بھی ہوتی تو انہیں انوائٹ کیا جاتا اور پھر وہاں سب کے سامنے اس کی مین میخیں نکالی جاتیں۔۔

نور جبیں۔۔ مصطفی صاحب کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی ۔۔لاڈلی صرف انہی کی تھی باقی تو اسے کسی کھاتے میں لاتے ہی نہیں تھے۔۔

نزہت بیگم اور ثروت بیگم دونوں کزنز ہونے کے ساتھ ساتھ نند بھابھی بھی تھیں۔۔ثروت بیگم کے چار بچے تھے تین بیٹے اور ایک بیٹی۔۔۔انکی بیٹی خولہ جس سے اس کی بلکل بھی نہیں بنتی تھی۔

بلکہ اس گھر میں ناوہ کسی کو پسند تھی اور ناہی کوئی اسے پسند تھا۔۔بس ایک فارمیلٹی تھی جو اسے نبھانی پڑتی تھی۔۔

سب سے بڑا بیٹا عالم میر جو شادی سے پہلے ہی ان سب سے الگ ہو چکا تھا۔۔اس کی بھی ایک وجہ تھی۔

۔دوسرا بیٹا برہان اور چھوٹا بیٹا طلحہ۔۔جو اس سے تین سال چھوٹا تھا۔۔برہان کی شادی ہو چکی تھی اس کا ایک بیٹا اور بیٹی بھی تھی۔۔اپنے خاندان سے زیادہ ثروت بیگم کی نظر اس پہ ٹکی ہوتی اور یہ بات اسے زہر لگتی تھی۔۔

ایک اور پھپھو بھی تھیں جو ان سے بلکل مختلف پیار اور شفقت کرنے والی۔۔ ان کی بھی ایک بیٹی تھی اریبا۔۔ جو اس کی ہم عمر بھی تھی اور اچھی دوست بھی تھی۔۔

نور۔۔ نزہت بیگم نے اسے پکارا تو وہ ہڑبڑا کے سیدھی ہوئی۔۔

لگتا ہے نیند ابھی پوری نہیں ہوئی۔۔ جلدی ہاتھ چلاؤ دیر ہو رہی ہے۔۔ اسے ڈپٹتے وہ خود ہنڈیا چڑھانے لگیں تو نور بھی

دھیرے دھیرے ہاتھ چلاتے پکوڑوں کا سامان تیار کرنے لگی

کمرے کی خنکی میں ہلکی ہلکی مخصوص مہک ماحول کو پر سوز بنا رہی تھی۔۔وہ ابھی افس سے آیا تھا۔۔روم میں آتے جوتے اتارے۔۔

ٹوں۔ٹوں۔۔اس کا موبائل بجنے لگا جیسے سامنے والا جانتا تھا وہ گھر پہنچ چکا ہے۔۔کان میں لگے ائر پیس کو ہلکا سا ٹچ کیا

۔۔

اج اپ کے بینگلو ایا تھا۔۔۔بد قسمتی سے ملاقات نہی ہو سکی۔۔اپ کو کہیں۔۔

میری غیر موجودگی میں پی یہاں آتے ہو۔۔ کبھی میری موجودگی میں بھی اؤتو پتہ چلے عالم میر کس شے کا نام ہے ۔۔ اپنی ڈسک بلو آئیز اٹھاتے سامنے دیکھا۔۔

حیدر آباد کے پوش علاقے میں اس وقت خوب گہما گہمی تھی۔۔ ائیر پوڈ کان سے لگائے وہ دھیمی چال چلاتا وارڈروب تک آیا۔۔

تم سے مل بھی لیں گے شہزادے۔۔اتنی بھی کیا جلدی ہے

۔۔ابھی تو ہمارا ٹاکرا ہوا ہے۔۔ سہیل خباثت سے ہنسا۔۔

عالم میر ایسے کتوں کو ہڈی تو ڈالتا تھا لیکن کبھی مڑ کے ان کو چھیڑا نہیں تھا۔۔سوٹ نکالتے بازو پہ ڈالا اور کبڈ بند کی۔۔ ساتھ ہی سینسر پہ انگلی رکھتے کال کاٹ دی

اس کے پاس وقت نہیں تھا وہ اس کی لن ترانیاں سنتا۔۔

شام پانچ بجے سے پہلے اسے فیملی ڈنر پہ پہنچنا تھا۔۔وہ ابھی فریش ہونے کا سوچ رہا تھا جب ایک بار پھر اس کا موبائل رنگ ہوا۔۔

سکرین پہ نظر دوڑائی تو موم لکھا بلنک ہو رہا تھا۔۔لب بھینچتے موبائل ہی آف کر دیا۔۔یہ عورت ہمیشہ اس کی زندگی میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کرتی تھی۔۔اور وہ ٹھہرا اسیگما میل جو اپنے آس پاس کسی دوسرے کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتے تھے

خاص طور پہ وہ لوگ جو ان کی زندگی کو اپنے مطابق بدلنا چاہتے تھے۔۔اور یہ خصلت اس میں کوٹ کوٹ کے بھری تھی۔۔اج بھی اگر بابا ریکویسٹ نا کرتے تو وہ کبھی نا جاتا۔۔

فریش ہونے میں اسے دس منٹ لگے۔۔بلیک جینز کے ساتھ ڈارک گرے ڈریس شرٹ میں وہ سحر انگیز لگ رہا تھا

۔۔ٹاول سے بال اور چہرا خشک کرتے ایک طرف لگے ہک پہ لٹکایا اور مرر کی طرف بڑھ گیا۔۔

وہ اکیلا اس لیے بھی رہتا تھا کہ اسے ڈیسٹربینس سے چڑ تھی ۔۔۔اور اس کی فیملی تھی۔۔جہاں آئے دن کسی نا کسی وجہ سے کوئی نا کوئی گیدرنگ چل ہی رہی ہوتی۔۔

وہ بہت کم جاتا تھا وہاں خاص طور پہ تب جب اس کے بابا اسے کہہ دیتے۔۔واحد وہ شخص تھے جن سے بات کر کے

اسے کبھی الجھن نہیں ہوئی نا ہی کبھی اسے ایسا لگا تھا کے
اب اسے وہاں سے بھاگ جانا چاہیے۔۔

بالوں میں آئل لگاتے کنپٹوں پہ رگڑا۔۔وہ اپنی زندگی کی اکتیس بہاریں دیکھ چکا تھا۔۔شادی نا کرنے کی وجہ صرف اتنی تھی کہ وہ کم سے کم اپنی ماں کی پسند کی لڑکی اپنے ساتھ وہ بھی زندگی بھر کے لیے نہیں رکھ سکتا تھا۔۔

موسچرائزر لگاتے ہاتھوں کو ہلکا سا تھپتپایا۔۔یہ مضبوط ہاتھ کسی نازک ہاتھ کو تب ہی تھامیں گے جب کوئی نزاکت سے بھرپور پری اسے بھائے گی۔۔۔۔

کف لنکس لگاتے کوٹ اٹھایا۔۔پھر گھڑی اور موبائل لیتے وہ باہر نکل آیا۔۔بینگلو میں چاروں طرف خاموشی کا راج تھا صرف اس کے قدموں کی آواز دیواروں سے ٹکرا کے واپس سنائی دیتی۔۔

گاڑی نکالو۔۔ گھڑی باندھتے وہ مضبوط قدموں سے تیز تیز چلتا راہداری کی طرف بڑھ گیا۔۔

تیار ہوگئے ہو تو آجاؤ اب۔۔۔ مصطفی صاحب نے کچن میں جھانکا جہاں نزہت بیگم تیار ہو کے سحری کے لیے چیزیں دیکھ رہی تھیں اگر کچھ نا ہوا تو وہ واپسی پہ لیتے آئیں گے۔۔

میں تو آجاؤں گی اپنی بیٹی کو نکالیں۔۔ دہی کا باؤل فریج کے اوپری خانے میں رکھتے انہیں گھورا تو وہ واپس مڑ گئے۔۔

نور جبیں۔۔ بیٹا آجاؤ اب۔۔ کتنی دیر ہے۔۔

آرہی ہوں پاپا۔۔ وہ خود کو فائنل دیکھتے پیچھے گھومی۔۔ پھر بیڈ پہ پڑی بڑی سی چادر اٹھا کے اوڑھ لی۔۔

خوبصورت تو وہ تھی ہی لیکن اس کی مسکراہٹ خوبصورتی میں جان ڈال دیتی تھی۔۔ مصطفی صاحب انہیں مشکل سے ہی سہی باہر نکالنے میں کامیاب ہو ہی گئے تھے۔۔

ثروت پھپو کا گھر زیادہ دور نہیں تھا لیکن پھر بھی وہاں جانے کے لیے وہ گاڑی ہی استعمال کرتے تھے۔۔ پانچ منٹ لگے انہیں وہاں پہنچنے میں۔۔

تمہیں کہا بھی تھا یہ مت پہننا۔۔نزہت بیگم نے اسے اترتے ہی ٹوکا تھا۔۔اگر وہ پہلے نوٹ کر لیتیں تو چینج کروا کے ہی لاتیں۔۔۔اس نے بھی تو اوپر اتنی بڑی چادر لپیٹی تھی کے انہیں نظر ہی نہیں آیا۔۔

کس لیے لے کے دی تھی۔۔جب بھی باندھنے لگتی ہوں آپ کو اعتراض ہونے لگتا ہے مما۔۔

یہاں مت پہن کے آتیں۔۔ پھر کہتی ہو پھپھو باتیں کرتی ہیں۔۔ وہ تو کریں گی ہی جب انہیں تم اس حلیے میں ملو گی ۔۔

مما۔۔ پتہ نہیں آپ کو پھپھو سے اتنی محبت کیوں ہے۔۔ چڑ کے وہ ان سے الگ ہو گئی۔۔

نزہت اسے گھورتے بڑی خواتین کی طرف آ گئیں۔۔

نور ایک کونے میں پڑی کرسی گھسیٹ کے قدرے اندھیرے میں ہو کے ٹک گئی۔۔نا کوئی اسے دیکھے گا نا کوئی باتیں کرے گا۔۔

لیکن اس کی غلط فہمی تھی اس کے گاڑی سے اترتے ہی ڈسک بلو نگاہوں نے حصار میں لے لیا تھا۔۔جن میں پہلے ستائش اور پھر حیرت نے جگہ لی۔۔۔

عالم میر جو اپنے ٹیرس پہ کھڑا میل سینڈ کر رہا تھا اس کی نگاہ گیٹ سے اندر داخل ہوتی لڑکی پہ پڑی۔۔دوبارہ نظریں آئی بیڈ پہ مرکوز کیں۔۔تو کسی خیال کے تحت دوبارہ دیکھا ۔۔وہ سفید چادر سے الجھتی ایک طرف چلی گئی تھی۔۔

افطار کے لیے ویٹرز ٹیبل لگا رہے تھے۔۔کچھ دیر وہ انہیں دیکھتی رہی پھر اٹھ کے چادر اتار دی۔۔کرسی کی بیک پہ اسے ہی فولڈ کر کے لٹکائی اور خود کو دیکھا کہ وہ اچھی لگ رہی ہے یا نہیں۔۔۔۔

ڈارک مہرون بلیک باڈر والی خوبصورت سی ساڑھی باندھے وہ سب سے الگ دکھ رہی تھی۔۔ایک چھوٹا سا نیکلس جو ڈیپ گلے کی خوبصورتی کو بڑھا رہا تھا۔۔کھلے بالوں کی آبشار کندھوں پہ ایک طرف ڈالے وہ دوبارہ بیٹھ گئی۔۔

اگر ممانے اس کے ڈیپ گلے کو دیکھ لیا تو اور عزت افزائی ہونی تھی۔۔

ایسکیوزمی۔۔ قریب سے آواز آئی تو جھٹکے سے سر اٹھایا۔۔

کیسی ہیں مس نور۔۔۔ زرینہ خالہ کا بیٹا اسے باچھیں پھیلا کے دیکھ رہا تھا۔۔۔

جی فرمائیں۔۔ کوئی کام ہے۔۔ نو لفٹ کا بوڈ سجایا۔۔

آپ کے پاس اگر وقت ہو تو کچھ دیر آپ سے بات کر سکتا ہوں۔۔

نہیں۔۔۔ایکچولی۔ تمہارے۔پاس۔وقت نہیں ہے۔۔

دوبارہ اس گھر میں نظر مت آنا اور اس کے قریب تو بھٹکنا

بھی مت۔۔۔اس سے پہلے کے نور کوئی جواب دیتی عالم

میر سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے تحمل سے چلتے ہوئے وہاں

آیا۔۔

کیوں۔۔یہ آپ کی بہن ہے کیا۔۔

تم۔۔دانت سختی سے پیستے وہ کھول اٹھا۔۔پھر ضبط کرتے

رک گیا۔۔

میں تم جیسے لوگوں پہ ہاتھ نہیں اٹھاتا۔۔وہ مجرم بھی خاص ہوتے ہیں جن پہ عالم میر کا قہر برستا ہے۔۔ آنکھوں میں لہو لیے وہ اسے باور کرواگیا۔۔کنپٹیاں پھڑ پھڑ اا ٹھی تھیں۔۔

وہ لڑکا اسے خوف سے دیکھتے وہاں سے بھاگ گیا۔۔تو وہ نور کی طرف گھوما۔۔جو سہم کے اس کے سختی سے بھینچی۔مٹھیاں دیکھ رہی تھی۔۔

آئندہ یہ ڈیپ گلے والا بلاوز نہیں دیکھوں۔۔۔گلے سے پکڑتے اس کا پلو اوپر کی طرف کھینچتے ایک سرد پن تھا اس کے انداز میں جو نور کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

ممم۔۔۔اس نے بے ساختہ ہاتھ اپنے سینے پہ رکھا۔۔دھڑکنیں تھم سی گئیں تھی۔۔

ششش۔۔اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا رکھتے لپسٹک مسل دی ۔۔ان میرڈ لڑکیاں اگر تیار ہوں تو خوبصورت نہیں بے حیا لگتی ہیں۔۔

جسٹ شٹ اپ۔۔وہ کب سے اس کا انداز برداشت کر رہی تھی۔۔میری مرضی جیسے مرضی تیار ہوں میں۔۔

آخر وہ کون ہوتا تھا اس پہ کمنٹ پاس کرنے والا۔۔

نہیں۔۔اسے کلائی سے پکڑتے اوپر کھینچا تو وہ کرسی سے کھڑے ہوتے اس سے ٹکرائی۔۔جو میں کہہ رہا ہوں وہ مانو گی تم۔۔تمہارے پاس نہیں کی گنجائش نہیں ہے۔۔

واہ۔۔نور نے اسے پیچھے دھکیلا۔۔پہلے ایک آپ کی ماں جان تھی جن سے چھپنا پڑتا تھا اور اب آپ بھی ہیں۔۔جسے میں بری لگ رہی ہوں۔۔اسے شدید غصہ آیا۔۔

یہ ساڑھی بری لگ رہی ہے۔۔ ایک بار پھر ڈھلکا ہوا پلو اٹھا کے دوسرے کندھے پہ رکھا۔۔ آپ کو شاید سینس نہیں ہے کہاں کب اور کیسے کیا وئیر کرنا ہے۔۔ یہ فیملی گیدرنگ ہے۔۔

یہاں آپ اگر سادہ حلیے میں آئیں گی تو زیادہ خوبصورت لگ سکتی ہیں۔۔ اس کے بالوں کو ایک کندھے سے اٹھاتے دونوں کندھوں پہ پھیلاتے مشورہ دیا۔۔ وہ ساکت بت بنی اس کے حرکتیں دیکھ رہی تھی۔۔

وہ عالم میر جس نے کبھی اس پہ ایک نگاہ غلط نہیں ڈالی تھی وہ آج اتنی توجہ سے وہ اسے نوٹ کر گیا تھا۔۔اسے نہیں یاد تھا آخری دفعہ اس نے اسے کتنے سال پہلے دیکھا تھا۔۔

اگر وہ وہاں آتا بھی تھا تو کبھی آمنا سامنا نہیں ہوا۔۔اور اب وہ اس پہ ایسے رعب جمارہا تھا جیسے اس کا شوہر ہو۔۔۔

For more romantic novels: https://newwriterslibrary.blogspot.com/

م۔۔میں آئندہ خیال رکھوں گی۔۔اپنا آپ اس سے

چھڑواتے وہ اس سے دور ہٹی۔۔

گڈ گرل۔۔ابھی جا کے چینج کرو۔۔

ک۔۔ کی۔۔ ا۔۔اس کی اگلی بات پہ اس کا دماغ بھک سے

اڑا۔۔

میں نے کہا ابھی جا کے چینج کرو۔۔ایک ایک لفظ پہ زور دیتے وہ بھی دور ہٹ کے تاریکی میں کھڑا ہوا۔۔

میں اب گھر کیسے جا سکتی ہوں۔۔افطار کا وقت ہو رہا ہے۔۔

عالم نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے ایک طرف چل پڑا۔۔

م۔۔میں چادر کر لوں گی اوپر پلیز چھوڑیں مجھے۔۔وہ اب واپس گھر جا کے چینج کرتی تو اتنا ٹائم لگ جاتا۔۔

لیکن وہ اسے گھر لے جانے کی بجائے اپنے روم میں لایا تھا ۔۔

یہاں کریں گی چینج۔۔اسے اندر چھوڑتے واپس باہر چلا گیا ۔۔

یہاں کون سے کپڑے ہیں میرے جو چینج کروں گی۔۔

غصے اور الجھن سے اس کی پشت کو گھورا۔۔۔ لیکن وہ باہر۔ نکل چکا تھا۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سادہ سا سوٹ تھا۔۔

میں کسی کی اترن نہیں پہنتی۔۔یقیناوہ خولہ کا تھا۔۔عالم نے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالی۔۔وہ لڑکی کافی دلچسپ تھی۔۔۔ ڈری ہوئی بھی اور نڈر بھی۔۔

کپڑے ایک طرف پھینکتے اس نے کسی کو کال کی۔۔۔

دس منٹ میں ایک مڈل سائز لیڈی ڈریس پہنچاؤ۔۔ سمپل ہو۔۔ایک ہی بار میں کہتے کال بند کر دی۔۔

آپ کو کیا مسلہ ہے میری مرضی ہے جو کروں آپ کیوں اتنا گھس رہے ہیں میرے معاملے میں۔۔ نور چڑتے ہوئے اس کے سامنے آئی۔۔اس کی خوشبو دماغ پہ۔حاوی ہو۔رہی۔ تھی۔۔

بیکاز۔۔اس کے چہرے کو اپنی پر تپش نگاہوں کے سامنے کرتے آنکھیں ذرا سکیڑیں۔۔۔میر اارادہ ہے آپ پہ حکومت کرنے کا۔۔آپ کے سارے حق اپنے پاس رکھنے کا۔

نور کو اس کی بات کچھ سمجھ نہیں آئی۔۔حیرت سے آنکھیں پھیلیں تو ڈورے مزید نمودار ہوئے۔۔

آپ سے شادی کرنے والا ہوں۔۔اس پہ دھماکا کرتے اپنے ارادے سے آگاہ کیا جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس نے بنایا تھا۔۔

ایکسکیوزمی۔۔اسے خوف سے دیکھتے وہ پیچھے ہٹی تیز چلتی دھڑکنیں سہم سی گئیں۔۔ا۔۔آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔۔۔بے اختیار اس کے قدم دروازے کی طرف بڑھے۔۔آپ کو شرم آنی چاہیے۔۔

دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو وہ لاک تھا۔۔ آپ مجھے ہریس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں میں سب کو بتاؤں گی ۔۔اس کی آواز اونچی ہونے لگی تھی عالم میر دو قدم لیتا اس کے سامنے ٹھہرا۔۔

میں نے تم سے نہیں پوچھا تم مجھ سے شادی کرو گی یا نہیں ۔۔میں تمہیں بتا رہا ہوں۔۔ بس ریڈی رہنا۔۔اس کا لہجہ اٹل تھا جو نور کو اگ لگا گیا۔۔

ت۔۔ تمہارا۔ دماغ تو نہیں خراب۔۔ کسی بھی لڑکی کو پکڑ کے ایسے ہی شروع ہو جاتے ہو۔۔

نام کیا ہے تمہارا۔۔ اس کی بات کو اگنور کرتے پوچھا تو نور کی حیرت اور غصے میں کئی گنا اور اضافہ ہوا۔۔ مطلب اسے یہ بھی نہیں پتہ تھا وہ اس کے ماموں کی بیٹی ہے یا وہ بن رہا تھا۔۔

ٹیل میں وٹس یور نیم لٹل گرل۔۔ دوبارہ دہرایا۔۔

نہیں بتاؤں گی وہ استہزایہ ہنسی۔۔ جیسے یہی نہی پتہ تھا وہ کون ہے اس کا نام کیا ہے۔۔ وہ۔ اس سے شادی کیسے کرتا بس لمبی لمبی چھوڑ رہا تھا۔۔ اور عالم میر اسے دس منٹ وہاں روکنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔

میں پھپھو کو بتاوں گی کہ ان کا اپنا بیٹا کتنا گھٹیا۔۔۔

ٹھک ٹھک ۔۔اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی دروازاہ ناک ہوا ۔۔عالم نے اسے بازو سے پکڑتے سائڈ پہ کیا پھر دروازہ کھولا تو سامنے ملازم ایک ۔بیگ لیے کھڑا تھا ۔۔اس سے پکڑتے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔۔

یہ لو۔۔اور چینج کرو۔۔اندر دیکھنے بنا اس کی طرف بیگ بڑھایا۔۔

میں تماری غلام ہوں جو تمہارے کہنے پہ چینج کرنے چل دوں۔۔

دیکھو اگر میں نے زبردستی کی تو تمہیں پروبلم ہو گی۔۔

مجھے نہیں کرنا۔۔

خاموشی سے میری بات مانو اور چینج کرو۔۔اپنے ازلی انداز میں واپس آیا۔۔۔نور سنساتے بیگ اس کے ہاتھ سے کھینچ گئی۔۔

بہت ہی کوئی چیپ انسان ہیں اپ۔۔ باتھ روم کی طرف جاتے زور سے دروازہ بند کیا۔۔۔ عالم اس کے اندر جاتے خود باہر نکل آیا۔۔

مطلب وہ اس کے ماموں کی بیٹی تھی۔۔ شاید بچپن میں اسے دیکھا تھا۔۔ نورِ جبیں سے نورِ عالم ہونے میں کتنا وقت لگتا ہے زیرِ لب مسکراتے وہ سرشار ہوا۔۔ وہ اس کے دل پہ حکومت کرنے والی پہلی لڑکی ہو گی یقیناً۔۔

ـــــــــــــــــــــــــ

کیسی لگی پہلی قسط۔۔امید کرتی ہوں پسند اۓ گی۔۔

ناول۔کی۔قسط۔روز۔دوں گی پندرہ منٹ کی۔۔پلیز اچھا

ریسپونس دیجیے گا۔۔

ناول نورِعالم

رائٹر ن ع

قسط2

نور کہاں ہے نظر نہیں آرہی۔۔سب لوگ اپنی جگہ بیٹھ چکے تھے۔۔روزہ افطار ہونے میں دس منٹ باقی تھے ۔۔قاری صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو ثروت نے سب ٹیبلز پہ نظر دوڑائی۔۔سب موجود تھے سوائے نور کے تو پاس بیٹھی نزہت بیگم سے پوچھ لیا۔۔

یہیں کہیں ہو گی۔۔۔انہوں نے بھی پریشانی سے آس پاس دیکھا۔۔کب سے وہ نور کو ہی ڈھونڈھ رہی تھیں۔۔

کہیں غائب تو نہیں ہو گئ۔۔۔ان کی طرف گھومتے طنز کیا تو نزہت ضبط کر گئیں۔۔

کچھ دیر بعد نور وہاں آئی تو سفید کھلے ٹراؤزر اور شارٹ فراک جو اس کے گھٹنوں تک آتا تھا زیب تن کیے سفید اورگینزا کا دوپٹہ بمشکل لپیٹے ہوئے آئی۔۔ادھر ادھر دیکھا کہیں جگہ مل جائے لیکن سارے ٹیبل فل تھے۔۔

اندر چلی جاؤ۔۔ نزہت بیگم اس کے کپڑے دیکھتے گھورنے لگی تھیں جب پھپھو نے اسے واپس بھیجا۔۔ اندر کچن میں ہی روزہ افطار کر لینا جگہ نہیں ہے یہاں۔۔

جی۔۔ نور برا سامنہ بناتے کچن میں آئی۔۔

اتنی انسلٹ کبھی نہیں ہوئی تھی جتنی وہ آج کروا چکی تھی۔۔ پہلے عالم بھائی سے اب ان کی والدہ محترمہ سے۔۔

ملازمہ نے اس کے سامنے فروٹ کی ٹرے اور شربت لا کے رکھا اور خود کسی کی آواز پہ باہر چلی گئی۔۔

کم سے کم دعا میں ہی شامل کر لیتے۔۔ کڑھتے جگ سے گلاس میں شربت انڈیلا اور خود ہی دعا مانگی۔۔۔ اتنی دیر میں روزہ افطار ہونے کا اعلان ہو گیا تو اس نے دعا پڑھتے کھجور کھائی تھی۔۔ باہر نزہت بیگم بے چینی سے بیٹھی تھیں ۔۔ کہ کب جا کے وہ نورِ جبیں سے پوچھیں ساڑھی کے بارے میں۔۔

نور اندر فروٹ سے نبرد آزما ہو رہی تھی جب اسے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی۔۔ ساتھ ہی خوشبو پورے کچن میں پھیلی تھی۔۔ اس نے دانستہ طور پہ پیچھے مڑ کے دیکھنے کی زحمت نہیں کی اور سٹابری کو چھوٹی سی ٹہینی سے پکڑتے ہونٹوں کے بیچ ٹکائی۔۔

پیچھے جو بھی کوئی تھا وہ دھیرے دھیرے چلتا اس کے سامنے آیا۔۔ سفید کاٹن کے شلوار قمیض میں سادہ سی چپل پہنے

طلحہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔اس کی جو آہٹ پہ سانس اٹکی تھی واپس بحال ہوئی۔۔

تم نے روزہ افطار نہیں کیا۔۔اسے گھورتے ہونٹوں کے درمیان اٹکائی ہوئی سٹابری نگل لی۔۔

کر لیا ہے۔۔ ممانی جان نے بھیجا ہے تمہیں بلا کے لاؤں لیکن تم تو اس وقت ندیدوں کی طرح ایسے کھا رہی ہو جیسے دوبارہ کبھی نہیں ملے گا۔۔ سفید دوپٹے کے ہالے میں چمکتے

چہرے پہ نظریں گاڑتے اس نے اس کے کھانے پہ چوٹ کی۔۔

ایکسیوز می۔۔ آپ لوگوں کو سوائے مجھ پہ ٹونٹ کرنے کے اور کچھ نہیں آتا۔۔ہاتھ پیچھے کھینچتے ماتھے پہ بل پڑے ۔۔وہ کون سا ان کا سارا اناج کھا جاتی۔۔ اگر افطار پہ انوائٹ کیا تھا تو دل بھی بڑا کرتے۔۔ وہ۔پہلے ہی بھری بیٹھی تھی۔۔

اوہو۔۔تم تو برا مان گئی ہو میں مزاق کرر ہاہوں۔۔طلحہ ہڑبڑایا۔۔وہ تو بس اسے تنگ کرر ہاتھا۔۔لیکن وہ پہلے ہی کسی چیز میں الجھی ہوئی تھی شاید۔۔۔

میں چلتی ہوں۔۔لپٹاہوادوپٹاایک بار پھر کسااور وہاں سے اٹھ کے باہر نکل آئی۔۔یہاں ہر کسی کے الگ ہی مزاج ہیں بڑبڑاتے لان میں پہنچی تو نزہت بیگم اسی کی طرف آرہی تھیں۔۔اس کاہاتھ پکڑتے سختی سے دبایا۔۔

کپڑے کیوں چینج کیے ہیں۔۔دبی دبی آواز میں کہتے گھورا

۔۔

و۔وہ۔۔اس کے تو ذہن میں ہی نہیں رہا اس کا بھی کچھ

سوچنا ہے۔۔اصل میں وہ ساڑی پھٹ گئی تھی تو پھر۔۔

یہ کہاں سے لیے ہیں۔۔اگلا رعب دار سوال۔۔

سنیں۔۔مردانہ بھاری آواز قریب سے ائی تو دونوں نے

اپنے تاثرات درست کیے۔۔

ممانی آپ کو ماموں بلا رہے ہیں۔۔۔ابھی لیونگ روم سے باہر نکلتا عالم نور نزہت بیگم اور اسے دیکھ چکا تھا۔۔وہاں آتے نزہت بیگم کو متوجہ کرتے نور کو دیکھا۔۔

اوکے بیٹا۔۔ان کا پینترا فوراً بدلا ابھی جو بیٹی کے ساتھ غصے میں بات کر رہی تھیں اس کے لیے فورا لہجہ نرم کیا۔۔پھر نور کی کلائی دوبارہ گرفت میں لی اور اسے کھینچتے مصطفیٰ صاحب کی طرف بڑھ گئیں۔۔عالم نے ناک مسلتے انہیں جاتے ہوئے دیکھا اور واپس مڑ گیا۔۔

تم مجھے بتانا پسند کرو گی یہ کپڑے کہاں سے لیے ہیں۔۔گھر آ کے پہلی فرصت میں نزہت بیگم نے اسے پوچھا۔۔

آپ کی فیورٹ نند کے بڑے بیٹے نے دیئے ہیں۔۔وہ جو پہلے سوچ رہی تھی کیا۔کہے گی سچ بتا دیا نزہت بیگم کا منہ حیرت سے کھلا۔۔

بکواس نہیں کرو سچ بتاؤ کہاں سے آئے کپڑے۔

سچ ہی بتا رہی ہوں۔۔اب آپ یقین نا کریں تو۔۔

کیوں دیئے ہیں اور تمہیں میں وہاں اس لیے لے کے جاتی ہوں کے وہاں جا کے تم اپنا تماشا بنواؤ۔۔

میں نہیں بنواتی۔۔ان کو خود بنانے کا شوق ہے۔۔اپنے روم کی طرف جاتے اندر غائب ہو گئی۔۔مجھے ڈانٹتی رہتی ہیں باقیوں کی حرکتوں پہ تو انہیں غصہ نہیں آتا۔۔

نور۔۔وہ دروازہ کھولتے اندر آئیں۔۔

سچ بتاؤ کہاں سے کپڑے لیے ہیں کیوں میرا دل ہولا رہی ہو

۔۔

سچ بتا رہی ہوں۔۔سچ ہی بتا رہی ہوں۔۔دوبارہ لفظوں پہ

زور دیا۔۔

کیوں۔۔اور کب کیسے۔۔سارا بتاؤ میں بہت بری پیش

آؤں گی اگر یہ جھوٹ ہوا تو۔۔

جب ہم وہاں گئے تھے۔۔تو انہوں نے مجھے دیکھا اور کہا کے ساڑھی اچھی نہیں لگ رہی تم سمپل ڈریس پہن لو۔۔

میں نے منع کیا تو زبردستی کی۔۔

اس نے بتمیزی کی تمہارے ساتھ۔۔اب وہ ذرا نرم ہوئیں ۔۔پاس آتے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے جانچا۔۔

زیادہ تو نہیں بس زبردستی کپڑے چینج کروائے۔۔اور۔۔

اور۔۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ مجھ سے شادی کریں گے۔۔ مزے سے بتایا۔۔

ہیں۔۔ کیا۔۔ ان کے تو حواس ہی گم ہوئے۔۔

ہاں سچ میں۔۔ انھوں نے کہا وہ مجھ سے شادی کریں گے اور میں آپ کو بتا رہی ہوں میں ان سے شادی ہرگز نہیں کروں گی۔۔ ایک تو وہ مجھ سے اتنے بڑے ہیں۔۔ اور اوپر سے سڑی ہوئی شکل کے ساتھ ساری زندگی۔۔

چپ کرو۔۔زیادہ۔زبان چل رہی ہے تمہاری۔۔نزہت نے اس کی کمر پہ دھموکا جڑا۔۔

بس۔۔اب اگر آپ کو اتنی محبت ہے نا اپنی بیٹی سے تو جا کے پہلے ہی منع کر دیں۔۔

ہاں میرا دماغ خراب ہے نا اتنے اچھے رشتے سے منع کر دوں۔۔

نہیں نہیں امی۔۔ آپ نے اگر منع نا کیا تو میں کر دوں گی اور میں بابا سے کہوں گی سیدھا جا کے۔۔ آپ کو تو شوق ہے مجھے جہنم میں جھونکنے کا۔۔

دماغ ناخراب کرو اور تراویح پڑھو۔۔ اسے گھورتے وہ باہر چلی آئیں۔۔ جو اس نے کہا تھا اگر سچ تھا تو پھر انہیں بھی سوچ لینا چاہیے اس کی شادی کے بارے میں ویسے بھی

انیس سال کی ہو گئی تھی۔۔اتنی عمر میں لڑکیوں کی شادی ہو جائے تو اگلا گھر بسانے میں آسانی ہوتی ہے۔۔

دوسری طرف نور جس نے یہ سوچ کے بتایا تھا کے مماجا کے پھپھو سے لڑیں گی الٹا کام خراب ہو گیا تھا۔۔کلستے جائے نماز اٹھائی۔۔بڈھے انسان سے شادی نہیں کروں گی میں ۔۔پکا ارادہ کرتے نماز کی نیت باندھ لی۔۔۔

کچھ روز ے تو سکون سے گزر گئے۔۔ نزہت بیگم اس انتظار میں تھیں کہ کب ثروت بیگم کی طرف سے اشارہ ملتا اور وہ مصطفی صاحب سے بات کرتی اب نور کے کہنے پہ تو وہ نہیں کر سکتی تھیں کیا پتہ اس نے اویں کہا ہو اور انہیں لینے کے دینے پڑ جاتے۔۔

ان کچھ دنوں میں نور نزہت بیگم کے عتاب کا کچھ زیادہ ہی نشانہ بن رہی تھی ابھی بھی وہ کالج سے گھر پہنچی تھی کی

انہوں نے اسے آرڈر دیا تھا شام کو افطار میں سب کچھ وہی بنائے گی۔۔

مما میں نے روزہ رکھا ہوا ہے کالج جاتی ہوں اور اب واپسی پہ آپ مجھے آرام کرنے کا کہنے کی بجائے کام بڑھا رہی ہیں۔۔

اچھا جاؤ سو جاؤ۔۔ماں تو نوکر لگی ہوئی ہے نا صبح سحری بھی بناؤ اور گھر کے کام بھی کرو افطار بھی شہزادی کو بنا کے کھلاؤ۔۔

اچھا۔۔بنادوں گی نماز پڑھ لوں۔۔وہ زیادہ کچھ کہے بنا اندر آگئی۔۔چینج کر کے نماز پڑھی پھر ڈائجیسٹ ڈھونڈھا جو مما شاید اٹھا کے لے جا چکی تھیں۔۔

ایک تو بڑی بری سیچوئیشن ہے جب آپ بیچ میں ناول چھوڑ دیں اور آپ کا ڈائجیسٹ غائب ہو جائے۔۔ کیوروسٹی لگی رہتی ہے نا کوئی کام ڈھنگ سے ہوتا ہے نا دماغ جگہ پہ رہتا ہے۔۔

ایسے ہی کڑھتے باہر آئی تو نزہت بیگم سامنے نہیں تھیں۔۔ ٹی وی لاؤنج میں جہاں جہاں توقع تھی ساری جگہ دیکھیں۔

لگتا ہے اپنے کمرے میں لے گئی ہیں۔۔۔ اسے افسوس ہوا ۔۔ اب چاروناچار اسے کچن میں آنا ہی پڑا۔۔ آدھے گھنٹے تک وہ لہسن چھیلنے کے دوران یہی دعائیں مانگتی رہی کے کہیں سے افطار کی دعوت آجائے۔۔

لیکن نہیں۔۔ اسے سارا کچھ کرنا پڑا تھا بس فروٹس ممانے کاٹے تھے شام تک اس کا برا حال ہو چکا تھا جب افطار سے آدھا گھنٹہ پہلے نزہت بیگم کو عالم میر کی کال موصول ہوئی ۔۔

جیسے دیکھ کے وہ کھل اٹھی تھیں۔۔دوسری بیل پہ ہی یس کرتے کان سے لگایا۔۔

اسلام و علیکم بیٹا۔۔سلام میں بھی پہل کی۔۔نور نہیں جانتی تھی کس کی کال ہے۔۔وہ رائتہ بنا رہی تھی۔۔

وعلیکم اسلام۔۔مصروف تو نہیں تھیں۔۔وہ خود آج آفس نہیں گیا تھا۔۔

نہیں نہیں۔۔ ہماری کیا مصروفیت۔۔ کہو کوئی کام تھا۔۔

کام۔۔ تو نہیں تھا آپ کو انوائٹ کرنا تھا۔۔ ٹائم تو زیادہ ہو گیا ہے لیکن مجھے اچھا لگے گا اگر آپ لوگ آج افطار میرے ساتھ کریں۔۔

کیوں نہیں۔۔ ضرور۔۔ وہ تو جیسے تیار بیٹھی تھیں۔۔ میں تمہارے ماموں آئیں تو کہتی ہوں ان سے۔۔

جی بہت شکریہ۔۔افطار کا پلین بھی اس لیے ہی بنایا تھا کہ وہ اس پری پیکر کو دیکھ لے۔۔

حال احوال کے بعد فون بند کیا تو وہ مسکراتے ہوئے نور کی طرف آئیں۔۔۔

تیار ہو جاؤ۔۔عالم کی طرف افطار ہے آج۔۔ ک۔۔کیا مطلب مما۔۔اس کا دل دھک سے رہ گیا مطلب وہ جو کب سے لگی ہوئی تھی یہ سب ویسٹ جاتا۔۔

اتنی مشکل بات تو نہیں کی میں نے۔۔ نزہت نے گھورا۔۔

چھوڑو اسے اور تیار ہو جاؤ۔۔ عالم کے گھر جا رہے ہیں ہم

۔۔

مجھے نہی جانا۔۔ دانت پیستے ضبط کیا۔۔ میں نے جو یہ سب بنایا ہے یہ سب کچرے میں پھینک دوں۔۔

کوئی احسان نہیں کیا تم نے۔۔ سب لڑکیاں کرتی ہیں اور کرنا پڑتا ہے۔۔

میں نہیں جاؤں گی آپ اور پاپا چلے جائیں۔۔ آنکھوں میں نمی چھلکی۔۔ ایسے کون کرتا ہے کب سے وہ وہاں کھڑی کام کر رہی تھی اور عین ٹائم پہ اس آدمی کو بتانا یاد آیا۔۔۔ اب وہ روتی نا تو کیا کرتی۔۔

نورِ جبین۔۔ کبھی تو بات مان لیا کرو۔۔

مانتی تو ہوں مما آپ کے کہنے پہ ہی یہ سب کر رہی تھی۔ اور ۔۔

اب میں ہی کہہ رہی ہوں جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔ وہ کچھ چیزیں سمیٹ کے فریج میں رکھ چکی تھیں۔۔ نور گہرا سانس لیتے باہر نکل گئی تھی اسے شدت سے رونا آیا تھا ۔۔ اتنی۔ محنت ضائع جو ہوئی تھی۔۔ دعا قبول تو ہو گئی تھی کن دیر سے۔۔

جلدی تیار ہو جاؤ اور کوئی ڈھنگ کے کپڑے پہننا۔۔پہلے ہی باور کروایا۔۔

نور نے کبڈ کھولتے سب سے بدھے دکھنے والے کپڑے بر آمد کیے۔۔ سرخ رنگ کا ٹراؤزر۔۔یلو پلین شرٹ جو پاؤں سے کچھ ہی اوپر تک آتی تھی۔۔ساتھ بڑا اسالائٹ گرین دوپٹہ نکالتے چینج کیا پھر سادہ سے سینڈل پہنتے صرف فیئر اینڈ لولی کریم لگائی۔۔

ان میرڈ لڑکیاں اگر زیادہ میک اپ کریں تو خوبصورت نہیں بے حیا لگتی ہیں" کسی کی کہی ہوئی بات کانوں میں گونجی تو جو کریم لگائی ہوئی تھی وہ بھی ٹشو سے رگڑ کے صاف کی۔۔

ایسے ہی باہر آئی تو نزہت بیگم اسے گھورا۔۔

کچھ چہرے پہ لگا تو لیتیں۔۔انہوں نے خود لائٹ پنک لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی۔۔

بس ٹھیک ہے۔۔ ویسے بھی کھاتے ہوئے اتر ہی جانی ہے ۔۔۔ چادر سر پہ کرتے وہیں بیٹھ گئی۔۔ پپا آنے والے تھے آج ان کی میٹنگ تھی شاید اس وجہ سے لیٹ ہو گئے۔۔ پھر ان کے اتے ہی وہ لوگ نکل آئے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گرے ٹی شرٹ کے ساتھ بلو جینز اور بلو ہی کوٹ میں ڈیسنٹ لگ رہا تھا۔۔ بالوں کو نفاست سے پیچھے سیٹ کیے وہ

نک سک ساتیار باہر آیا۔۔ڈسک بلو آئیز کسی کی تلاش میں تھیں۔۔

گھڑی پہ وقت دیکھا صرف ممانی لوگوں کو ہی انوائٹ کیا تھا اور اس کی بھی خاص وجہ تھی۔۔اج وہ ان سے نور کے متعلق بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔یہ۔کچھ دن اس نے کیاے گزارے تھے وہی جانتا تھا۔۔۔

افطار کے لیے ٹیبل سج چکا تھا۔۔

ابھی تک گیسٹ نہیں آئے۔۔چیزیں سیٹ کرتی ملازمہ سے پوچھا۔۔

نہیں سر۔۔ابھی تک نہیں آئے۔۔۔

ہمم وہ سر ہلاتے باہر چلا آیا۔۔جیب سے موبائل نکالتے مصطفی صاحب کا نمبر ڈائل کیا۔۔وہ کال پک نہیں کر رہے تھے۔۔پھر نزہت بیگم کو کال کی انہوں نے پہلی بیل پہ رسیو کر لیا۔۔

آپ لوگ آئے نہیں ہیں ابھی تک۔۔ خیریت ہے۔۔

کندھے اور کان کے درمیان موبائل رکھتے اس نے ہاتھوں سے کوٹ کے بٹن بند کیے۔۔

بس پہنچ گئے ہیں۔۔ گاڑی سے اترتے انھوں نے سفید رنگ کے گیٹ کو دیکھا۔۔۔ نور بھی ان کے ساتھ پیچھے اتری تھی۔۔ گارڈ نے ان کے لیے دروازہ کھولا تو عالم سامنے سے چلتا ہوا آرہا تھا۔۔

مجھے لگتا ہے صرف ہم لوگ اینوائٹڈ ہیں۔ مصطفی صاحب
اس سے ملتے مسکرائے۔۔

جی ماموں۔۔ نزہت بیگم کے سامنے جھکتے پیار لیا۔۔ پھر ان
کے پیچھے کھڑی نور کو ایک نظر دیکھا۔۔ آج پھر وہ غیر
مناسب حلیے میں تھی۔۔

آئیے نا۔۔ خلاف عادت وہ ان کے پیچھے ہوا۔۔ پہلے ہی
آپ لوگ کافی لیٹ ہیں۔۔

ہاں بس دفتر میں لیٹ ہو گیا۔۔ اندر آتے ہی اشتہا انگیز خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔۔

ان کے بیٹھتے بیٹھتے روزہ افطار ہونے کا اعلان ہو گیا۔۔ افطار کے بعد عالم اور مصطفی صاحب قریبی مسجد نماز ادا کرنے چلے گئے تو نزہت بیگم نے چاروں طرف دیکھا۔۔۔

کون ماں چاہے گی اتنے اچھے انسان اور پھر۔۔

مما پلیز۔۔نور نے پہلے ہی ٹوک دیا۔۔۔مجھے ایک بات بتائیں۔۔آپ پھپھو کی اتنی چاپلوسی اسی لیے کرتی تھیں نا کہ وہ مجھے بہو بنا لیں۔۔

توبہ کرو نور۔۔میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔۔۔تم کچھ زیادہ ہی بدگمان نہی ہو گئی مجھ سے۔۔دبی دبی آواز میں سنائیں۔۔

ہوں۔۔وہ منہ بناتے خاموش ہو گئی۔۔اسے گھٹن ہو رہی تھی کب وہ وہاں سے جائے گی۔۔عالم میر اس میں انٹرسٹ لے رہا تھا اور وہ جانتی تھی اپنے گھر والوں کی اس نے مانی نہیں ہے اور نور کے گھر والوں نے نور کی نہیں مانی۔۔

دل کو ابھی سے خدشے لاحق ہو گئے تھے۔۔پندرہ منٹ بعد وہ لوگ واپس آئے تو کھانا کھایا گیا۔۔

چائے کا دور چلا تو نور چپکے سے وہاں سے اٹھ گئی۔۔ بینگلو دیکھنے کے بہانے وہ باہر آئی۔۔ چاروں طرف لان تھا اور درمیان میں کوٹھی نما کمرے تھے۔۔ لان کے اخری باڈر کو گولائی میں سیٹ کیا گیا تھا اور کناروں پہ باریک پھولوں کی باڑ تھی جو اس کے گھٹنوں تک اتی تھی۔۔

سنو۔۔۔ دوسری طرف جاتی ملازمہ کو روکا۔۔

جی باجی۔۔

مجھے یہیں چائے لا دو۔۔وہیں کرسی پہ بیٹھتے اسے حکم دیا تو وہ اندر چلی گئی۔۔کچھ دیر بعد حاضر ہوئی تو اس کے ہاتھ میں دو مگ تھے۔۔

کچھ دیر بعد اسی لیونگ روم کا دروازہ کھولتے عالم باہر نکلا تو وہ جلدی سے سیدھی ہوئی۔۔مطلب دوسرا کپ اس کا تھا۔۔

کیسے مزاج ہیں۔۔اس کے سامنے کرسی پہ ٹکتے سنجیدگی سے دیکھا۔۔

بہت برے۔۔۔وہ چائے کا مگ اٹھاتے اٹھ کھڑی ہوئی ۔۔عالم نے اسے نظروں کے حصار میں لیا۔۔

میں آپکے والدین سے بات کر چکا ہوں۔۔۔دس رمضان ہمارا نکاح ہے یعنی دو دن بعد۔۔اس پہ جیسے دھماکہ کیا۔۔ اسے اندازہ تھا نور کو دھچکا لگے گا۔۔

ک۔۔کیا۔۔چائے اس کے ہاتھ پہ چھلک گئی۔۔لیکن اس سے کہیں زیادہ جلن دل میں ہوئی تھی۔۔

میں اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔۔لیکن آپ کے لیے کئی بار بول سکتا ہوں۔۔مسکراہٹ ضبط کرتے اس کا لال بھبھوکا ہوتا چہرہ دیکھا۔۔وہ شاک کی سی کیفیت میں تھی۔۔

مما ایسے نہیں کر سکتیں۔۔مگ ٹیبل پہ پٹختے واپس پلٹی ۔۔مجھے نہیں کرنی آپ سے شادی۔۔روہانسے ہوتے اونچا سا بولی۔۔عالم نے سر پیچھے ٹکاتے اسے جاتے ہوئے دیکھا ۔۔وہ اس سے گھبراتی تھی شاید۔۔

نور اندر آئی تو مصطفی صاحب اور نزہت بیگم آپس میں دھیمے دھیمے کوئی بات کر رہے تھے اسے دیکھ کے خاموش ہو گئے۔۔

مما مجھے ان سے شادی نہیں کرنی۔۔اتنے بڑے ہیں وہ مجھ سے بابا کی عمر کے ہیں۔۔

نور۔۔نزہت بیگم تلملا گئی۔۔اتنی بے شرمی باپ کا بھی لحاظ نہیں ہے۔۔

مصطفی صاحب کو اس کے انداز برا لگا تھا۔۔انہیں لگا وہ اس کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔۔۔لیکن اس کا یوں نڈر انداز دیکھ کے دل خوف میں مبتلا ہوا۔۔

مما۔۔پلیز سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔ایک دو دن کی بات نہیں ہے۔۔۔پوری زندگی کا سوال ہے۔۔اور میں جلدی بیوہ نہیں ہونا چاہتی۔۔وہ دور کی کوڑی لائی تھی۔۔

نور۔۔نزہت بیگم کا ہاتھ اٹھا تھا اور اس کا گال سرخ کر گیا۔۔۔ایسی تربیت کی ہے میں نے تمہاری۔۔باپ کا لحاظ کر لو۔۔

نور نے آنکھیں بند کرتے خود پہ ضبط کیا لیکن پھر بھی پانی آنکھوں سے چھلک گیا۔۔

نزہت۔۔جوان بیٹی پہ ہاتھ تو نہیں اٹھاؤ۔۔۔ مصطفی صاحب نے انہیں ڈپٹتے نور کو خود سے لگایا تو وہ ہچکیوں میں رو دی۔۔بابا مجھے شادی نہیں کرنی ابھی۔۔

دیکھو بیٹا ہم تمہارے ماں باپ ہیں۔۔ کبھی تمہارے بارے میں غلط فیصلہ تو نہیں کریں گے نا۔۔اسے پیار سے دیکھا۔۔

آج نہیں تو کل شادی تو کرنی ہے۔۔ پھر عالم گھر کا بچہ ہے۔

۔۔

بچہ تو نا کہیں۔۔ روتے روتے ٹوکا تو مصطفی صاحب نے بمشکل ہنسی کنٹرول کی۔۔

ہمارے ساتھ چالیں کرتی ہے۔۔ ورنہ کوئی مسلہ نہیں ہے اسے بس ماں باپ کو ذلیل کرنا ہے۔۔ نزہت بیگم ابھی بھی نرم نہیں پڑیں۔۔

تم خاموش رہو۔۔میری بیٹی ہماری بات مانے گی۔۔اس کا چہرہ سامنے کرتے پوچھا تو اس نے بے چارگی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔

عالم کو تو وہ بعد میں بتائے گی جینا حرام کیا تو میرا نام بھی نورِ جبین نہیں۔۔دوبارہ بابا کے کندھے سے سر ٹکاتے دل ہی دل میں اسے کوسا۔۔۔

اصل مسئلہ تو تب کھڑا ہوا تھا جب ثروت بیگم کو یہ بات پتا چلی تھی۔۔ کہ ان کا سب سے قابل بیٹا اپنی زندگی کے لیے نور کا انتخاب کر رہا ہے۔۔ اگلے دن ہی وہ نزہت بیگم کے گھر پہنچ چکی تھیں۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا تم اندر سے اتنی زہریلی نکلو گی نزہت کے میرے ہی بیٹے کو مجھ سے چھین لو گی۔۔

پھپو۔۔نور جو کل سے پریشان تھی پھپو کی امد پہ اورناخوش ہوئی۔۔میری مما کا کوئی قصور نہی ہے۔۔

ہاں تو پھر تم نے ڈورے ڈالے ہونگے۔۔اس دن افطار پہ جو تم غائب تھی یقنا میرے بیٹے کے ساتھ منہ کالا کرنے گئ ہو گی۔۔

ثروت۔۔اپنی حد میں رہو۔۔میری بیٹی کو۔کچھ کہنے سے پہلے جاکے اپنے بیٹے کا گریبان پکڑو جس نے کمرے میں بند

کر کے میری بیٹی کو ہریس کیا ہے۔۔وہ بھی جھکنے والی کہاں تھیں۔۔ تلخی سے کہتے اشتعال میں ائیں۔۔۔

اپ۔کو۔کیا لگتا ہے ان کی شادی اتنی آسانی سے ہو جائے گی یا ثروت بیگم۔قیدو کا کردار ادا کریں گی

نورِ عالم

ن ع

قسط 3

بات سنو بی بی۔۔ یہ ہتھکنڈوں سے کچھ نہیں ہو گا۔۔ میں اپنے بیٹے کو تم جیسی لڑکی کے حوالے تو نہیں ہونے دوں گی ۔۔ میرا اتنا قابل بیٹا اور تم نکمی۔۔ وہ بھڑکتی ہوئی برسیں۔۔

تھینکیو پھپھو۔۔ آپ کا بہت شکریہ۔۔ میں بھی یہی چاہتی ہوں میری آپ کے بیٹے سے شادی نا ہو۔۔ کیونکہ میرے

میں اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ ساری زندگی آپکی جلی کٹی سنوں

۔۔نور نے بڑی مشکل لہجے کو سخت ہونے سے بچایا تھا۔۔

ہونہہ اب آیانا اونٹ پہاڑ کے نیچے وہ طنزیہ ہنسی۔۔مجھے پتہ تھا تمہاری نہیں چلنی۔۔ہو گا تو وہی جو میں چاہوں گی۔۔

طنزیہ سے کہتیں وہ انہیں گھورتے جیسے آئی تھیں ویسے ہی واپس چلی گئیں۔۔

نزہت بیگم گرنے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھی تھیں ۔۔ان کی نند سے کبھی منہ ماری نہیں ہوئی تھی ہمیشہ وہ ان کی عزت کرتیں۔۔ لیکن آج۔۔ آج کے بعد وہ انہیں بلانا بھی نہیں چاہتی تھیں۔۔

ان کی بیٹی نکمی ضرور تھی لیکن بدکردار نہیں تھی۔۔اس کا جواب تو انہیں اللہ ہی دیتا۔۔ سر تھامتے ان کا دل ڈوب رہا تھا۔۔۔

میں ہونے ہی نہیں دوں گی۔۔ کبھی نہیں ہونے دوں گی

عالم میر کو بے وقوف بنا رہی ہیں وہ عورتیں۔۔ انہیں کیا لگتا

ہے میرا بیٹا ان کے ہتھکنڈوں میں پھنس جائے گا۔۔

دوسری طرف ثروت نے گھر آ کے بھی واویلا مچانا شروع

کر دیا۔۔ داؤد صاحب نے انہیں تاسف سے دیکھا۔۔

تمہیں اپنے بیٹے کی خواہش کا احترام کرنا چاہیے الٹا تم انہیں بے عزت کر کے آ رہی ہو۔۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تھا بھائی سے جڑی رہو گی اسی بہانے۔۔

بھائی سے ویسے بھی بگاڑ پیدا نا ہوتا اگر یہ لوگ بیچ میں اپنا فساد نا کھڑا کرتیں۔۔

اور مجھے نور پہ اعتراض نہیں ہے میں اسے بہو بھی بنالوں گی بس عالم کے لیے نہیں۔۔عالم کے لیے میں اپنی پسند کی کسی اونچے خاندان کی لڑکی لاؤں گی۔۔

تم عورتوں کے دماغ کبھی درست نہیں ہوسکتے۔۔داؤد صاحب خاموش ہوگئے۔۔ان سے عالم نے بات کی تھی اور اس کے انداز سے انہیں کہیں نہیں لگا تھا کے وہ کسی دباؤ میں ہے۔۔

وہ کسی اور کے دباؤ میں آتا بھی کیوں جب اس نے اپنی ماں کی نہیں سنی تھی دوسرے تو پھر دوسرے تھے۔۔یقیناً اسے نور پسند آئی تھی تو اس نے حامی بھری تھی۔۔انہیں عالم کو آگاہ کر دینا چاہیے تھا اس کی ماں کے ارادوں سے ۔۔انہیں بھی نور اچھی لڑکی لگی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

درمیان کے دو دن سکون سے گزر گئے تھے۔۔ ثروت بیگم کو بس اتنا پتہ تھا کہ عالم میر نور سے شادی کرنا چاہتا ہے یہ نہیں پتہ تھا دو دن بعد اس کا نکاح بھی ہے۔۔

وہ تو یہی سوچ رہی تھیں کہ نور سے عالم کو بچانے کے لیے وہ طلحہ کا استعمال کریں گی لیکن جلدی ہی ان کے پلین پہ پانی پھیر دیا گیا جب عالم نے انہیں فون کر کے بتایا تھا کہ وہ لوگ مصطفی صاحب کے گھر آجائیں۔۔ ان کا پارہ تو ساتویں آسمان پہ جا پہنچا تھا۔۔

میں خود کو مار دوں گی اگر اس نے نور سے شادی کی تو
۔۔سب سے پہلی دھمکی جو انہوں نے سرے عام دی تھی
۔۔

پاگلوں والی حرکتیں مت کرو۔۔شکر کرو وہ شادی کے لیے
مان گیا ہے۔۔داؤد صاحب نے انہیں ڈپٹ دیا۔۔پھر
بچوں کو تیار ہونے کا کہا۔۔خولہ تو ماں کے نقش قدم پہ چلتے
منع کر گئی البتہ طلحہ اور برہان کی فیملی تیار ہونے چلی گئی۔۔

دوسری طرف عالم کو ان کے ارداوں کا علم ہی نہیں تھا ابھی داؤد صاحب کو بھی اب معلوم ہوا تھا نکاح کا ورنہ وہ ضرور جلدی اسے بتا دیتے۔۔

دسویں روزے کی صبح فجر کے بعد ہی ان کا نکاح تھا۔۔ نماز کے بعد وہ لوگ وہاں پہنچے تو نزہت بیگم کا موڈ خراب تھا ۔۔عالم ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔۔

راستے میں ثروت بیگم طلحہ کے کان میں کھسر پھر کرتی ہی آئی تھیں۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سفید کاٹن کے شلوار قمیض میں کف فولڈ کیے بالوں کو ہمیشہ کی طرح پیچھے کی طرف سیٹ کیے وہ نکاح کے لیے تیار تھا ۔۔انگ انگ سے پھوٹتی خوشی اسے سرشار کر رہی تھی۔۔

جوتے پہنتے موبائل اٹھا کے ٹائم دیکھا۔۔یقیناسب لوگ پہنچ چکے ہونگے۔۔ جلدی سے وائلٹ اور گاڑی کی چابی لیتے وہ باہر نکلا تو سامنے ملازمائیں اس کے انتظار میں کھڑی تھیں۔۔ جن کے ہاتھ میں بیگز اور مٹھائی کے ٹوکرے تھے ۔۔

آدھے گھنٹے میں وہ مصطفی صاحب کے گیٹ کے سامنے تھا ۔۔ڈرائیور نے تیزی سے اترتے اس کے لیے دروازہ کھولا تو وہ باہر نکلا۔۔

ملازمہ نے آگے ہو کے بیل بجائی تو جلدی ہی دروازہ کھول دیا گیا۔۔

مصطفٰی صاحب مے معین سے اس سے ملے گھر کی عورتوں کا کیا سین تھا اس کی انہیں خبر بھی نہیں تھی۔۔ اصل دھماکہ تو تب ہوا جب نکاح خواں نے نکاح کے لیے آئے ۔۔

نکاح کے اجاب قبول کے لیے دلہا دلہن کو بلایا تو عالم سے پہلے طلحہ کھڑا ہوا۔۔

ب۔۔بھائی۔۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔ حلق تر کرتے عالم کو مخاطب کیا۔۔

ہوں۔۔ سن رہا ہوں۔۔ حیرت سے دیکھتے متوجہ ہوا۔۔۔

میں جانتا ہوں آپ کو برا لگے گا لیکن پلیز۔۔ آپ میرے لیے قربانی نہیں دے سکتے۔۔ وہ۔ ہچکچا بھی رہا تھا اور خوف زدہ بھی تھا۔۔

کیا کہہ رہے ہو کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔۔ مصطفیٰ صاحب نے الجھن بھرے انداز میں اسے گھورا۔۔

م۔۔ میں اور نور ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔۔ اور سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔۔ عالم نے ضبط سے آنکھیں

بند کرتے اپنی ماں کا چہرہ دیکھا جہاں شاطر مسکراہٹ اسے پہلی فرصت میں نظر آگئی تھی۔۔

سوری۔۔۔میں کسی کے لیے قربانی نہیں دیتا۔۔ آپ نکاح شروع کریں۔۔ ساتھ نکاح خواں کو مخاطب کیا۔۔

بھائی نور۔۔

اس کا نام بھی مت لو۔۔۔وہ ایک دم کھڑا ہوا۔۔ آنکھوں میں جیسے لہو اتر آیا تھا۔۔وہ لڑکی جو پھپھو سے چڑتی تھی

اتنے قابل بیٹے کو ریجیکٹ کر رہی تھی وہ بھلا اس نمونے کو پسند کر لیتی۔۔ناممکن سی بات تھی۔۔

بھائی آپ ہم پہ ظلم۔۔

خبر دار جو ایک لفظ بھی بولا منہ توڑ دوں گا تمہارا۔۔جبڑے بھینچتے وہ غرایا۔

نکل جاؤ یہاں سے۔۔میرے سامنے مت آنا ورنہ بہت برا حشر کروں گا۔۔پھر پیچھے پلٹا۔۔اور کسی کو پرو بلم ہے تو وہ

بھی جا سکتا ہے یہاں سے۔۔مجھے کسی کے مشورے کی یا
فیصلے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

آپ لوگوں کو یہاں بلا لیا یہی غنیمت جانیں ورنہ آپ کو
پتہ بھی نہیں چلنا تھا اور میں شادی کر لیتا۔۔

ثروت بیگم پیچ و تاب کھا کے رہ گئیں۔۔ طلحہ بھی دم
سادھے ایک طرف ہو کے بیٹھ گیا۔۔نور کمرے میں ہی

سارے شور کو سن رہی تھی اس کا تو دل کر رہا تھا پھپھو کی سوچ پہ جا کے تالیاں بجائے۔۔

وہ جو بڑی مشکل سے خود کو راضی کر پائی تھی عالم کی بیوی بننے کے لیے اب نیا ڈرامہ شروع کر دیا تھا ان لوگوں نے۔۔

آپ نکاح شروع کریں۔۔ واپس اپنی جگہ پہ بیٹھتے اس کے ماتھے پہ بل نمایاں تھے۔۔ نکاح خواں نے نکاح شروع کیا

توسب خاموش ہو گئے۔۔نزہت بیگم کو اچھا لگا تھا عالم کا انداز۔۔

کوئی بھی مرد مرد تب ہی بنتا ہے جب وہ اپنی بیوی کو ہر بری نظر سے بچائے۔۔اور وہ یقیناً ان کی بیٹی کو فساد ڈالنے والوں سے محفوظ رکھ سکتا تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

سب کے جانے کے بعد عالم نے مصطفیٰ صاحب سے اجازت لی تھی کہ وہ نور سے مل سکتا ہے۔۔

بلکل بیٹا ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو گا۔۔ بلکہ اب تو ہمیں تم سے پوچھنا پڑے گا۔۔ ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیتے وہ ہلکا سا مسکرائے تو سر ہلاتے اس کے روم کی طرف آیا ۔۔ پھر ہلکی سی دستک دی تو اندر نیم دراز نورِ جبیں اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ یقینا مما اور بابا ہی ہونگے۔۔ دوپٹہ سہی کر کے لپیٹتے دروازہ کھولا تو سامنے دیو کھڑا تھا۔۔

اسلام و علیکم۔۔وہ جو شاک ہوئی تھی دوبارہ عالم کی آواز پہ ہوش میں آئی۔۔

و علیکم اسلام۔۔ناک چڑھاتے جواب دیا۔۔

اندر آنا ہے۔۔اگر اجازت ہو تو۔۔۔ہونٹوں کو کو انگوٹھے سے ملتے ایک نظر اسے دیکھا۔۔

آپ کی مما جب نہیں چاہتی تھیں تو لازمی کرنا تھا یہ سب
۔۔وہ ہلکے گلابی اور آسمانی رنگ کی میکسی میں ہلکا پھلکا تیار
ہوئی تھی وہ بھی مما کے کہنے پہ۔۔ورنہ اس کا ارادہ بے
ڈھنگے حلیے میں ہی نکاح پڑھوانے کا تھا۔۔

اگر میں نے کسی کی مانی ہوتی تو پہلے ہی مان لیتا۔۔اس دن
کی طرف اشارہ کیا جب وہ اسے منہ پہ کہہ کے آئی تھی کے
وہ اس سے شادی نہیں کرے گی۔۔

اب ساری زندگی مجھے پھپھو کے طعنے سننے پڑیں گے پہلے ہی وہ مجھے نہیں بخشتیں۔۔ شکوہ کیا۔۔

پھپھو کے ساتھ تھوڑی رہنا ہے تم نے۔۔ میرے ساتھ میرے گھر میں رہو گی۔۔ انشاءاللہ عید کے بعد لے جاؤں گا۔۔ سنجیدگی سے ساتھ اپنے اگلے ارادے سے آگاہ کیا۔۔

جی نہیں۔۔ دو تین سال تک تو ہرگز نہیں۔۔ میرے ابھی بہت سے کام پڑے ہیں جو کرنے ہیں مجھے۔۔ اور اسی گھر

میں رہ کے کرنے ہیں۔۔ہاتھوں کو مسلتے وہ ایک طرف ہوئی۔۔دل میں عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی میٹھی ۔۔

وہیں جا کے کر لینا۔۔وہ چلتا ہوا بیڈ پہ بیٹھا جبکہ نور ایک طرف صوفے پہ ٹک گئی۔۔

میرا تو دل کر رہا ہے ابھی لے جاؤں۔۔ نظریں اس کے ہاتھوں پہ مرکوز کیں دل چاہ رہا تھا وہ اسے چھوئے۔۔ لیکن

ابھی وہ روزے کی حالت میں تھا اور بہکنا ہر گز نہیں چاہتا تھا

۔۔

ایسے ہی لے جاؤں۔۔ ہر چیز میں آپ کی مرضی تھوڑی چلے گی اتنی جلدی جلدی یہ سب کر لیا کافی ہے۔۔

آپ کے لیے کافی ہے میرے لیے تو سزا اور بڑھ گئی ہے ۔۔ ہاتھ پھیلاتے پیچھے کی طرف جھکا تو نور نے اسے گھورا۔۔

پھر جلدی ہی نظروں کا زاویہ بدل لیا اس کی پر تپش نگاہیں

اسے ہی تو دیکھ رہی تھیں۔۔عالم خاموشی سے اسے دیکھتا

رہا۔۔

اب جائیں۔۔دونوں کے درمیاں خاموشی حائل ہوئی تو نور

نے کن اکھیوں سے دوبارہ اسے دیکھا جو اسے فرصت سے

دیکھ رہا تھا۔۔

اسے آفس بھی جانا تھا اور اپنے گھر کے معمالات بھی دیکھنے

تھے ویسے تو اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کسی کے کچھ بھی

سوچنے سے لیکن جو بات طلحہ نے کی تھی اگر وہ ذرا سی بھی حقیقت ہوئی تو اس کے لیے ساری زندگی کا گلٹ بن جاتا

۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔ پھر میں چلتا ہوں۔۔ موبائل پہ ٹائم دیکھا ۔۔ پھر اٹھتے کھڑا ہوا۔۔۔

شام کو آؤں گا۔۔ باہر نکلتے اطلاع دی نور بھی کھڑی ہو گئی تھی۔۔ میکسی پکڑ کے اوپر کرتے اس کی پشت کو گھورا۔۔۔

کیوں۔۔م۔۔میرا مطلب۔۔

کیونکہ میں سوچ رہا ہوں مجھ سے عید تک کا بھی انتظار نہیں ہو گا۔۔واپس پلٹتے رکا۔۔

اگر آپ نے ایسی ویسی کوئی بات مما لوگوں سے کی نا تو سچ میں اس بار بہت برا ہو گا آپ کے ساتھ۔۔وہ روہانسی ہوئی ۔۔

میں ہر سزا قبول کرتا ہوں۔۔ لیکن دوری برداشت نہیں ہو گی۔۔ سینے پہ ہاتھ باندھتے وہ پھر رک گیا تھا۔۔

ڈائلاگ بازی نا کریں اور جائیں۔۔

ہاہا۔۔وہ۔ہلکا سا ہنسا۔۔ ٹھیک ہے گڈ بائے۔۔ پھر ہاتھ سے زرا سا اشارہ کیا۔۔ اور باہر نکل گیا۔۔

جوں جوں رمضان اختتام کی طرف جارہا تھا عبادتوں میں اور شدت آرہی تھی۔۔ نزہت بیگم ابھی قران کی تلاوت

کر کے اٹھیں تو نور جائے نماز پہ بیٹھی زور زور سے ہلتے دعا مانگ رہی تھی وہ اسے دیکھ کے ہلکا سا مسکرا دیں۔۔

جب سے اس کا نکاح ہوا تھا تب سے اس کی دعائیں لمبی ہو گئی تھیں اب پتہ نہیں کون سی دعا مانگتی تھی وہ۔۔

اگر سب کچھ مانگ لیا ہو تو اٹھ کے سفید چنے بھگو دو۔۔ آج شام کو چنا چاٹ بنائیں گے۔۔ قران پاک کو غلاف میں لپیٹتے اسے آواز دی۔۔ وہ سامنے ہی ٹی وی لاؤنج میں جائے نماز

بیچاکے بیٹھی تھی۔۔کچھ دیر کے بعد اٹھ کے سفید چنے بھگوئے پھر واپس آکے قران پاک اٹھایا۔۔

بیس روزے گزر چکے تھے اور وہ ابھی تیرھویں سپارے میں تھی شروع کے دن سستی میں نصف بھی نہیں پڑھا جاتا تھا اور اب ڈیڑھ سپارہ تو لازمی پڑھتی۔۔

نزہت بیگم کو اور کیا چاہیے تھا چلو نماز روزے کی تو پابند ہو جاتی۔۔کام کاج کا کیا جہاں جا رہی تھی وہاں پہلے ہی ملازمین کا ڈھیر تھا اس کا مسلہ ویسے ہی نا ہوتا۔۔

سبق پڑھ کے اٹھی تو نزہت بیگم افطاری کا سامان دیکھ رہی تھیں وہ بھی کچن میں آ گئی۔۔۔

مما۔۔روز چنا چاٹ کباب اور پکوڑے یہی بناتے ہیں ان چار چیزوں کے علاوہ بھی کبھی کچھ بنالیں۔۔

اب تو چنے بھگو دیے ہیں۔۔ کل کچھ سوچیں گے۔۔

آج ہی بناتے ہیں نا۔۔۔کیبنٹ سے میدہ نکالتے شیلف پہ رکھا۔۔

اپنے میاں سے کہو وہ کچھ اچھالا دے گا۔۔اسے گھورتے میدہ واپس رکھا کیونکہ وہ کام شروع کر کے آخر میں بھاگ جاتی پھر نزہت بیگم کو سارا کام کرنا پڑتا۔۔

ان سے کیوں کہوں۔۔وہ اسی کام کے لیے رہ گئے ہیں۔۔

واپس میدہ نکالا۔۔زیادہ دیر نہیں لگے گی بس دو تین
سموسے بنانے کی پریکٹس کروں گی۔۔۔

نور۔۔میں منع کر رہی ہوں۔۔بابا سے کہو وہ واپسی پہ لیتے
آئیں گے۔۔

کچھ کرنے دیتی نہیں ہیں مجھے پھر کہتی ہیں میں کام نہیں
کرتی۔۔روزہ لگنے سے آواز بھی بمشکل نکل رہی تھی اس
کی۔۔

اچھا کر لو۔۔ لیکن کام پورا کرنا۔۔

اوکے۔۔

ان کے جانے کے بعد اس نے سمپل طریقے سے میدے کی برفی بنائی تھی جس کی ریسپی اس نے یوٹیوب سے دیکھی تھی صبح ہی۔۔ برفی کی ٹرے شیلف پہ ڈھانپ کے رکھتے باہر آئی تو نزہت بیگم دروازہ کھولنے جا رہی تھی اس نے رک کے دیکھا۔۔۔

اندر آنے والی ہستی کو دیکھ کے دل یک بار گی دھڑکا۔۔عالم نے بتایا تو نہیں تھا وہ آنے والا ہے۔۔واپس کچن میں غائب ہوتے دروازے کے پیچھے ہوئی۔۔

اوٹ سے ہوتے باہر دیکھا تو نزہت اسے بیٹھنے کا کہہ رہی تھیں۔۔

آئے ہو تو روزہ افطار کر کے جانا۔۔داماد کے لیے ویسے ہی دل میں عزت ہوتی ہے ان کے لیے بھی وہ ان کی بیٹی کے حوالے سے معتبر تھا۔۔

میں بیٹھوں گا نہیں نور کو لینے آیا ہوں۔۔ پیچھے مڑ کے کچن کی طرف دیکھا جہاں سے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔

نور بے ساختہ پیچھے ہوئی پر وہ دیکھ چکا تھا۔۔۔ پھر خود کو سیٹ کرتے مسکراہٹ چھپائی۔۔ پتہ نہیں کیوں بلاوجہ ہی مسکراہٹ نے پورے چہرے کا حالہ کیا تھا۔۔

خیریت۔۔ کہاں جانا ہے۔۔انہوں نے پیچھے آتی نور کو نظریں چھپا کے گھورا۔

اسلام و علیکم۔۔ بمشکل خود کو سنجیدہ کرتے سلام جھاڑا۔۔

و علیکم السلام۔۔ کیسی ہیں۔۔

ٹھیک ہوں آپ۔۔وہ اس کے پیچھے کھڑی تھی اور عالم اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔

ٹھیک ہوں۔۔میں بھی۔۔

تم لوگ بیٹھو میں ذرا ہانڈی دیکھ لوں۔ ان کو پرائیویسی دینے کے لیے نزہت بیگم نے وہاں سے جانا چاہا تو عالم نے روک دیا۔

ممانی میں بس نور کو ہی لینے آیا ہوں۔۔ رات تک چھوڑ جاؤں گا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ لیکن کچھ دیر تو بیٹھتے۔۔

نہیں بس۔۔ بہت شکریہ آپ کا۔۔

جاؤ بیٹا۔۔ سر ہلاتے انہیں اجازت دی تو نور کمرے میں چادر لینے چلی گئی۔۔

جب تک واپس آئی عالم باہر جا چکا تھا۔۔

تمیز سے رہنا۔۔ نزہت نے اسے گھورا۔۔

میری برفی ساری مت کھانا میں واپس آ کے کھاؤں گی

۔۔ ان کے گلے لگتے کہا پھر بیگ اور چادر سنبھالتے باہر آئی

تو عالم میر دروازہ کھولے اسی کا ویٹ کر رہا تھا۔۔وہ خاموشی سے اسکے بیٹھ گئی۔۔

آپ پہلے بتا دیتے۔۔تو میں تیار ہو جاتی۔۔

بنا بتائے آیا ہوں تو کچھ اچھے حلیے میں ملی ہو ورنہ اول جول بن کے آتی۔۔

اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔سر پیچھے ٹکاتے اسے گھورا۔۔۔

ویسے جانا کہاں ہے۔۔کچھ دیر کی خاموشی کے بعد دوبارہ نور کے پیٹ میں کھد بد ہوئی تو اس سے پوچھا۔۔

ہمارے گھر۔۔وہ دھیان سے ڈرائیونگ کرتے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔

آپ کو پتہ پچھلی بار نکاح سے پہلے جب آپ نے انوائٹ کیا تھا۔۔اس دن پوری افطاری میں نے اکیلے بنائی تھی۔۔اور وہ ساری ویسٹ ہو گئی۔۔

مجھے معلوم ہوتا تو میں ہی آپ کی طرف کرلیتا۔۔

ہاں اور آج میں نے برفی بنائی تھی اور آپ۔۔

تو واپس چلتے۔۔وہیں افطار کرلیں گے پھر رات گزار لیں گے ہمارے گھر۔۔گئیر بدلتے گاڑی سلو کی جیسے وہ ابھی موڑنے لگا ہو۔۔

نہیں۔۔بے ساختہ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے روکا۔۔پھر تیزی سے پیچھے ہٹالیا جیسے کرنٹ لگا ہو۔۔

نہیں۔۔بس ٹھیک ہے آپ کے گھر ہی چلتے ہیں جب واپس چھوڑنے آئیں گے تب ٹیسٹ کرلینا۔۔۔

اگر میرا ارادہ بدل گیا اور میں آپ کو واپس گھر نا چھوڑنے آیا تو۔۔

تو ایسا نہیں کریں گے آپ مجھے پتہ ہے۔۔

اچھا۔۔ آپ کی مما نے تو کہا تھا میں نے آپ کو کمرے میں بند کر کے ہریس کیا ہے۔۔

وہ تو آپ کی مما اس دن بہت الٹا سیدھا بول رہی تھیں مجھے تو اس لیے مما نے کہہ دیا۔۔

اچھا کیا کیا کہا تھا۔۔ گاڑی گھر کے سامنے روکتے وہیں بیٹھا رہا۔۔

یہی کے میں نے آپ کے ساتھ شکل بلیک کی ہے۔۔نرمی سے کہتے وہ اسے اس کی ماں کے خلاف نہیں کرنا چاہتی تھی

اج بہت روزہ۔لگا اپ بتائیں کیسا جارہا ہے رمضان

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط 4

اسے نور کی بات کا مطلب بخوبی سمجھ آگیا تھا۔۔اس کی طرف مڑتے اپنے لب بھینچے۔۔

میرے گھر والے مجھے نہیں سمجھتے۔۔پتہ نہیں وہ کون سی مائیں ہوتی ہو نگی جو بیٹوں سے پیار کرتی ہیں میری ماں کو ہمیشہ مجھے چوٹ پہنچانے اذیت دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرنا آتا۔۔آج جب میں اپنے پاوں پہ کھڑا ہوں قابل ہوں تو انہیں۔۔

عالم۔۔ میں ٹوک نہیں رہی لیکن مجھے جہاں تک لگتا ہے وہ آپ کے لیے برا نہیں سوچتیں۔۔ انہیں بس مجھ سے مسلہ ہے۔۔ اور یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے جب سے ہوش سنبھالا ہے ان کا اپنے لیے یہی رویہ دیکھا ہے میں نے۔۔ اب تو عادت ہو گئی ہے۔۔

تو عادت بدل لیں۔۔ آپ برداشت کر سکتی ہیں میں نہیں کر سکوں گا۔۔ چہرے پہ تناؤ کا اضافہ ہوا۔۔ گاڑی کا دروازہ کھول کے باہر آیا تو نور بھی دوسری طرف سے نکل آئی۔۔

عالم کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔نور نے جتنا بات کو ہلکے میں کہا تھا اس کی حقیقت عالم یقینا سمجھ گیا تھا۔۔

نکاح کے بعد دو تین بار ثروت بیگم نے اسے فون کر کے بتایا تھا کہ نزہت بیگم نے اس کے بارے میں کیا کیا کہا ہے یقینا وہ اسے بھڑکانا چاہتی تھیں۔۔

اچھا چھوڑیں موڈ ٹھیک کریں۔۔اندر آتے نور نے عالم کو بغور دیکھا جس کے چہرے پہ اب اذیت کے تاثرات نمایاں تھے۔۔

آپ کیوں ان کی وجہ سے کلس رہے ہیں۔۔ چھوڑیں۔۔ اسے خود پہ افسوس ہوا آخر کیوں اس کی زبان بند نہیں ہوئی۔۔

آج کیا کیا بنا ہے۔۔ کچن کی طرف دیکھتے عالم کو پھر سے متوجہ کیا۔۔ وہ بس خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

پتہ نہیں۔۔ میں آتا ہوں۔۔ اسے وہیں چھوڑ کے وہ خود اندر چلا آیا۔۔۔

پاکٹ سے موبائل نکالتے بابا کو کال کی۔۔

اسلام و علیکم۔۔ کال ریسیو ہوتے پیشانی مسلی۔۔ بابا آپ کہاں ہیں اس وقت۔۔

وعلیکم اسلام۔۔ خیریت گھر پہ ہی ہوں۔۔

آپ جا کے مما کو لگاتے کیوں نہیں ہیں۔۔مجھے نہیں معلوم آپ نے اتنا عرصہ کیسے اس عورت کے ساتھ گزار لیا ہے ۔۔اگر اس نے دوبارہ نور یا نور کی فیملی کو ہرٹ کرنے کی کوشش کی تو پھر میں بھول جاؤں گا وہ آپ کی بیوی ہیں۔۔

ہوا کیا ہے۔۔مجھے کچھ بتاؤ تو سہی۔۔وہ پریشانی سے اٹھ کے باہر آئے ثروت بیگم اپنی دوسری بہو کے ساتھ بیٹھی جانے کون سی خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔۔

آپ انہی سے پوچھ لیں تو زیادہ بہتر ہے۔۔ ٹھک سے فون بند کر دیا۔۔ بیڈ پہ بیٹھتے اپنے تنفس کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔۔ ان کے کہنے کا مطلب کیا تھا آخر۔۔ انہیں کس نے حق دیا وہ اس کی نور پہ اتنا گھٹیا الزام لگاتیں۔۔ مٹھیاں بھینچتے اس کے جبڑے تھرا اٹھے۔۔

عالم۔۔اس سے پہلے کے وہ اپنا ضبط کھوتا باہر سے اسے دشمن جان نے پکارا تھا۔۔ حلق تر کرتے خود کو ریلیکس کیا ۔۔پھر اٹھ کے دروازہ کھولا۔۔

ا۔آپ ٹھیک ہیں۔۔بے اختیار وہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی ۔۔اس کی آنکھیں اتنی سرخ تھیں کے نور کو لگا وہ ابھی خوف سے گر جائے گی۔۔

م۔۔میں نے مزاق کیا تھا عالم۔۔۔ آپ کیوں اتنا سوچ رہے ہیں بات گزر گئی۔۔اس نے بہت بڑی غلطی کر دی تھی بتا کے۔۔

یہ مزاق نہیں ہے نور۔۔یہ ہمارا کردار ہے۔۔اور کردار پہ کسی کی غلط بات برداشت نہیں کرتا میں۔۔اسے بازوں سے پکڑتے گرفت میں لیا۔۔میری زندگی میں آج تک ایسا موقع نہیں آیا کے لوگ مجھ پہ انگلی اٹھائیں۔۔

میری ماں آپ کے گھر جا کے ہمارے بارے میں آپ کے بارے میں فضول گوئی کرتی رہی ہیں اور آپ نے ان کا منہ نہیں توڑا۔۔

عالم۔۔اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے دوسرے ہاتھ سے چہرہ تھاما۔۔بات سنیں میری۔۔اس کا دل زور زور سے دھڑ دھڑا رہا تھا۔۔

وہ صرف ہمارے رشتے کے خلاف تھی اس لیے ایسا کیا انہوں نے۔۔ا۔۔ آپ پلیز ریلیکس ہوں۔۔میں۔۔ معافی۔۔مانگتی ہوں۔۔ آپ اتنا ہائیپر مت ہوں۔۔وہ یہ بھی بھول گئی تھی اس کے اتنے قریب کھڑی ہے۔۔

میری طرف سے آپ کو مکمل اجازت ہے اگر میرے گھر والوں میں سے کوئی آپ کو ہرٹ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو لگا دیں۔۔

میں اس بات کے حق میں نہیں ہوں کے کوئی ہمیں یا ہمارے رشتے کو توڑنے کی کوشش کرے اور ہم خاموشی سے بیٹھیں رہیں میں آگ لگادوں گا ایسے لوگوں کو۔۔۔

اسے خود میں بھینچتے سینے سے لگایا۔۔ اتنی شدت تھی کے نور کی پسلیاں تڑخ گئیں۔۔

بس عید تک آپ وہاں ہیں۔۔ پھر دھوم دھام سے لینے آؤں گا آپ کو۔۔ کچھ لمحے بعد اسے چھوڑا تو نور کی سانسیں اکھڑی ہوئی تھیں۔۔

بس۔۔ اتنی سی برداشت ہے۔۔ اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے سنجیدگی سے دیکھا جو سرخ گلاب کی مانند ہو چکا تھا۔۔ اتنی دھان پان سی تھی جو اس کے اتنے سے لمس پہ ہانپ گئی تھی۔۔

ج۔۔جی۔۔ہ۔۔ ہمیں باہر چلنا چاہیے۔۔ نظریں چراتے وہ پلٹی پھر ایسے باہر دوڑ لگائی جیسے کوئی بدروح دیکھ لی ہو۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ثروت۔۔بات سنو۔۔کال بند ہوتے داؤد صاحب نے انہیں ملیحہ کے پاس سے اٹھایا۔۔وہ بدمزہ ہوتی ان کے پاس چلی آئیں۔۔

ابھی عالم کا فون آیا تھا۔۔وہ مڑتے روم کی طرف چل دیئے

اچھا۔۔تو مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔۔ثروت ان کے پیچھے پیچھے تھی۔۔

اس لیے کہ وہ بہت غصے میں تھا اور تمہیں وارننگ دے رہا تھا۔۔وہ پھٹ پڑے۔۔تمہارے دماغ میں خناس بھرا ہے۔۔تم اپنے بیٹے کو سکون سے کیوں نہیں رہنے دیتی۔

اب کیا کیا ہے میں نے۔ یقیناً اس چھپکلی نے بھڑکایا ہو گا۔۔

تم اپنے طور طریقے نا بدلنا اس بچی کو ہمیشہ قصور وار سمجھنا ۔۔ عقل کو ہاتھ مارو کچھ۔۔ آئندہ اگر عالم کی طرف سے مجھے کوئی شکایت ملی تو پھر اس گھر سے نکلنے کی تیاری پکڑ لینا ۔۔ ان کا انداز سپاٹ تھا

بس۔۔وہی ہوا نا جس کا ڈر تھا۔۔وہ لڑکی اب ہمارے بیچ بھی دراڑیں ڈال رہی ہے۔۔ٹھیک ہے داؤد صاحب میں چپ تو ہو ہی گئی تھی اب تو نظر بھی نہیں آؤں گی آپ لوگوں کو۔۔آنکھوں میں مصنوئی آنسو بھرتے وہ بیڈ پہ جا کے ٹک گئیں۔۔۔داؤد نے انہیں غصے سے گھورا۔۔۔

مجھے ایک بات بتاؤ۔ تمہیں عالم سے مسلہ کیا ہے۔۔

نہیں مجھے کیوں مسلہ ہو گا اپنے بیٹے سے۔۔میری جان ہے اس میں۔۔بس مجھے وہ لڑکی ایک آنکھ نہیں بھاتی جیسے نا اٹھنے کی تمیز نا کھانے پینے کے اور پھر۔۔رک کے انہیں دیکھا۔۔

میرا بیٹا ایسے ہی پاگل نہیں ہوا پھرتا۔۔وہ لڑکی ادائیں۔۔

بکواس بند کرو ثروت نہیں تو میرا ہاتھ اٹھ جائے گا۔۔یہ مت بھولو تم بھی ایک عورت ہو۔۔ان کی آواز سے

کمرے کی دیواریں ہل گئیں تھیں۔۔ثروت ایک دم کھڑی ہوئی۔۔

آئندہ اگر تم نے میری بہو کے لیے گھٹیا زبان استعمال کی ۔۔تو سچ کہہ رہا ہوں تمہیں تو۔میں فارغ کر دوں گا۔۔

ہماری زندگیوں کو عذاب بنا دیا ہے تم۔۔ثروت بیگم کو لاسٹ وارننگ دیتے وہ غصے سے باہر چلے گئے۔۔

کتنی دیر ثروت بیگم وہیں بیٹھی روتی رہیں لیکن ذہنیت پھر بھی نہیں بدلی۔۔

میں خوش تو نہیں رہنے دوں گی تمہیں۔۔ مجھ سے میرا بیٹا چھینا اب شوہر بھی چھین رہی ہو۔۔ قسم کھا کے کہتی ہو حرام نا کیا جینا تو میرا نام بھی ثروت نہیں۔۔ تہیہ کرتے وہ خلا میں گھور رہی تھیں

وہ کافی دیر بعد فریش ہو کے باہر آیا تو نور وہیں ٹی وی لاونج میں رمضان ٹرانس میشن دیکھ رہی تھی۔۔۔ آفس سے وہ جلدی جاتا تھا آج کل۔۔اج واپسی پہ اس کا دل کیا تھا نور سے ملنے کا تو ساتھ ہی لے آیا۔۔

آئی ایم سوری تھوڑا لیٹ ہو گیا۔۔اس کے الجھے ہوئے سراپے سے نظریں چراتے دائیں بائیں کام کرتے ملازمین کو دیکھا۔۔

ہاں لوگ گھر لا کے بھول جاتے ہیں۔۔وہ ہنوز ویسے ہی لیٹی رہی۔۔عالم اس کے قریب پڑے دوسرے صوفے پہ بیٹھ گیا سفید ٹراؤزر اور گرے ٹی شرٹ میں نکھرا نکھرا سا۔۔

بھولا نہیں تھا بس خود کو ٹھنڈا کیا ہے۔۔آنکھوں کو مسلتے نظریں ٹی وی پہ مرکوز کرنی چاہئیں لیکن پھر بھٹک کے اس پہ پہنچ گئیں۔۔۔

ہو گئے پھر۔۔

نور۔۔سیدھی ہو کے بیٹھی۔۔اسے ٹوکتے موبائل بھی نکالا وہ نہیں چاہتا تھا اسے برا لگے لیکن وہ جیسے آڑی ترچھی لیٹی تھی وہ اسے ڈسٹرب کر رہا تھا۔۔

مجھے ایسے ہی لیٹنا اچھا لگتا ہے۔۔ذرا سا سیدھا ہوتے خود کو سمیٹ بھی لیا۔۔

ابھی گھٹ رہتا ہے افطار میں۔۔عالم نے موبائل واپس ٹراؤزر کی پاکٹ میں اڑیسا۔ہاف سلیوز میں اس کے کثرتی بازو نم تھے۔۔

آپ کو بھوک لگی ہے۔۔ آواز اہستہ کرتے وہ آخر آٹھ کے بیٹھ گئی۔۔

نہیں۔۔ بھوک تو نہیں لگی لیکن آپ میرا ایمان خراب کر رہی ہیں۔۔اور۔

نہیں۔۔میں کیا خراب کر رہی ہوں۔۔نور نے آنکھیں سکیڑیں۔۔ابھی تو میں نے آپ سے حساب لینے ہیں بس یہ رمضان گزر جائے پھر۔۔

میں بھی یہی سوچ رہا ہوں رمضان گزر جائے پھر۔۔اسی کے الفاظ اسے لوٹائے۔۔

عالم میر۔۔ آپ کو پتہ ہے میں ابھی سیکنڈ ائیر کی سٹوڈینٹ ہوں۔۔اور جب تک میرے ایگزیمز نہیں ہو جاتے میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔۔ایک ایک لفظ پہ تسلی سے زور دیتے اسے سختی سے باور کروایا۔۔

پیپر آئی تھینک دن میں ہوتے ہیں۔۔اور میرا کام لیٹ نائٹ کا ہے۔۔۔

نور کو اس کی باتوں کے مطلب بلکل سمجھ نہیں آرہے تھے

بس معصوم سی شکل بنا کے اسے گھورا۔۔

میں نے سونا ہے۔۔جب افطار کا وقت ہو تو مجھے اٹھا دینا۔۔

میں آپ کو یہاں سونے کے لیے تو نہیں لایا۔۔باتیں کریں

مجھ سے۔۔دوسرے صوفے سے اٹھتے قریب ہوا تو نور کا

دل دھڑک اٹھا۔

وہ اس کے سامنے بونگی تو بنتی تھی لیکن اس کی نزدیکیاں اسے بھی ڈسٹرب کرتی تھیں۔۔

کون سی باتیں کروں۔۔ کوئی ہے ہی نہیں۔۔

ہمم۔۔ اچھا یہ بتائیں آپ کو کلر کون سا پسند ہے۔۔ گھٹنوں میں کلائیاں ٹکائے وہ زرا آگے جھک کے بیٹھا ہوا تھا ۔۔ جبکہ نور تھوڑے فاصلے پہ بلکہ سٹریٹ کمر کے ساتھ جیسے ابھی اٹھ کے بھاگ جائے گی۔۔

مجھے شاید ٹی پنک ۔۔ سوچ کے بتایا۔۔

ٹی پنک یعنی چائے والا کلر ۔۔ تصدیق کی ۔۔

جی ۔۔ وہی ۔۔ اثبات میں سر ہلاتے انگلیاں مروڑ دیں ۔۔

عید کی شاپنگ ساتھ کریں گی میرے ۔۔ پھر پوچھا ۔۔

ن ۔ نہیں ۔۔ مما نے لے لیے ہیں میرے کپڑے وغیرہ ۔۔

تو جو شوہر لے کے دے گا وہ پہننے ہیں آپ نے۔۔میں بھی لایا ہوں کچھ۔۔

کیا۔۔دیکھائیں۔۔وہ کھڑی ہوئی تو عالم نے واپس ہاتھ پکڑتے بیٹھایا۔۔افطار کے بعد دیکھاؤں گا ابھی بیٹھ جائیں۔۔

اچھا۔۔میں باہر جاؤں۔۔باہر سے دیکھوں گی۔۔

ساری زندگی دیکھنا ہے ابھی مجھے دیکھنے دیں۔۔

ک۔۔کیا۔۔وہ سٹپٹائی۔۔اس کی ڈسک بلو آئیز میں اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا لگا۔۔

آپ کو۔۔۔اس کا ہاتھ ہنوز عالم کے ہاتھ میں تھا جو نرم گرم لمس سے بھیگ سا گیا۔۔

ع۔۔عالم۔۔وہ سامنے ملازمہ دیکھ رہی ہے۔۔حواس قابو کرتے ہاتھ کھینچنا چاہا تو گرفت مضبوط ہوئی۔۔

کوئی نہیں دیکھ رہا۔۔ آنکھیں بند کرتے پیچھے کو ہو گیا۔ نور وہاں کیسے بیٹھی تھی وہی جانتی تھی۔۔

عالم بس خاموشی سے اس کا ہاتھ پکڑے بیٹھا رہا۔۔ کل میرے کولیگز آرہے ہیں یہاں۔۔ پھر کچھ سوچتے آنکھیں کھولیں۔۔ افطار کے لیے بہت انسسٹ کر رہے تھے تو سوچا کسی ہوٹل میں ہی ان کو افطار کروادوں لیکن اب سوچ رہا ہوں۔۔۔ کے خود نا جاؤں۔۔

بٹ۔۔وہ رکا۔۔نور اس کے اور اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی

۔۔

بٹ میں چاہتا ہوں کہ مجھے نا جانا پڑے بڑی الجھن ہوتی ہے

لوگوں سے۔۔

کیوں۔۔مجھے تو اچھا لگتا ہے۔۔بلکہ مجھے بھی انوائٹ کر لیں

۔۔میں بھی آپ کی پارٹی میں شامل ہو جاؤں گی۔۔

نہیں۔۔اسی لیے آج آپ کو لایا ہوں۔۔اسے گھورا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا اسے ایسے ہی ہر کوئی دیکھے۔۔ کتنی دیر وہ بیٹھے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔۔پھر افطار کے بعد کچھ دیر ٹھہر کے عالم اسے گھر چھوڑ گیا تھا۔۔

سرمئی شام اپنے اختتام کو تھی سورج ڈوب کر زمین کی دوسری طرف جا چکا تھا۔۔۔لوگ افطار کے لیے

دستر خوانوں کے گرد بیٹھے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا چکے تھے

۔۔

یہ وہ وقت تھا کہ جب ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے۔۔

قبولیت کے وقت اگر دو شخص ایک ہی چیز مانگیں تو سوچنے

کی بات ہے وہ کس کے حصے میں جائے گی۔۔

یا تو اللہ ایک کے دل کو بدل دے گا یا اس چیز کو بانٹ لیا جائے گا یا وہ دونوں کو ہی نا ملے اور کوئی تیسرا خوش نصیب بازی مار جائے۔۔

لیکن یہاں کچھ اور معاملہ تھا۔۔ یہ اس لڑکی کا یقین تھا یا ایمان تھا کہ وہ جس چیز کو مانگتی وہ اسے مل جاتی۔۔ اللہ کے قریب یہاں تک کے اکثر وہ صرف خیال کرتی تو اس کی جھولی بھر دی جاتی۔۔

ابھی بھی جب سب اپنی پسند کی چیزیں اللہ سے مانگ رہے تھے وہ بھی جھولی پھیلائے پر یقین تھی جو اس نے مانگا ہے وہ اسے ضرور مل جائے گا۔۔

ردا احمد اسے آٹھ سال ہو گئے تھے اس شخص کا انتظار کرتے جو اسے کبھی ہواؤں میں اڑا گیا تھا۔۔وہ نہیں جانتی تھی یہ محبت اس کے دل میں کیونکر انڈیل دی گئی لیکن وہ اس کے ساتھ اذیت میں تھی تو خوش بھی تھی۔۔

وہ اپنے اللہ کے قریب تھی کبھی کوئی غلط راستہ نہیں چنا تھا اس نے۔۔

ردا۔۔بھائی آئے ہیں تمہارے۔۔وہ دعا سے فارغ ہوئی تو عابدہ نے اسے باہر بلایا۔۔

آئی مما۔۔وہ اٹھ کے باہر آئی تو عبداللہ ہاتھ میں سامان لیے کھڑا تھا۔۔سارا کچھ اس کے حوالے کرتے افطار

لگانے کا کہا۔۔ردا کی مدد کے لیے عابدہ بھی ساتھ ہو گئی تھیں۔۔

روزہ افطار ہونے میں کچھ سیکنڈ رہ گئے تھے اور کام بہت تھا ۔۔ تیز تیز ہاتھ چلاتے بھی وہ محض دو سیب کاٹ سکی تھی ۔۔ اعلان ہوتے کھجور منہ میں رکھی پھر سادہ پانی کا گلاس غٹاغٹ چڑھایا۔۔

کوٹری جام شورو کے علاقے میں وہ ایک چھوٹی سی بستی تھی جہاں ان کا چھوٹا سا گھر تھا۔۔وہاں مکیں چار نفوس جن میں دو بہن بھائی اور ان کے والدین تھے۔۔

ان کی زندگی اپنی ڈگر پہ پر سکون چل رہی تھی۔۔ردا نے ماسٹرز کیا ہوا تھا اٹھائیس سال کی عمر میں وہ قریبی سکول میں پرائیوٹ ٹیچر تھی جبکہ عبداللہ یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ ابا کے ساتھ دکان پہ بیٹھتا تھا۔۔

افطار کے بعد اس نے نماز پڑھ کے روٹی بنائی۔۔

تمہارے ابا کی طبعیت پھر سے خراب ہو رہی ہے ردا۔۔

کچھ کرو۔۔اسے تو وہ مر جائیں گے۔۔ان کو کینسر تھا جو

بڑھتا ہی جارہا تھا۔

مما۔۔میں نے کوشش کی تھی ہیڈ سے بات کرنے کی لیکن

۔۔مجھے بہت ڈر لگتا ہے کیا کروں اگر انہوں نے نوکری

سے نکال دیا تو اور مشکل ہو جائے گی۔۔

پھر۔۔اب انہیں مار دیں۔۔

اللہ نا کرے امی۔۔اللہ کوئی وسیلہ نکالے گا نا۔۔پریشان کیوں ہوتی ہیں۔۔انہیں تسلی دیتے ہاٹ پاٹ میں روٹیاں رکھیں۔۔

پتہ نہیں کب معجزہ ہو گا تمہارے لیے۔۔وہ بڑبڑاتے تیزی سے باہر نکل گئیں۔۔ردا نے سختی سے آنکھیں میچتے شدت سے دعا کی تھی لیکن اس کی دعا ایک ہی تھی۔۔

شاید قدرت کو اس پہ رحم آنے والا تھا۔۔وہ۔ایک بار پھر اس سے ملنے والی تھی۔۔بس کچھ دنوں کی دوری لیکن وہ دوری اس کے لیے کسی طوفان سے کم ثابت نہیں ہوئی تھی

۔۔

اٹھائیس سالہ وہ لڑکی دو دن بعد یتیمی کی چادر بھی اوڑھ گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عید کا چاند نظر آگیا۔۔رات نو بجے وہ کمرے میں سونے جا چکی تھی جب باہر سے نزہت بیگم کی اواز آئی وہ ٹی وی لاؤنج میں ہی بیٹھی نیوز دیکھ رہی تھیں۔۔

اب بھی بتانے کی کیا ضرورت تھی۔۔وہی صبح بتا دیتے۔ باہر نکلتے سکرین کو گھورا۔۔کچھ دیر پہلے تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا لیکن پھر کئی شہروں سے شہادتیں موصول ہوئیں تو فوراً اعلان کر دیا گیا۔۔

اچھا چلو کوئی نہیں اتنا بھی لیٹ نہیں ہوا۔۔ تم جا کے کچن میں صبح کے لیے چیزیں نکالو میں کچھ تیار کر لیتی ہوں۔۔

میں نے کپڑے بھی پریس کرنے ہیں ابھی۔۔وہ جو سونے کے ارادے سے گئی تھی اپنی نیند کا ستیاناس ہوتے دیکھ کے روہانسی ہوئی۔

صرف چیزیں نکال کے شیلف پہ رکھنی ہیں۔۔باقی کام میں نے خود کرنا ہے۔۔نزہت گھورتے اندر چلی گئیں۔کچھ دیر بعد آئی تو نور سامان رکھ چکی تھی۔۔

تم سو جاؤ جا کے تمہارے بابا کہہ رہے ہیں وہ خود ہی کپڑے پریس کر لیں گے۔۔

پکانا۔۔یہ نا ہو کل صبح میری شامت آجائے۔۔

نہیں آتی جاو تم۔۔اسے وہاں سے بھیجا۔۔نور اندر آئی تو موبائل پہ میسج شو ہوا۔۔

اوپن کیا تو چاند مبارک کے ساتھ ایک آنکھوں سے دل نکلنے والا ایموجی بھی تھا۔۔۔

آپ کو بھی۔۔واپس رپلائے کیا ہی تھا کے کال آگئی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نیکسٹ کل انشاء اللہ

نورِ عالم

ن ع

قسط 5

اسلام و علیکم ۔۔۔کال پک کرتے خوشی سے سلام کیا۔۔

جیسے کوئی ہفت اقلیم مل گئی ہو۔۔

وعلیکم السلام۔۔وہ بھی ہلکا سا مسکرادیا۔۔چاند تو نظر آگیا

ہے۔۔

ہاں جی ابھی ماما نے ہی بتایا ہے۔۔

آپ نے خود نہیں دیکھا۔۔وہ شاید چھت پہ کھڑا تھا۔۔

نہیں۔۔بس سنا ہے۔۔

میں نے بھی نہیں دیکھا۔۔پھر گھڑی پہ ٹائم دیکھا ساڑھے نو ہو رہے تھے۔

ہاں میں وہاں ہوتی تو آپ دیکھتے نا۔۔ مسکراہٹ دباتے اس کے لہجے میں ہلکی سی شرارت تھی۔۔

تو پھر میں سوچ رہا ہوں کیوں نا دیکھ لیا جائے۔۔

ک۔۔ کیا مطلب۔۔ وہ سٹپٹائی۔۔ یقیناوہ اسے ویڈیو کال کا کہتا۔۔۔

دس منٹ میں تیار ہو جائیں میں آرہا ہوں۔۔ ساتھ ہی کال بند کر دی۔۔

سنیں۔۔ نہیں۔۔یار۔۔ ممانے کہنا اب نیند نہیں آرہی ۔۔ چہرہ ہاتھوں میں تھپتھاتے دانت پیسے۔۔ دوبارہ کال کرنے کی کوشش کی لیکن عالم نے پک ہی نہیں کی۔۔

ناچار اٹھ کے اس نے کپڑے چینج کیے ہلکے بادامی رنگ کے سادہ سے شلوار قمیض کے ساتھ شیفون کا دوپٹہ حجاب کی طرح لپیٹا۔۔ سرخ رنگ کی لپسٹک ڈھونڈھ کے لگائی وہ بہت کم سرخ رنگ کی لگاتی تھی اج دل کیا تو لگالی۔۔

اب عالم نے چاند دیکھنا تھا تو چاند کو پیارا بھی تو لگنا چاہیے نا
۔۔

جب تک وہ تیار ہوئی عالم میر بھی باہر پہنچ چکے تھے۔۔

بڑی سپیڈ ہے۔۔ چھوٹا سا بیگ اٹھاتے کندھے پہ ڈالا

۔۔اتنے میں اسے باہر سے آواز آگئی تھی۔۔

نور۔۔وہ چادر اٹھا رہی تھی جب نزہت بیگم اس کا دروازہ

کھول کے اندر آئیں۔۔

یہاں تو پہلے ہی تیاری ہو چکی ہے۔۔ سختی سے گھورا۔۔

اسی لیے نیند آرہی تھی۔۔

بس مل گیا طعنہ۔۔ چادر کرتے ہنسی کنٹرول کی اسے پہلے ہی

پتہ تھا مما نے لازمی یہ کہنا ہے۔۔

اب جاؤ باہر۔۔دانت نکال کے دکھا رہی ہو۔۔ڈپٹتے ایک دھموکا لگایا۔۔اور یہ اتنی سرخی کس خوشی میں لگائی ہے۔۔ لال لپسٹک پہ نظر پڑی تو اور غصہ آیا۔۔

اپنے میاں کو قابو کرنے کے لیے۔۔تاکہ ان کی نگاہ میرے علاوہ کسی پہ نا پڑے۔۔

بہت چھچھوری حرکت ہے صاف کرو ابھی۔۔ایک اور تھپڑ کمر کی زینت ہوا۔۔

مما میں نکاح شدہ ہوں اور میرے مجازی خدا باہر کھڑے ہیں۔۔کلس کے انہیں گھورا کہ انہوں نے ایسے ہی تھپڑ جڑ دیا تھا۔۔وہ کیا سوچیں گے ابھی تک میں پٹتی ہوں۔۔

وہ کچھ نہیں سوچے گا تم جو ہو سوچنے کے لیے اسے باہر دھکیلا۔۔لپ اسٹک کے لیے وہ اسے بعد میں بتائیں گی ۔۔سامنے ہی عالم مصطفی صاحب کے ساتھ بیٹھا گپ شپ لگا رہا تھا۔۔

اسے آتا دیکھ کے اجازت چاہی تو مصطفیٰ صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔وہ چہرے پہ چادر کر چکی تھی۔۔

میں روز روز آپ کو لینے نہیں آسکتا۔۔ گاڑی میں بیٹھتے گاڑی سٹارٹ کی۔۔نور دوسری طرف آکے بیٹھی۔۔

میں نے تو نہیں کہا تھا لینے آئیں۔۔ مما نے بھی مجھے سنائی ہیں۔۔ آپ بھی روز روز منہ اٹھا کے آجاتے ہیں۔

سوری۔۔وہ جو فلو میں بول رہی تھی خاموش ہوئی عالم ہاتھ

روکے اس کے انداز کو ملاحظہ فرمارہا تھا۔۔

م۔۔میرا مطلب ہے مما کو نہیں پتہ تھا نا۔۔

ہوں۔۔عالم نے ہونٹ پھیلاتے سر ہلایا۔۔پھر گاڑی

سٹارٹ کرتے سڑک پہ ڈال دی

نور نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔۔پھر چادر چہرے سے

ہٹاتے سائڈ مرر پہ لپ اسٹک دیکھی۔۔ہونٹوں سے پپ

پپ کرتے سیٹ کرتے دوبارہ عالم کو دیکھا جو سامنے دیکھ رہا تھا۔۔

بلیک ٹی شرٹ اور بلیک جینز میں اوپر بلو کلر کا کوٹ پہنے وہ ہینڈسم سا بندہ اس کا شوہر تھا۔۔واو۔۔خود ہی گال پہ ہاتھ رکھتے خوش ہوئی۔۔بالوں کو ہمیشہ وہ پیچھے ہی سیٹ کرتا تھا ڈسک بلو آئیز جو اسے ہمیشہ سب میں نمایاں رکھتی تھیں ۔۔

ہاتھوں کو سٹرئینگ پہ جمائے وہ بظاہر تو سامنے دیکھ رہا تھا لیکن نور کا خود کو دیکھنا بھی بخوبی نوٹ کر رہا تھا۔۔

آپ نے چاند دیکھنا تھا۔۔ کافی دیر بعد نور دوبارہ ہوش میں آئی تو سامنے دیکھتے چہرہ چادر کی اوٹ میں کیا۔۔

سپیشل وہ بلیک نگینوں والی شال لے کے آئی تھی۔۔ اب چاند رات میں ہی نکلتا ہے تو شال اندھیرے کا کام کرتی۔۔

ریڈ لپ اسٹک اچھی لگ رہی ہے۔۔ اس نے بغیر دیکھے ہی سنجیدگی سے کہا

نور ہکا بکا ہوئی اس نے کب دیکھی تھی لپ اسٹک۔۔

آپ کو کیسے پتہ میں نے ریڈ لپ اسٹک لگائی ہے۔۔ اس نے ایک دم ہاتھ کی پشت سے دونوں ہونٹوں کو رگڑ دیا۔۔۔

عالم ابھی بھی سامنے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ ورنہ اس کی اس حرکت پہ ضرور ایک رکھ کے لگاتا۔۔ اب لگائی تھی تو ملنے کی کیا ضرورت تھی۔۔ اس نے بس ذرا سا ہی تو دیکھا تھا ابھی فرصت سے دیکھنا باقی تھا۔۔

بس ایسے ہی نظر پڑ گئی تھی۔۔ گاڑی گھر کے سامنے روکتے بند کی پھر دروازہ کھولتے اس کی طرف آیا تا کہ دروازہ کھولے لیکن نور پہلے ہی چہرہ دوبارہ چادر میں چھپاتے اتر گئی ۔۔

آپ ہمیشہ اپنے گھر ہی لاتے ہیں۔۔ مجھے لگا ہم شاپنگ کرنے جائیں گے۔۔

نہیں۔۔شاپنگ کرنے تو ہر گز نہیں چاند رات ویسے بھی بہت رش ہوتا ہے۔۔ آپ کو کچھ چاہیے تو یہیں آجائے گا ۔۔اس کے پیچھے پیچھے چلتے وہ لیونگ روم میں داخل ہوا۔۔

اگے چلتے نور ہونٹوں اور اس کے آس پاس لگی لپ اسٹک کو اچھی طرح رگڑ چکی تھی اور اب وہاں جلن ہو رہی تھی۔۔

میں نے مہندی بھی لگوانی تھی۔۔وہ ایک جگہ رکی تو عالم بھی ٹھہر گیا۔۔

مہندی کا انتظام ہو جائے گا۔۔ سامنے کھڑی ملازمہ کو اپنی طرف بلایا۔۔

کیا کھائیں گی۔۔۔ پھر نور سے پوچھا۔۔

فلحال کچھ بھی نہیں۔۔

چائے اور سنیکس لے او۔۔ نور نے تو منع ہی کرنا تھا۔۔۔ خود ہی سوچ کے اسے بتایا تو وہ کچن میں چلی گئی۔۔

آپ عید بھی اکیلے کریں گے۔۔ پھپھو لوگوں کے ساتھ کر لیا کریں۔۔

وہ لوگ خود ہی آجاتے ہیں مجھے ضرورت ہی نہیں پڑتی ۔۔۔ صبح میری آنکھ کھلنے سے پہلے وہ لوگ یہاں موجود ہونگے ۔۔ نور کا ہاتھ پکڑتے وہ اندر آیا۔۔ چہرہ ابھی بھی نہیں دیکھا تھا۔۔ اندر آتے دروازہ تھوڑا سا کھلا چھوڑ دیا۔۔

ان سب کو آنا پڑتا ہے آپ ایک بندے چلے جایا کریں
فیملی ہے آپ کی ساری زندگی اکیلے رہیں گے۔۔

سات سال ہو گئے ہیں الگ رہتے کبھی کسی کی کمی محسوس
ہی نہیں ہوئی۔۔ کوٹ اتار کے سائڈ پہ رکھا۔۔ پھر نور کی
طرف رخ کرتے چہرہ دیکھا تو شاکڈ رہ گیا۔۔

کب اتاری ہے۔۔ غصے پہ ضبط کرتے اسے گردن کے پیچھے
سے پکڑتے اپنے قریب کیا۔۔۔

کیوں اتاری ہے۔۔چہرہ قریب کرتے کیسے سانسیں سلگ گئیں تھیں وہ جو سوچ رہا تھا فرصت سے دیکھے گا اس سرخ رنگ کو سارا مزہ ہی کرکرا کر دیا تھا اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے۔۔

و۔۔وہ آپ۔۔نے دیکھ تو لیا تھا۔۔اس کا حلق خشک ہوا ۔۔۔

صرف ایک نگاہ۔۔ صرف ایک لمحہ۔۔اس کی تپتی سانسیں نور کو اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھیں۔۔اس سے پہلے کے اس کی اور شامت آتی ملازمہ نے دروازہ ناک کیا۔۔

عالم اسے چھوڑتے پیچھے ہٹا اس کا سارا موڈ خراب ہو گیا تھا ۔۔نور نے گہری سانس لیتے حواس بحال کیے۔۔

سوری۔۔میں پھر لگا لیتی ہوں۔۔جلدی سے بیگ نکالتے لپ اسٹک برآمد کی جو عالم نے اس کے ہاتھ سے کھینچ لی۔۔

ان ہونٹوں کو اب میں سرخ کروں گا۔۔

سرخ لو دیتی نظروں سے اسے گھورتے دروازہ کھولا تو ملازمہ ٹرالی اندر دھکیلتے واپس چلی گئی۔۔نور کا دل جیسے کانوں میں دھڑک رہا تھا۔۔

م۔۔میں خود لگالیتی ہوں۔۔ لڑکھڑاتے لہجے میں وہ ایک جگہ سن سی کھڑی تھی۔۔

بیٹھیں۔۔ حکم دیا تو وہ جلدی سے بیڈ کے کونے پہ ٹک گئی۔۔

مجھے وجہ بتائیں کیوں اتاری۔۔ جبکہ ابھی میں نے اسے دیکھا بھی نہیں تھا۔۔

و۔۔وہ اچھی نہیں لگ رہی تھی اس لیے۔۔

آپ نے اس لیے اتاری کیونکہ میں نے تعریف نہیں کی
۔۔اس کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھتے آنکھوں میں جھانکا
جہاں نمی جمع ہو رہی تھی۔۔

میں گاڑی میں اگر کرتا تو پھر تو ہم ساری رات وہیں گزار
دیتے۔۔اس کا ہاتھ تھامتے ہلکے سے دبایا تو نور نے بے
اختیار آنکھیں میچ لیں۔۔

ا۔۔ آئی۔ ایم سوری مجھے کیا پتہ تھا آپ کو اچھی لگی ہے۔۔

مجھے لگا کے آپ کو پسند نہیں آئی۔۔ جیسے پہلے آپ کو

میرے کپڑے پسند نہیں آتے۔۔

عالم اسے بے خودی سے دیکھ رہا تھا جو روتے ہوئے اس سے

شکوہ کر رہی تھی۔۔ اٹھ کے پاس بیٹھتے اپنی طرف موڑا۔۔

سزا تو ملے گی آنسو انگوٹھے سے چنتے آنکھوں میں جھانکا۔۔

لیکن ابھی نہیں۔۔لپ اسٹک وہ اپنی پاکٹ میں رکھ چکا تھا
۔۔شادی کے بعد۔۔ابھی سکون سے چائے پیتے ہیں۔۔وہ
اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا۔۔نور نے چھوٹے بچوں کی طرح
زور زور سے سر ہلایا تو وہ مسکراہٹ چھپا گیا۔۔

ابھی اس نے وہی کرنا تھا جو اس عمر کی لڑکیاں کرتی ہیں وہ
بھی تو اس کے اور اپنے رشتے کے تقاضوں کو ابھی نہیں
سمجھ رہی تھی۔۔اسے چائے اور سنیکس دیتے خود بھی
سنیکس اٹھا کے منہ میں ڈالے۔۔

اب موڈ ٹھیک کریں پھر میں اپکو مہندی لگاتا ہوں۔۔

نہیں لگانی اب۔۔میرا دل نہیں کر رہا۔۔

لیکن میرا دل کر رہا ہے اپنی نور کو میں خود مہندی لگاؤں۔۔ ہلکے پھلکے انداز میں کہتے اسے ریلکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔نور نے بس چند سنیکس ہی لیے۔۔

نور کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے عالم کو کافی محنت کرنی پڑی تھی لیکن ٹھیک ہو گیا تھا۔۔ ملازمہ مہندی دے گئی تو اس نے خود اس کے مومی ہاتھوں پہ سادی گول ٹکیا بنائی تھیں ۔۔ دونوں ہاتھوں کی سیدھی سائڈ پہ اور انگلیوں کے پوروں پہ مہندی دیکھ کے اسے گھورا۔۔

اچھی نہیں لگی کیا۔۔ اس کا ہاتھ ابھی عالم کے ہاتھ میں ہی تھے۔۔ سوالیہ نظروں سے دیکھتے پوچھا۔۔

اچھی ہے۔۔ لیکن بیلیں زیادہ پیاری لگتی ہیں نا۔۔

مجھے تو یہی والی زیادہ اچھی لگ رہی ہے۔۔ہاتھ چھوڑتے اپنے ہاتھ دھونے کے لیے اٹھا کیوں کہ اس نے ٹکی کو اپنی شہادت کی انگلی سے گول کیا تھا۔۔

نور نے بھی اٹھ کے پھسلتا ہوا دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔عالم ہاتھ دھو کے واپس آیا تو انگلی پہ رنگ چڑھا ہوا تھا۔۔

یہ رنگ اب کیسے اترے گا۔۔

یہ تبھی اترے گا جب میری مہندی کا رنگ اترے گا۔۔

مطلب اتنے دن مجھے یہ ہاتھ پاکٹ میں ڈال کے رکھنا پڑے گا۔۔

آپ کو شرمندہ ہونا پڑے گا۔۔ سوری۔۔ میں خود سب کو بتاؤں گی کہ مجھے عالم نے مہندی لگائی ہے۔۔ مسکراہٹ دباتے وہ اس سے دور ہو کے کھڑی ہوئی۔۔

میں جان نکال لوں گا اگر کسی کو بتایا تو۔۔

ایسے ہی۔۔ہاتھ تو لگا کے دیکھائیں۔۔شفون کا دوپٹہ ڈھلک کے کندھے سے نیچے کی طرف گر رہا تھا۔۔رخ بدلتے شال تلاشی۔۔۔

آپ مجھے گھر چھوڑ کے آئیں اب۔۔ایک تو بج ہی گیا ہے ۔۔گھڑی پہ نظر دوڑائی تو ہوش اڑے۔۔

صبح چھوڑ آؤں گا اب رات کو کہاں سفر کریں گے۔۔

صبح نہیں۔۔مما لوگ پریشان ہو رہے ہونگے۔۔

میں انہیں بتا کے آیا تھا۔۔وہ سو گئے ہونگے انہیں ڈسٹرب کرنا بھی تو اچھا نہیں ہو گا۔۔

عالم۔۔ نہیں وہ سہی معنوں میں گھبرا گئی۔۔رات کو وہاں رہی تو مسلہ نا ہو جائے کوئی ابھی ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی صرف نکاح ہوا رھا بے شک وہ محرم تھے لیکن اس کی پھپھو کو اگر پتہ چل گیا تو وہ الگ واویلا کریں گی۔۔

م۔۔میں یہاں نہیں رہ سکتی جھر جھری لیتے بمشکل چادر

اٹھانے کی کوشش کی۔۔عالم ڈرار سے کوئی چیز نکال کے

انگلی پہ لگا رہا تھا۔۔آئنے میں اسے اس کا عکس نظر آرہا تھا

۔۔

میں باہر سو جاؤں گا اگر اپ کو مجھ سے خطرہ ہے تو۔۔

ن۔۔نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔آپ۔۔

پھر کیسی بات ہے۔۔اتنا مت سوچیں کچھ نہیں کروں گا۔۔

آپ سمجھ نہیں رہے نا۔۔شال وہیں چھوڑتے پاس آئی۔۔

آپ نے بتایا ابھی پھپھو لوگ صبح ہی آجاتے ہیں تو پھر اگر

انہوں نے یہاں مجھے دیکھ لیا تو۔۔خوف ابھی سے اس کی

آنکھوں میں نظر آنے لگا تھا۔۔

اب تو یہیں رہنا ہے۔۔چپ چاپ وہاں لیٹ جائیں۔۔نور

اسے دیکھ کے رہ گئی۔۔

جتنا میں کہتا ہوں ان سے ڈرنا نہیں ہے آپ الٹا اور زیادہ خوف زدہ ہو رہی ہیں۔۔جب میں ساتھ ہوں آپ کے تو پھر آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

اس کا دوپٹہ اٹھا کے کندھوں پہ پھیلایا۔۔میں آپ پہ آنچ بھی نہیں آنے دوں گا بے فکر رہیں۔۔میرے گھر والوں کو میں خود ہینڈل کر لوں گا۔۔

پھر بھی آپ کو نہیں پتہ۔۔

آپ کو بھی اندازہ نہیں ہے میرے بارے میں۔۔اس لیے

اب کوئی آرگومنٹ نہیں۔۔وہاں جائیں اور لیٹ جائیں۔

۔میں باہر سو رہا ہوں۔۔ہاتھ صاف کرتے ڈپٹا۔۔پھر جب

تک وہ سو نہیں گئی عالم وہیں رہا۔۔اس کے سونے کے بعد

وہ باہر نکل گیا تھا

صبح اس کی آنکھ کھلی تو باہر سے تیز تیز بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔۔وہ ایک دم اٹھ کے بیٹھی۔۔

کہیں پھپھو لوگ۔۔سب سے پہلے یہی خیال آیا تھا۔۔اٹھ کے دروازے سے باہر جھانکا۔۔سامنے سب جمع تھے ۔۔پھپھو دادو انکل۔۔برہان بھائی اور ان کی فیملی خولہ اور طلحہ۔۔البتہ عالم اسے کہیں نظر نہیں آیا تھا۔۔واپس اندر ہوتے دھک دھک کرتے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔اب وہ باہر کیسے جائے گی۔۔۔

اوفف اللہ جی میں کیا کروں۔۔بیڈ کے قریب آتے اپنا موبائل اٹھایا صبح کے نو بج رہے تھے مطلب وہ لوگ عید کی نماز بھی پڑھ کے آچکے تھے اور اس نے فجر بھی نہیں پڑھی تھی۔۔

سر پہ ہاتھ مارتے خود کو کوسا۔۔اب کیا کروں۔۔جوتے پہنتے دوپٹہ اٹھایا۔۔اتنے میں دروازے پہ دستک ہوئی تو وہ بھاگ کے ڈریسنگ روم میں گھسی۔۔

عالم جو ابھی اسے دیکھنے ہی اندر آیا تھا خالی بیڈ دیکھ کے دائیں بائیں دیکھا کہیں نہیں پا کے وہ باتھ روم میں آیا وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔۔ پھر ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولا تو وہاں بھی نور نہیں تھی۔۔

نور۔۔ اس نے ہلکی سی آواز دی۔۔ نور جو کپڑوں کے بیچ میں گھسی بیٹھی تھی اس کی آواز سنتے باہر آنا چاہتی تھی لیکن

کبڈ لاک ہو گئی تھی اور اب وہ اندر سے کھول بھی نہیں پا رہی تھی۔۔

یا اللہ کہاں پھنس گئی ہوں میں۔۔ سر پیٹتے ہاتھ میں پکڑا موبائل اون کیا۔۔ پھر عالم کو کال کی۔۔ اس کا موبائل باہر پڑا ہوا تھا۔۔

خولہ جو قریب ہی تھی اٹھا کے دیکھا تو نورِ عالم لکھا ہوا شو ہو رہا تھا۔۔ ماتھے پہ تیوری چڑھاتے فون کان سے لگایا۔۔

ع۔۔عالم میں اندر الماری میں بند ہو گئی ہوں۔۔ آپ کے روم میں۔۔ کمرے کا اس لیے بتایا کہیں وہ کسی اور کمرے میں ناڈھونڈنے لگے۔۔ دوسری طرف خولہ شدید اشتعال میں آئی تھی۔۔

بھائی۔۔کے کمرے میں دانت چباتے وہ تن فن کرتے اس کے رومنکی طرف بڑھی دروازہ اندر سے لاک تھا۔۔زور

سے دستک دیتے وہ یہ بھی بھول گئ تھی کہ عالم کے غصے

سے وہ کتنا ڈرتی تھی۔۔دو سیکنڈ میں دروازہ کھلا۔۔

ب۔۔بھائی اپ۔۔اسے دیکھتے سارا غصہ جھاگ کی طرح

بیٹھا۔۔

ہوں۔کوئی کام تھا۔۔وہ دروازے کے سامنے جم کے کھڑا

تھا۔۔

ن۔۔ نہی۔۔وہ۔۔اگر اپ تیار ہو گئے ہیں تو باہر اجائیں

۔۔ نظریں بچاتے وہ اندر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

جاو میں اتا ہوں۔۔اسے واپس بھیجتے دروازہ ٹھک سے بند کیا۔۔

واپس مڑتے اپنے پیچھے کپکپاتی نور کو دیکھا۔۔ جیسے وہ ابھی الماری سے نکال کے لایا تھا۔۔

یار۔۔اتنا خوفزدہ کیوں ہیں ان سے۔۔اسے کہنیوں سے

تھامتے سیدھا کیا۔۔

میری جان نکل گئی تھی۔۔روہانسے ہوتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔اگر اپ میری اواز نا سنتے تو اج۔۔پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔۔

کچھ نہی ہوتا اور نا ہی میں ہونے دیتا۔۔اسے چھوڑتے دور ہٹ گیا ورنہ دل تو کر رہا تھا خود میں بھینچ لے اور اس کا سارا خوف اپنے اندر اتار لے۔۔

ا۔۔ایم سوری۔۔ سر جھکاتے اس کے جوتے دیکھے۔۔ لیکن اب میں گھر کیسے جاوں گی۔۔

نہیں جائیں گی۔۔ماموں لوگ یہیں ارہے ہیں۔۔۔

ک۔۔کیاا۔۔اس کی اواز اونچی ہوئی۔۔اگر وہ لوگ ارہے تھے تو یقینا اسے ساتھ نا دیکھ کر پھپو لوگ پوچھتے اور پھر مما لوگ بتادیتے۔۔

کچھ نہی ہو گا۔۔اپ ابھی میرے ساتھ باہر چلیں گی۔۔

عالم کے سخت انداز پہ نور کی رہی سہی جان بھی نکل گئ تھی

گزرے وقت کی راکھ کو جتنا کھنگالا جائے سوائے تکلیف کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔۔۔اسے یاد تھا جب آخری بار اس نے میرو کو دیکھا اس کے دادا کے انتقال پہ وہ تعزیت کے لیے آیا تھا۔۔اس کے بعد نا کبھی اسے دیکھ سکی تھی نا کبھی سن سکی۔۔

آپی باہر عورتیں آئی ہیں۔۔وہ اندر بیٹھی تھی جب عبداللہ اسے آواز دیتا اندر ایا۔۔ابا کو فوت ہوئے بھی چار دن ہو گئے تھے۔۔جہاں ہر طرف لوگ عید کی خوشیاں منا رہے تھے اس چھوٹے سے گھر میں ماتم بچھی تھی۔۔

اب تو رو رو کے آنسو بھی خشک ہو گئے تھے۔۔لیکن کبھی کبھی کچھ چیزیں ہماری زندگی میں ایسی ہوتی ہیں جو نا نگلی جاتی ہیں اور نا اگلی۔۔

ویسے ہی اس کے ابا بھی تھے۔۔ جن کے کینسر کی وجہ سے وہ لوگ مشکلات کا سامنا کر رہے تھے۔۔ وہ تب بھی خوش نہیں تھے اور اب بھی۔۔ جبکہ کبھی کسی کے چلے جانے سے آپ بہت ساری مشکلات سے نکل اتے ہیں۔۔

وہ لوگ مشکلات سے نکل تو آتے لیکن ایک مہربان سایہ ان سے جدا ہو گیا تھا۔ باپ کی موت کا دکھ تو پھر بہت ہوتا ہے۔۔

وہ باہر آکے بیٹھی تو عورتیں اس کے پاس چلی آئیں۔۔کچے صحن میں سفید رنگ کا بڑا ساترپال بچھایا گیا تھا۔۔جو عموماً تین دن ہی رکھا جاتا ہے لیکن انہوں نے مجبوراً چوتھے دن بھی رکھ لیا تھا کیونکہ لوگ اس خوشی کے موقع پر ان کے دکھ میں شامل ہونا چاہتے تھے۔۔

سارا دن عورتیں آتی جاتیں رہیں شام کو جا کے کچھ رش کم ہوا تو عابدہ کچھ دیر ستانے کے لیے لیٹ گئی۔۔وہ اٹھ کے دوبارہ حبس زدہ کمرے میں آ گئی۔۔

سامنے شیلف پہ دھری ابا کی ڈائری اٹھائی پھر اپنا موبائل ڈھونڈنا۔۔اسے امید تھی آٹھ سال بعد ہی سہی وہ ایک بار لوٹ کے آئے گا۔۔

چار دن کے صبر کے بعد آج اخر اس نے وہ ہمت کرلی تھی
۔۔ نمبر ڈائل کرتے اس نے فون کان سے لگایا۔۔ بیل جا
رہی تھی۔۔

ٹوں ٹوں۔۔

یس۔۔ کال ریسیو کرتے میر نے فون کان سے لگایا۔۔
دوسری طرف ملیحہ سکتے کے عالم میں تھی۔۔ اس نے آج
بھی نمبر نہیں بدلا تھا۔۔ کیوں۔۔۔ کیا وہ اپنے وعدے سے
پھرا نہیں تھا۔۔ اس کا وجود جیسے طوفان کی زد میں آگیا تھا

ـــ

🙈 کیسا جا رہا ہے ناول۔۔۔اور پانچ سو لائک ڈن کریں

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط 6

م۔۔میر۔۔و۔الفاظ جیسے حلق میں ہی ٹوٹ کے بکھر گئے

۔۔م۔۔میرے ابا فوت ہو گئے ہیں۔۔آنکھیں سختی سے

میچتے اس نے کڑا ضبط کیا۔۔۔وہ امید تھی شاید وہ یہ خبر سن

کے دوڑا چلا آئے۔۔

وہ جو سالوں پہلے سب کچھ پیچھے چھوڑ آیا تھا۔۔۔ایک بار پھر

جیسے ہر لمحہ اس کے سامنے پھینک دیا گیا ہو۔۔

میر مت جاؤ یار۔۔ کبھی ہماری بھی سن لیا کرو۔۔اس نے)

پیچھے مڑ کے اس اداس لڑکی کو دیکھا پھر سر جھٹکتے اس آواز

کو کانوں میں ہی مار دیا۔۔ دل تک پہنچنے تک اسے اجازت

ہی نہیں دی۔۔)

ب۔۔ بہت افسوس ہوا۔۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے

۔۔ خود کو کمپوز کرتے سیدھا ہوا۔۔ چہرے پہ انتہا کی

سنجیدگی در آئی تھی۔۔

تمہیں اماں یاد کر رہی تھیں اگر وقت ملے تو آجانا۔۔

ایم سوری۔۔۔میرے پاس ابھی کام ہیں میں پھر بات کرتا ہوں۔۔اس نے فون ہی کاٹ دیا۔۔

(کبھی ان کتابوں سے سر اٹھا کے آس پاس کی رنگینیاں بھی دیکھ لیا کرو۔۔وہ کتابیں زمین پہ رکھتے دھپ سے اس کے پاس آکے بیٹھی۔۔تو میر نے ناگواری سے اسے ٹوکا۔۔

کتابوں کی عزت کیا کرو دنیا تمہاری عزت کرے گی۔۔

بھاڑ میں جائے عزت۔۔مجھے تو بس کھل کے جینا ہے

۔۔بازو پھیلاتے ہوا میں لہرائے۔۔

لیکن مجھے ابھی ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے۔۔تم کہیں اور جا کے جیو۔۔اپنی کتابیں اٹھا کے وہ اس کے پاس سے اٹھ گیا

۔۔

لوٹ کے میرے پاس ہی آؤ گے۔۔پیچھے سے ملیحہ کی آواز اس کے حواسوں پہ بجی تھی۔۔

کبھی نہیں۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔ میر اتنا آگے بڑھ گیا ہے کہ اب پیچھے پلٹنا ناممکن ہے۔۔

پیشانی مسلتے سامنے دیکھا اسے لگا جیسے وہاں ملیحہ اسے دیکھ کے ہنس رہی ہے۔۔ وہی ہنسی جو وہ اکثر اس سے چھپا جایا کرتی تھی۔۔ سوچوں کو جھٹکتے وہ باہر چلا آیا۔۔

\-

ع۔۔عالم میں ایسے کیسے باہر جاؤں۔اپنے حلیے کی طرف نظر دوڑاتے روہانسی ہوئی۔۔جبکہ عالم ڈریسنگ روم سے ایک باکس اٹھائے اس کے قریب آیا۔۔

یہ ڈریس ہے چینج کر کے آئیں۔۔میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔

سکوائر باکس کھولتے سامنے کیا جس کے اندر سبز رنگ کا فیری فراک تھا۔۔جس کے گلے اور بازوں میں خوبصورتی سے گولڈن کلر کے نگینے جڑے تھے۔۔

میں پہنوں گی لیکن سب کے سامنے نہیں جاؤں گی ایسے۔۔

فراک اس کے اندر سے نکالتے بازوں میں دبائی۔۔اور آپ بابا لوگوں کو کہیں وہ نا آئیں میں یہیں اندر بیٹھی رہتی ہوں جب تک یہ لوگ نہیں جاتے۔۔

یہ لوگ تو شام تک نہیں جائیں گے۔۔عالم نے اسے اور ڈرایا۔۔شاباش جلدی تیار ہوں ورنہ آپ کی نند صاحبہ اگلی بار دروازہ توڑ کے اندر آئے گی۔۔

ا۔۔ آپ کیسے انسان ہیں جو۔مجھے تسلی کی بجائے اور ڈرا رہے ہیں۔۔اسے گھورتے وہ باتھ روم کی طرف چلی گئی

تو عالم بھی بیڈ پہ بیٹھ گیا سفید کاٹن کی شلوار قمیض میں وہ بھی اپنی وجیہہ پر سنیلٹی کی ساتھ سحر انگیز لگ رہا تھا۔۔

کف کہنوں تک موڑے ہوئے گریبان کا ایک بٹن کھلا ہوا تھا جہاں سے سینے کے بال جھانک رہے تھے۔۔

نیم دراز ہوتے موبائل نکالا۔۔ گیارہ بجنے والے تھے۔۔
ابھی وہاں بیٹھے کچھ لمحے گزرے تھے کے دروازہ ایک بار پھر ناک ہوا۔۔ اب کی بار ثروت بیگم تھیں۔۔ اسے پیچھے دھکیلتے اندر داخل ہوئیں۔۔

میں سوچ رہی ہوں نزہت لوگوں کو بھی بلالو ساتھ مل کے ہی کھانا کھائیں گے دوپہر کا۔۔ بہت سوچ بچار کے بعد انہوں نے یہ پلین بنایا تھا کہ ان کو بلائیں گی اور جب نور ان

کے ساتھ نہیں ہو گی تو پھر وہ واویلا کریں گی اور نور کو عالم کے کمرے سے بر آمد کریں گی۔۔

نور تو یہیں ہے۔۔ماموں اور ممانی لوگ آرہے ہیں۔۔ان پہ ایک اچٹتی نگاہ ڈالتے باتھ روم کا بند دروازہ دیکھا۔۔ثروت بیگم کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی تھی۔۔

مجھے پتہ تھا وہ حرام زادی چپک۔۔۔وہ اشتعال سے بھری ہوئی تھی۔۔۔منہ میں جو بھی ایا بنا سوچے سمجھے بول گئی۔

اور عالم۔۔کیسے برداشت کر سکتا۔۔

موم۔۔اپنی لمٹس میں رہیں انگلی اٹھاتے اس کی آنکھیں لہو رنگ ہوئیں۔۔دوسرے ہاتھ کی مٹھی اتنی سختی سے بھینچی تھی کے بازو کی رگیں پڑ پھڑ اا ٹھیں۔۔

آپ میری ماں ہیں۔۔تو لحاظ کر تا ہوں ورنہ آپ یہاں نظر بھی نا آئیں۔۔ آنکھیں ان پہ گاڑتے غرایا۔۔نور جو باتھ روم میں تھی کمرے سے آتی آواز سن کے اس کا پورا وجود کپکپا گیا۔۔۔

نکلیں یہاں سے۔۔ابھی کے ابھی۔۔اس کی آواز خطر ناک حد تک اونچی تھی۔۔باہر سے سبھی لوگ اندر دوڑے آئے۔۔

گیٹ اوٹ۔۔اج سے مجھے اپنا بیٹا مت سمجھیے گا۔۔انداز اتنا ہولناک تھا کے سبھی گھبرا گئے۔۔

کیا ہو گیا ہے۔۔بھائی۔۔ طلحہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھنا چاہا جو اس نے سختی سے جھٹک دیا۔۔

بابا اس عورت کو ابھی یہاں سے لے کے جائیں۔۔ورنہ۔۔ بہت برا ہو جائے گا۔۔

ہوا کیا ہے کچھ بتاؤ تو سہی۔۔۔برہان کی بیوی اپنی ساس کو پکڑ کے باہر لے گئی۔۔خولہ اور طلحہ بھی پریشانی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔

ان سے کہیں یہ نور کے بارے میں بولنے سے پہلے سوچ لیا کریں وہ میری بیوی ہے اب۔۔اور میں کسی کو بھی حق نہیں دوں گا وہ اس کے بارے میں بکواس کرے۔۔رخ بدلتے سرخ چہرہ چھپایا۔۔

اگر وہ اس کی ماں نا ہوتی تو ضرور ابھی تک اس کے جبڑے توڑ چکا ہوتا۔۔داؤد صاحب نے بڑی مشکل سے اسے ٹھنڈا کیا تھا۔۔

نور خوف سے شل ہوتے ہوئے گیلے فرش پہ بمشکل اپنا گلا گھونٹے بیٹھی تھیں۔اگر اس کی سسکی کی آواز باہر گئی تو وہ باہر کھڑے افراد کی نظروں سے بھی گر جائے گی۔۔

داؤد صاحب طلحہ اور خولہ کو لے کے چلے گئے تو وہ تن فن کرتا باتھ روم کی طرف آیا۔۔دروازہ کھولا تو وہ سامنے ہی بیٹھی ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کے عالم کا سارا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھتا چلا گیا۔۔۔

نور۔۔اس کے قریب دوزانو بیٹھتے ہاتھ چہرے سے ہٹائے۔۔خوف سے انکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔۔۔

کچھ نہی ہوا سب ٹھیک ہے۔۔اس کے بھیگے بال پیچھے کرتے وہالانہ نظروں سے دیکھا۔۔

م۔۔ مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔۔ سسکی لیتے بمشکل بڑبڑائی۔۔تو عالم نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔۔

میں ہوں نا۔۔ کیوں خوف زدہ ہو رہی ہیں۔ آپ کو مجھ پہ بھروسہ نہیں ہے اس کا سر سہلاتے گرفت اور سخت کی ۔۔ آج کے بعد وہ عورت آپ کی طرف غلطی سے بھی

نہیں دیکھے گی۔۔ کتنی دیر اسے تسلی دیتا رہا۔۔ پھر اسے اٹھا کے اندر لایا۔۔

دیکھیں اتنے پیارے کپڑے بھی خراب کر دیئے ہیں۔۔ بھیگی فراک کی طرف اشارہ کیا تو روتے روتے سمٹ سی گئی۔۔

سوری۔۔وہ۔۔

اٹس او کے۔۔ مجھ سے سوری مت کہا کریں۔۔ باتھ روم سے اس کا دوپٹہ اٹھا کے لاتے اسے اوڑھایا۔ پھر سائڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھاتے اس کے ہونٹوں سے لگایا تا کہ اس کی اکھڑی سانس کچھ بحال ہو۔۔ چہرے کا خون جیسے نچڑ گیا تھا۔۔

عید کا دن ایسے بھی گزرے گا انہوں نے سوچا نہیں تھا۔۔ شام تک نور وہیں رہی تھی۔ پھر اسے عالم خود گھر چھوڑ کے آیا تھا۔۔

____

اماں میرے کپڑے تو نکال دیں پھر میں یہ کام ختم کر کے نکلتی ہوں۔۔وہ آٹا گوندھ رہی تھی کچے صحن میں پیڑی پہ بیٹھی وہ تیزی سے ہاتھ چلا رہی تھی۔۔سامنے جگہ جگہ بکھرے درختوں کے پتے ہوا سے کبھی ادھر تو کبھی ادھر اڑ کے جاتے۔۔

آٹا گوندھ کے جب تک وہ بر آمدے میں آئی تو تیز ہوا کا جھونکا باہر بکھرے پتے اندر گھسیٹ لا یا تھا۔۔

تم جاؤ میں جھاڑو لگا لوں گی۔۔اس نے راشن لینے جانا تھا جو حکومت آج کل ضرورت مندوں کو دے رہی تھی

۔۔کپڑے بدل کے عبداللہ کو آواز دی تا کہ وہ اس کے ساتھ جائے۔۔

عبداللہ اس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔

جہاں راشن مل رہا تھا وہاں پہنچنے میں پانچ منٹ ہی لگے تھے لیکن جو مال حکومت کی طرف سے آیا تھا وہ کم تھا اور عوام زیادہ۔۔وہ لوگ شناختی کارڈ دیکھ کے ویری فیکیشن کرتے اور پھو اہل کو سودے پکڑا دیتے۔۔

بہن تم تو ابھی کنواری ہو تمہیں تو نہیں ملے گا کچھ۔۔۔پاس ہی ایک جاننے والی جو اس کی ہم عمر بھی تھی اسے گھورا۔۔

اصل میں مجھے امی کی رجیسٹریشن کروانی ہے۔۔چیک کرواؤں گی اگر بات بنتی ہے۔۔

اچھا اچھا۔۔کوشش کرلو۔۔لیکن مشکل ہی ہے۔۔امی کو بھی ساتھ لے آتی تو۔

امی عدت میں ہیں وہ نکل نہیں سکتیں۔۔

ہاں۔۔میں تو بھول ہی گئی تھی۔۔اللہ انہیں صبر دے ۔۔کہتے وہ وہاں سے آگے پیچھے ہو گئی۔۔

اج کل المیہ یہ تھا کہ مستحق لوگوں کو کچھ نہیں مل رہا تھا اور جو اہل نہیں تھے جن کے پاس سب کچھ وہ لوگ لائینوں میں لگ لگ کے غریب لوگوں کا حق کھا رہے تھے۔۔

کافی دیر انتظار کے بعد جب وہ گئی تو اس کے کارڈ کو بھی ریجیکٹ کر دیا گیا۔۔۔ ابا کے جانے کے بعد کچھ ماہ تک تو انہوں نے گزارا کیا تھا لیکن مشکلات بڑھ رہی تھی۔۔

مسلہ یہ تھا کہ عبداللہ کی یونیورسٹی کی فیس بھی بہت زیادہ تھی اور ملیحہ اسے چھڑوانا بھی نہیں چاہتی تھی کچھ عرصہ مشکل میں گزرتا پھر ہاتھ آسان ہو ہی جاتا اسی امید پہ وہ اسے اچھی تعلیم سے دستبردار نہیں کروا سکی۔۔

شام کو دیر سے وہ لوگ لوٹے تو خالی ہاتھ۔۔عابدہ انہیں دیکھ کے اور ناامید ہو گئی۔۔

میں نے کہا تھا نا۔۔الٹا بے عزت ہو گئے۔۔

پریشان نا ہوں اماں کچھ نا کچھ تو ہو ہی جائے گا۔۔ ابھی وہ لوگ آ کے دیکھیں گے سب کچھ تو پھر شاید کام ہو جائے

۔۔

اللہ کرے۔۔ وہ روٹی پکا چکی تھیں عبداللہ اندر ہاتھ منہ دھونے چلا گیا تھا۔۔

تمہارے جانے کے بعد شکیلہ آئی تھی۔۔

اچھا۔۔ وہ جانتی تھی کس لیے ائی ہو گی۔۔

تم مان جاؤنا۔۔ نہیں آئے گا میرواب۔۔۔ میری زندگی بھی بس ختم ہی سمجھو میں تمہیں کس کے حوالے کر کے جاؤں گی۔

اللہ پہ بھروسہ رکھیں اماں۔۔ رہی میرو کی بات تو وہ لوٹ کے آئے گا میرے پاس۔۔ مجھے یقین ہے اپنے اللہ پر جس نے آج تک اسے میرے دل سے نہیں نکالا اس نے یقینا کچھ بہترین سوچا ہو گا۔۔

اتنی امیدیں کب تک۔۔اخر کب تک۔۔آٹھ سال ہو گئے ہیں تمہیں۔۔تمہارے ابا اسی ٹینشن میں بیمار ہوئے اور مر گئے۔۔۔مجھ پہ رحم کرو خدارا۔۔رحم کرو۔۔منہ پہ پلو رکھتے سسکی لی۔۔

وہ خاموش ہو گئی تھی۔۔صبر کرنا آسان نہیں تھا اس کے لیے۔۔جان راکھ ہو جاتی ہے۔۔یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں ختم ہو گئیں تھیں یوسف کے انتظار میں۔۔وہ جتنا

تڑپے تھے شاید ہی کوئی تڑپا ہو۔۔جدائی کا دکھ تو انہوں نے سہا تھا۔۔

جب یعقوب علیہ السلام کو یوسف عطا کر دیا گیا تھا تو اسے بھی میر عطا کر دیا جائے گا۔۔بے شک وہ نبی تھے لیکن اللہ تو ایک ہی تھا نا ان کا بھی اور اس کا بھی۔۔

اٹھ کے اندر آتے چادر اتاری۔۔وہ اپنے اللہ سے کبھی نا

امید نہیں ہوئی تھی اسے یقین تھا۔۔کیا ہوا جو اس نے

اسے دھتکار دیا تھا۔۔

جب اللہ نے تھاما تھا تو وہ اب اس تک لے کے بھی جائے گا

اس کے پیپر شروع ہوئے تو دائیں بائیں کا دھیان ہی نا رہا وہ

پڑھائی میں اچھی تھی اگر وہ محنت کرتی تو ورنہ وہ وراثتی اتنی

ذہین نہیں تھی۔۔ساتھ ساتھ وہ پیپر کی تیاری کرتی اور ساتھ ساتھ کھاتی رہتی۔۔

نور یہ دیکھو۔۔ تمہارے لیے لے لوں۔۔وہ روٹیاں پکانے والی مشین کی تصویر دیکھانے اس کے پاس آئیں۔۔۔

نہیں۔۔کچھ بھی مت لیں۔۔انہیں منع کرتے توجہ دوبارہ نوٹس کی طرف مرکوز کی۔۔

اچھا۔۔وہ وہیں سے گھور کے واپس چلی گئیں۔۔اس کا پڑھنے کا دل نہیں کر رہا تھا لیکن اس کے شوہر نامدار نے کہا تھا کہ اسے ہر حال میں اچھے مارکس لانے ہیں ورنہ وہ خود پکڑ کے پھینٹی لگائے گا۔۔

اپنی سٹوڈنٹ لائف میں وہ خود بھی کافی پڑھاکو قسم کا بچہ رہا تھا تو اس سے بھی یہی امید تھی۔۔۔

پھپھو لوگوں سے اس دن کے بعد ابھی تک ملاقات نہیں ہوئی تھی اس کی یہاں نزہت بیگم اس کا جہیز بنا رہی تھیں اور وہاں ثروت کلس کلس کے رنگ بھی سیاہ کر بیٹھی تھیں اپنا۔۔

نور۔۔اٹھ کے پانی کا گلاس لا دو۔۔وہ نوٹس کا پیج کھولتے کھولتے رکی پھر اسے وہیں فولڈ کرتے اتھ کے باہر آئی۔۔ گرمیاں شروع ہو رہی تھیں تو اب پیاس بھی زیادہ لگتی تھی

۔۔

پانی کی ٹھنڈی بوتل ان کے پاس رکھتے واپس آئی تو کھڑکی سے آتے ہوا کے جھونکے سے پیج الٹ پلٹ ہو گئے۔۔

آج کل ڈائجیسٹ کی بھی چھٹی کی ہوئی تھی۔۔ پیج سیدھے کر کے ٹائم دیکھا تو چار بجنے والے تھے سارا کچھ سمیٹ کے وہیں سیدھی ہو کے لیٹ گئی۔۔ پھر موبائل پہ عالم کا نمبر ڈھونڈتے کال ملائی جو جلدی ریسیو ہو گئی۔۔

اسلام و علیکم۔۔فون کان سے لگایا تو گھمبیر آواز میں سلام موصول ہوا

و علیکم اسلام۔۔میرے پیارے عالم۔۔کیا آپ کو یاد ہے آپ نے کچھ کرنا تھا آج۔۔ مسکراہٹ نے ہونٹوں کے کونوں پہ اٹھکھیلیاں کیں۔۔

عالم اس وقت آفس میں تھا اس کی اپنی ملٹی انٹرنیشل کمپنی تھی۔۔

میرا انور مجھے بتائے گا مجھے کیا کرنا تھا۔۔لیپ ٹاپ بند کرتے پیچھے ٹیک لگائی۔۔اور پوری توجہ اس کی طرف مبذول کی ۔۔

میں نے آپ سے کہا میری ساڑھی اٹھا کے لا دیں اپنے گھر سے۔۔

سوری۔۔زہن سے نکل گیا تھا۔۔شام کو لے آؤں گا

۔۔۔پیشانی مسلتے یاد آیا

جلدی لا دیں۔۔ہماری فیئر ویل پارٹی ہے اور مجھے وہی پہن کے جانی ہے۔۔کروٹ لیتے وہ فرصت سے بات کر رہی تھی۔۔

نو ویز۔۔آپ کوئی اور ڈریس دیکھ لیں۔۔

نہیں۔۔میری ساری فرینڈز ساڑھی میں آرہی ہیں۔۔

کوئی بات نہیں ایک بندے کو ڈیفرنٹ نظر بھی آنا چاہیے
۔۔دوٹوک انداز میں جواب دیا تو نور کلس کے رہ گئی۔۔

میں خود جا سکتی نا تو آپ کو کہتی ہی نا۔۔۔

اچھی بات ہے نہیں جا سکتیں۔۔میں اور لا دوں گا لیکن وہ
والی بھول جائیں اب۔۔

کیوں کیوں کیوں۔۔وہ میری پہلی ساڑھی ہے اور مجھے بہت پسند ہے۔۔وہ دبا دبا چیخی۔۔

سیم اسی طرح کی اور آجائے گی۔۔بلکہ اس سے اچھی۔۔ اور اب میں اور کوئی بات نہیں سنوں گا۔۔

ٹھیک ہے پھر مجھے میسج مت کیجئے گا۔۔غصے سے فون بند کر دیا۔۔اسے پتہ تھا وہ کیوں نہیں لا رہا صرف گلے کی وجہ سے

وہ اسے ٹھیک کر لیتی۔۔پر نہیں عالم صاحب نے اپنی مرضی جو کرنی تھی۔۔جو اس نے کر کے دیکھائی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاید کل یا پرسوں یا شاید اَن گنت سالوں کے بعد، شاید کسی شام ہم غیر ارادی طور پر گزرتی ہوئی سڑک پر مل جائیں۔۔۔

نک سک سا تیار آفس جانے کے لیے باہر نکل رہا تھا جب اسے میسج موسول ہوا۔۔اوپن کر کے دیکھا تو آج تین ماہ

بعد دوبارہ اسی نمبر سے اسے ملیحہ کا پیغام ملا۔۔ جیسے دیکھتے وہ ساکت سارہ گیا۔۔۔

اسے لگا تھا وہ شادی کر چکی ہو گی اپنی زندگی جی رہی ہو گی لیکن وہ تو۔۔وہیں کھڑی تھی۔۔۔

صاحب گاڑی کی چابی۔۔اسے سوچوں سے نکالنے کے لیے ڈرائیور چابی لیے اس کے سامنے آیا تو سر جھٹکتے وہ چابی پکڑ گیا۔۔

دل میں اندیشہ سا تھا۔۔ کہیں اس کا مقدر اسے کسی بھنور میں نا پھنسا دے۔۔ وہ ہر چیز سے لڑ سکتا تھا لیکن اپنی تقدیر سے نہیں اور اس سب کے بیچ وہ ایک معصوم لڑکی کو نہیں کھو سکتا تھا۔۔ جو اس کے دل کا قرار تھی۔۔

گاڑی میں بیٹھتے لیپ ٹاپ دوسری سیٹ پہ رکھا۔۔ پھر موبائل نکال کے اسی نمبر پہ کال کی۔۔

دوسری طرف ملیحہ جو رکشے میں بیٹھی ہوئی تھی موبائل دیکھتے کانپ سی گئی۔۔

بھائی رکشہ روکو۔۔ رکشے والے کو آواز دیتے رکوایا پھر اتر گئی۔۔ آٹھ سال کا سفر تھا رکنا تو بنتا تھا۔۔

کال ریسیو کرتے سڑک کنارے ہوئی۔۔ اس جگہ رش نا ہونے کے برابر تھا۔۔ وہ آرام سے بات کر سکتی تھی۔۔

مجھے میسج کرنے کا مقصد جان سکتا ہوں۔۔ہونٹ بھینچتے وہ اسے پہلی فرصت میں روک دینا چاہتا تھا۔۔

نہیں۔۔بس ایک خواہش تھی جو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔وہ اداسی سے مسکرائی۔۔

ملیحہ ہارون۔۔میں نہیں چاہتا کے ہم دوبارہ ملیں۔۔میں اپنی زندگی میں الحمدللہ بہت خوش ہو اور امید ہے کہ تم

میں نہیں ہوں۔۔اور نا ہو سکتی ہوں تمہارے بغیر۔۔ابھی تک آنکھیں ایک جگہ ساکت ہیں مم۔میر و۔۔مجھے تمہاری ضرورت ہے۔۔ایک آنسو پلکوں کی باڑ توڑتا باہر نکلا۔۔

مجھے نہیں ہے۔۔اس کا دل کیا وہ اپنے بال نوچ لے۔۔میں شادی کر چکا ہوں۔۔یہ اخری حربہ تھا اسے روکنے کا شاید۔

ملیحہ کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔وہ تو بہت آگے نکل گیا تھا ۔۔اس کا سارا خون جیسے نچوڑ لیا گیا ہو زرد ہوتے چہرے کے ساتھ وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکی۔۔اور دوسری طرف سے فون بند ہو گیا۔۔

اللہ جی۔۔اتنی تڑپ تھی کے ساتوں عرش ہل گئے ہو نگے ۔۔میں مر جاؤں گی۔۔مجھے میر ہی چاہیے۔۔چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے وہ یہ بھی بھول گئی تھی کے وہ کہاں کھڑی تھی ۔۔

اللہ جی۔۔وہ مر جائے۔۔مر جائے اس کی بیوی۔۔مجھے چاہیے۔۔اس کے دل میں بغاوت آگئ تھی۔۔اور پھر دعا میں تو اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ۔ناممکن کو بھی ممکن کر دیکھاتی ہے

😂کیسی تھی اج کی قسط۔۔امید کے بری لگی ہو گی۔۔

اچھا۔۔اگر اپ لوگ میر اور ملیحہ کی سٹوری جانا چاہتے ہیں

😒 توپانچ سولائک مکمل کریں

ناول نورِ عالم :

بائے ن ع

قسط 7

بھاری ہوتے وجود کے ساتھ وہ ایک قدم بھی نہیں لے پا رہی تھی دماغ جیسے ماؤف ہو چکا ہو۔۔

وہ ایسے کیسے کر سکتا ہے اللہ جی۔۔ آپ کو پتہ تھا سب آپ سے مانگا تھا میں نے۔۔ اس کا دل کر رہا تھا وہیں بیٹھ کے دھاڑیں مار مار کے روئے۔۔ آٹھ سال کے آبلے جیسے اب پھٹنے کو تھے۔۔

جب زخم حد سے سوا ہو جائیں جب آزمائش کی شدت برداشت سے زیادہ ہو جائے جب آپ تھک کے گرنے والے ہوں تو پھر سمجھ جاؤ تماری منزل بہت آگے ہے۔۔

کہیں دور سے کانوں میں آواز پڑی تو اس نے چونک کے آگے پیچھے دیکھا۔۔۔

لمبی سڑک کے وسط میں وہ خالی وجود لیے کھڑی تھی۔۔

اسے یہ بھی بھول گیا تھا وہ سکول جارہی تھی اسے جاب سے نکالا بھی جا سکتا تھا۔۔

میرے اللہ مجھے صبر دے۔۔ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔ وہ وہاں اکیلی تھی اور چیخ بھی سکتی تھی

۔ جتنا درد اس وقت اس کے اندر جمع تھا اس کی آہوں سے ہر چیز نیست و نابود ہو جاتی۔۔

اللہ۔۔ تو تو رحم کرنے والا ہے نا مجھ پہ بھی رحم کر۔۔ یا ارحم الراحمین۔۔ آنکھوں سے سیال بہتا ہی جاتا۔۔ وہ چیخنے لگی اور اتنا اونچا چیخی تھی کے گلے میں خراشیں پڑ گئیں۔۔ اس کی نیت کبھی میر کے لیے غلط نہیں تھی۔۔

پھر وہ کیوں اس سے جدا کر دیا گیا تھا۔۔کیوں اس کے وجود سے دل نکال دیا گیا تھا۔۔وہ ایک خالی ڈبے کی مانند ہو گئی تھی

وہ اپنے سامنے رکھی فائلز پہ نظریں مرکوز کرتے جانے کیا سوچ رہا تھا جب اس کا اپنا ہاتھ لگنے سے ہی پیپر ویٹ نیچے گرا۔۔بئیرڈ مسلتے اس نے جھک کے اسے اٹھایا اور ریوالوینگ چئیر پیچھے کرتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

زندگی میں اتنے مسائل دیکھے تھے لیکن یہ الگ نوعیت کا تھا۔۔اگر اس کے نکاح سے پہلے ملیحہ رابطہ کرتی تو شاید ہینڈل کرنا اتنا مشکل نہیں تھا لیکن اب وہ تو خود کو کسی الجھن میں نہیں پھنسانا چاہتا تھا اور ناہی نور کو کوئی تکلیف دینا چاہتا تھا۔۔

سر باہر روحیل آیا ہے۔۔پی اے دستک دے کے اندر آیا تو وہ واپس اپنی جگہ پہ جا کے بیٹھا۔۔

اسے کہوا ابھی میں میٹنگ میں ہوں فلحال کوئی اندر نا آئے
۔۔فون اٹھاتے سامنے رکھا پی اے سر ہلا تا وہاں سے چلا گیا
تو اس نے نور کا نمبر ڈائل کیا۔۔

وہ شاید کہیں مصروف تھی یا موبائل سائلنٹ پہ تھا جو کال
پک نہیں ہو رہی تھی۔۔کچھ دیر کان سے لگائے ویٹ کرتا
رہا پھر ایسے ہی واپس رکھ دیا۔۔

اس کے پیپر ہو گئے تھے اور وہ اب یونیورسٹی جانے کا سوچ رہی تھی۔۔ جبکہ عالم چاہتا تھا اب ان کی باقاعدہ شادی ہو۔ جائے۔۔ اس کے خالصتاً وہاں رہنے والے کام ختم ہونے کی بجائے بڑھتے جا رہے تھے۔۔

تم اب چھپنے لگے ہو مجھ سے میرے یار تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔ روحیل طنز کرتے بنا دستک دیئے اندر آیا تو عالم کے ماتھے پر شکنیں بڑھیں۔۔

کون سی میٹنگ چل رہی ہے ذرا مجھے بھی بتاو۔۔میں بھی تو۔۔

شٹ اپ۔۔سیدھے ہوتے بازو گلاس ٹیبل پہ ٹکائے۔۔تم میں اتنی تمیز بھی نہیں ہے کہ کسی کے آفس میں کیسے داخل ہوتے ہیں۔۔

سوری سر۔۔آئی ایم ریئلی سوری۔۔جیسے وہ اس کا مزاق اڑا رہا تھا۔۔دراصل آپ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا گھر پہ تو

آپ ملتے نہیں ہیں سوچا یہاں ہیں مل لیتے ہیں۔۔ کرسی کے بیک پہ کلائیاں ٹکاتے وہ آگے جھکا۔۔عالم نے ایک سرد نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔۔

ڈیمانڈ بتاؤ اپنی۔۔ آواز بھی اتنی ہی سرد تھی۔۔

بس تین سے چار مرلے جو تم نے ریسنٹلی شہر کے بیچوں بیچ لیے ہیں۔۔

تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تم وہ مجھ سے لے سکو۔۔اب کی

بار عالم کے انداز میں طنز تھا جو روحیل کو آگ لگا گیا۔۔

تم خود کو کیا سمجھتے ہو دنیا کی ساری دولت ہے تمہارے پاس

۔۔ڈبل پیسا دوں گا۔۔ڈبل۔۔

چلو پھر لے آؤ۔۔اور زمین کے کاغذات لے آنا۔۔

مکر نا نہیں۔۔میں دو دن میں تمہارے منہ پہ ماروں گا پیسے

۔۔

ٹھیک ہے۔۔میں انتظار کر رہا ہوں۔۔ سنجیدگی سے ایک بار پھر پیچھے کو جھول گیا۔۔

روحیل کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا پھر جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا۔۔

بے وقوف انسان۔۔اتنی اچھی زمین کے لیے مان گیا ہے مجھے تو لگا تھا میرا سر پھاڑ دے گا اس کی تو پہلے ہی ٹھس ہو گئی ہے۔ بتیسی دیکھاتے وہ اس کے آفس سے باہر نکل گیا۔۔

عالم نے دوبارہ فون اٹھاتے نور کا نمبر ڈائل کیا۔۔تو اب مصروف جا رہا تھا۔۔

کیا مسلہ ہے یار۔۔جگہ چھوڑتے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں۔۔

میں پانچ بجے چکر لگاؤں گا۔۔گھڑی پہ وقت دیکھا۔۔اور پھر باہر کھڑے پے اے کو بتاتے وہ آفس سے نکل آیا تھا۔۔

وہاں سے وہ سیدھا بابا کے پاس آیا۔۔ایک وہی تھے جن کے سامنے وہ اپنا مسلہ رکھ سکتا تھا۔۔

ثروت بیگم اسے دیکھ کے بظاہر روکھل اٹھیں لیکن دل میں ڈر بھی تھا کہیں پھر سے عالم انہیں نفرت کا نشانہ نا بنائے۔۔

دور سے ہی دیکھا پاس جا کے گلے لگانے کی ہمت نہیں ہوئی

۔۔

وہ سیدھا بابا کے سٹڈی روم میں آیا تھا امید کے مطابق وہ

وہیں بک پڑھ رہے تھے۔۔

دستک دے کے اندر آیا تو وہ اسے دیکھ کے بک سائڈ پہ رکھ

گئے۔۔

اسلام و علیکم بابا۔۔ان سے مصافحہ کرتے وہ سائڈ پہ رکھی

کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔

و علیکم اسلام۔۔ آج افس نہیں گئے۔۔

گیا تھا۔۔بس کچھ ڈیسکس کرنا تھا اسی سلسلے میں یہاں آپ

کے پاس آیا ہوں۔۔بہت مشکل میں پھنس گیا ہوں۔۔

کیا ہوا سب خیریت ہے۔۔نور کی طرف سے کوئی ایشو۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ ملیحہ ہارون مسلہ ہے۔۔

ملیحہ۔۔ تمہاری۔۔

ج۔۔جی وہی۔۔ڈسک بلو آنکھیں اداس تھیں۔۔

اس نے رابطہ کیا خود۔۔

جی۔۔اثبات میں سر ہلایا۔۔

کیا چاہتی ہے کچھ بتایا۔۔

پتہ نہیں لیکن مجھے کچھ اچھا نہیں فیل ہوا۔۔اپ بتائیں میں کیا کروں۔۔۔اگر نور کو دیکھوں تو وہ کچھ جانتی نہیں ہے جب اسے پتہ چلے گا تو وہ تو۔۔بات ادھوری چھوڑی۔۔

اللہ پہ چھوڑ دو معاملہ۔۔اگر اللہ نے چاہا تو وہ تم دونوں کو کبھی الگ نہیں کرے گا۔۔رہی ملیحہ کی بات تو اگر اس کے کچھ کرنے سے تمہیں کوئی نقصان ہونا ہوتا تو وہ بہت پہلے ہو جاتا۔۔

ہم۔۔۔ان سے دل کی بات کر کے کچھ تسلی ہوئی تھی۔۔

ملیحہ ہارون کی زندگی ہمیشہ سوالیہ نشان رہی تھی وہ کیا چاہتی تھی اور کیا کر رہی تھی وہ اسے کبھی معلوم ہی نہیں ہو سکا ۔۔کچھ دیر بابا کے پاس بیٹھ کے وہ دوبارہ آفس چلا گیا تھا

\------------------

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے گھر پہنچی تو اماں صحن میں پڑی چارپائی پہ پریشانی سے بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھیں

۔۔ آج وہ سکول میں ضرورت سے زیادہ وقت لگا آئی تھی

۔۔

کہاں رہ گئی تھی ۔۔ میں کتنا پریشان ۔۔ اس کا چہرا دیکھتے ٹھٹک گئیں ۔۔

خ ۔۔ خیریت ہے اسے پکڑ کے چارپائی پہ بٹھایا تو وہ ڈھے سی گئی ۔۔

اما۔۔میرو نے شادی کرلی ہے۔۔میرے میرو نے۔۔اس کے حواس ساتھ چھوڑنے لگے۔۔

ک۔۔کیا کہہ رہی ہو۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔تمہیں کس نے کہا اس کی شادی ہوگئی ہے۔۔

م۔۔مجھے فون آیا تھا اس کا۔۔وہ بہت خوش ہے۔۔اماں میری خوشیاں۔۔میرا دل۔۔میں۔۔میں کہاں ہوں اماں ۔۔

عابدہ نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔اتنا عرصہ انتظار کے بعد بھی اسے یہ صلہ ملا تھا۔۔ان کا کلیجہ حلق میں آیا۔۔

میں برباد کر دوں گی سب کو۔۔یہ وہ لمحہ تھا جہاں اسے خود کو مضبوط رکھنا تھا لیکن وہ جل رہی تھی۔۔ایک ان دیکھے وجود سے۔۔

عابدہ نے بڑی مشکل سے اسے سنبھالا تھا۔۔اسے نئ امید دلائی تھی۔۔

میری جان۔۔تم کیوں ہمت ہار رہی ہو۔۔یہ بھی تو دیکھو عالم نے تم سے بات کی۔۔یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ جھوٹ بول رہا ہو۔۔

نہیں اماں۔۔اگر وہ جھوٹ ہوتا تو میرا دل یونا تڑپتا۔۔

کہ صبر کرتے کرتے دل بے قرار ہو گیا۔۔ اللہ مجھے تو صبر گوارا تھا مگر دل تڑپ گیا ہے۔۔۔

و۔۔ وہ شادی کر چکا ہے وہ خوش ہے۔۔۔ میرا دل پھٹ جائے گا۔۔

دیکھو سورت مریم سے ہم نے کیا سیکھا تھا کہ کسی کے پاس اگر وہ نعمتیں موجود ہیں جو آپ بھی چاہئیں۔۔ لیکن آپ کے لیے وہ ناممکن لگتی ہیں

تو اللہ سے مانگ لینا چاہیئے۔۔اللہ دے دیتا کے۔۔وہ جھولی بھر دیتا ہے۔۔

کیونکہ وہ تو سب کا اللہ ہے نا۔۔

جیسے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں بے موسمی پھل دیکھ کر زکریا علیہ السلام نے اپنے لیے بے موسم کی اولاد مانگ لی اور یہ نہیں سوچا کہ عمر بیت چکی ہے

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میرا رب کیا نہیں دے سکتا؟

سورت مریم بتاتی ہے کہ دعائیں بھی زندگی بدل سکتی ہیں۔۔

جب اللہ نے دعا بتائی ہے تو پھر کیوں مایوس ہو رہی ہو۔۔ مایوسی تو کفر ہے۔۔ وہ بول رہی تھیں اور ملیحہ کے دل میں سکون اتر رہا تھا۔۔

اگر تم اللہ پہ کامل یقین رکھو گی تو وہ ناممکن حالات کو بھی تمہارے لیے ممکن بنادے گا۔۔

اماں۔۔ میرا دل کرتا ہے میں اسے دیکھوں۔۔ میں اس سے مل لوں۔۔ ان کے سینے سے لگا سر اٹھا کے دیکھا۔۔ اس کی آنکھیں رو رو کے سوج چکی تھیں۔۔

ہاں۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی اسے اجازت دینی پڑی۔۔ وہ ٹوٹ گئی تھی ریزہ ریزہ ہو کے ان کے سامنے ان کی جوان

بیٹی۔۔نا محرم کی محبت کسی عذاب سے کم نہیں ہوتی اور ملیحہ اسی عزاب میں مبتلا تھی

____

عالم سے بات ہوئی ہے میری وہ کہہ رہا ہے جتنا جلدی ہو سکے ہمیں تیاری کر لینی چاہیے۔۔ مصطفی صاحب اور نزہت بیگم سونے کے لیے لیٹے تو انہوں نے کہا۔۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں۔۔ جتنی جلدی اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں اچھا ہے۔۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن۔۔ آپا راضی نہیں ہیں۔۔

نا ہو راضی۔۔ تمہیں اس سے کوئی لینا دینا نہی یے۔۔ مصطفیٰ صاحب کو بھی بہن سے چڑ ہونے لگی تھی۔۔ جو ان کی بیٹی کی دشمن بن کے بیٹھ گئ تھیں۔۔

پھر بھی عالم کی ماں ہیں۔۔وہ اب بھی تذبذب کا شکار تھیں
۔۔

جب عالم کو پروا نہیں ہے تو پھر ہمیں بھی نہیں ہونی چاہیے
۔۔ جلدی ہی تاریخ رکھ لیں۔۔ اکتوبر کے لاسٹ پہ رکھ
لیتے ہیں۔۔ساتھ مشورہ دیا تو نزہت بیگم سر ہلا کے رہ
گئیں۔۔

اگلے دن صبح نور یونیورسٹی کی تیاری کر رہی تھی۔۔ آج اسے ایڈمیشن کا پتہ کرنے جانا تھا ساتھ اس کی دوستیں بھی تھیں۔۔

سفید اور گاجری امتزاج کی گھٹنوں تک آتی شرٹ اور ٹراوزر میں وہ پیاری لگ رہی تھی۔۔

کیسے جاؤ گی۔۔ مصطفی صاحب نے اسے ناشتے کی ٹیبل پہ پوچھا۔۔

عاشو کے ساتھ۔۔وہ آئے گی لینے۔۔

اس سے اچھا عالم کے ساتھ چلی جاتیں۔۔نزہت نے ہاٹ پاٹ سے پراٹھا نکال کے مصطفی صاحب کے آگے رکھا۔۔

انہیں نہیں بتانا ناورنہ انہیں ہی بلا لیتی۔۔ایک بات پتہ کر لوں ایڈ میشن کا پھر دیکھتی ہوں کیا کرنا ہے۔۔

بہتر ہے کے رہنے دو کیونکہ ہم سوچ رہے ہیں اب تمہیں رخصت کر دیں۔۔

نہیں مما۔۔نوالہ لیتے ہاتھ رکا۔۔کم سے کم تین سال تک نہیں۔۔

ہمارا جیسے دماغ خراب ہے نا تین سال۔۔ تین ماہ برداشت نہیں کرے گا عالم اور تین سال۔۔

ان کو چھوڑیں۔۔وہ سمجھ جائیں گے۔۔

سمجھالو پھر اگر سمجھتا ہے تو۔۔یونی کا تو بتا نہیں پا رہی ہو۔

سال کا سمجھالو گی۔۔نزہت نے سخت گھوری سے نوازا

۔۔۔۔

نور ناشتہ کر کے نکل آئی تھی۔۔بارہ بجے تک وہ لوگ

فارمز فل کروا کے فارغ ہوئیں تو اس نے عالم کو میسج کیا کہ

وہ اسے اسلامک یونیورسٹی سے پک کر لے۔۔

عالم اس وقت میٹنگ میں تھا۔۔ میسج دیکھ کے تیوری چڑھی ۔۔اسے منع بھی کیا تھا پھر بھی یونورسٹی۔۔ موبائل واپس رکھتے سامنے بیٹھ کولیگ کی طرف متوجہ ہوا لیکن اب دماغ کہاں کام کرنا تھا۔ بیچ میں ہی رک کے وہ اٹھ آیا۔۔

ائس کریم کھانے بھی چلیں گے۔۔ گاڑی میں بیٹھتے پہلے فرمائش کی تو عالم اسے گھور بھی نہیں سکا۔۔ دھوپ سے سرخ ہوتا چہرہ تمتمارہا تھا۔۔ نظریں چراتے واپس سامنے مرکوز کیں۔۔۔

میں نے منع کیا تھا۔۔ گاڑی سٹارٹ کرتے آگے بڑھائی

۔۔۔

مجھے ایک بات بتائیں۔۔ وہ اپنا بیگ پیچھے پھینکتے اس کی طرف گھومی۔۔ پھر اس کے تنے ہوئے چہرے کو دیکھتے مسکرائی۔۔ میں آپ کو اچھی لگتی ہوں۔۔ آنکھیں سکیڑ کے ساتھ اس کے تاثرات کا جائزہ لیا۔۔

وہ کوئی جواب دیئے بنا سامنے دیکھتا رہا۔۔

عالم۔۔ بتائیں نا میں آپ کو اچھی لگتی ہوں نا۔۔

نہیں۔۔ دوٹوک انداز میں کہا تو نور بدمزہ ہوئی۔۔

سہی ہے۔۔ پیچھے ہوتے وہ بھی سامنے کی طرف رخ موڑ گئی

۔۔

مجھے یونیورسٹی میں پڑھنا ہے۔۔ ایک ہی تو لائف ہے میں

اپنی ساری خواہشیں پوری کرنا چاہتی ہوں۔۔ سنجیدگی سے

بنا اسے دیکھے بڑبڑاہٹ سے اسے سنائی تو عالم نے بریک پہ پاؤں رکھتے گاڑی کی سپیڈ سلو کی۔۔

آپ کی خواہش سر آنکھوں پہ لیکن شادی۔۔اس کا کیا وہ خواہشوں میں کہیں نہیں ہے۔۔عالم جتنا جلدی کر رہا تھا نور اسے لمبا کھینچنا چاہ رہی تھی۔۔

فلحال تو نہیں۔۔آئس کریم پارلر کے سامنے گاڑی رکی تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔۔

یہیں رہیں۔۔وہ جو اترنے لگی تھی عالم نے ٹوکا۔۔پھر وہ خود اس کے لیے آئیس کریم پیک۔کروا کے لایا تھا۔۔

پیمنٹ کرتے پیچھے مڑ کے دیکھا۔۔نور شیشہ نیچے کیے باہر جھانک رہی تھی۔۔بادامی آنکھیں چھکتے خوشی سے۔۔

باہر دیکھنے کی ضرورت تھی۔۔آئی بروا ٹھاتے گھورا۔۔

ہاں جی۔۔آپ پیچھے سے بھی پیارے لگتے ہیں۔۔

بہت شکریہ۔۔وہ بلو جینز اور بلو کوٹ کے ساتھ سفید شرٹ

میں تھا۔۔

اب شادی کی ڈیٹ فکس کریں اگر آپ کو اعتراض نا ہو۔۔

دوبارہ سڑک پہ گاڑی ڈالتے اسی ٹاپک پہ آیا۔۔

حیرت کی بات ہے آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔۔پہلے تو

بڑے جلدی نکاح کیا تھا۔۔تب تو میرے منع کرنے کے

باوجود آپ نے میری ایک نہیں سنی۔۔

شام کو بابا آئیں گے فائنل ہو جائے گا آج ہی۔۔اب اور دیر کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔۔

سیدھا کہیں رہا نہیں جا رہا۔۔۔غصے سے ناک سرخ کی تو عالم نے حیرت سے اسے دیکھا۔

ہاں۔۔سچ میں اب آپ سے رہا نہیں جا رہا۔۔ آپ کا دل کر رہا ہے میں یونیورسٹی نا ہی جاؤں۔۔

سہی سمجھ رہی ہیں۔ بہت تیز چلتا ہے دماغ۔۔ گردن کو ہلکا سا خم دیتے اس نے سیریس ماحول میں بھی امڈ آنے والی مسکراہٹ کو نہیں روکا۔۔ نور اس کے ہنسنے پہ اور تیش میں آئی۔۔

آپ نے زبردستی نکاح کیا تھا دیکھنا پھر آپ کے پاس آ کے کیسے نیندیں اڑاتی ہوں۔۔ اپنے ارادے سے آگاہ کیا۔۔ تو عالم ایک بار پھر مسکرایا۔۔

نیندیں تو میں اڑاؤں گا جان عالم۔۔وہ لوگ گھر پہنچ چکے تھے۔۔نور نے اتر کے اسے اندر آنے کا بھی نہیں کہا آئیں کریم حق سمجھ کے اٹھاتے وہ اپنا بیگ وہیں بھول آئی تھی

صبر آتے آتے آہی جاتا ہے۔۔ملیحہ ایک بار پھر صبر کے زینے پہ پاؤں رکھ چکی تھی۔۔سکول جانا پھر واپسی پہ گھر کے کاموں میں خود کو مصروف کر لیا۔۔

اماں اسے وقتاً فوقتاً سمجھاتی رہتیں تھیں۔۔زندگی ایک بار پھر ڈگر پہ چل نکلی تھی دعاؤں کی شدت اور حوصلہ ویسے ہی برقرار تھا جب کہ دوسری طرف نور کی بارات پوری شان کے ساتھ اس کی دہلیز پار کر چکی تھی۔۔

ثروت بیگم بظاہر تو خوش نظر آرہی تھیں لیکن سینے میں سانپ لوٹ رہے تھے۔۔

گاجری سرخ دوپٹے کے حالے میں اس کا چہرہ دمک رہا تھا ۔۔ آنکھوں میں بھر بھر کے کاجل اور آج سرخ لپ سٹک بھی لگی تھی ۔۔۔ دوری طرف عالم کی بے قراریاں حد سے سوا تھیں ۔۔ سفید کرتے اور پجامے میں وہ بھی کم نہیں لگ رہا تھا ۔۔

چوڑیاں کلائیوں میں کھنکی تو دوسری طرف عالم نے اپنے مضبوط بازو میں گھڑی باندھی ۔۔ نور کے چہرے پہ ایک الھوی سی مسکان تھی ۔۔

کٹاؤ دار ہونٹوں کے اوپر چھوٹی سی ناک میں نتھلی لبوں کو چومتے عالم کا حق چھین رہی تھی۔۔

تیار ہو گئی دلہن۔۔اس کی دیورانی اندر داخل ہوئی تو آنکھوں میں ستائش ابھری۔۔

ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔بے اختیار وہ کہنے سے خود کو روک نہیں پائی۔۔

کیوں نا لگوں گی پیاری۔۔زندگی میں ایک بار ہی دلہن بننا ہے۔۔تو پھر بندا حسین بھی نا لگے۔۔اتراتے گردن اکڑائی۔۔

میری جان اللہ تمہیں ساری خوشیاں نصیب کرے ۔۔اسے پیار سے خود سے لگایا۔۔

آمین۔۔بیوٹیشن نے بھی مسکرا کے حصہ ملایا۔۔

چلو آجاؤ پھر۔۔رسمیں ادا کرتے ہیں۔۔اسے اٹھاتے لہنگا سنبھالا۔۔پھر کلچ پکڑایا۔۔پینسل ہیل میں اس کا دراز قد اور اونچا ہوا تھا۔۔اس کے ساتھ سنبھل سنبھل کے چلتے وہ سٹیج تک آئی۔۔۔

جہاں عالم میر اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔اسے آتے دیکھ کے کھڑا ہوا۔۔پھر دونوں ہاتھ آگے بڑھائے جنہیں پکڑتے وہ اوپر آئی تھی۔۔

تھینکیو۔۔پاس بیٹھتے وسپرینگ کی۔۔عالم کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ابھی اسے اٹھا کے چلا جائے پتہ نہیں یہ زمانے کے کون سے رسم ورواج تھے جو ابھی نبھانے باقی تھے۔۔

خیر اللہ کر کے وہ لوگ شام تک وہاں سے فری ہوئے تو بارات واپس عالم ولا میں ائی تھی۔۔۔جہاں بہت شاندار استقبال کیا گیا تھا۔۔طلحہ اور برہان نے وہاں اچھا خاصا ماحول بنا دیا۔۔

بھائی کو اب اندر بھی جانے دو۔۔رات دس بجے بھی عالم داؤد برہان اور طلحہ کے ساتھ تھا مہمان بھی گھروں کو چلے گئے تھے۔۔داؤد نے ان دونوں کو گھورا۔۔

عالم کے لیے وہ سیچوئیشن ایسی تھی کے ناچاہتے ہوئے بھی وہ وہاں بیٹھا ہوا تھا۔۔

اٹس اوکے۔۔اگر آپ کو ارام کرنا ہے تو آپ کو چھوڑ دیتا ہوں میں۔۔

نہیں نہیں۔۔یہ برہان اور طلحہ ہیں نا۔۔اٹھو اب۔۔انہیں ڈپٹا تو وہ کھسیانے ہو کے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

تم جاؤ۔۔نور انتظار کر رہی ہو گی۔۔

ہم۔۔وہ تو پہلے ہی تیار تھا فوراً اٹھا۔۔موبائل اور گھڑی اٹھاتے اپنے روم میں آیا۔۔خلاف معمول آج اسے دستک دینی تھی۔۔

ہلکا سا نوک کرتے ویٹ کیا پھر کچھ لمحے بعد دروازہ کھول کے اندر آیا تو ساکت رہ گیا۔۔

نور۔۔غصے سے مٹھیاں بھینچتے وہ دبا دبا چیخا۔۔

____

سیڈ ہو رہا ہے ناول۔۔بس دو تین قسطیں برداشت کریں

😑 پھر ملیحہ کو بھی دندے لگاتی ہوں

اول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط 08

وہ جونہی کمرے میں داخل ہوا تو ساکت رہ گیا۔۔

نور سادہ کپڑوں میں ملبوس بیڈ پہ آدھی نیند کر چکی تھیں۔۔
دروازہ بند کرتے وہ قدم باقدم چلتے قریب آیا۔۔وہ سوئی ہوئی اتنی معصوم لگ رہی تھی کے اس کا من کیا دیکھتا رہے
۔۔

پر وہ اس کے سارے جزباتوں پہ پانی پھیر کے خود پر سکون تھی۔۔ مٹا مٹا میک اپ اور مہندی اس کے حسن میں اضافہ کر رہے تھے اور عالم اس سے زیادہ اسے دیکھ نہیں سکا۔۔ ڈریسنگ روم میں آ کے اپنے کپڑے چینج کیے پھر اپنی طرف آ کے لیٹ گیا۔۔ کروٹ اس کی طرف لیتے اس کے چمکتے نقوش ملاحظہ کیے۔۔

نور۔۔ پھر کچھ سوچتے اسے پکارا۔۔ اور نور بڑی مشکل سے اپنے آپ کو ساکت رکھے ہوئے تھی چہرے پہ ایک معصوم

ساتاثر سجائے وہ بظاہر تو سو رہی تھی لیکن اندر سے اس کا دل دھڑ دھڑا رہا تھا۔۔

یار آج ہماری ویڈنگ نائٹ تھی۔۔بے بسی سے اپنا تکیہ اٹھا کے اس کے تکیے کے قریب کیا پھر اس پہ سر رکھتے اس کے چہرے کو قریب سے دیکھا۔۔نور کی جو مدھم سانسیں چل رہی تھی اس کی کلون کی مہک نتھنوں سے ٹکرائی تو تیز ہوئیں۔۔

سو لیں جتنا سونا ہے۔۔

عالم نے اس کے گال پہ نرمی سے اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیاں مس کیں تو نور کی پلکیں لرز گئیں۔۔عالم۔جو پوری توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا ہلکا سا مسکرا دیا۔۔ پھر ہاتھ اٹھاتے ہونٹ اس کے کان کے قریب کیے۔۔

چلیں آج کی رات آپ کی خلاصی۔۔ لیکن کل میں نہیں بخشوں گا۔۔کان کی لو سے ہونٹ ٹکرائے تو نور نے سختی سے مٹھیاں بھینچی۔۔

کل میں سارے حساب بے باک کروں گا اور۔۔ اپنی شدتوں سے آشنا کرواؤں گا آپ کو۔۔ نور کے کانوں سے دھواں نکل رہا تھا اور عالم محسوس کر سکتا تھا وہ جاگ رہی ہے صرف اس کی قربت سے بچنے کے لیے سونے کا بہانا تھا بس۔۔۔ کمر پہ ہاتھ رکھتے اسے قریب کیا۔۔

پھر ماتھے پہ لمس چھوڑتے ہونٹوں کو وہیں رکھتے گڈ نائٹ کہا اور آنکھیں موندلیں۔۔

____

رات کے آخری پہر اس کی آنکھ کھلی تو فجر کی آذان ہونے میں بس ایک یا دو منٹ باقی تھے۔۔اس کے دل پہ دھکہ پڑا

___

یا اللہ جی۔۔میں نے آپ سے کہا تھا مجھے تہجد پڑھنی ہے۔۔

دل میں وسوسہ جاگا کہیں اس کی دعا مقبولیت کے درجے

تک نا پہنچے۔۔شاید اسی لیے اس کی آنکھ نہیں کھلی ۔۔آنکھوں میں بے ساختہ آنسو ابھرے۔۔۔

رات کو بھی وہ روتے روتے سوتی تھی۔۔ناچاہتے ہوئے بھی عالم کو سوچنا۔۔ کبھی کبھی اسے لگتا کہیں وہ شرک نا کر رہی ہو۔۔جس شدت سے وہ اسے پانے کی دعا مانگتی اللہ سے اس کے بندے کو مانگتی تھی کہیں اللہ اس سے ناراض ہی ناہو گیا ہو۔۔

فجر کی آذان شروع ہوئی تو بے چینی سے اٹھ کھڑی ہوئی

۔۔صرف دو نفل پڑھنے کی مہلت مل جاتی اللہ۔۔ہاتھ

جوڑتے اوپر دیکھا جیسے وہ براہ راست اس سے مخاطب ہو

۔۔دل میں خوف اور اتنی بے چینی تھی کہ سانس لینا محال

ہونے لگا۔۔

وہیں لیٹے لیٹے کتنی دیر وہ تسبیح کی طرح ورد کرتی رہی یا اللہ

میرد ے دے۔۔یا اللہ میرد ے دے۔۔بے چینی ختم نا

ہوئی تو اٹھ کے وضو کیا اور نماز ادا کی سر سجدے میں رکھتے

اتنا شدت سے روئی جیسے کسی بچے کو ماں کی گود مل گئی ہو اور اپنے سارے دکھ وہ سناتا جائے۔۔

اسے صرف اس کا اللہ ہی سمجھ سکتا تھا۔۔شاید اسے اس کا مانگنا پسند آ گیا تھا جو اتنی تاخیر تھی۔۔

وہ اللہ کی رضا میں راضی ہونا چاہتی تھی لیکن چاہتی تھی اس رضا میں میر ہو جو کہ اب ناممکن تھا۔۔

کچھ دعائیں ایسی ہوتی ہے جو آپ کو اسی شکل میں مل جاتی ہیں۔۔کچھ مصیبتیں ٹال دیتی ہیں اور کچھ قیامت کے دن کے لیے چھوڑ دی جاتی ہیں۔۔پر انسان۔۔وہ تو چاہتا ہے دعا اسی شکل میں قبول ہو۔۔انسان،انسان جو ٹھہرا۔۔وہ الله کی مصلحت کہاں سمجھتا ہے

____

آٹھ سال قبل۔۔

سردنوں کا وہ بھی ایک سرد دن تھا جب وہ کالج کے باغیچے کے پاس کھڑی ٹھٹھر رہی تھی۔۔اسے اپنی دوست کا انتظار تھا جو آج دوسرے سیکشن میں اپنی کسی جاننے والی کو امی کا پیغام دینے گئی تھی۔۔

ہلکی ہلکی دھند میں کھڑے اس کے پاؤں جم گئے تھے جب اس نے پیچھے سے آتی آوازوں کو سنتے سر گھمایا۔۔دو لڑکے تیز تیز چلتے اس کی طرف آرہے تھے۔۔وہ مڑ کے انہیں

دیکھنے لگی۔۔وہ لڑکے اس کے پاس سے گزرتے آگے چلے گئے۔۔ان میں سے ایک شاید نیو کمر تھا۔۔۔

ملی۔۔شکر ہے تم گئی نہیں۔۔۔وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہوئے تو ارسہ نے قریب آتے اس کے کندھے پہ دھپ لگائی۔۔

یار۔۔یہاں سے ابھی دو لڑکے گزرے ہیں۔۔وہ کینٹین کی طرف گئے ہیں۔۔تم آؤ گی میرے ساتھ۔۔اس کا ہاتھ

پکڑتے وہ تیزی سے کینٹین میں آئی جہاں میر اور حدید شاید بلو انک لینے آئے تھے۔۔

اور کینٹین والے بھائی انہیں مشورہ دے رہا تھا کہ وہ لوگ پوائنٹر لے جائیں آج کل انک کا رواج ختم ہو گیا ہے۔۔

ایسکیوز میں۔۔ میرے پاس ہے انک اگر آپ کو اشد ضرورت ہے تو یہاں ویٹ کریں میں لا دیتی ہوں۔۔

جی شکریہ۔۔ ہم اسی سے کام چلا لیں گے۔۔۔ میر نے ناگواری سے ملی کو دیکھا۔۔ پھر پوائنٹر لے کے ہی چلا گیا۔۔

ان کے جانے کے بعد ملی نے کینٹین والے سے ان کی مکمل انفارمیشن لی تھی۔۔ وہ لوگ ان سے دو کلاسز آگے تھے ۔۔ اور میر ریسنٹلی مائیگریشن کروا کے وہاں آیا تھا۔۔

تم کیا کر رہی ہو یار۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا۔۔ ارسہ حیران تھی۔۔

یا دوہ لڑکا پسند آگیا ہے تمہاری بہن کو۔۔

کون سا۔۔ ارسہ نے ناک سکیڑی اب وہ لوگ کلاس کی طرف جا رہی تھیں۔۔

وہ جونیو آیا ہے۔۔ میر۔۔ میر امیر و۔۔ خود ہی نک نیم بھی دیا۔۔۔

آہو میر امیر و۔۔۔ ارسہ اسے چھیڑتے ہوئے ہنس دی۔۔ واہ بھئی واہ۔۔ کیڑی کو بھی پر نکل آئے ہیں۔۔ ہنستے ہنستے وہ میر کو دیکھنے کا پہلا دن گزر گیا۔۔ اس کے بعد ہر

وقت نظروں نے اسے تلاشنا شروع کر دیا۔۔ ہر اس جگہ ملی پائی جاتی جہاں آس پاس میر و ہوتا۔۔

آہستہ آہستہ جب یہ بات کلاس فیلوز میں پھیلنے لگی تو میر و کو اندازہ ہوا ملیحہ نامی لڑکی اس سے کیا امیدیں لگائے بیٹھی ہے ۔۔بظاہر تو اسے کوئی مسلہ نہیں تھا۔۔ لیکن وہ پڑھائی چھوڑ کے فضول کاموں کی طرف نہیں جانا چاہتا تھا۔۔

ایسی افواہوں میں چھ ماہ گزر گئے او پھر ملی نے ہمت کر کے ایک دن اسے کہہ دیا۔۔میں پہلے ہی جانتا تھا لیکن پھر بھی اسے برا لگا۔۔

دیکھو تم بھی سنگل ہو۔۔میں بھی۔۔ تم مجھ سے محبت نا سہی دوستی کر لو۔۔

میر نے نفی میں سر ہلاتے سنجیدگی سے اسے دیکھا واقعی وہ اس کے لیے سیریس تھی بھی یا بس نادانی میں سب کر رہی تھی۔۔

حدید۔۔اس لڑکی سے کہو یہاں سے چلی جائے۔۔میں بہت تنگ ہوں اس سے۔۔ہر دوسرے دن وہ اس کے پاس یہ آفر لے کے آنے لگی تو غصے میں میر نے حدید کو گھورا۔۔

بھئی میرا کیا قصور ہے۔۔میں خود ان سے بیزار ہوں۔۔وہ
بھی کندھے اچکا گیا۔۔۔

ملیحہ نے کوشش جاری رکھی اور اس سے دوستی کر کے ہی
دم لیا۔۔میر کو شروع میں الجھن ہوتی تھی لیکن پھر
عادت ہو گئی۔۔ملیحہ اچھی لڑکی تھی لیکن میر نے دوست
کے علاوہ کچھ نہیں سوچا۔۔

ملیحہ کو جیسے پر لگ گئے۔۔وہ اس کی دوستی کو بھی محبت کا رنگ دینے لگی۔۔میر نے دبے دبے الفاظ میں اسے کئی بار اپنے بارے میں کلئیر کیا تھا لیکن وہ سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں تھی۔۔۔

اس کا کالج ختم ہوا تو یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا۔۔اسے جھٹکا تب لگا جب ملحیہ دو سال بعد اسی یونی میں آئی جہاں میر پڑھتا تھا۔۔اسے لگا یہ اتفاق ہو گا لیکن یہ بھی بس کچھ دن ہی لگا کیونکہ ملحیہ اس کے نقش قدم پہ چلتے سیم انہی

سبجیکٹس میں ماسٹرز کرنے والی تھی جس میں وہ کر رہا تھا

۔۔

یار وہ لڑکی تو بہت سیریس ہے تمہارے لیے۔۔ حدید اور اس کی ابھی کلاس ختم ہوئی تھی تو دونوں باہر نکلے۔۔

پتہ نہیں یار۔ میرا تو دماغ خراب ہوتا ہے اب اسے دیکھ کے۔ کتنی بار منع کر چکا ہوں پر اسے سمجھ نہیں آتی۔۔

وہ کوئی بڑا چکر کرے گی تیرے ساتھ۔۔دیکھنا۔۔اس کے ارادے کچھ اچھے نہیں ہیں۔۔

اللہ خیر ہی کرے۔۔

ویسے اتنی بری بھی نہیں ہے۔۔تو ویسے بھی کسی میں انٹرسٹڈ نہیں ہے اسی سے کر لینا شادی۔۔

حدید نے سوچتے مشورہ دیا تو میر رک گیا۔۔

ہاں سہی کہہ رہا ہوں۔۔ دیکھ تیری لائف میں کوئی نہیں ہے اور نا ہی تو کسی سے محبت عشق کرتا ہے تو بہتر ہے نا چلو اس کی خواہش ہی پوری ہو جائے گی۔۔

اچھا سوچوں گا۔۔ حدید لیکن تم ابھی یہ ٹاپک بند کرو۔۔ اسے کوفت ہونے لگی۔۔ حدید اسے چھیڑنے سے باز کہاں آنے والا تھا۔۔ کئی دنوں تک اس کی ناک میں دم کیے رکھا۔۔

پھر کہیں جا کے میر نے ارادہ کیا کے وہ ملیحہ سے بات کرے

۔۔

ملیحہ یونیورسٹی میں زیادہ اس کے قریب نہیں آتی تھی لیکن نظروں میں ضرور رکھتی۔۔اسے معلوم ہوتا کہ ابھی میر کہاں ہو گا کیا کر رہا ہو گا۔۔اپنے سے زیادہ اسے میر کی کلاسز کا پتہ ہوتا۔۔

پتہ نہیں کیسے لیکن مجھ سے وہ بھلایا نہیں جارہا ارسہ۔۔مجھے اب چڑ ہوتی ہے میں جتنا سوچتی ہوں ارادہ کرتی ہوں اس سے دور رہوں نا دیکھوں پھر وہی کر دیتی ہوں۔۔ جیسے میرا مجھ پہ کوئی کنٹرول ہی نہیں ہے۔۔وہ ارسہ سے کہتی تو ارسہ اسے دیکھ کے رہ جاتی۔۔

سسی پنو ہیر رانجھا کی محبتیں تو دیکھیں تھیں اس نے۔۔ لیکن ملحیہ۔۔اس کی محبت یکطرفہ تھی اور ایسی محبتیں بہت کم کامیاب ہوتی ہیں۔۔

ــــــــــــــــــــــــــــــ

اگلے دن صبح اس کی آنکھ کھلی تو وہ عالم اس کی کی پشت سے ماتھا ٹکائے بازو اس کے گرد پھیلائے مزے سے سو رہا تھا ۔۔ کچھ لمحے تو وہ ایسی ہی دیکھتی رہی ۔۔ پھر آہستہ سے اپنا بازو اس کی کمر کے نیچے سے نکالنا چاہا تو عالم زرا سا اوپر ہوا ۔۔

افففف۔۔۔جاگ رہے ہیں۔۔سن ہوتا بازو سہلاتے وہ
پاس سے اٹھ گئی۔۔عالم ہنوز کروٹ بدلے لیٹا ہوا تھا۔۔

نیند پوری ہو گئی۔۔اس کا بیڈ سے اترنا محسوس کرتے پوچھا تو
نور وہیں جم گئی۔۔

نیند پوری ہوئی یا ابھی ایک رات اور سونا ہے۔۔عالم نے
سیدھے ہوتے گردن موڑ کے اس کے بکھرے بال دیکھے
۔۔

جی۔۔ہو گئی۔۔آنکھیں بند کرتے خود کو نارمل رکھا۔۔

مطلب آج رات پھر نہیں سوئیں گے۔۔اٹھ کے اس کے قریب آتے پیچھے سے سر پہ لب رکھے تو وہ خود میں سمٹ سی گئی۔۔

ر۔۔رات تک آجائے گی نا۔۔معصومیت سے منہ بسورا تو عالم نے آئی بروا ٹھائی۔۔

For more romantic novels: https://newwriterslibrary.blogspot.com/

سارادن سوتی رہیں لیکن رات کو میں بتاؤں گا آپ کو۔۔

بالوں کو اٹھا کے ایک کندھے پہ ڈالا۔۔انگلیوں کے گداز لمس سے نور کا دل بے قابو ہوا تو وہ تیزی سے اٹھی۔۔

م۔۔میں فریش ہولوں۔۔

ہمم جائیں۔۔عالم نے پیچھے ہوتے اس کے تکیے پہ سر رکھ دیا تو نور باتھ روم میں گھس گئی۔۔آدھا گھنٹہ لگا کے جب وہ باہر نکلی تو انہی کپڑوں میں تھی۔۔عالم دروازے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا اسے دیکھ کے سیدھا ہوا۔۔

چینج کیوں نہیں کیے۔۔ پھر پوچھا۔۔

و۔۔وہ رات کو ہی تو چینج کیے تھے گندے بھی نہیں ہیں۔۔

باہر لوگوں نے کیا سوچنا ہے۔۔لب دباتے وہ اداس ہوا تو نور گھبرائی۔۔

ک۔۔کیا مطلب۔۔ دو قدم چل کے قریب ہوئی۔۔کیا سوچیں گے۔۔ آنکھوں میں خوف بھی تھا۔۔ جیسے دیکھ

کے عالم بمشکل اپنی مسکراہٹ روکے ہوئے تھا۔۔ اگے ہو
کے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔۔۔

کہ عالم نے نور کو پیار نہیں کیا۔۔ بالوں کی لٹ کان کے
پیچھے اڑیستے انگلیاں اس کی گردن تک مس کیں۔۔

ن۔۔ نہیں سوچیں گے۔۔ وہ۔ نرمی سے اسے اپنی گرفت
میں لیے ہوئے تھا۔۔

آپ کے تو بال بھی گیلے نہیں ہیں پکا سوچیں گے وہ لوگ

--

م۔۔میں سر ڈھانپ لوں گی۔۔ویسے بھی پیار سے بالوں کا کیا لینا دینا۔۔کسمساتے خود کو چھڑوانا چاہا تو عالم نے اسے اور اپنی جانب کھینچا۔۔

لینا دینا ہے نا جان عالم۔۔ باہر سب سمجھدار شادی شدہ لوگ ہیں۔۔ وہ پوچھیں گے نور نے باتھ کیا تو پھر ہم جھوٹ تو نہیں بول سکتے نا۔۔

م۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔ آپ کچھ بھی کہہ دینا۔۔۔اس کی دھڑکیں سنتے وہ خود اس کے حصار میں بے چین سی تھی ۔۔

میں کیا کہوں گا۔۔میں تو یہی کہوں گا میرے پہنچنے سے پہلے ہی نور سو گئی تھی اور پھر جب میں قریب آیا تو خراٹے لے رہی تھی۔۔

ج۔۔جی نہیں میں جاگ رہی تھی۔۔ تیزی سے گھبراہٹ کے مارے سچ کہہ دیا تو عالم قہقہ لگا کے ہنسا۔۔

عالم۔۔نور نے ناراضگی سے اسے پیچھے دھکیلا۔۔مجھے جان بوجھ کے تنگ کر رہے ہیں نا۔۔۔چہرہ ایک دم سرخ ہوا تھا

۔عالم نے اس کی کمر چھوڑتے ایک ہاتھ سے ٹھوڑی پکڑتے

رو تو چہرا اوپر کیا۔۔

قسم سے آپ بہت دل نشیں لگ رہی ہیں۔۔ناک پہ

ہونٹ رکھتے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں خوف اور نمی

دونوں تیر رہے تھے۔۔

کوئی کچھ نہیں کہے گا۔۔اگر کسی نے پوچھا تو آپ کہہ دینا

عالم نے ڈرائر سے سوکھا دیئے ہیں۔۔اسے حل بتاتے چھوڑا

۔۔تو وہ پیچھے ہٹتے سیدھی ہوئی۔۔

میں بتاؤں گی عالم نے پیار ہی نہیں کیا۔۔مجھے سوتے دیکھ

کے خود بھی سو گئے۔۔۔اگر انہیں مجھ سے محبت ہوتی تو

مجھے جگا لیتے۔۔غصے سے ننھی سی ناک سرخ کرتے روانی

میں جو منہ میں آیا بول دیا۔۔

عالم مزے سے اس کا ناراض چہرہ دیکھتا رہا۔۔وہ مڑ کے باہر چلی گئی۔۔تو وہ واپس پیچھے کو ہو کے لیٹ گیا۔۔میرا کیوٹ بے بی۔۔اسے سوچتے گہری مسکراہٹ ہونٹوں پہ رینگ رہی تھی

____

ایک ملیحہ کی ماں تھی۔۔۔

:۔

اللہ جب بھی کوئی چیز دینے کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے انسان کے نفس میں گنجائش پیدا کرتا ہے۔۔ نفس چونکہ تنگی میں مبتلا ہوتا ہے تو اسے دبایا جاتا ہے تاکہ اس میں وسعت اور کشائش پیدا ہو۔۔

ہر تکلیف کے پیچھے اللہ کی رحمت چھپی ہوتی ہے۔۔

آزمائش تو اللہ کی بندے سے محبت کی نشانی ہے اگر ایسا نا ہوتا تو انبیاء کرام پہ تکالیف نا آتیں۔۔ اور پھر اللہ اپنے

محبوب بندوں کو ہی تو آزماتا ہے۔۔اور پھر آزمائش کے ذریعے اپنے قریب تر لاتا ہے۔۔

یہ سزا بھی تو ہو سکتی ہے۔۔پوچھا گیا۔۔

نہیں۔۔اگر تم اللہ کے قریب جارہے ہو تو سزا نہیں نعمت ہے تمہارے لیے۔۔جو لوگ بھٹکی ہوئی راہوں پہ چل پڑتے ہیں۔۔جن سے زرا سا دکھ پریشانی برداشت نہیں ہوتا اور اللہ سے شکوے شکایات کرنا شروع کر دیتے ان کے لیے سزائیں ہوتی ہیں۔۔

تم تو اللہ سے محبت کر رہی ہو۔۔ تمہیں معلوم ہے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جو تمہیں عطا کر سکتا ہے۔۔ اس میں تمہارا چھپا ہوا یقین ہے اللہ پر۔۔ اور پھر جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اسے سزا نہیں دیتا۔۔

ملیحہ ہارون نے سر جھکائے سامنے بیٹھی اپنی ماں کو دیکھا۔۔ اگر وہ اس گھر میں پیدا نا ہوتی تو شاید آج سزا میں مبتلا ہوتی

۔۔۔

تم جب دعا مانگا کرو تو یہ مت سوچا کرو قبول نہیں ہو گی۔۔
بلکہ یہ دیکھا کرو مانگ کس سے رہی ہو۔۔ وہ رب جو خود کہتا
ہے مانگو۔۔ مجھ سے مانگو میں عطا کروں گا پھر وہ کیسے
تمہارے مانگنے پہ تمہیں عطا نہیں کرے گا۔۔

وہ۔۔ کسی اور کا ہو گیا ہے اماں۔۔ اس سے چھین لوں گی تو
بد دعا لگے گی۔۔

پھر رب کی رضا میں راضی ہو جاؤ۔۔ان کی بات پہ دل مچل گیا۔۔

کیسے۔۔کیسے۔۔دل نہیں مانتا۔۔اسے کھونے سے ڈر جاتا ہے۔۔اس کی طلب بڑھتی جارہی ہے۔۔دل سے نہیں نکلتا۔۔

تمہارا ہیرو کون ہے۔۔وہ لوگ تخت پہ بیٹھی تھیں۔۔عابدہ نے چہرا اوپر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔۔

میر۔۔؟ پھر پوچھا۔۔یا میر کو بنانے والا رب؟

اللہ۔۔بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا۔۔

تو پھر اپنے ہیرو کی طلب کرو۔۔اپنے رب کی طلب کرو نا کے اس کے بنائے ہوئے انسان کی۔۔وہ خود تمہارا پسندیدہ شخص بہترین کر کے تمہارے حوالے کرے گا۔۔

اپنے دل سے میر کی محبت کو نکال کے اللہ کی محبت ڈالو خالص اللہ کی محبت۔۔

میں کوشش کروں گی۔۔ آپ دعا کرنا۔۔ گہرا سانس لیتے آنکھوں میں آئی نمی اندر دھکیلی۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

آٹھ سال قبل

ایک میر کی ماں تھی:۔

یار تم نے مجھے اپنی شادی پہ بلانا تک گوارا نہیں کیا۔۔

اس کی یونورسٹی ختم ہوئے بھی دو ماہ گزر گئے تھے۔۔ جب وہ حدید سے دوبارہ ملا تھا۔۔

کیا کہہ رہے ہو۔۔میری شادی کب ہوئی مجھے تو خود ہی نہیں معلوم۔۔اس نے اپنی کمپنی کی بیس رکھ دی تھی ابھی وہ دونوں باہر کھلے میدان میں کھڑے لیبر کو دیکھ رہے تھے۔۔یہ زمین اسے بابا نے ہی گفٹ کی تھی جہاں سے اس نے اپنا کاروبار شروع کرنا تھا۔۔

تم میرے ساتھ جھوٹ بول رہے ہو۔۔حدید نے آنکھیں سکیڑتے اسے گھورا۔۔

نہیں۔۔ تمہارا میرا مزاق ہے۔۔۔ جواب دیتے ساتھ سوال کیا۔۔ تو وہ جزبز ہو گیا۔۔

اصل میں سنا ہے کہ ملیحہ کی شادی ہو رہی ہے۔۔ مجھے لگا تم سے ہو رہی ہو گی۔۔

ارے نہیں۔۔ مجھ سے نہیں ہو رہی۔۔ لیکن وہ اتنی آسانی سے مان گئی۔۔ اسے واقع حیرت ہوئی۔۔

کیا پتہ۔۔ بات نہیں ہوئی میری اس سے۔۔

چلو۔۔اگر مان گئی ہے تو بہت اچھی بات ہے اللہ اسے خوش رکھے۔۔

آمین۔۔ پھر کچھ دیر وہ لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔۔

شام کو جب میر گھر آیا تو الگ فساد کھڑا تھا۔۔

ہمیں اگر پتہ ہوتا کہ تم یونورسٹی میں رنگ رلیاں منانے جاتے ہو تو کبھی نا بھیجتی۔۔اندر داخل ہوتے ہی ثروت بیگم نے اسے لتاڑا۔۔وہ ہکا بکارہ گیا اسے سمجھ نہیں آئی اخر ہوا کیا ہے۔۔ بابا الگ شدید غصے میں تھے۔۔

ک۔۔ کیا ہوا ہے بابا۔۔ وہ چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔۔

ہم سے پوچھتے ہو کیا ہوا ہے۔۔ تم خود نہیں جانتے۔۔ ان کی چنگاڑتی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔

مجھے واقع نہیں پتہ مجھے کچھ بتائیں گے کیا ہوا۔

ہونہہ۔۔ ہمیں تو بتاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔۔

میں بھی شرما لوں گا آخر بتائیں تو سہی۔۔ ہوا کیا ہے۔۔۔

اسے غصہ آیا۔۔

ملی آئی تھی تم سے ملنے۔۔

کون ملیحہ۔۔اس نے تصدیق چاہی تھی لیکن ثروت بیگم منہ پہ دوپٹہ رکھ کے رونے لگیں۔۔

دیکھ لیں۔۔دیکھ لیں میں نا کہتی تھی یہ اس کا کوئی چکر ہے۔۔

واٹ۔۔ کیا ہو گیا ہے موم میرا کیسے چکر ہو گا۔۔ میں بس اس کو جانتا ہوں یا کبھی دوست تھی اس کے علاوہ کچھ نہیں ۔۔

دوست بھی تھی۔۔ رونے میں اور شدت آئی۔۔

بابا۔۔ پوری بات بتائیں مجھے۔۔ وہ ان کے پیروں کے قریب بیٹھا۔۔

ایک معصوم لڑکی کی عزت سے کھیلتے تمہیں شرم نہیں آئی ۔۔ تمہاری اپنی بہن بھی ہے۔۔ ان کی آنکھوں میں اس

کے لیے حقارت تھی اور میر کو لگا شاید سننے میں غلطی ہوئی ہے۔۔

کیا کہہ رہے ہیں مجھے نہیں سمجھ آرہا۔۔میں کیوں۔۔بالوں کو نوچتے وہ کھڑا ہوا۔۔۔

ملیحہ نے کہا آپ سے سب۔۔کچھ دیر سمجھنے کی کوشش کی پھر ثروت کی طرف دیکھا۔۔

ہاں۔۔وہی کہہ کے گئی ہے اور۔۔وہ کہہ رہی تھی تم اس سے شادی کر لو۔۔

مائے فٹ۔۔بھاڑ میں جائے وہ۔۔شادی کر لو۔۔میرا دماغ خراب ہو رہا ہے۔۔میں نہیں جانتا اس عورت کو نا اس سے شادی کروں گا۔۔

شادی تو تمہیں اس سے کرنی پڑے گی۔۔۔ایک لڑکی کے ساتھ غلط کرنے کے بعد تم اس کے ساتھ۔۔

بس کر دیں۔۔خدارا بس کر دیں۔۔میں نے کبھی اسے غور سے دیکھا تک نہیں ہے اور آپ۔۔اس کا تنفس پھول رہا تھا۔۔غصے سے ٹیبل کو ٹھوکر مارتے وہ اپنے روم میں آگیا

۔۔

ثروت جانتی تھیں اس دو موٹی کی مڈل کلاس لڑکی سے کیسے میر کو بچانا ہے۔۔

کچھ گھنٹے پہلے ان کے دروازے پہ وہ جب آئی تھی تو رو رہی تھی۔۔اس کی منتیں کر رہی تھی وہ میر سے کہے کہ اس سے شادی کرلے ورنہ وہ مر جائے گی۔۔وہ کسی اور سے شادی نہیں کر سکتی۔۔اور ثروت نے اتنے برے طریقے سے اسے دھتکارا تھا کہ ملیحہ کی روح تک کانپ گئی۔۔

تو اسے لگا کہ محبت کچھ نہیں ہے۔۔سب کچھ عزت ہی ہے ۔۔اپنی عزت بچاتے وہ مڈل کلاس لڑکی اپنی محبت اس

عورت کی جھولی میں چھوڑ آئی تھی جسے اس عورت نے تماچے کی صورت اپنے بیٹے کے منہ پہ مارا تھا۔۔

ملیحہ اس کے بعد ایسے غائب ہوئی جیسے اس دنیا میں تھی ہی نہیں۔۔

اور عالم نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش بھی نہیں کی وہ کیوں ڈھونڈتا جبکہ وہ اس پہ الزام لگا کے گئی تھی۔۔ اسے سب

منظور تھا لیکن کسی کا اس پہ انگلی اٹھانا وہ کسی بھی صورت

برداشت نہیں کرتا تھا۔۔

وت اپنی ڈگر پہ سر کتا رہا۔۔ثروت بیگم نے اس کے لیے

لڑکیاں تلاشنا شروع کر دیں۔۔آئے روز کہیں نا کہیں وہ جا

رہی ہوتیں۔۔

اسے انسسٹ کرتیں کہ وہ بھی ساتھ چلے لیکن وہ ایسے معاملات میں اپنی موجودگی کو غیر اہم سمجھتا تھا۔ گھر والوں کو جو پسند ہو گی وہ کر لے گا۔۔

اصل مسئلہ تب بنا جب ایک دن خولہ کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی اور اسے لگا اس کی دنیا ہل گئی ہو۔۔

اس کی ماں اتنا گر سکتی تھی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا ۔۔یہی وہ لمحہ تھا جب عالم میر کو اپنی ماں سے نفرت ہوئی تھی۔

اسے لگا وہ کچھ لمحے اور وہاں رہا تو اس کا وجود مٹی ہو جائے گا ۔۔ ملیحہ کے ساتھ کیا ہوا تھا وہ نہیں جانتا تھا لیکن جو اس کے ساتھ ہوا تھا شاید ہی کسی کے ساتھ ہوا ہو۔۔

اس وقت اس نے اپنی ماں کو منع کر دیا کے وہ اس کی شادی کے خواب دیکھنا چھوڑ دیں وہ کسی اور کی زندگی برباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

داؤد صاحب بھی کچھ نہیں جانتے تھے جب انہیں عالم نے بتایا تو وہ بھی شاکڈ رہ گئے۔۔

شاید سوتیلی مائیں بھی اس سے بہتر ہوتی ہوں گی۔۔ وہ اس گھر میں بھی نہیں رہا اس نے اپنے لیے الگ اپارٹمنٹ

خریدا تھا پھر الگ گھر بنایا۔۔جہاں وہ اکیلا رہتا تھا جہاں اس پہ کوئی گھٹیا الزام لگانے والا نہیں تھا۔۔

ریسیپشن کی تقریب میں نور نے رائل بلو میکسی پہنی تھی ۔۔ہلکا پھلکا میک اپ کیے وہ واقع نور لگ رہی تھی۔۔

عالم بھی اس کے ہم رنگ کوٹ اور پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ میں ملبوس کافی خوبرو لگ رہا تھا۔۔رات گئے وہ لوگ

ریسپشن سے فارغ ہوئے تو نزہت بیگم نے سب کے سامنے اعلان کر دیا۔۔

آج نور ہمارے ساتھ جا رہی ہے اور کم سے کم ایک ہفتہ وہیں رہے گی۔۔ عالم جو موبائل کی طرف متوجہ تھا ان کی بات پہ بدمزہ ہوا۔۔

ایسے کیسے۔۔ ابھی کل ہی تو لایا ہوں۔۔ بچوں کی طرح انداز تھا داؤد اور مصطفی صاحب مسکرائے۔۔

مکلاوا رسم ہوتی ہے۔۔یعنی آج ہم اسے لے جائیں گے پھر تم اسے لینے آؤ گے۔۔نزہت نے تحمل سے تفصیلاً بتایا۔۔

مزاق کر رہی ہیں۔۔میں نہیں مانتا اسی رسموں کو۔۔بے چینی سے نور کا ہاتھ پکڑا کہیں اٹھا کے ہی نا لے جائیں۔۔اور نور سب کے سامنے ہاتھ پکڑے جانے پہ سرخ ہوئی۔۔

ہم تو مانتے ہیں۔۔ ہم نے بھی یہ رسمیں نبھائی ہیں۔۔ برہان نے لقمہ لگایا تو عالم اسے گھور کے رہ گیا۔۔

چلو شاباش تیار ہو جاؤ۔۔ بلکہ تیار کیا ہونا ہے۔۔ ایسے ہی چلو۔۔۔ نزہت بیگم نے اس کا ہاتھ عالم کے ہاتھ سے نکالا تو نور نے خوف سے عالم کو دیکھا جسے اب غصہ آ رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔اگر یہی شرط ہے کہ میں جب لینے آؤں تو ابھی آپ لوگ نکلیں میں پیچھے پیچھے آرہا ہوں۔۔دوٹوک انداز میں نزہت بیگم کو دیکھا تو وہ جزبزر ہوئیں۔۔

ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔۔داؤد نے اپنے بیٹے کا ساتھ دیا تو نور نے بے چینی سے عالم کو دیکھا وہ کون ساسکون میں تھا۔۔

یہ میری بیوی ہے اب آپ لوگ نہیں لے کے جائیں گے ۔۔جب اسے ملنا ہوا میں۔خود لے آؤں گا۔۔

ثروت بیگم اپنے بیٹے کی باتوں پہ کلس رہی تھیں لیکن خاموشی سے ایک جانب ٹکی ہوئی کچھ سوچ رہی تھی۔۔ خوش تو وہ انہیں رہنے نہیں دیں گی۔۔ چاہے کچھ بھی کرنا پڑے۔۔

اللہ اللہ کرے کے اس بات پہ راضی ہوئے کے نور آج رات ان کے ساتھ جائے گی اور عالم کل شام کو اسے لے ائے گا۔۔

وہاں سب کے بیچ تو نور کچھ نہیں کہہ سکی لیکن کمرے میں آ کے عالم کو گھورا۔۔

مجھے جانے کیوں نہیں دے رہے تھے۔۔مجھے زیادہ دن رہنا ہے وہاں۔۔اپنی ضرورت کی چیزیں اٹھاتے پیچھے کی طرف جھولتا دوپٹہ سیدھا کیا۔۔

عالم کو لگا تھا وہ بھی نہیں جانا چاہتی لیکن اس کی بات پہ اس کا دماغ خراب ہوا۔۔۔

بڑی جلدی ہے آپ کو جانے کی۔۔میں جو اتنے مہینوں سے انتظار کر رہا تھا اس کا کیا۔۔کل بھی آپ نے اپنی مرضی کرتے نیند کا بہانہ کر لیا تھا اور اب۔۔اس کے بازو کو گرفت میں لیتے آنکھوں میں اشتعال تھا۔۔

س۔۔ سوری۔۔ م۔۔ میں تو بس ایسے ہی کہا۔۔ اس کے سینے پہ کلائیاں ٹکاتے وہ روہانسی ہوئی تو عالم نے کھینچ کے اسے خود سے لگا لیا۔۔

پہلے اتنا مشکل نہیں تھا جتنا اب لگ رہا ہے۔۔ یہ رسمیں جہنم میں کیوں نہیں چلی جاتیں۔۔ گرفت سخت کرتے اسے جیسے اپنے سینے کے اندر اتارا۔۔

____

کیسی تھی قسط۔۔اور اب تو سب کلئیر ہو گیا ہو گا ملیحہ اور اس کی موم کے بارے میں۔۔

اول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط 09

پہلے اتنا مشکل نہیں تھا جتنا اب لگ رہا ہے۔۔ یہ رسمیں جہنم میں کیوں نہیں چلی جاتیں۔۔ گرفت سخت کرتے اسے جیسے اپنے سینے کے اندر اتارا۔۔

چھوڑ دیں اب۔۔ باہر مما لوگ ویٹ کر رہے ہیں۔۔ کچھ لمحے ایسے ہی بیت گئے تو نور کی مدھم سی آواز عالم کے کانوں سے ٹکرائی۔۔

اور میرا ویٹ۔۔ چہرہ اس کے سر سے اٹھاتے اسے دیکھا ۔۔

بس تھوڑا سا صبر کر لیں یہ تھوڑے سے گھنٹے بھی گزر جائیں گے۔۔۔اس سے دور ہوتے دوپٹہ ایک بار پھر اٹھا کے سیدھا کیا۔۔

صبر تو میں کر لوں گا۔۔ لیکن مجھے پھر صبر کا پھل میٹھا ہی چاہیے۔۔

اوکے۔۔ بلکل آم کی طرح میٹھا ہو گا۔۔ ہلکے پھلکے انداز میں کہتے مصافحہ کے لیے ہاتھ اگے بڑھایا تو عالم نے اسے تھامتے ایک بار پھر اسے گلے سے لگایا۔۔

میں مس کروں گا آپ کو۔۔ پھر الگ کیا۔۔

نور نظریں چراتے باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔ عالم بھی باہر آیا تو وہ لوگ جانے کے لیے تیار تھے۔۔ داؤد اور ثروت بیگم طلحہ کے ساتھ پہلے نکل گئے برہان کی فیملی اور خولہ مصطفی ماموں کے ساتھ گئے تھے۔۔

یوں ایک بھرا ہوا گھر ایک بار پھر خالی ہو گیا۔۔سب کے جانے کے بعد عالم واپس کمرے میں آیا تو ہر چیز اداس لگی ۔۔پھر دل کو تسلی دی کے کوئی نہیں بس ایک رات ہی ہے ۔۔جو جلدی ہی گزر جائے گی

____

جب رات کو تم سو جاؤ اور اور پھر آپ کی آنکھ کھلے اور تم دوبارہ سو گئے تو تم نے اللہ سے بے وفائی کی۔۔۔ لیکن اگر

تم نے اٹھ کے وضو کیا اور نماز پڑھی اور اللہ سے بات کی تو تم بھی وفادار ہو۔۔

کہیں دور بستی سے آذان کی آواز آئی تو اس نے قرآن پاک بند کیا۔۔ پتہ ہے کبھی کبھی اللہ پہ اتنا پیار آتا ہے کے بے اختیار آسمان کی طرف دیکھتے ہیں اور آنسوں کے دوران مسکراتے ہیں۔۔

اللہ ہمیں اشارہ دیتا ہے۔۔ کہ اس نے تمہیں نہیں ہے چھوڑا پریشان نا ہو۔۔ رات کو جب وہ سوئی تھی تو بس ایک

یہی دعا کے اللہ میں تہجد کی نماز ادا کرنا چاہتی ہوں اور اس نے اتنی ضد سے کہا تھا۔۔

اگر اٹھانا ہے تو اللہ نے ہی اٹھانا ہے ناماں اٹھائے گی نا کوئی اور۔۔نا اس نے میر کو مانگا تھا نا اس کی محبت کو۔۔مانگا تھا تو اللہ کو۔۔اور پھر کیسے ہو سکتا ہے کے اللہ کی طرف قدم بڑھاو تو وہ دوڑ کے نا آئے۔۔

اللہ تو سب سے بڑھ کر وفا کرنے والا ہے اور پھر وہ جس سے وفا کروانا چاہتا ہے اسی کو ہی توفیق دیتا ہے۔۔۔ ورنہ دنیا میں کروڑوں غافل لوگ ہیں جو فرض بھی ادا نہیں کر سکتے ۔۔اور موت انہیں پکڑ لیتی۔۔

آج اس کی آنکھ نا الارم سے کھلی تھی ناماں کی آواز سے بلکہ ایک انجانے احساس سے جیسے واقع اسے اللہ نے اٹھایا ہو ۔۔اس لمحے بہت پیار آیا تھا اسے اللہ پہ پھر چار رکعت نفل ادا کر کے اس نے قرآن کھولا۔۔

ایک اللہ کی یاد میں ہی تو سکون ہے۔۔جو سکون اسے کہیں نہیں ملتا تھا وہ سجدہ کر کے حاصل کرتی تھی۔۔

ملیحہ۔۔وہ نماز اور قرآن پڑھ کے فارغ ہوئی تو عابدہ اس کے کمرے میں آئیں۔۔ابا کی وفات کے بعد وہ بھی کافی کمزور ہو گئی تھیں۔۔

عبداللہ کا فون آیا ہے۔۔اس کی نوکری کا بندوبست ہو گیا ہے۔۔وہ خوش تھیں۔۔عبداللہ شہر گیا ہوا تھا جاب کے سلسلے میں۔۔وہیں یونیورسٹی کے قریب اسے ایک کیفے میں پارٹ ٹائم ریسیپشنز کی جاب ملی تھی۔۔چلو کچھ تو مدد ہوتی پھر پڑھائی کے بعد وہ کوئی اچھی نوکری کر ہی لیتا۔۔

مبارک ہو اماں۔۔یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔

خیر مبارک۔۔ناشتہ بنا کے پھر پیکنگ بھی کرنی ہے۔۔اس نے گھر کا بندوبست بھی کر لیا ہے۔۔ایک اور خوشخبری سنائی۔۔

آج تو بہت اچھا دن ہے اماں۔۔ صبح صبح ہی اتنی اچھی خبریں ۔۔۔جائے نماز تہہ کر کے اپنی جگہ پہ رکھی پھر دونوں چلتی ہوئی کچن میں آئیں۔۔باہر ابھی کافی اندھیرا تھا۔۔وہ لوگ نماز کے بعد ناشتہ کر لیتی تھیں۔۔

پھر گھر کے کام کر کے ملیحہ سکول چلی جاتی۔۔ آج بھی معمول کے مطابق وہ ناشتہ کر کے سکول چلی گئی تو پیچھے سے اماں نے کچھ پیکنگ کر دی۔۔ باقی وہ واپس آ کے کرتی۔۔ لیکن آج طتو صبح سے ہی اسے گڈ نیوز مل رہی تھیں ایک اور ایسی خبر اس کی منتظر تھی جو اس کی زندگی بدل دیتی

رات تو جیسے تیسے اس نے گزار لی۔۔ لیکن صبح سے شام کا انتظار محال ہو رہا تھا۔۔ نور نا اس کی کال اٹھا رہی تھی اور نا ہی کسی میسج کا رپلائے کر رہی تھی۔۔

آفس سے بھی اس نے ہفتہ چھٹی کرنی تھی صرف نور کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کے لیے اور وہ محترمہ مما کے پاس جا کے اسے بھول ہی گئی۔۔ دوپہر کا وقت آگے سرکا تو وہ تین بجے ہی تیار ہونا شروع ہو گیا۔۔

For more romantic novels: https://newwriterslibrary.blogspot.com/

فریش ہو کے پہلے چینج کیا پھر بالوں کو ڈرائے کرتے پیچھے سیٹ کیا ڈسک بلو آئیز میں انتظار کے ساتھ ساتھ خوشی بھی تھی۔۔پرفیوم کا سپرے کرتے خود کو آئینے میں دیکھا ۔۔وہ اچھا لگ رہا تھا۔۔

گھڑی پہنتے جوتے ریک سے نکالے بلیک چمکتے شوز پاؤں میں اڑیستے کوٹ اٹھا کے بازو پہ رکھا پھر موبائل اٹھا کے باہر آیا۔۔ملازمہ سامنے بیٹھی ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھی اسے دیکھ کے فوراً کھڑی ہوئی۔۔

ص۔۔صاحب کھانا لگاؤں۔

نہیں۔۔واپسی پہ ہی کھاؤں گا۔۔ٹائم دیکھا تین پینتالیس ہو رہے تھے۔۔

جی صاحب۔۔وہ کھسیانی ہو کے سائڈ پہ ہو گئ۔۔وہ کارنر سے گاڑی کی چابی اٹھاتے پورچ میں آیا تو ڈرائیور نے ساتھ آنے کا پوچھا۔۔جسے اس نے منع کرتے گیٹ کھولنے کا کہا ۔۔وہ دوڑتا ہوا گیٹ کی طرف چلا گیا۔۔۔

گاڑی باہر نکالتے نور کو میسج کیا کے وہ اسے لینے آرہا ہے تیار ہو جائے۔۔ جبکہ دوسری طرف نور دوپہر کا کھانا کھا کر سو رہی تھی۔۔۔اس نے میسج دیکھا ہی نہیں۔۔ عالم جب وہاں پہنچا تو اگلوں کو کوئی پتہ ہی نہیں تھا کے نور یہاں مکلوا ے کے لیے آئی ہے اور عالم نے اسے لینے بھی آنا ہے وہ ایسے سکون سے سو رہے تھے جیسے ایک معمول کا دن ہو۔۔ دو تین بار دستک دینے کے بعد دروازہ کھولتے نزہت بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

شام کو آنا تھا نا تم نے۔۔ اتنے جلدی۔۔ اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔۔

ہاں بس فری تھا تو سوچا ابھی لے آؤں۔

ہاں۔۔ فری تھے یا دل نہیں لگ رہا تھا۔۔ اس کے ساتھ ساتھ اندر آتے وہ رک گئیں کیونکہ عالم رکنے کی بجائے نور کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

دروازہ ناک کیے بنا کھولا وہ آڑی ترچھی لیٹی مزے سے نیند پوری کر رہی تھی۔۔

واہ۔۔ یہاں میری نیند اڑی ہوئی ہے اور خود سکون سے سوئی ہوئی ہیں۔۔ بڑبڑاتے دروازہ بند کیا۔۔ پھر آہستہ آہستہ چلتے اس کے تکیے کے قریب بیٹھا۔۔ پہلے موبائل دیکھا جہاں اس کے نام کے بے شمار نوٹیفیکیشن تھے۔۔ جان بوجھ کے اگنور کیا ہے۔۔ موبائل سائڈ پہ رکھ دیا۔۔

نور۔۔گھر نہیں جانا۔۔بالوں میں انگلیاں پھیرتے تھوڑا سا اس کی طرف جھکا۔۔

نور۔۔اٹھ جائیں۔۔عالم لینے آیا ہے۔۔کان کے قریب ہوئے بیرڈ اس کی گردن پہ رگڑی۔۔تو وہ ہلکا سا کسمسائی۔۔

عالم۔۔

جی جان عالم۔۔

ا۔۔ آپ آ گئے لینے۔۔ اسے لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے۔۔

پھر احساس ہونے پہ پٹ سے آنکھیں کھولیں تو وہ اس پہ جھکا ہوا تھا۔۔

اب جاگ گئیں ہیں تو گھر چلیں۔۔۔ بے ترتیب حلیے پہ گہری نظر ڈالتے پوچھا۔۔

شام ہو گئی۔۔ گھبرا کے اٹھتے سیدھی ہو کے بیٹھی تو عالم نے نفی میں سر ہلایا۔۔

ابھی وقت ہے لیکن۔۔ میں نے سوچا جلدی لے آؤں۔۔

کیوں۔۔وہ پہلے تو سمجھ نہیں پا رہی تھی عالم اتنے جلدی کیوں آگیا۔۔

کیونکہ۔۔میں اپنی نور کو مس کر رہا تھا۔۔اس کی الجھی پونی کھولتے بال سیٹ کیے۔۔پھر دوبارہ سے باندھ دیے۔۔

م۔۔ہاتھ منہ دھو کے آتی ہوں۔۔دوپٹہ تلاش کرتے وہ دور ہوئی

اوکے۔۔وہ اٹھ کے کھڑا ہوا

جلدی سے آجائیں۔۔

وہ سر ہلاتے ں پہلے باتھ روم گئی پھر دوپٹے سے ہی چہرا صاف کرتے عالم کو دیکھا جو بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔۔

مما لوگوں سے پوچھ لوں ساتھ۔۔وہ باہر آئی تو نزہت بیگم سامنے ہی بیٹھی تھیں۔۔

چلی جاؤ۔۔ دیوانہ ہو جائے گا۔۔اس کے پوچھنے سے پہلے ہی نزہت نے کہہ دیا تو وہ شرمندہ ہو گئی۔۔

بابا سے مل کے جاتی۔۔ ہاتھ مسلتے پیچھے دیکھا جہاں عالم آرہا تھا۔۔

بابا سے رات کو دونوں ملنے ائیں گے۔۔ اب کوئی بہانہ نہیں ۔۔عالم سنجیدہ ہوا۔۔

جائیں اپنی ضرورت کی چیزیں اٹھالائیں میں گاڑی میں ہوں۔۔۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ باہر آیا۔۔

نور نزہت سے مل کے اس کے پیچھے آئی۔۔

آپ کو میں گھر جا کے بتاؤں گا اتنے میسجز کال کیں ایک کا بھی رپلائے نہیں۔۔

میرا پیکج نہیں تھا۔۔باہر دیکھتے انگلیاں چٹخائی۔۔وہ جان بوجھ کے اس کے میسج اور کال کو اگنور کرتی رہی تھی۔۔

او کے اور کال کیوں نہیں پک کی۔۔

و۔۔وہ چارجر وہیں بھول آئی تھی۔۔

اور چارجنگ بھی ختم تھی موبائل کی ہے نا۔۔

ن۔۔ نہیں ختم نہیں تھی تھوڑی سی تھی۔۔

مجھ سے جان چھڑوانے کے بہانے ہیں سارے ورنہ جیسے

چاہ ہوتی ہے وہ۔۔

اچھا نا سوری۔۔ بس جان بوجھ کے نہیں اٹھائی۔۔

عالم سنجیدہ تھا اس کے انداز پر اور غصہ ایا۔۔ اسے کوئی

پرواہ ہی نہیں تھی

تو کیوں نہیں اٹھائی وجہ بتائیں۔۔

کیونکہ میں مما لوگوں کے ساتھ۔۔اور برا لگتا۔۔

آپ کو برا لگتا۔۔کس بات کا۔۔پہلے بھی تو بات ہوتی تھی

۔۔

پتہ ہے کیوں نہیں اٹھائی گہرا سانس لیتے اس کی طرف رخ موڑا۔۔ایکچولی اگر میں اٹھا لیتی تو آپ نے ابھی دوپہر کی بجائے صبح ہی آجانا فھا۔۔اور پھر مما نے آپ کو شرمندہ کرنا تھا۔۔۔

میں ایسی چیزوں پہ شرمندہ نہیں ہوتا۔۔ آئندہ اگر میری کال پک نا کی تو میں آپ کا موبائل توڑ دوں گا۔۔ کوئی ضروری بات بھی ہوتی ہے۔۔ اس کی آنکھوں میں سرد تاثر تھا۔۔

نور لب بھینچتے خاموش رہی باقی کا راستہ دونوں نے ایک دوسرے سے بات نہیں کی۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔نور عالم کے پیچھے چلتے چلتے اونچا سا بڑبڑائی۔۔پہلے میں سو گئی تھی پھر اگلے دن امی کے گھر اور اب آپ ناراض۔۔دور رہنے کے تو بہانے ڈھونڈ ھتے ہیں ۔۔

انہیں گھر آئے بھی گھنٹہ بیت گیا تھا اور عالم صاحب اسے فل اگنور کرنے میں مصروف تھے جو کے اس کے اپنے لیے بھی بہت کٹھن تھا۔۔اگر وہ پوری رات اور آدھا دن اسے اگنور کر سکتی تھی تو اسے بھی ٹرائے کرنا چاہیئے تھا۔۔

رات کو پھر میں دوسرے روم میں سو جاؤں گی۔۔ آواز اتنی تھی کے عالم نے آرام سے سنی۔۔۔۔ موبائل سے نظریں اٹھا کے اسے گھورا۔۔

سو جائیں۔۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں۔۔ دوبارہ نظریں سکرین پہ جمائیں۔۔ نور مسکراتے آئینے میں اسے دیکھ رہی تھی ۔۔۔ پھر دوپٹہ اتار کے سائڈ پہ رکھتے ہیئر برش اٹھایا۔۔

واہ آج تو میرے بالوں سے بڑی خوشبو آرہی ہے۔۔بالوں کو ایک ہاتھ سے پکڑتے خوشبو سونگھتے کن اکھیوں سے عالم کو دیکھا۔۔جو اس کی بات پہ بمشکل اپنی مسکراہٹ روک گیا۔۔

اگر آپ مجھے بہکانا چاہ رہی ہیں تو سن لیں میں اپنے عصاب پہ مکمل کنٹرول رکھتا ہوں۔۔

اچھا۔۔وہ اٹھ کے اس سامنے آئی۔۔دوپٹے سے بے نیاز
۔۔میں نے تو سنا ہے مرد کو بہکانا بہت آسان ہوتا ہے۔
شوہر ہو تو پھر وہ تو جلدی پھسل جاتا اور پھر اگر سامنے والی
لڑکی۔۔سوری بچی۔۔آپ کی پسندیدہ ہو تو پھر اس کی
اداؤں سے بچنا ناممکن ہے۔۔سینے پہ بازو باندھے آنکھیں
پٹپٹائیں۔۔عالم اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

میں نے پکڑ لینا ہے اور پھر آپ نے چیخنا ہے۔۔وہیں بیٹھے بیٹھے اسے باز آنے کا کہا۔لیکن نور اس کی ناراضگی برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

اگر ایسے سڑا ہوا منہ بنانا تھا تو لے کے ہی کیوں آئے ہیں کم سے کم مما کے ساتھ خوش تو تھی میں۔۔پاؤں پٹختے وہ واپس آئینے کے سامنے آئی پھر دوپٹہ اٹھا کے کندھوں پہ پھیلایا ۔۔

ہاں دو دن وہاں اور رہتیں تو مجھے بھول ہی جاتیں۔۔ عالم بھی کوئی تھا۔۔ جس سے شادی ہوئی تھی۔۔

آپ کو ایسا لگتا ہے میرے بارے میں۔۔ کتنی غلط سوچ ہے آپ کی۔۔ بال باندھتے کیچر لگایا۔۔ ساتھ گھورا میں نے تو آپ کو بہت مس کیا۔۔ بلکہ مما نے مجھے ٹوک بھی دیا تھا کہ بس کرو اس کی ہی باتیں کرنی ہیں تو وہیں چلی جاؤ۔۔

ہوں ہوں۔۔موبائل سائڈ پہ رکھتے وہ کھڑا ہوا۔۔مجھے کیسے یقین آئے آپ نے میری باتیں کی ہیں۔۔دروازے کے پاس جاتے ایک بار کھول کے باہر جھانکا کے ملازمین کیا کر رہے ہیں۔۔سامنے کوئی بھی نہیں تھا۔۔دوبارہ دروازہ بند کیا اور واپس پلٹتے کمفرٹر سیٹ کرتی نور کو دیکھا۔۔

چلیں ناراضگی ختم کرتے ہیں۔۔یہاں آئیں۔۔

نہیں۔۔میں اب ایسے ہی گزارا کرلوں گی۔۔تیوری دیکھائی۔۔

آپ کے گزارے بھی اچھے ہیں جو ایسے ویسے ہو جاتے ہیں میرے تو نہیں ہوتے وہ خود ہی اس کے قریب پہنچ گیا۔۔

نور اسے قریب آتے دیکھ کے بیڈ کے ساتھ لگی۔۔

اگر آپ کو مجھے چھوڑنے کے کروڑوں روپے دیئے جائیں تو۔۔بے تکا سوال جانے کہاں سے اس کے ذہن میں آیا عالم نے آئی برو اٹھائے۔۔

کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔اس کی گردن کے دونوں اطراف ہتھیلیاں جماتے اپنے قریب کیا تو نور نے اس کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھے۔۔

اتنا مشکل سوال نہیں ہے۔۔اگر آپ کو کوئی بندہ کہے کے آپ مجھے چھوڑ دیں۔۔اور دس بلین لے لیں تو اپ مجھے چھوڑ دیں گے۔۔اپنے بازو اس کی کمر کے گرد باندھتے وہ تھوڑا اوپر ہوئی۔۔

اچھا۔۔اس نے گردن ہلائی۔۔آپ کو کیا لگتا ہے۔۔۔میں رقم لے لوں گا۔۔

ہاں۔۔آپ کو لینی چاہیے۔۔کیونکہ میں نہیں تو کوئی اور چلے گی چلیں اس بہانے آپ کے پاس پیسہ ہی پیسہ ہو گا۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے میں پیسوں کے لیے آپ کو چھوڑ دوں گا ۔۔ہاتھ گردن سے رینگتے بالوں تک گیا۔۔۔

مجھے لگتا ہے آپ کر لیں گے۔۔ مسکراتے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔

صحیح لگ رہا ہے۔۔ بلکل درست۔۔ اگر کوئی بندا مجھے کہے ۔۔ تو میں فری میں ہی چھوڑ دوں گا۔۔ کیونکہ پیسے تو میرے پاس پہلے ہی بہت ہیں۔۔

نور کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے بے لچک لہجے میں کہا۔۔
نور نے بے ساختہ پلکیں نیچے کیں۔۔

بڑے ہی فراخ دل ہیں۔۔اگے ہوتے اس کے سینے پہ گال ٹکاتے بازوں کی گرفت بڑھائی۔۔۔دل کے اندر جیسے کچھ ٹوٹا تھا۔۔عالم نے اس کی کمر پہ ہاتھ رکھتے اپنی شرٹ کو بھیگتے محسوس کیا۔۔

پھر میں مر جاؤں گی۔۔آواز میں دکھ تھا۔۔وہ ساکت رہ گیا ۔۔وہ بہت بڑی بات کر گئی تھی۔۔کتنی دیر وہ شل سا کھڑا رہا۔۔ہر چیز جامد تھی شاید۔۔

میں آپ کو بھلا چھوڑ سکتا ہوں۔۔اس کے سر پہ ہونٹ رکھتے پوچھا۔۔

ہاں پیسوں کے لیے چھوڑ دیں گے۔۔آنکھیں بند کیے وہ دھیمے سے بڑبڑائی۔۔

آپ مجھے جانتی نہیں ہیں ابھی۔۔میں آپ کو کبھی نہی چھوڑوں گا۔۔اور پیسے بھی رکھ لوں گا۔۔

نور جو خوش ہونے ہی والی تھی اس کے اگلی بات پہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔۔

ہاں سچ میں۔۔ گھنی موچھوں تلے لب مسکرائے۔۔

عالم میر۔۔۔بہت ہی کوئی۔۔

اب ہنس دیں۔۔ آج تو ویسے بھی آپ کی جان نہی بخشنی میں نے۔۔۔۔ دروازے پہ شاید دستک ہوئی تو وہ چلتا ہوا وہاں آیا۔۔ نور نے ایک بار پھر بال کھول کے دوبارہ سہی کر کے جوڑا بنایا جو عالم خراب کر چکا تھا۔۔

ملازمہ انہیں کھانے کا کہنے آئی تھی۔۔

اتنے جلدی۔۔۔ابھی تو لنچ کیا ہے۔۔

میں نے کل رات سے کچھ نہیں کھایا۔۔ بھوک ہی اڑی کوئی تھی۔۔

آہا۔۔شو دے۔۔ آپ کی بھوک اڑی ہوئی تھی۔۔۔

ہاں سچ میں۔۔۔بے شک پوچھ لیں باہر سب سے۔۔جوتے پہنتے بالوں پہ ہاتھ پھیرا پھر اسے ساتھ لیے باہر آیا۔۔

ملازمہ ٹیبل لگا چکی تھیں۔۔دونوں نے پرسکون ماحول میں کھانا کھایا۔۔ساتھ ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان نور بھی پییٹ بھر چکی تھی

____

عصر کا وقت جا رہا تھا وہ اور اماں دونوں صحن کے بیچ بچھی چارپائی پہ بیٹھیں چائے پی رہی تھیں۔۔جب دروازے پہ کھٹکا ہوا۔۔

اس وقت کون ہو گا۔۔ دیکھو کہیں بچے ہی نا ہوں۔۔ کیونکہ اکثر بچے عصر کے وقت باہر گلی میں کرکٹ کھیل رہے ہوتے تو وہ شرارت سے دروازہ کھٹکھٹا کے چلے جاتے۔۔

عابدہ نے اسے اٹھایا تو وہ سر ہلاتے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔۔

کلک کی آواز سے دروازہ کھولتے جب سامنے نظر پڑی تو پوری دنیا گھوم گئی۔۔

اج سے اٹھ سال پہلے جب وہ اس عورت سے ملی تھی تب اس نے کتنے برے طریقے سے اسے دھتکارا تھا۔۔

ملیحہ کے بابا راضی اس کی شادی اپنے کزن بھائی کے گھر (کرنا چاہتے تھے اور وہ اس دن نظر بچا کے گھر سے نکل ائی تھی تا کہ میر کو قائل کر سکے۔۔

دستک دیتے اس نے بے چینی سے انگلیاں مروڑیں۔۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تو گارڈ تھا۔۔

مجھے میر سے ملنا ہے۔۔میں ان کی دوست ہون۔۔گارڈ کو دیکھتے کہا۔

صاحب تو گھر نہی ہیں۔۔میں بیگم صاحبہ سے پوچھتا ہو۔
۔۔وہ۔اندر چلا گیا کچھ دیر بعد ثروت بیگم ائیں تھیں۔۔

سب کچھ پوچھنے کے بعد انہوں نے اسے استہزایہ انداز میں دیکھا۔۔

پہلی بات میر کی شادی ہم پہلے ہی فکس کر چکے ہیں اور دوسری بات تم جیسی گندی لڑکیاں ہمارے جیسے خاندانی لوگوں کے گھر کی بہو کبھی نہیں بنتیں۔۔

د۔۔دیکھیں۔۔پلیز اپ۔۔میر سے کہیں وہ م۔۔مجھ سے شادی کرے۔۔

کبھی نہی۔۔ وہ تم سے شادی کبھی نہیں کرے گا تمہارے ساتھ وہ بیڈ شئر تو کر سکتا ہے زندگی کبھی نہیں۔۔ دفعہ ہو جاو۔۔ اسے دھکہ دیتے دور کیا۔۔ اور ملیحہ کی انکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اسے سمجھ نہی ارہا تھا وہ کیا کرے۔۔

ایسا کیا کرے کہ میر سے اس کی شادی ہو۔ جائے۔۔ امید کے تحت وہ انہی۔ اپنا پتہ نا چاہتے ہقئے بھی بتا ائی تھی کہ اگر میر کا دل بدل جائے تو وہ اسے وہاں ملے گی۔۔ اج اتنے

عرصے بعد وہ عورت اس کے دروازے پہ تھی اور وہ کچھ بول ہی نا سکی۔۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔ بلیک گاگلز آنکھوں سے ہٹاتے ثروت زبردستی مسکرائیں۔۔

آج تم بھی مجھے دھتکار سکتی ہو۔۔ لیکن۔۔

ا۔۔ آپ اندر آئیں۔۔ اس سے پہلے کے وہ اور کچھ بولتی۔ ملیحہ سائڈ پہ ہٹی۔۔ وہ سر ہلاتے اندر چلی آئیں۔۔

عابدہ اسے زندگی میں پہلی بار دیکھ رہی تھی سو حیرت سے ملیحہ کی طرف اشارہ کیا یہ کون ہے۔۔

میں۔۔عالم کی ماں ہوں۔۔وہ سمجھ گئی تھیں تو خود بتایا۔۔

آج سالوں بعد آپ سے ایک امید لگا کے آئی ہوں اگر ملیحہ بیٹی کی شادی نہیں ہوئی تو۔۔انہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں تھا کہ سامنے والے ان کے بارے میں کیا سوچیں گے۔۔

میں ملیحہ کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں اپنے عالم کے لیے۔۔

وہ۔ مسکرانے کی کوشش کرتے تھک گئیں تو سیریس ہوئیں۔۔

عابدہ اور ملحیہ تو حیرانی سے اسے تکے جا رہی تھیں۔۔ کیا واقع۔۔ جو وہ دیکھ رہی تھیں سن رہی تھیں وہ سچ تھا۔۔

لیکن میر کی تو شادی ہو گئی ہے نا۔۔پہلے عابدہ کو ہوش آیا

۔۔

ہاں۔۔ لیکن وہ لڑکی میر کے لیے ٹھیک نہیں ہے اور میں جانتی ہو ملیحہ ہی میر کو اس لڑکی سے بچا سکتی ہے۔۔بس پلیز میری مدد کریں۔۔ آخر میں ہاتھ جوڑ لیے۔۔میں جو ہو سکا آپ لوگوں کے لیے کروں گی اگر ملیحہ میر سے شادی کرنا چاہے گی تو وہ بھی کرواؤں گی۔۔ پلیز۔۔

ہم سوچ کے جواب دیں گے۔۔عابدہ نے گردن اکڑائی۔۔

کچھ دیر ثروت وہاں بیٹھی انہی جھوٹی سچی ملا کے کہانیاں سناتی رہی تھی۔۔

ملیحہ کی جیسے مراد بر آئی

\-----------------

نور چینج کر کے لیٹ رہی تھی جب عالم فون ہاتھ میں لیے باہر چلا گیا۔۔وہ کمفرٹر سیدھا کرتے آنکھیں موند گئیں۔۔

اچھا تھا آج بھی عالم دیر سے آئے اور وہ سو جائے۔۔

سونا نہیں ہے میں ابھی آرہا ہوں۔۔واپس دروازہ کھول کے عالم نے اسے باور کروایا تو کرنٹ کھا کے سیدھی ہوئی ۔۔وہ دوبارہ صرف یہی کہنے آیا تھا۔۔

نور منہ بسورتے اٹھ کے سیدھی ہوئی۔۔سونے تو دینا نہیں تھا۔۔سائڈ سے موبائل اٹھاتے وقت دیکھا پھر لڈو کھیلنا شروع کر دیا۔۔فارغ وقت میں وہ یہی کام کرتی تھی۔۔

اس کی گیم ختم ہو گئی لیکن عالم پھر بھی نہیں آیا۔۔وہ انتظار کرتے کرتے اخر سو ہی گئی۔۔

رات کا جانے کون سا پہر تھا جب کسی احساس سے اس کی آنکھ کھلی تو عالم اپنی طرف لیٹ رہا تھا۔۔

سوری میں سو گئی تھی۔۔کروٹ لیتے آنکھوں کو نیم وا کیا۔۔عالم اس وقت کا گیا ساڑھے بارہ بجے واپس آیا تھا۔۔

اسے سوتے دیکھ کے ڈسٹرب نا کرنا مناسب سمجھا لیکن وہ پھر بھی جاگ گئی تھی۔۔

کوئی بات نہیں سو جائیں۔۔

خیریت ہے سب وہ ایک کہنی پہ اٹھتے اوپر ہوئی۔۔ عالم نے اس کی طرف رخ کرتے دیکھا۔۔ نیند سے بوجھل آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔

ہاں۔۔وہ بس اچانک میٹنگ آگئی۔۔کلائنٹ نے صبح جانا تھا

تو ابھی ملنا ضروری تھا۔۔

مطلب آپ ابھی گھر نہیں تھے۔۔

گھر ہی تھا پی اے کے ساتھ آیا تھا۔۔آپ سو جائیں۔۔

اوہ۔۔وہ سیدھی ہو کے واپس لیٹی۔۔

اچھا۔۔سو جائیں آپ بھی۔۔گڈ نائٹ۔۔

کمفرٹر سیدھا کرلیا۔۔عالم بھی گھڑی اتار کے رکھتے لیٹ گیا

۔۔۔

صبح سوا آٹھ بجے اس کی آنکھ کھلی تو نور ہلکے ہلکے خراٹے لے رہی تھی۔۔

میری بلی خراٹے بھی لیتی ہے۔۔اس کی طرف سرکتے قریب ہوا۔۔پھر بند آنکھوں پہ ہلکی سی پھونک ماری۔۔

نور۔۔اٹھ جائیں۔۔اس کی گردن پہ انگلیوں کی پشت مس کی تو وہ ہلکا سا کسمسائی۔۔

صبح ہو گئی ہے بے بی۔۔

ہاں مجھے پتا ہے۔۔اس نے کروٹ بدل کے رخ دوسری جانب کیا۔۔۔عالم اس بے رخی پہ کلس کے رہ گیا۔۔

آپ کی نیندیں اڑانے کا طریقہ آتا ہے مجھے۔۔بالوں میں انگلیاں پھساتے پورا سرا اپنی طرف گھمایا۔۔پھر جھکتے اس کے آنکھیں کھولنے سے پہلے ہی شیریں لبوں کی مٹھاس

اپنے اندر انڈیلنا شروع کی۔۔نور اس سے پہلے کہ کچھ سمجھتی وہ اسے مکمل اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔۔۔

اج والی قسط بس بس تھی۔۔لیکن کل والی رومینٹک ہو گی ۔۔ابھی سے جو لوگ چیپ رومینس نہیں پڑھتے ان کو بتا رہی ہوں۔۔

تم لوگوں کی 😔 اور کل قسط نا دینے کے واسطے سوری۔۔ بہن کی بڑی بے عزتی ہوتی ہے گھر والوں سے کام ٹائم پہ نا کرنے کے لیے۔۔گھر میں میں ایک ہی ہوں جو کام بھی

😭 کرتی ہوں بیستی بھی کرواتی ہوں

ناول نور عالم

بائے ن ع

(قسط 10 (نور عالم اسپیشل

نور اس سے پہلے کہ کچھ سمجھتی وہ اسے مکمل اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔۔۔

نرمی سے بازو پہ زور دیتے اس کی شدت بڑھنے لگی تو نور نے اسے سائڈ کرنا چاہا۔۔پر وہ جنونیت سے بھرپور ہونٹوں کو شدت سے کاٹ رہا تھا۔۔

ع۔۔عالم۔۔۔درد ہو رہا ہے۔۔اسے لگا جیسے اس کے ہونٹوں سے خون نکل آئے گا۔۔وہ جو مدہوش ہو رہا تھا تھما۔۔پھر چہرہ اوپر اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا جن سے آنسو بہتے کنپٹیوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔

ہتھیلی گال پہ ٹکاتے انگوٹھے سے ہونٹ سہلائے کہ شاید تکلیف میں کمی ہو۔۔

مت کریں۔۔نور نے اس کی مضبوط کلائی پکڑی۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔پھر جلدی سے اٹھ جائیں۔۔۔نیچے ہوتے اس کے دونوں گالوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھے ۔۔موچھوں کی چبھن سے وہ بے چین ہوئی۔۔

ناشتہ بھی کرنا ہے ہمیں۔۔وہ ہنوز اس پہ جھکا ہوا تھا۔۔نور نے پلکیں چھپکاتے اسے گھورنا چاہا۔۔پر اس کی آنکھوں کی لو دیتی چمک سے دوبارہ نظریں جھکا لیں۔۔۔

اگر ایسے کرتی رہیں تو پھر ہم دونوں ہی آج روم سے باہر نہیں جاپائیں گے۔۔

آپ اٹھیں گے تو میں اٹھوں گی نا۔۔

اوہ۔۔اچھا۔۔وہ اس کے اوپر سے سائڈ پہ ہوتے پیچھے ہٹ گیا۔۔۔

نور تیزی سے اٹھتے بنا سلیپرز کے ہی باتھ روم میں چلی گئ ۔۔اندر داخل ہوتے پہلی نظر اس کی اپنے ہونٹوں پہ پڑی جو ضرورت سے زیادہ سرخ ہو رہے تھے۔۔

تیزی سے ٹھنڈے پانی کے چھپاکے مارے تاکہ سرخی کم ہو لیکن جس بے رحمی سے انہیں مسلا گیا تھا مشکل ہی تھا

کبھی یہ رنگ اترتا۔۔باتھ روم میں پڑے سلیپر پہنتے دروازہ بند کر دیا۔۔کچھ دیر بعد وہ باہر آئی تو عالم موبائل میں مصروف جانے کیا کر رہا تھا

وہ چلتی ہوئی آئینے کے پاس آئی۔۔اور ڈرار سے لپسٹک ڈھونڈھی اب ایسے باہر جاتی تو پتہ نہیں میڈ کیا سوچتی۔۔ڈارک پنک لپ اسٹک کی لئیر لگاتے آئینے میں دیکھا۔۔

کہاں کہاں لپ سٹک لگائیں گی۔۔عالم نے اس کی حرکت دیکھ کے آئی برو اچکائے۔۔پھر موبائل بند کرتے سائڈ پہ رکھ دیا۔۔

کیا مطلب۔۔اسے عالم پہ غصہ آیا۔۔گھنا میسنا۔۔شکل سے بھی شریف نہیں لگتے۔۔دل میں سوچا۔۔

میرا مطلب ہے میری جان ایسے داغ تو میں پورے بدن پہ چھوڑنے والا ہوں۔۔اٹھ کے پاس آتے کمر میں ہاتھ ڈالے

۔۔۔

ع۔۔عالم۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔اسے تپ چڑھی۔۔

فلحال ارادہ نہیں ہے۔۔ہماری شادی کو پورے دو دن گزر گئے ہیں اور ہم لوگ ابھی تک۔۔۔

آپ چپ نہیں رہ سکتے تھوڑی دیر۔۔وہ روہانسی ہوئی۔۔

نہیں۔۔بیوی کے سامنے بزدل مرد چپ رہتے ہیں۔۔اس کی ٹھوڑی اپنی انگلیوں میں دبوچتے چہرہ اپنی طرف موڑا۔۔

لپ سٹک لگا کے آپ اور زیادہ مجھے اکسا رہی ہیں۔۔

ہونٹوں پہ نظریں جماتے غور سے دیکھا۔۔

ایک منٹ میری بات سنیں۔۔اس کے ہاتھ اپنے پیٹ سے کھولتے اس کی طرف گھومی۔۔۔

جی سنائیں۔۔

رات کو جب آپ نے مجھے کہا کہ میں ناسوں پھر خود نہیں آئے اس میں میری کون سی غلطی تھی۔۔ معصومیت سے سوال کیا۔۔

کوئی بھی نہیں۔۔ اس نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔۔

تو پھر اتنی تڑی کیوں دکھا رہے ہیں مجھے۔۔ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے پیچھے دھکیلا پر وہ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہیں سرکا۔۔۔

میں نے تڑی نہیں دیکھائی۔۔میں تو بس اپنے ارادے سے آگاہ کیا ہے۔۔ویسے آج بھی میں گھر ہی ہوں۔۔ہم لوگ ناشتہ کرنے کے بعد سوچیں گے۔۔۔گھڑی پہ ٹائم دیکھا

۔۔

کس بارے میں سوچنا ہے۔۔بتائیں ذرا وہ دونوں بلکل پاس کھڑے تھے۔۔آنکھیں دکھاتے وہ اسے گھور رہی تھی

ویسے سوچ کے کرنے میں کیا مزہ۔۔ایسے ہی کر لیتے ہیں

۔۔

میرا دماغ نا گھمائیں۔۔ جائیں یہاں سے۔۔

شوہر ہوں آپ کا۔۔اور پھر آپ کے بابا جتنا ہوں تھوڑی تو
عزت کر لیں۔۔

میرے پیارے عالم جی۔۔ آپ سائڈ پہ ہو جائیں اور میرا
ننھا سا دماغ خراب مت کریں۔۔ ورنہ میں آپ کو قتل کر

دوں گی۔۔اس نے بڑے تحمل سے ایک ایک لفظ پہ زور دیا

۔۔

اب اتنی عزت دیں گی تو میں کیسے خود پہ کنٹرول رکھوں گا

۔۔اس کی گردن کی دونوں اطراف ہاتھ رکھتے بڑے پیار

سے میٹھے لہجے میں کہا تو نور بے ساختہ ہنس دی۔۔

اوففف اوففف۔۔عالم نے آنکھیں بند کرتے جیسے اس ہنسی کی کھنک کو محسوس کیا تھا۔۔نور پزل چہرے پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔

جان ہیں آپ میری۔۔اس کے سرخ ہوتے گالوں پہ انگوٹھے مس کرتے ماتھے پہ ہونٹ رکھے۔۔وہ اس لمحے اتنی پاکیزہ لگ رہی تھی کہ عالم کا دل کیا وہ اسے دیکھتا رہے ۔۔دیکھتا رہے اور بس دیکھتا رہا۔۔

نور مسمرائز ہو گئی تھی۔۔۔پلکیں گراتے اس کے چہرے پہ عالم کی محبت کے ہزاروں رنگ بھی جھلملا رہے تھے۔۔

رانی۔۔وہ لوگ ناشتہ کر رہے تھے جب عالم نے چیزیں سیٹ کرتی رانی کو مخاطب کیا۔۔رانی اور راجہ۔۔دونوں میاں بیوی تھے راجہ باہر گیٹ پہ گارڈ تھا اور رانی گھر میں میڈ۔۔یہ راجہ رانی اس کی زندگی میں چار سال پہلے آئے تھے۔۔

رانی کا پورا نام رانیہ تھا اور راجہ کا رضوان۔۔ لیکن عالم دونوں کو رانی راجہ ہی کہتا تھا۔۔

جی صاحب۔۔ کام چھوڑ کے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

تم اور راجہ کچھ دن چھٹی کر لو۔۔ نوالہ منہ میں ڈالتے ایک بازو ٹیبل پہ رکھے وہ سیدھا بیٹھا ہوا تھا۔۔ نور نے بے دھیانی سے دونوں کو دیکھا۔۔۔

ج۔۔جہ صاحب۔۔ آپ کہیں جا رہے ہیں۔۔۔

ہاں یہی سمجھ لو۔۔

لیکن صاحب یہاں کام کون کرے گا۔۔ بیگم صاحبہ بھی تو ابھی آئی ہیں۔۔ اسے نازک سی نور کی فکر ہوئی۔۔

کام میں کر لوں گا تم فکر نا کرو۔ بلکہ جتنے دن چاہے چھٹی کر لو ۔۔

ٹھیک ہے صاحب۔۔ شکریہ۔۔ وہ خوش ہوتی دوبارہ چیزیں سیٹ کرنے لگی۔۔ نور ناشتہ کرنے کے بعد اس کا ویٹ کر رہی تھی وہ کب ختم کرے گا۔۔۔ عالم ڈٹ کے ناشتہ کرنے کے بعد روم میں گیا پھر کچھ سیکنڈ بعد واپس آیا۔۔

یہ کچھ رقم ہے۔۔ بچوں کے لیے۔۔ اگر چاہو تو گھومنے پھرنے چلے جانا۔۔

بہت بہت شکریہ۔۔ پیسے دیکھ کے وہ اور خوش ہو گئی ان کے تین بچے تھے اور تینوں سکول جاتے تھے۔۔

میں راجہ کو جا کے بتاتی ہوں۔۔وہ منہ پہ دوپٹہ رکھتے باہر چلی گئی۔۔

آپ نے انہیں چھٹی کیوں دی۔۔وہ کچھ کچھ سمجھ رہی تھی ۔۔اس کے ارادے بلکل بھی نیک نہیں تھے۔۔

چھٹی دینی چاہیے ملازمین کو وہ بیچارے ہمارے لیے گھر بار چھوڑ کے بیٹھے ہوتے ہیں ان کا بھی حق ہے جینے کا۔۔لیپ

ٹاپ اٹھا کے گود میں رکھا اب وہ لوگ ٹی وی لاونج میں

صوفے پہ بیٹھے تھے۔۔

آپ بہت اچھے ہیں۔۔وہ مسکرائی

بے شک۔۔عالم نے تعریف وصول کرتے گردن کو خم دیا

جبکہ نور مٹھیاں بھینچ کے رہ گئی۔۔

مما سے بات کر کے آتی ہوں۔۔اسے لیپ ٹاپ پہ مصروف دیکھ کے وہ وہاں سے اٹھنے لگی تو عالم نے ہاتھ پکڑتے واپس بٹھایا۔۔

ایکچولی میں دیکھ رہا تھا ہم لوگ ہنی مون کے لیے کہاں جا سکتے ہیں۔۔ آپ بتائیں۔۔ نظریں ہنوز لیپ ٹاپ سکرین پہ تھیں۔۔

م۔میں۔۔وہ سٹپٹائی۔۔۔

ہاں۔۔ آپ۔۔ کیوں آپ نے کبھی نہیں سوچا ہنی مون

۔۔کا۔۔

نہیں۔۔ مجھے تو اس لفظ کا مطلب بھی نہیں پتہ۔۔ وہ اتنی معصوم بنی کہ عالم اسے دیکھ کے رہ گیا۔۔

اچھا جائیں۔۔ اس کا ہاتھ چھوڑتے مما سے بات کرنے کی اجازت دی تو وہ سر پہ پاؤں رکھ کے بھاگی تھی۔۔۔

ہنی مون۔۔اندر آتے رکی تو بڑبڑائی۔۔ہنی مون منانے جارہے ہیں ہم۔۔اسے خوش ہونا تھا یا رونا تھا وہ خود کنفیوز تھی۔۔یہاں تو پھر آگے پیچھے کھسک جاتی تھی وہاں کیا کرے گی۔۔

اللہ کرے فلائٹس ہی بند ہو جائیں۔۔۔وہ یہ بھول ہی گئی تھی کے مما سے بات کرنی تھی۔۔کچھ دیر وہیں کھڑی سوچتی رہی پھر دوبارہ واپس آئی۔۔

ہمیں بھلا کیا ضرورت ہے ہنی مون کی۔۔۔ ہم لوگ یہاں بھی تو اکیلے ہی رہتے ہیں۔۔

ہنی مون کا مطلب اکیلے رہنا تو نہیں ہوتا۔۔وہ آئس لینڈ کی ٹکٹس دیکھ رہا تھا۔۔

تو اور کیا ہوتا ہے۔۔رومینس یہیں کر لینا اتنا خرچہ کرنے کی ضرورت کیا ہے۔۔عالم نے حیرت سے اسے سنا وہ تو ابھی

کہہ کے گئی تھی اسے ہنی مون کا مطلب ہی نہیں پتہ۔۔اور اب تفصیل سے بیان ہو رہا تھا۔۔

وہاں ہم گھومنے پھرنے جارہے ہیں۔۔ آئی بروا چکاتے مسکراہٹ ضبط کی۔۔

لیکن آپ اس نیت سے نہیں جارہے مجھے پتہ ہے۔۔ آپ وہاں۔۔

نور جبیں۔۔ آپ نے مما سے بات کرلی ہے۔۔اب وہ اس کا سر کھا رہی تھی اس لیے ٹاپک چینج کیا۔۔

ان کا نمبر بزی جارہا ہے۔۔ جھوٹ بولتے وہ اس کے پاس ٹک گئی۔۔ پھر سکرین کو دیکھتے فوکس کیا۔۔

آئس لینڈ میں بہت ٹھنڈ ہوتی ہے۔۔ وہاں ہم زیادہ گھوم پھر نہیں سکیں گے۔۔

تو ہم نے کون سا روم سے باہر نکلنا ہے۔۔ ہم لوگ تو وہاں رومینس کرنے جارہے ہیں اتنا خرچہ کر کے۔۔ اسی کی بات لوٹائی۔۔

لڑاکا عورت لگ رہے ہیں۔۔وہ پیچھے ہو گئی۔۔عالم نے کلس کے اسے دیکھا۔۔

میں ٹیکٹس کروانے جانا ہے۔۔گھنٹے ڈیڑھ تک واپس اوں گا۔۔ساتھ لیپ ٹاپ بند کیا۔۔

میں اکیلی رہوں گی۔۔

رانی اور اس کا شوہر چلے گئے تھے۔۔

تو۔۔

توکیا۔۔میں یہاں اکیلی رہوں گی۔۔چھوٹی سی بچی کو اکیلا چھوڑ کے جاتے آپ کو ڈر نہیں لگے گا۔۔

نہیں۔۔یہ چھوٹی سی بچی اگر شرافت سے رہے گی تو کچھ نہیں ہو گا۔۔اسی کے انداز میں جواب دیتے وہ کھڑا ہوا نور بھی ساتھ کھڑی ہوئی۔۔

سچ میں میں ڈر جاوں گی۔۔

رات نہیں ہے جو ڈر جائیں گی۔۔ٹی وی دیکھ لیں یالڈو کھیل لیں۔۔

نہیں۔۔مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔۔ آخر بول دیا

نور۔۔وہاں طرح طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔۔ پھر آپ کا وہاں کوئی کام نہیں ہے کیا کریں گی۔۔

گاڑی میں بیٹھی رہوں گی۔۔

میں گاڑی میں تو نہیں رہنا نا۔۔کام کرنا ہے اندر جانا پڑے گا۔۔پتہ نہیں کتنی دیر لگی۔۔اسے پیار سے سمجھایا تو نور خاموش ہو گی۔۔

جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔۔آپ ویڈیو کال کر لینا۔۔۔ساتھ بات کرتے رہیں گے۔۔

نہیں۔۔ آپ جائیں۔۔ میں ٹی وی دیکھ لوں گی۔۔ نظریں جھکاتے ہاتھوں کو مسلا اسے ابھی سے خوف آنا شروع ہو گیا تھا۔۔ گھر میں اکیلی وہ کیسے رہے گی۔۔

عالم کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر اندر سے اس کے اور اپنے کاغذات اٹھا کے چلا گیا۔۔ نور وہیں صوفے پہ ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھی تھی۔۔

لوگ اپنی بیوں کو ساتھ لے کے جاتے ہیں اور ایک میرے والا سڑا ہوا ہے جو گھر اکیلے چھوڑ کے جا رہا ہے۔۔ کچھ دیر بعد وہیں نیم دراز ہو گئی۔۔ آنکھ لگتے اسے پتہ ہی نہیں چلا دو گھنٹے گزر گئے تھے۔۔

یا اللہ۔۔۔ میں سو گئی تھی۔۔ گردن جھلاتے نیند اڑانے کی کوشش کی۔۔ عالم ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔ خوف کی لہر پورے وجود میں دوڑ گئی۔۔ اٹھ کے باہر آئی دو بجنے والے تھے باہر لو دیتی دھوپ سر پہ تھی۔۔

کچھ دیر وہیں کھڑی رہی پھر واپس اندر آ کے دوبارہ صوفے پہ لیٹ گئی۔۔وہاں لیٹے دس منٹ گزرے تھے جب عالم اسے آوازیں دیتا اندر آیا۔۔۔

نور۔۔اس کے ہاتھ میں آئیس کریم کے پیکٹس بھی تھے جو سامنے لاتے ٹیبل پہ رکھے۔۔

کہیں جن تو نہیں کھا گئے میرے نور کو۔۔اس کے قریب بیٹھتے کہا نور آنکھیں بند کیے اسے سن رہی تھی۔۔

مجھے لگتا ہے اکیلے ہی ساری آئیس کریم کھانی پڑے گی

۔۔ پھر بڑبڑایا۔۔ تو نور جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔۔

م۔۔ میں کھاؤں گی۔۔ اٹھ کے بیٹھتے دونوں کے کندھے

ساتھ مس ہوئے تو وہ بے ساختہ دور ہوئی۔۔

عالم نے مسکراتے آئیس کریم کے باکس کھولے۔۔ پھر

سپون نکال کے اسے پکڑائی۔۔۔

ہو جائیں شروع۔۔

نور نے حکم کی تکمل کرتے ایک باکس ہاتھ میں پکڑا اور چمچ لی۔۔عالم نے بھی اسی باکس سے چمچ بھر کے اس کے منہ میں ڈالا۔۔

بہت مزے کی ہے۔۔ساری ناراضگی دور ہو گئی تھی آئس کریم دیکھ کے۔۔

یہ ساری میں نے کھانی ہے۔۔ایک چمچ وہ خود لے رہی تھی اور دوسری عالم اسے کھلا رہا تھا خود اس نے ایک دفعہ بھی نہیں کھائی۔۔

آپ نے کھائی تو سمجھیں میں نے کھائی۔۔

آپ بہت اچھے ہیں۔۔ ہونٹوں پہ زبان پھیرتے ایک اور چمچ منہ میں ڈالا۔۔

ہم لوگ کل جائیں گے شام کو۔۔اور سات دن بعد واپسی ۔۔پاکٹ سے ٹکٹ نکال کے اسے دکھایا۔۔

ہم نے مما بابا کو تو بتایا ہی نہیں ہے۔۔۔کپ سائڈ پہ رکھتے دوسرا اٹھایا۔۔جو عالم نے نا محسوس طریقے سے اس کے ہاتھ سے نکالا۔۔کیونکہ زیادہ کھانا اس کی صحت کے لیے ٹھیک نہیں تھا۔۔

ابھی کھانا کھاتے ہیں۔۔مجھے بہت بھوک لگی ہے۔۔کپ اور باکس اٹھاتے فریج میں رکھے۔۔نور نے بھی بنا اکتائے اٹھ کے کھانا نکالا۔۔جو ابھی عالم لایا تھا۔۔کھانا کھا کے نور نے برتن دھوئے اور عالم نے چائے بنائی۔۔

عالم اور نور سارا دن ساتھ گزارنے کے بعد شام کو دادو سے ملنے عالم کی مما کے گھر آئے تھے۔۔۔

آج تو میں ساڑھی لے ہی سکتی ہوں۔۔اندر داخل ہوتے پہلے یہی سوچا۔۔۔ثروت بیگم نے اسے دیکھ کے منہ بنایا لیکن ریلیکس ہی رہیں کیونکہ اب بازی پلٹنے کی باری ان کی تھی۔۔دادو سے مل کے نور تو عالم کے روم میں آگئی البتہ عالم وہیں بیٹھا ان سے باتیں کرتا رہا۔۔

نور نے موقع دیکتے کبڈ کھنگالی لیکن وہاں ساڑھی نہیں تھی۔۔۔ساری جگہیں دیکھیں اسے ساڑھی نہیں ملی۔۔ پھر ارادہ کینسل کرتے وہیں عالم کا انتظار کرنے لگی۔۔کچھ

دیر بعد دروازہ ناک کرتے کوئی اندر داخل ہوا تو اس نے لڈو کھیلتے سر اٹھا کے اسے دیکھا۔۔ ثروت بیگم کھڑی تھیں اور ان کے ہاتھ میں ساڑھی تھی۔۔

میں نا کہتی تھی تم شادی سے پہلے ہی اپنا آپ دکھا چکی ہو میرے بیٹے کو۔۔ ہونہہ پھر وہ کیوں نا بہکتا۔۔ باتوں کے تیر چلاتے وہ اس کا ننھا سا دل چھلنی کر گئیں تھیں۔۔

م۔۔ میں نے۔۔

اب بکری کی طرح منمنانا ہی ہے تم نے بیٹا۔۔ تمہاری تو اب میں کلاس لوں بہت اچھے سے ساڑھی اس کے منہ پہ پھینکتے وہ پھنکاریں۔۔ پھر اسے بیڈ پہ دھکہ دیتے تن فن کرتیں باہر چلی گئیں۔۔ نور کا دل کیا وہ شدت سے رو دے۔۔

وہ اس سے پتہ نہیں کیوں ایسا بی ہیو کرتی تھیں۔۔ آنسو پلکوں سے پھسلے تو اس نے ہتھیلوں سے گال رگڑ دیئے

۔۔۔پھر دھیان بٹانے کے لیے ساڑھی کو کھول کے دیکھا

۔۔وہ صحیح سلامت تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

واپسی پہ سارے راستے وہ خاموش رہی۔۔عالم کو کچھ کھٹک

رہا تھا کئی بار اس کے الجھے انداز کو نوٹ کیا۔۔

گھرا کے وہ سیدھا روم میں چلی گئی۔۔عالم گیراج میں گاڑی کھڑے کرتے جب تک اندر آیا وہ دروازہ لاک کر چکی تھی۔۔

نور۔۔بے چینی سے بند دروازے کو دیکھا۔۔مام نے کچھ کہا ہے۔۔

آپ کی مام مجھ سے نفرت کیوں کرتی ہیں عالم۔۔وہ اندر دروازے کے پاس ہی کھڑی تھی وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی لیکن۔۔

نور۔۔یار دروازہ کھولیں۔۔میں دوسری کیز کہاں سے ڈھونڈھوں گا۔۔

مجھے نہیں پتہ۔۔آپ جائیں۔۔

آپ کو مام نے کچھ کہا ہے۔۔میں اس عورت کو قتل کر دوں گا کسی دن۔۔کمر پہ ہاتھ رکھتے وہ دھاڑا تھا اور اندر کھڑی نور سہم سی گئی۔۔جلدی سے دروازہ کھولتے اسے

دیکھا اس کا چہرہ اور آنکھیں دونوں لمحوں میں سرخ ہوئی تھیں۔۔۔

موم نے کچھ کہا ہے نور۔۔خود پہ ضبط کرتے اس کے معصوم چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔

و۔۔وہ مجھے دھمکا رہی تھیں وہ آپ کو مجھ سے چھین لیں گی ۔۔

ممکن ہی نہیں ہے۔۔۔وہ کوئی خدا تھوڑی ہی بے قراری سے اس کی غلافی آنکھوں میں جھانکا جہاں آنسو بھرے ہوئے تھے۔۔۔وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا لیں ہمیں الگ نہیں کر سکتیں۔۔

اور آپ کو میں نے کتنی دفعہ کہا ہے یوں ڈرنے سے یا بعد میں باتیں کرنے کا فائدہ نہیں آپ منہ پہ کیوں نہی انہیں ٹوکتیں۔۔اسے اس لڑکی پہ غصہ بھی آیا تھا۔۔

م۔۔مجھے بس ان سے ڈر لگتا ہے۔۔و۔۔وہ بہت ہارش جملے بولتی ہیں میرے لیے

ہرٹ ہوتا ہے مجھے۔۔ سسکی لیتے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

ہرٹ ہونے کی بجائے ہمت کیا کریں۔۔اسے خود سے لگایا ۔۔آپ کو پتہ ہونا چاہیے آپ عالم میر کی بیوی ہیں اور عالم میر کی فل سپورٹ آپ کے ساتھ ہے۔۔

آپ کچھ بھی کریں آپ کے پیچھے میں کھڑا ہوں۔۔ کمر سہلاتے وہ اسے سمجھا رہا تھا نور اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

عالم نے اسے چپ کروا کے سلا دیا تھا۔۔ پھر کچھ آفس کا کام جو ضروری تھا وہ کیا رات کے لیے کھانا اسے پھر باہر سے ہی لانا تھا۔۔

عالم۔۔

وہ لیپ ٹاپ پہ جھکا تھا جب نور نے اسے پکارا۔۔اس نے گردن موڑتے اسے دیکھا وہ سو رہی تھی۔۔کچھ دیر تک کوئی آواز نہیں آئی تو وہ دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا۔۔ شاید خواب دیکھ رہی تھی۔۔عالم پھر اٹھ کے کھانا لینے چلا گیا۔۔نور سوتی رہی۔۔

رات کو کھانا کھانے کے بعد اصلی نیند لینی تھی تب نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی اور عالم کو تو موقع چاہیے تھا ۔۔نور اب سونے کا بہانہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔

مجھے ساڑھی باندھ کے دیکھائیں۔۔

ہیں۔۔اس وقت کی۔۔وہ پریشان ہوئی۔۔

ہاں ابھی۔۔

ابھی نہیں کل باندھوں گی۔۔ابھی سونا ہے۔۔

ابھی ورنہ میں خود باندھوں گا۔۔

ہاہاہا۔۔ آپ کو باندھنی ہی نہیں اتی ہو گی میں نے بڑی مشکل سے سیکھی ہے۔۔

اب ایسی بھی بات نہیں ہے اس کا ہاتھ پکڑتے وہ سرک کے اسے لیے کھڑا ہوا۔۔ چلیں آ جائیں۔۔ ویسے بھی ہم دونوں اکیلے ہی ہیں۔۔

نور کی مسکراہٹ سمٹی۔۔ یعنی اس کا وقت قریب تھا۔۔ نہیں۔۔ جلدی سے ہاتھ چھڑوایا۔۔ عالم ایک ہاتھ سے ساڑھی کھول چکا تھا۔۔

میں خود باندھتی ہوں۔۔اس کے ہاتھ سے چھپٹتے

گھورا۔۔پھر ڈریسنگ روم میں جانے لگی تو عالم سامنے آگیا

۔۔

یہیں۔۔میرے سامنے۔۔

نہیں نا۔۔ایسے تھوڑی کرتے ہیں۔۔

میں کر رہا ہوں۔۔اس کا دوپٹہ اتار کے سائڈ پہ رکھا۔۔تو

نور سٹپٹائی۔۔

م۔۔میں کرتی ہوں۔۔ایک طرف ہوتے وہ تیر کی تیزی سے اس کے پھیلائے بازو کے نیچے سے نکلی اور ڈریسنگ روم بھی گھس گئی۔۔عالم خالی ہاتھ بالوں میں پھیر کے رہ گیا ۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ باہر آئی تو ڈیپ گلے پہ پن لگا کے وہ اسے نارمل کر کے ہی آئی تھی عالم اس کی چالاکی بھانپتے مسکرا دیا۔۔

بس ٹھیک ہے۔۔اب جاؤں۔۔پلو لہراتے اجازت چاہی

۔۔وہ بس دو منٹ بھی نہی۔ٹھہری تھی ابھی۔۔

مجھے دیکھنے تو دیں۔۔اس کے قریب آتے پہلے بال کھولے

۔۔پھر جھٹکے سے بازوں میں اٹھالیا۔۔

میرے خیال میں اب اتنا صبر تو ہو ہی گیا ہے کہ پھل میں

مٹھاس آگئی ہو گی۔۔

کوئی پھل ول نہیں ہے۔۔مجھے نیچے اتاریں۔۔۔

نہیں بیڈ کی طرف آتے اسے بیڈ پہ ڈالا۔۔ پھر سائڈ لیمپ جلاتے سوئچ بورڈ پہ انگلی مارتے ساری لائٹیں بند کر دیں

۔۔۔

اندھیرے میں۔۔ وہ حواس باختہ ہوئی۔۔ عالم اس کے قریب لیٹتے اپنی شرٹ اتار گیا۔۔ نور سانسیں روکے اندھیرے سے خود کو مانوس کر رہی تھی جب عالم کا پہلا لمس اسے اپنی ٹھوڑی کے قریب گال پہ محسوس ہوا

۔۔۔وہ اسے روک بھی نہیں پائی سختی سے آنکھیں بند

کرتے اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے۔۔

سانس لیتی رہیں۔۔پلو اٹھاتے ایک طرف کرتے ڈپٹا۔۔

پ۔۔پیچھے تو ہوں نا ایک منٹ۔۔ مجھ سے نہیں لیا جا رہا

۔۔وہ رک کے تھوڑا پیچھے ہوا۔۔۔تو نور نے ایسے سانس لیا

جیسے صدیوں سے پھنسا ہوا ہو۔۔

گڈ۔۔اجازت ہو تو دوبارہ شروع کروں۔۔

پوچھ تو ایسے رہے ہیں جیسے میری اجازت کی ضرورت ہے ۔۔اس کی سنگلیوں کی سرسراہٹ پیٹ پہ محسوس کرتے وہ سمٹ رہی تھی۔۔

عالم بنا جواب دیئے اب اس کی ہنسلی کی ہڈی پہ ہونٹ رکھ گیا۔۔بے اختیار وہ کسمسائی۔۔اس کا شدت بھرا لمس نیچے پھسلتا جارہا تھا اور نور اس کی بے باک شرارتیں محسوس کرتے آدھ موئی ہوئی۔۔

جسموں کی ہدت ایک دوسرے میں جیسے انڈیلی جا رہی تھی

نور سختی سے اپنے ہاتھ اس کی کمر پہ کھبوئے بے حال ہوئی تو

وہ ٹھہرا۔۔۔ پھر اسے پلاٹاتے کرتی کی ڈوری کھینچ لی۔۔

نہیں۔۔ نہیں۔۔ وہ اسے روکنا چاہتی تھی لیکن اب اسے

کون روک سکتا تھا۔۔۔ پشت پہ اپنے دہکتے لب رکھتے جیسے

سکون سا ملا ہو۔۔ دونوں ہاتھوں کی گرفت اس کی کمر پہ

بنائے عالم نے اسے ہلکا سا اوپر اٹھتے اپنی کلائی اس کے پیٹ

کے نیچے سے گزارتے رخ بدلا تو نور کی جان لبوں پہ ائی
۔۔ سسکی لیتے وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔۔

عالم کے ہونٹوں کا گداز پن جیسے پوری بیک پہ سنسنی بھر رہا
تھا۔۔ گہرے گہرے سانس لیتے وہ خود کو اس کے حوالے
کر تو رہی تھی لیکن دل تھا کے گھبراہٹ کے مارے پھٹنے کو
تیار تھا۔۔ عالم پر سکون سا اس کے پور پور کھول رہا تھا۔۔

نور کی مدھم سسکیاں جیسے اس پہ نشہ ساطاری کر رہی تھیں ۔۔عالم میر نور کو خود میں پیوست کرتے اس کی سسکیوں میں اضافہ کر گیا۔۔۔

جسموں کی گرماہٹ اور لمس ایک دوسرے کے جوش کو بڑھاتا چلا جاتا۔۔۔عالم نے اس کا رخ ایک بار پھر پلٹا اور اس کے اوپر ایا۔۔حوصلہ رکھیں۔۔ابھی تو شدتیں سہنی باقی ہی۔۔اس کی گردن میں ہاتھ پھنساتے اوپر کیا پھر لبوں

پہ مہر ثبت کی۔۔جب تک وہ بے جان نہیں ہوئی عالم نے

اسے آزاد نہیں کیا تھا۔۔

رات کے اخری پہر جا کے اس کی خلاصی ہوئی تو اسے خود

سے دور کیا۔۔عالم نے اپنی شرٹ اٹھاتے اسے پہنائی

۔۔۔پھر سے قریب کرتے اپنے اور اس مے اوپر کمفرٹر کیا

۔۔

سو جائیں۔۔وہ لال چہرا لیے اسے دیکھ رہی تھی ۔۔عالم نے

اس کا سر اپنے بازو پہ ٹکاتے اس کا ماتھا اپنے سینے سے لگایا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلیں جی

ایموجی سینڈ کریں اور جن کو اچھی 💔 ۔ جن کو بری لگی وہ

🙈😍 لگی وہ یہ

ناول نور عالم

بائے ن ع

قسط 11

صبح کی ٹھنڈی ہوا دبریز پردوں سے جھولتے اندر داخل ہوئی تو نور ٹھنڈک سے ذرا سا سمٹ گئی۔۔پاس لیٹے عالم نے اس کی طرف کروٹ لیتے اسے دیکھا۔۔اسے جاگے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا۔۔۔

لیکن نور اس کے بازو پہ گردن رکھے محو خواب تھی۔۔وہ گھنٹوں ایسے لیٹ سکتا تھا اگر وہ اس کے بازو پہ سوتی۔۔اس

کے بالوں کو پیچھے کرتے بچوں سی معصومیت لیے نور کو وہ

بے خودی سے تکے گیا۔۔

پتہ نہیں کون سا لمحہ تھا جو وہ لڑکی اسے بھا گئی تھی۔۔

کروٹ بدلتے نور نے رخ چینج کرنا چاہا تو عالم پیچھے ہوا۔۔

اتنے میں نور کا موبائل بجنے لگا تھا۔۔ ذرا سا پیچھے ہوتے ہاتھ

بڑھا کے موبائل اٹھایا پھپھو کالنگ جگمگا رہا تھا۔۔۔

یہ کیوں اب کال کر رہی ہیں۔۔اٹینڈ کرتے کان سے لگایا

۔۔

اگر عالم کو ادائیں دکھانے سے فرصت مل گئی ہو تو ذرا اج یہاں تشریف لے آنا۔۔خولہ کا رشتہ دیکھنے آرہے ہیں میں نہیں چاہتی کوئی بدمزگی ہو۔۔

سوری مام۔۔آج ہم لوگ ہنی مون کے لیے نکل رہے ہیں ۔۔آپ کوئی بہانہ بنادیجیئے گا۔۔سرد سنجیدہ آواز ان کے کانوں پہ گونجی تو وہ سٹپٹا گئیں۔۔

و۔وہ میں سمجھی نور ہے تو۔۔ہکلاتے صفائی دی۔۔عالم کے پہلے ہی ان سے اچھے تعلقات نہیں تھے۔۔

نور ہے تو۔۔کچھ بھی کہیں گی۔۔مام۔۔میں ابھی تک آپ کو اس لفظ سے پکارتا ہوں کم سے کم اسی کی لاج رکھ لیں ---

وہ خاموشی سے کال بند کر گئیں۔۔

اگر بہو ناپسندیدہ ہو تو بیٹے بھی برے لگنے لگتے ہیں۔۔

نور ان کی باتوں سے جاگ چکی تھی۔۔ کمفرٹر ہٹاتے اٹھنا چاہا تو عالم نے اسے قید کیا۔۔

گڈ مارننگ اس کی ناک سے ناک رگڑتے ہلکا سا جھکا تو نور اپنی حالت دیکھتے گلال ہوئی۔۔

چ۔۔ چھوڑیں۔۔ گھبراہٹ کے مارے اس کی آواز لڑکھڑا گئی تھی لیکن عالم اس کی صراحی دار گردن پہ اپنا لمس چھوڑتے اسے بے چین کر گیا۔۔

بس کریں نا۔۔ اس کی حالت خراب ہونے لگی تو منمنائی۔۔

ابھی چھوڑنے کا من نہیں کر رہا میری جان۔۔۔ کان کی لو دانتوں میں دباتے جان لوا سرگوشی کی۔۔ نور کی جان ہوا ہوئی رات کا منظر سوچ کے پہلے ہی جان حلق میں اٹکی ہوئی تھی اور اب پھر اس کے وہی ارادے لگ رہے تھے۔۔

ر۔۔رات کو بھی سکون نہیں کرنے دیا۔۔پلیز نا۔۔وہ منتوں پہ اتر آئی۔۔

کوئی بات نہیں اب عادت بنالیں۔۔ایسے ہی روز صبح اور رات ہو گی۔۔اس کا رخ دوسری جانب کرتے بالوں کو سمیٹ کے سامنے کیا۔۔۔

کان کے نیچے سلگتے ہونٹ رکھتے شدت بڑھی۔۔اس کا ایک ہاتھ شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔۔پھر دوسرے ہاتھ سے شرٹ کو گریبان سے پکڑتے نیچے کیا۔۔

میری جان آج ہی نکل جانی ہے۔۔وہ سانسیں روکے گستاخ شرارتیں خود پہ محسوس کرتے پاگل سی ہوئی۔۔۔عالم کے ہونٹ پھسلتے کندھوں سے ہوتے پشت تک آئے۔۔

اتنے سے کسی کی نہیں نکلتی ابھی تو میں نے نرمی برتی ہے۔۔

اس کا رخ اپنی جانب موڑا تو وہ آنکھیں سختی سے بند کیے ہوئے تھی۔۔ دھڑکنیں بے حال ہو چکی تھیں۔۔

میرا بے بی۔۔ سرخ ٹماٹر ہوتے گال پہ لب رکھتے اس کی شرٹ آگے سے بند کر دی۔۔

مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔۔روہانسے ہوتے وہ دور ہوتے بیٹھی۔۔عالم کی آنکھوں میں جزبے مچل رہے تھے ۔۔اس کی بات پہ آئی برو اچکائے۔۔

کیوں نہیں رہنا۔۔

آپ بہت بے رحم ہیں۔۔زرا بھی ترس نہیں آیا۔۔یہ دیکھیں۔۔بازو سامنے کرتے دکھایا جہاں سرخ نشان نظر ارہے تھے۔۔

آئی ایم سوری۔۔اٹھ کے آگے ہوتے نشان والی جگہ پہ لب رکھے۔۔پھر اسے دیکھا تو آنکھوں میں شوخی ناچ رہی تھی

۔۔

آپ کو شرم بھی نہیں آتی۔۔اسے گھورتے وہ اس سے دور ہٹتے بیڈ سے اتر گئی۔۔میں آج ماما کے پاس چلی جاؤں گی۔۔

اپنی ساڑھی کا پلو اٹھاتے خود پہ اوڑھا عالم نے وہیں اپنا سر تکیے پہ ٹکایا۔۔

آپ مجھ سے بھی زیادہ بے رحم ہیں۔۔ابھی دیکھاؤں نا

کہاں کہاں دانت مارے ہیں تو پتہ چلے اپنے بارے میں۔۔

سوچتے بند ہوتے دروازے کو دیکھا

مولوی بندہ ہوں۔۔اگر کسی کو قتل کروں گا تو اللہ گناہ

دے گا نا۔۔چہرے پہ بلا معصومیت سجائے وہ نوجوان

پولیس اسٹیشن میں بیٹھا غصے سے گھورتے انسپیکٹر کو

کنوینس کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔

ہمیں بے وقوف سمجھا ہے تم نے۔۔۔ یہ چہرے پہ داڑھی سجا کے تم لوگ کیا سمجھتے ہو ہم سے بچ جاؤ گے۔۔ انسپیکٹر گرج دار آواز میں دھاڑا تو وہ اپنی جگہ سے اچھل ہی گیا۔۔

اسے اٹھاؤ اور ڈالو حوالات میں دیکھتا ہوں اسے کون چھڑوانے آتا ہے۔۔ کانسٹیبل کو حکم دیتے چھڑی زور سے ٹیبل پہ پھینکی۔۔ کانسٹیبل پھریری سے آگے بڑھا اور اس کا

کثرتی بازو پکڑ کے کھڑا کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی چٹانوں سی مضبوطی نے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔۔

دیکھو بھائی میں شرافت سے کہہ رہا ہوں میں نے کسی کا قتل نہیں کیا۔۔۔اور جس کی بات وہ لوگ کر رہے تھے اسے تو وہ جانتا ہی نہیں تھا سرے سے۔۔

کرو بند۔۔۔بے شک کرو۔۔اللہ تم ظالوں کو پوچھے گا ایک دن جب قیامت والے دن تم مجھ سے معافی مانگو گے تو میں تم

لوگوں کو پہچاننے سے انکار کر دوں گا اور اپنے گناہ تمہارے سر ڈالنے کی درخواست کروں گا۔۔اونچا اونچا بول رہا تھا لیکن پھر بھی اسے سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا۔۔

قیامت والے دن ملاقات کریں گے اب۔۔اپنی کرسی پہ جھولتے انسپیکٹر نے آنکھیں بند کر لیں۔۔کبیر نے مڑتے اپنی شرٹ اٹھائی پھر اس کے نیچے لگی چپ کو ایکٹیویٹ کر دیا۔۔کچھ دیر میں اس کے بالوں کے بیچ لگا ائیر پیس

سر سرایا تو اس نے آنکھ بچاتے اسے اتار کے مٹھی میں دبا لیا

۔۔

مولوی بندہ ہوں اگر کسی کا قتل کروں گا تو اللہ گناہ دے گا

۔۔واپس گھومتے سلاخ پکڑتے چہرہ ہاتھ کے قریب کرتے

بظاہر انسپیکٹر کو سنایا پر دوسری طرف بیٹھا آدمی الرٹ ہوا

۔۔

اوئے سفید تھوتھے۔۔اس کے پاس کھڑے آدمی کو مخاطب کیا۔۔اس کا کام وہاں بیٹھے لوگوں کو غصہ دلانا تھا تاکہ اس کی سزا میں اضافہ ہو۔۔میری طرف دیکھ۔۔

میں اب یہاں جیل کے اندر پہنچ گیا ہوں نا۔۔دیکھنا تیرا جینا محال کرتا ہوں۔۔کوڈورڈ میں وہ سامنے والے کو سمجھا گیا تھا کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔۔دوسری طرف بیٹھا شخص بے ساختہ مسکرایا۔۔

میرا نام بھی کبیر ہے۔۔اور میں حافظ قرآن ہوں۔۔ تم لوگوں کو بدعا دیتا ہوں۔۔ کبھی مجرم نہیں پکڑ سکو گے۔۔

چپڑی ایکٹیویٹ کرتے وہ واپس گھوم گیا۔۔

انسپیکٹر کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگ رہی تھی۔۔ ایسے بہت سارے مجرم اس نے دیکھے تھے جو جیل میں آنے کے بعد بکواس کرتے تھے۔۔اسے لگا وہ بھی ان جیسا ہی ہے۔۔پر وہ تو وہاں اپنے مقصد کے لیے آیا تھا۔۔

چوبیس سالہ کبیر کشرتی جسم کا مالک اور چہرے پہ سجھی ریشمی داڑھی۔۔گہری آنکھیں جن میں کئی راز چھپے تھے ۔۔جب وہ مسکراتا تھا تو آنکھیں سکڑ سی جاتیں۔۔اونچی کھڑی ناک جہاں وہ مکھی تو دور مچھر کو بھی بیٹھنے نا دیتا تھا۔۔

آج اپنے نئے مشن کے پہلے پڑاؤ پہ قدم رکھ چکا تھا

دو بجے انکی فلائٹ تھی آئس لینڈ کے لیے اور نور ناراضگی سے ایک طرف بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔۔عالم اپنی اور

اس کی پیکنگ کرنے کے بعد اب بکھری چیزیں سمیٹ رہا تھا۔۔توجہ ساری اسی کی طرف تھی۔۔کپڑے اٹھاتے ڈریسنگ روم میں گیا دوبارہ واپس آیا تو نور اسی پوزیشن میں تھی۔۔

اب کیا کچا چبانے کا ارادہ ہے۔۔چہرے میں معصومیت طاری کرتے پوچھا۔۔

نہیں میں حرام چیزیں نہیں کھاتی۔۔دوبدو جواب دیا تو عالم نے حیرانی سے اس کا نک چڑھا انداز ملاحظہ فرمایا۔۔

اب میں آپ کو حرام لگ رہا ہوں۔۔لہجے میں افسوس سموئے وہ کام کرتا رہا۔۔

نہیں۔۔۔میرا مطلب ہر انسان حرام۔۔ نہیں انسان کا گوشت حرام ہوتا ہے۔۔

ہاں۔۔ایسے کہیں نا۔۔ورنہ میں تو سمجھ لیتا۔۔

مجھے مما بابا سے ملنے جانا ہے۔۔کل بھی پھپو سے مل کے آئے ہیں صرف۔۔وہ ضد لیے بیٹھی تھی۔۔

ابھی ٹائم نہیں ہے نا۔۔ دیکھیں ایک بج رہا ہے اور ہماری فلائٹ دو بجے ہم کتنے آرام سے بیٹھے ہیں یہاں۔۔

مت جائیں پھر۔۔ مجھے تو کوئی شوق نہیں ہے ہنی مون شون کا۔۔

نورِ عالم۔۔ آپ کو اتنی اچھی آپرچونیٹی مل رہی ہے میرے ساتھ وقت گزارنے کی پھر جب میں مصروف ہو جاؤں گا نا ۔۔ پھر آپ نے ڈھونڈ ھنا ہے مجھے۔۔

میں نہیں ڈھونڈھوں گی۔۔ آپ مصروف تو ہوں۔۔

بری بات ابھی سے بیزار ہو گئی ہیں۔۔

نور کوئی جواب دیئے بنا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی ۔۔عالم نے زبردستی اسے کپڑے پکڑائے کے وہ چینج کر کے آئے۔۔نور ڈریسنگ روم میں گھسی تو عالم باتھ روم میں چلا گیا دونوں ساتھ ساتھ تیار ہوتے رہے تھے۔۔

کھانا ان لوگوں نے راستے میں ہی کھانا تھا۔۔۔پندرہ گھنٹے کے سفر میں آدھے راستے نور نے عالم سے ناراضگی برقرار رکھی لیکن پھر راضی ہو ہی گئی۔۔وہاں ان کے لیے ریزورٹ پہلے سے ہی بکڈ تھا۔۔پک کرنے کے لیے ہوٹل کی طرف سے ہی گاڑی آئی تھی۔۔ہر طرف خوبصورت نظارے دیکھ کے دونوں کے موڈ کافی اچھے ہو گئے تھے

میں صبر کے جس مقام پہ تھی اللہ کا دینا بنتا تھا۔۔اس دن سے آج تک اس کی خوشی میں کمی نہیں آئی تھی چہرے پہ حاصل کرنے کی امید چمک پیدا کر دیتی ہے۔۔جو اس وقت ملیحہ ہارون کہ چہرے پہ دیکھی جاسکتی تھی۔۔

ثروت سے عابدہ کا مسلسل رابطہ تھا۔۔انہوں نے کہا تھا کچھ دن ٹھہر کے وہ خود ملیحہ کو عالم کے سامنے لائیں گی۔۔اور انہیں یقین دلایا کہ عالم ملیحہ کو دیکھ کے کبھی اس سے شادی

سے انکار نہیں کرے گا۔۔بس ان کے پلین کے مطابق کرتے جانا ہے۔۔

وہ نہیں جانتی تھی میر اب کسی اور کے دل کی بھی دھڑکن تھا۔۔اور اسے وہ میسر بھی تھا۔۔ابھی تک خالی ہاتھ ملیحہ ہی تھی۔۔۔بس ایک امید جو میر کی ماں نے اسے دلائی تھی وہ تو اسی پہ ہی جی اٹھی تھی۔۔

ملیحہ ۔۔اٹھ کے نماز پڑھو دیر ہو رہی ہے۔۔عابدہ صحن میں آئیں تو اسے چارپائی پہ لیٹے دیکھ کے ٹوکا۔۔

اماں پڑھ لی ہے۔۔ نظریں شفاف آسمان کی طرف تھیں ۔۔اسے اپنے اللہ پہ بڑا پیار آ رہا تھا جس نے اس کی آٹھ سالوں کی تڑپ کو رائگاں نہیں جانے دیا تھا۔۔

اتنے جلدی۔۔وہ چونکی۔۔کیونکہ اس کی دعائیں تو بہت لمبی ہوا کرتی تھیں۔۔

اماں جو دعامیں مانگتی تھی وہ مل رہا ہے اب۔۔وہ اٹھ کے بیٹھی۔۔

تو تم نے اللہ سے لگاؤ کم کر دیا ہے۔۔

نہیں نہیں۔۔مجھے تو اس سے بڑھ کے محبت ہو گئی ہے اپنے مالک سے۔۔اسی نے تو نوازا ہے۔۔بے شک وہ ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہے۔۔کسی ناممکن کو ممکن کرنا اس کے لیے مشکل نہیں ہے۔۔میں تو جتنا اس کا شکر کرتی ہوں کم ہی لگتا ہے۔۔

اللہ تمہیں خوش رکھے۔۔وہ اس کے پاس آ کے بیٹھ گئیں ۔۔لیکن ملیحہ ۔۔اب اتنی امیدیں مت باندھو کے پھر سے تکلیف اٹھانی پڑے۔۔میرا ابھی تمہیں ملا نہیں ہے۔۔

امید تو ہے نا۔۔ملنے کی امید اماں۔۔آپ ایسی باتیں نا کریں۔۔وہ بے چین ہوئی۔۔وہ مجھے ملے گا کیونکہ وہ میرا ہی تھا۔۔

For more romantic novels: https://newwritersllibrary.blogspot.com/

عابدہ نے اسے خود سے لگاتے محبت سے دیکھا۔۔بہت کم مائیں ہوتی ہیں جو بیٹیوں کے لیے اپنے بال سفید کر لیتی ہیں ورنہ المیہ تو یہ ہے کہ خاص طور پہ بیٹیوں پہ اپنی مرضی مسلط کرنا والدین اپنا فرض سمجھتے ہیں پھر چاہیے ان کی آگے کی زندگی جہنم میں ہی کیوں نا گزرے۔۔

چائے پئیں گی۔۔انہیں متوجہ کرتے وہ اٹھ گئی تو عابدہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔جب تک ملیحہ چائے بناتی رہی ہو تسبیح کرتی رہی تھیں

آئس لینڈ کی آئس خون جما دینے والی ٹھنڈک سے انہیں روشناس کروا رہی تھی۔۔ایک سویٹر اور اس کے اوپر لونگ کوٹ پہنے وہ عالم کے اگے اگے چل رہی تھی بازاروں میں رش نا ہونے کے برابر تھا وہاں کے لوگ بہت صفائی پسند ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے اخلاق کے مالک بھی تھے۔۔وہاں آج ان کا دوسرا دن تھا پہلا دن ان لوگوں نے ریزورٹ میں ہی گزارا تھا۔۔

نور۔۔رکیں۔۔عالم نے ہاتھ بڑھاتے اس کی کلائی کو گرفت میں لیا تو وہ رک گئی۔۔اس کے ہاتھ سردی سے برف ہو رہے تھے۔۔

میرے خیال میں ہمیں واپس چلنا چاہیے اب۔۔ہاتھ کو نرمی سے دبایا۔۔

نہیں نا تھوڑا سا آگے جاتے ہیں۔۔ پھر۔۔مجھے سردی نہیں لگ رہی۔۔ جلدی سے بتایا کہیں وہ سردی کا بہانہ نا بنائے

۔۔عالم سر ہلاتے اس کے ساتھ چلنے لگا۔۔مزید آدھا گھنٹہ انہوں نے گھوم پھر کے ضائع کیا اور اندھیرا ہونے سے پہلے ہی واپس آ گئے۔۔

نور یہاں آنے سے پہلے جتنا اپ سیٹ تھی۔۔ پہنچ کے اتنی خوش تھی۔۔ان کے روم کی کھڑکی سے باہر کا منظر میں پیلے رنگ کی جلتی لائٹیں جب برف پہ پڑتیں تھیں تو جیسے وہ مسمرائز ہو جاتی۔۔

مجھے لگتا ہے نزلہ ہو گیا ہے۔۔شوں کرتے اس نے ناک سے انے والا پانی صاف کیا۔۔عالم ابھی جوتے اتار رہا تھا۔۔

آپ کو تو سردی لگ ہی نہیں رہی تھی نا۔۔اب۔۔کیوں ۔۔

ہاں تو اتنی تو برداشت کر ہی لیتی ہوں میں۔۔

ہاں جیسے آپ برفیلے علاقے کی رہائشی ہیں نا آپ کے لیے نارمل سی بات ہے۔۔فکر اور غصے کے ملے جلے جزبات کے

ساتھ وہ اٹھ کے قریب آیا ماتھے پہ ہاتھ لگایا تو ٹمپریچر نارمل لگا۔۔

اب یہاں سے باہر نہیں نکلنا۔۔ سختی سے کہتے ہیٹر تیز کر دیا تاکہ کمرے کی گرمائش میں اضافہ ہو۔۔

میں تو سونے لگی ہوں۔۔ عالم دور ہٹا تو وہ بیڈ پہ گرنے والے انداز پہ بیٹھی۔۔ جوتوں سمیت ایسے ہی لیٹے لیٹے اسے دیکھا ۔۔ وہ کبڈ سے کپڑے نکال کے باتھ روم چلا گیا تھا۔۔

اتنی سردی میں پتہ نہیں کیسے نہاتے ہیں۔۔ جھرجھری لیتے انگلیاں ہونٹوں پہ جمائیں جب تک وہ باہر آیا نور سوچکی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر اپ لوگ چاہتے ہیں کبیر کو ملیحہ کا ہیرو بنادیں تو سب

💔 میرا ٹک ٹاک اکاونٹ بھی فالو کرلیں

Nisha umar official

اکاونٹ کا نام ہے۔۔

ناول نور عالم

بائے ن ع

قسط نمبر 12

مولوی بندہ ہوں۔۔ مسجد میں بچوں کو قرآن پڑھاتا ہوں ۔۔ میں کیسے کسی کو قتل کر سکتا ہوں۔۔ یہ پاگل پولیس والے میری بات کیوں نہیں سنتے۔۔ وہ پھر اونچا اونچا شروع ہوا تو ٹیبل پہ پاؤں رکھے انسپیکٹر نے سر اٹھا کے اسے گھورا۔۔

ابے گدھے کی اولاد تو ں چپ کر کے نہیں بیٹھ سکتا۔۔

تم سانڈ کی اولاد تم نے کون سا مجھے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔۔ یہاں ڈی ایس پی کا چکر لگے ذرا دیکھا تمہاری دھوتی کھولتا ہوں ان کے سامنے۔۔

اوئے۔۔وہ پاؤں نیچے کرتے غصے سے کھڑا ہوا۔۔ تم کیا سمجھتے ہو ڈی ایس پی تمہاری یہ بات مان لیں گے۔۔۔وہ بھی قانونی آدمی ہیں۔۔ الٹا لٹکا دیں گے۔۔

یہی تو چاہتا ہوں۔۔ منہ میں بڑبڑاتے کچھ دیر کی خاموشی اختیار کرلی۔۔ پھر کچھ دیر بعد زبان پہ کھجلی ہوئی تو سامنے بیٹھی فی میل کانسٹیبل کو دیکھ کے مسکراہٹ اچھالی۔۔وہ جھکی فائل پہ کچھ لکھ رہی تھی۔۔

اوئے۔۔۔ دیکھو وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا وہاں موجود سب نے اسے دیکھا ساتھ فیمیل کانسٹیبل نے بھی اور کبیر نے ہونٹوں کو گول کرتے فلائنگ کس اس کی طرف اچھالی۔۔

مجھے وہ عورتیں زہر لگتی ہیں جو نوکری کرتی ہیں پر میری جان تمہاری کوئی مجبوری ہو گی۔۔

انسپیکٹر وقاص کا دماغ اس کی اس حرکت پہ بھک سے اڑا ۔۔وہ صرف شکل سے ہی مولوی لگتا تھا ورنہ حرکتیں ساری اس کی گنڈے موالیوں والی تھیں۔۔

اسے اٹھا کے دوسری جیل میں ڈالو۔۔غصہ اور سنجیدگی لیے وقاص اسے سرد آنکھوں سے گھور گیا جبکہ کبیر مزے سے ابھی تک اسی کانسٹیبل کو دیکھ رہا تھا جو شرمندگی سے سر جھکائے نظریں چرا رہی تھی۔۔

اللہ اللہ کیا کرو دکھ نا کسی کو دیا کرو۔۔

تھانے دار نے اس کے بازو میں ہتھکڑی ڈالتے گھورا

۔۔یقیناوہ اسے ہی سنا رہا تھا۔۔

بڑا ہی ڈھیٹ ہے تو۔۔جب سے آیا ہے ایک منٹ تھانے میں سکون نہیں آیا۔۔تیری یہ بک بک ہمارے کانوں کو بہرا کر کے ہی چھوڑے گی۔۔وقاص اب اسے سنا رہا تھا

جبکہ وہ مزے سے ہل ہل کے چلتا دوسری جیل میں شفٹ ہوا۔۔

جہاں سے وہ سب اسے نظر نہیں آنے والے تھے۔۔

ہونٹوں کو گول کرتے سیٹی بجائی اور چپ ایکٹیویٹ کی۔۔

سی ٹو۔۔ سیٹی کے درمیان ہی اس نے یہ الفاظ ادا کیے ساتھ چلتے تھانے دار کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا جیسے لیے وہ چل رہا ہے وہی ان کی بربادی کا سبب بننے والا ہے۔۔

اسے اندر ڈال کے جیل کا دروازہ بند کیا۔۔اب یہاں تسلی سے بکواس کرتا رہ۔۔کوئی نہیں ٹوکے گا۔۔ مسکراہٹ اچھالتے وہ وہاں سے چلا گیا تو اس نے اپنے جوتے کے اندر سے ایک چھوٹا سا کیمرہ نکالا۔۔

دوسری طرف اسے سکرین سے کنیکٹ کیا جا رہا تھا۔۔ اونچی جگہ پہ ڈھلوان طریقے سے لگانا تھا تاکہ کیمرے میں جیل کے اندر کا سارا منظر نظر آئے۔۔پہلا کیمرہ اس نے پہلی جیل میں لگایا تھا۔۔

دوسری طرف سے انسٹرکشن لیتے اس نے کیمرہ لگایا اور
چپ دوبارہ ڈی ایکٹیویٹ کر دی۔۔

اب دو کیمرے اور لگانے تھے ایک باتھ روم سائڈ پہ اور
ایک باہر مین ڈور پہ۔۔وہ لوگ اسے باتھ روم جانے کی
اجازت نہیں دے رہے تھے دو تین بار گیا تھا لیکن کانسٹیبل
ہتھکڑی لگائے کھڑا رہا۔۔

ہمممم
ا

کبھی مایوس مت ہونا۔۔امیدوں کے سمندر میں۔۔گلا کھنکارتے اس نے اپنی آواز بلند کی۔۔

طلسم آتے رہتے ہیں۔۔ سفینے ڈوبتے بھی ہیں۔۔پر سوز آواز جیسے ہی انسپیکٹر تک پہنچی ایک بار پھر اس کی تیوریاں چڑھیں۔۔

سفر لیکن نہیں رکتا۔۔ مسافر ٹوٹ جاتے ہیں۔۔ مسلسل کانوں میں اس کی سحر انگیز آواز گونج رہی تھی۔۔

تجھے تو میں توڑتا ہوں رک۔۔ اپنی جگہ سے اٹھتے چھڑی اٹھائی۔۔

مگر ملا نہیں تھکتا۔۔ سفر طے ہو کے رہتا ہے۔۔۔ وہ آنکھیں بند کیے زمین پہ بیٹھا تھا۔۔

تجھے جب تک میری لاٹھی نہیں لگے گی تو آرام نہیں کرے گا۔۔زور کی چھڑی اس کے کندھے پہ رسید کرتے وہ وحشیانہ طریقے سے اس پہ ٹوٹ پڑا۔۔کبیر نے خود کو بچانے کی کوشش نہیں کی۔۔چوتھا کام بھی ہو گیا تھا۔۔

____

چاروں طرف جمی ہوئی برف کو دیکھتے نور نے ایک بار پھر کھڑکی کھولنی چاہی۔۔سردیوں کے موسم میں وہاں دریا

بھی جم جاتے تھے ہر جگہ سفید چادر لوگوں کا باہر نکلنا بھی کم ہو جاتا تھا۔۔

نور۔۔ چھوڑ دیں کھڑکی کو۔۔ کیوں بیمار ہونا چاہتی ہیں۔۔

عالم جو لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا اسے ڈپٹا۔۔

نور منہ بناتے اس کے پاس آئی۔۔ ہم لوگ اگر یہاں بند ہونے کے لیے آئے ہیں تو پھر گھر ہی رہ لیتے۔۔ دو دن سے یہاں قید ہوں میں۔۔

بس دو دن باقی ہیں۔۔ پھر چلے جائیں گے واپس۔۔ لیپ ٹاپ بند کرتے سائڈ پہ رکھ دیا۔۔ پھر ہاتھ بڑھا کے نور کو اپنے تھائز پہ بٹھایا۔۔

ہم نے ابھی ہنی مون کا حق نہیں ادا کیا میرے خیال سے ۔۔ اپنے گرم ہاتھ اس کی شرٹ کے اندر گھساتے پیٹ پہ ہتھیلی مس کی تو نور بے ساختہ جھکی۔۔

ہم لوگ فوٹوز لیں گے نا پلیز۔۔اس کا ہاتھ اپنی شرٹ سے ہی پکڑنا چاہا پر وہ اوپر کی طرف سرک گیا۔۔

م۔۔میں۔۔وہ ایک دم اٹھ گئی۔۔۔م۔۔مجھے بھوک۔لگی ہے۔۔حواس باختہ ہوتے اسے عالم پہ غصہ بھی آیا۔۔ذرا لحاظ نہیں تھا اس آدمی میں۔۔عالم کے تاثرات تبدیل ہوئے۔۔

دوبارہ لیپ ٹاپ اٹھاتے اپنی گود میں رکھا نور شرمندہ سی ہو گی۔۔عالم دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا تو واپس کھڑکی کی طرف چلی آئی۔۔چند ایک لوگ نظر آرہے تھے۔۔۔ وہ بھی مکمل پیک ہوئے۔۔۔

وہ ابھی باہر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھی جب اس کی آنکھوں کے سامنے ایک دریا پھٹا اور لاوے کی طرح ابلتا ہوا دھوئیں دار پانی کا فوارہ بلند ہوا۔۔اس کی چیخ نکلتے نکلتے بچی۔۔

اب اس جگہ سے پانی ایک پریشر سے ہوا میں اچھلتا واپس نیچے پڑی برف پہ گرنے لگا۔۔۔اس پاس کے لوگوں کو زرا بھی فرق نہیں پڑ رہا تھا جیسے یہ کوئی نارمل بات ہو۔۔

اتنا گرم پانی تھا کہ وہ چند سیکنڈ میں ایک بہت بڑا ہول کر گیا ۔۔برف پگھلتی جا رہی تھی ۔۔پھر دیکھتے ہی دیکھتے دوبارہ جم گئی۔۔شاید زمین کے نیچے بھی پانی جم گیا تھا۔۔

یہ سارا منظر اس کے لیے خوف ناک تھا لیکن وہاں کے لوگ اس کے عادی تھے۔۔ آئس لینڈ میں سب سے زیادہ آگ کے لاوے پھوٹتے تھے۔۔

وہاں کے اونچے پہاڑ آگ سے بھرے ہوئے تھے ساتھ انہیں پہاڑوں کے اوپر برف کی چادر بھی تھی۔۔ قدرت کا اتنا خوبصورت نظارہ اس کی شان دیکھتے بے ساختہ سبحان اللہ کہنے کا دل کرتا۔۔

وہ ابھی وہیں کھڑی تھی جب باہر ناک ہوا اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔۔عالم نے اٹھ کے دروازہ کھولا تو ویٹر تھا جس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرالی تھی۔۔۔

ہکارل (بکرے کو کہتے ہیں وہاں کی زبان میں) دیکھ کے نور کو ابکائی آئی۔۔اوفف یہ کون کھائے گا۔۔ سٹیم کی ہوئی بکرے کی سری۔۔ جھر جھری لیتے دوبارہ باہر دیکھنے لگی۔۔ آجائیں۔۔عالم نے اسے پکارا۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔۔وہ چلتی ہوئی قریب آئی۔۔منہ کے زاویے بگڑ رہے تھے۔۔

عالم نے پلیٹ نکالتے فورک اور چھری سے اس کا ایک پیس کاٹ کے دوبارہ نور کو دیکھا۔۔

نہیں کھانا یہ۔۔

نہیں۔۔کوئی ایسا کھانا ہو جو دیکھ کے بندے کا کھانے کا بھی دل کرے یہ کیا چیز ہے۔۔

یہاں ایسا ہی ملے گا۔۔ کھانا ہے تو کھالیں۔۔ ورنہ بھوکی رہیں۔۔ بے فکری سے کہتے وہ خود کھانے لگا۔۔ نور کچھ دیر تو اسے دیکھتی رہی۔۔ پھر خود بھی اپنے لیے پلیٹ میں نکال کے بیڈ پہ چلی آئی۔۔

پہلا نوالہ لیتے ہی اسے ابکائی آئی لیکن ضبط کیے اس نے نگل لیا۔۔ زہر مار کرتے نظر اٹھا کے لا تعلق بیٹھے عالم کو گھورا

۔۔ کتنے مزے سے کھا رہے ہیں۔۔

وہ ابھی تک بمشکل تین سے چار نوالے لے سکی تھی

۔۔اصل میں گوشت کا مسلہ یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ اچھا نا بنے

تو اس کی سمیل سے ہی پتہ چل جاتا ہے۔۔اس کے ساتھ

بھی یہی ہو رہا تھا۔۔

وہ اٹھ کے پانی لینے آئی تو عالم نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا

۔۔وہ شاکڈ ہی تو رہ گیا تھا سرخ چہرے پہ چھلکنے کے قریب

آنکھیں بھری ہوئی تھی۔۔

نور۔۔بے اختیار اوپر اٹھتے اسے خود میں سمویا۔۔کوئی زبردستی نہیں ہے ہم باہر جا کے کھاتے ہیں۔۔خود اسے پانی پلایا۔۔نور ہمدری پا کے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔

مجھے لگا آپ بس مجھے تنگ کرنے کے لیے کہہ رہی ہیں ۔۔اس کے آنسو صاف کرتے گہری سانس لی۔۔۔وہ اتنی حساس ہو رہی تھی

مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔۔ آپ کو میری فکر نہیں ہوتی۔۔۔ نا آپ کو میری ضرورت ہے۔۔ نا میری کوئی بات مانتے ہیں۔۔

آپ حکم کریں۔۔ جان بھی حاضر ہے۔۔ وہ ابھی تک اس کے ساتھ ہی لگی تھی۔۔ سوں سوں کرتے نور نے آنکھیں بند کیں۔۔ عالم اس کے بال سہلا رہا تھا۔۔۔

پھر وہ لوگ باہر کھانا کھانے گئے تھے۔۔نور نے اپنی پسند سے دیکھ دیکھ کے وہ حلال ہیں یا نہیں۔۔ڈشز آرڈر کی تھیں۔۔

____

وہ بس اسٹاپ پہ کھڑی بس کا انتظار کر رہی تھی ۔۔۔لمبی سڑک پہ بھاگتی دوڑتی گاڑیاں اور بے ہنگم شور اس کے دماغ میں جیسے ہتھوڑوں کی طرح بج رہا تھا۔۔

اس کی بس آنے میں ابھی پندرہ منٹ باقی تھے۔۔ سکول سے آنے والی اور بھی لڑکیاں اس کے دائیں بائیں کھڑیں بس کی ہی منتظر تھیں۔۔۔

گھڑی پہ ٹائم دیکھا وقت جیسے کچھوے کی طرح رینگ رہا تھا ۔۔

باجی یہاں بیٹھ جائیں۔۔ پیچھے کھڑے ڈھابے والے نے اپنی کرسی اسے قدرے چھاؤں میں رکھ کے دیتے مخاطب کیا۔۔ اور خود اپنی جگہ پہ چلا گیا۔۔

وہ کچھ دیر تو کرسی کو دیکھتی رہی پھر جا کے بیٹھ گئی۔۔ بس کی ٹائمنگ بہت خراب تھی اسے مجبوراً وہاں بیس منٹ کھڑے ہونا پڑتا تھا۔۔ اللہ اللہ کر کے بس آئی تو وہ سوار ہوئی۔۔

اس کے لیے ایک سیٹ مخصوص ہوتی تھی۔۔وہ روز کا کرایہ نہیں دیتی تھی منتھلی عبداللہ خود ہی ڈرائیور کو دیتا ۔۔۔آدھے گھنٹے کا سفر طے کر کے وہ گھر پہنچی تو اماں لان میں پڑی کرسی پہ بیٹھی اسی کا انتظار کر رہیں تھی۔۔

شکر ہے تم خیریت سے آگئی۔۔جب تک گھر نہیں پہنچ جاتی دل کو ہول اٹھتے رہتے ہیں۔۔پانی کا ٹھنڈا گلاس دیا جو ملحیہ غٹاغٹ چڑھا گئی۔۔

اماں۔۔ مت ہوا کریں پریشان۔۔ آپ کو پتہ تو ہے بس کا

۔۔

سپیشل رکشہ لگوا لینا چاہیے۔۔ بندہ سکون سے آئے جائے تو

سہی۔۔

رکشے والا ڈبل پیسے لے گا۔۔ جو ہم لوگ افورڈ نہیں کر سکتے

۔۔ جیسا چل رہا ہے چلنے دیں وہ خود بھی کافی تھک جاتی تھی

۔۔ پھر اندر جا کے کپڑے بدلے اور کچھ دیر کے لیے

ستانے لیٹ گئی۔۔دوپہر کی نماز وہ سکول میں ہی پڑھ آتی تھی۔۔۔

روز کا معمول بنتا جارہا تھا اس کی زندگی میں اب شاید دعاؤں کے لیے وقت کم تھا۔۔نماز پڑھ کے بنا کچھ مانگے وہ کوئی کام کرنے لگتی یا لیٹ جاتی۔۔

مصروفیت بڑھنے لگی ساتھ امید بھی کے جو چاہیے تھا وہ مل رہا ہے۔۔اس نے منڈے کو ثروت آنٹی کے ساتھ جانا تھا ۔۔

پہلے ایک بار پلین بنایا تھا لیکن مصروفیت کی وجہ سے میر آیا ہی نہیں اسے آئس لینڈ جانا تھا کام کے سلسلے میں۔۔ ثروت انہیں میر کی ساری باتیں بتاتی رہی تھیں اس کے شوق کیا ہیں وہ۔ کیا کرنا چاہتا ہے لیکن میر۔۔

حقیقت میں کہاں تھا۔۔ کیا کر رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی

میں قتل نہیں کر سکتا۔۔ میں ایک مولوی بندہ ہوں۔۔ تم لوگ میرا یقین کیوں نہیں کرتے۔۔ آج اسے دسواں دن تھا جیل میں سڑتے ہوئے۔۔

اور انسپیکٹر اس کا اصلی جرم بھول ہی جاتا۔۔پر کبیر ہر آدھے گھنٹے بعد یاد دلانا فرض سمجھتا تھا کہ وہ وہاں کس لیے آیا ہے۔۔

اصل میں اس کی بائیک کے سامنے ایک چھوٹا بچہ اگیا تھا ۔۔بچے کو چوٹ لگی تھی۔۔حالت کافی کریٹیکل تھی ۔۔اس کے پیرنٹس نے اسے جیل میں بھیج کے قتل کا مقدمہ درج کروادیا۔۔وہ سارا کچھ سوچا سمجھا ہوا پلین تھا

۔۔وہ بچہ بھی ان کا تھا اور رپورٹ کرنے والا بھی انہی کا آدمی تھا۔۔

وہ ایجینسی کے لوگ تھے پورا مافیا۔۔ جس میں سینکڑوں لوگ کام کرتے تھے۔۔

ان کا کام لوگوں کو پروٹیکٹ کرنا تھا لیکن کیسے یہ صرف وہی لوگ جانتے تھے۔۔ ہر ایک نے ایک عام انسان کا حلیہ اپنایا ہوا تھا اور اس کے حصے میں جو گیٹ اپ آیا تھا وہ امام

مسجد کا تھا۔۔حفظ تو اس نے بچپن میں کیا تھا پھر سٹڈی اور

اب مافیا۔۔

وہ مسجد میں نماز کے ساتھ ساتھ بچوں کو قرآن بھی پڑھاتا

تھا۔۔اسے حیرت تھی کے ابھی تک کوئی اس کی خبر کیوں

نہیں لینے آیا۔۔اس بار جو کام انہیں سونپا گیا تھا وہ تھوڑا

خطرناک تھا۔۔

مخالف پارٹی کے لوگوں کے لیے کسی کو بھی قتل کر دینا عام سی بات تھی جبکہ ان کے اس مجرمانہ اطوار کا نشانہ کئی معصوم لوگ بن رہے تھے اور بن چکے تھے۔۔

میں تمہیں لینے آرہا ہوں۔۔ چپ دوسری طرف سے ایکٹیویٹ کی گئی تو کان میں اس کے باس کی آواز گھونجی۔۔

شکر ہے۔۔یاد آیا میں جیل میں ہوں۔۔بے ساختہ وہ اونچا کہہ گیا۔۔کہ اتنے میں انسپیکٹر وہاں آیا۔۔اسے کچھ دنوں سے شک تھا لیکن اسے تلاشی پہ ملتا کچھ نہیں تھا۔۔

دیکھ مجھے پتہ ہے توں کسی سے بات کرتا ہے۔۔شرافت سے بتادے کس سے نہیں تو ایک فائر تیرے اس بھیجے میں ٹھوک دوں گا۔۔

گدھے۔۔وہ مزاق اڑانے والے انداز میں ہنسا۔تم نے میری پوری بات سنی کب۔۔

میں نے کہا۔۔شکر ہے یاد آیا میں جیل میں ہوں۔۔ورنہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں بریانی کھانے جاؤں گا۔۔زہن سے نکل گیا تھا میں اس وقت کہاں ہوں۔۔

تفصیل سے بتایا۔۔تو وقاص کو پھر بھی اس پہ یقین نہیں آیا لیکن خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔۔

اس دن کی مار کے بعد بھی وہ نہیں سدھرا تھا تو اب اس پہ ہاتھ اٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔

اس کا کیس ابھی تک کورٹ میں درج ہی نہیں ہو رہا تھا ورنہ وہ اسے وہاں سے کب کا آگے بھیج دیتے۔۔

عصر کے وقت اس کا باس اسے لینے آیا تھا۔۔انسپیکٹر نے تھوڑی سی رشوت کی طلب کی تو سامنے بیٹھے شخص نے آئی بروز اٹھائیں۔۔۔

تم واقع پیسے کی ڈیمانڈ کر رہے ہو۔۔ڈنر سوٹ میں ملبوس اس نوجوان نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

صاحب آپ تو بڑے لوگ ہیں۔۔ ہم جیسے یہ تنخواہ کے چند پیسوں کے ساتھ گزار نہیں کر سکتے نا۔۔ اگر آپ یہی کوئی ڈیڑھ دو لاکھ دو گے تو مہینہ اچھا گزر جائے گا۔۔

یہ تم رشوت مانگ رہے ہو یا بھیک۔۔۔ وہ ہنسا پھر کھڑے ہوتے اس کے گلاس ٹیبل پہ رکھی چھڑی اٹھائی اور اس کے کندھے پہ اتنی شدت سے جڑی کے انسپیکٹر کراہ کے رہ گیا۔۔

یہ وہ ہے جو تم نے کبیر کو ماری۔۔ابھی رشوت باقی ہے۔۔

ہنسی بھی ایسی تھی جیسے کوئی دیو ہنس رہا ہو۔۔وقاص پہلے ہی خوف زدہ تھا اس کی ہنسی پہ تو اس کی جان ہی ہوا ہوئی۔۔

مجھے رشوت نہیں چاہیے۔۔م۔۔میں تو بس مزاق کر رہا تھا۔۔اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے وہ رو پڑا۔۔

پتہ ہے ہمارے ملک کا نظام ان رشوت خوروں کی وجہ سے ہی اتنا گھٹیا ہے۔۔اگر تم لوگوں غریبوں کی مدد نہیں کر سکتے

ناتو کم سے کم انہیں مارا بھی مت کرو۔۔ چھڑی کے ٹکڑے کرتے ایسے دھاڑا کے وہاں موجود لوگ کپکپا سے گئے۔۔

داڈیمن۔۔

یاد رکھنا مجھے سب۔

Yes I am Tha Demon

ایک ایک لفظ پہ زور دیتے انہیں اپنا آپ بتایا۔۔

ملاقات ہوتی رہے گی۔۔شہادت کی انگلی اٹھاتے سب کو وارن کیا۔۔پھر کبیر کو لیتے وہ وہاں سے ایسے نکلا تھا جیسے اس کے باپ کا گھر ہو۔۔

\-

مما میں نے آپ کو بہت مس کیا۔۔نزہت کے گلے لگتے نور نے زور سے ہگ گیا۔

انہوں نے بھی اسے گال پہ پیار کرتے چوما۔۔میں نے بھی ۔۔شکر ہے تم آگئی ہو ورنہ کل سے مجھے بے چینی لگی تھی

کہ کب تمہاری طرف آؤں۔۔اسے لیے اندر آئیں

۔۔عالم اسے باہر چھوڑ کے خود چلا گیا تھا۔۔

کیسا گزرا ہنی مون ٹرپ۔۔اندر آتے پوچھا۔۔

بس ٹھیک ہی۔۔

کیوں۔۔خیریت ہے۔۔کہیں عالم نے کچھ کہا۔۔

نہیں نہیں۔۔انہوں نے کیا کہنا تھا بس وہاں برف ہی تھی

اور کچھ خاص تو تھا نہیں دیکھنے کو۔۔مجھے باہر جانے ہی نہیں

دیا آپ کے داماد صاحب نے۔۔ان کی گود میں سر رکھتے ٹانگیں صوفے پہ پھیلا لیں۔۔

شرم کرو۔۔

کیوں۔۔اس میں شرم والی کون سی بات ہے۔۔وہاں سردی تھی اس لیے نہیں نکلنے دیا۔۔سکون ملتے آنکھیں موندتے جواب دیا۔۔

مصطفیٰ صاحب ابھی دفتر سے نہیں لوٹے تھے۔۔کچھ دیر وہ ان کی گود میں سر رکھے لیٹی رہی۔۔پھر اٹھ کے نماز پڑھی۔شام کا کھانا عالم اور اس نے وہیں کھانا تھا پھر اس کے بعد وہ لوگ دادو کی طرف جاتے۔۔

آج کیا کیا بنا رہی ہیں۔۔قسم سے وہاں تو کھانے کے لیے اتنی گندی گندی چیزیں تھی۔۔خنزیر کا گوشت مینڈک اور پتہ نہیں کیا کیا۔۔اوفف اس نے سوچتے جھرجھری لی۔۔

یورپین ممالک میں ایسا ہی ہوتا ہے۔۔ویسے کس نے مشورہ دیا تھا آئس لینڈ جانے کا۔۔

کون دے سکتا ہے۔۔مجھے تو کچھ خاص معلوم نہیں تھا انہوں نے ہی سوچا وہاں بھی بس ایک دو دن ہی ٹھیک سے بات کی پھر۔۔لیپ ٹاپ پہ ٹھک ٹھک ٹھک۔۔

وہ ایسا ہی ہے شاید۔۔انہیں اب سمجھ آئی نور کو مزہ کیوں نہیں آیا۔۔تم اسے کہتی وہ گھمانے لے کے جاتا۔۔

کہا تھا بہت بار بتایا تو ہے۔۔انہیں خطرہ تھا میں بیمار ہو جاؤں گی سات سو بار تو میرا ٹمپریچر چیک کیا ہے محترم نے۔۔۔

وہ ان سے عالم کی شکایتیں کرنے میں اتنی بزی تھی کہ اندر داخل ہوتے اسے دیکھ ہی نہیں سکی۔۔

میرا اکھڑ کی کھولنا بھی انہیں برا لگتا تھا اور پھر کھانا بھی زبردستی کھلایا۔۔۔اس کی زبان کو بریک لگا۔۔کیونکہ وہ بے رحم انسان سامنے کھڑا اسے حیرت سے گھور رہا تھا۔۔

اگلی بات بھی بتائیں پھر آپ کو آپ کی پسند کا ڈنر کروایا تھا

۔۔

ہاں وہ تو تب نا جب میں نے رونا شروع کیا تھا۔۔ورنہ آپ تو بس خود ایسے کھا رہے تھے جیسے دوبارہ بکرے کا سر آپ

کو ملے گا ہی نہیں۔۔اس کے انداز پہ نزہت بیگم نے مسکراہٹ چھپائی جبکہ عالم سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ شکائتی بلی اور جانے کیا کیا بتا چکی ہو گی ممانی کو۔۔گھر چل کے علاج کروں گا آپ کا۔۔۔سوچتے وہ خاموش ہی رہا ۔۔پھر رات مصطفیٰ صاحب کے ساتھ ڈنر کر کے وہ لوگ ثروت بیگم کے گھر آئے تھے۔۔پر وہاں تو ان کے لیے ایک بہت بڑا دھماکہ تیار تھا۔۔۔

گاڑی اندر آ کے پارک کرتے رکی تو نور اتر گئی۔۔عالم گاڑی بند کرتے اس کے ساتھ ہوا تو ڈرائیور نے جلدی سے اس سے گاڑی کی چابی تھامی۔۔

آج یہیں چھوڑ کے جاؤں گا آپ کو۔۔اس کے پیچھے چلتے دھیمے لہجے میں اسے ڈرایا۔۔نور وہیں سے ایڑیوں کے بل گھومی۔۔

چھوڑ جائیں پھر صبح نور مردہ حالت میں ملے گی۔۔

بکواس بند کریں۔۔اس کی آنکھیں لمحے میں سرد ہوئی تھی ۔۔ منجمد کر دینے والے انداز میں عالم نے اس کی ٹھوڑی کو دبوچا۔۔میرے صبر کا امتحان مت لیناورنہ میں خود آپ کو ماروں گا اور آپ کی لاش۔۔۔

عالم۔۔اس سے پہلے کہ نور حواس کھو کے گرتی پیچھے سے ثروت نے انہیں پکارا۔۔عالم کا چہرا سرخ انگارا ہو رہا تھا جبکہ نور لٹھے کی مانند سفید پڑی۔۔

اندر آجاؤ۔۔۔وہ انہیں گلاس وال سے دیکھ چکی تھیں لیکن پیٹھ ہونے کی وجہ سے وہ یہ نہیں جان پائی تھیں کہ سرد کلامی چل رہی ہے۔۔

اندر آتے عالم سیدھا اپنے روم میں آیا تو اور نور پاؤں گھسیٹتے وہیں صوفے پہ ٹک گئی۔۔ ثروت بیگم اسے دیکھ کے جلی تھیں لیکن عالم کو غصے میں اور اسے یوں بے حال دیکھ کے جیسے کلیجے میں ٹھنڈ پڑ گئی ہو۔۔۔

عالم نے کمرے میں آتے ٹھوکر سے دروازہ بند کیا۔۔ پھر اپنی انگلیوں کو دیکھا جنہوں نے اسے تکلیف پہنچائی تھی۔۔ پوری شدت سے ہتھیلی دیوار پہ ماری۔۔

میں ایسی بکواس نہیں برداشت کر سکتا۔۔ خود کو ریلیکس کرنے کی ناکام کوشش کرتے اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔۔ ہتھلی سے خون کی لکیر نکلتے بالوں میں جزب ہوئی تھی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

کافی دیر بعد نور اندر آئی تو کمرے کی کچھ چیزیں زمین بوس تھیں۔۔ پھر بیڈ پہ نظر پڑی جہاں عالم اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔۔

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے وہ اس کے قریب آئی کے دیکھے وہ سو رہا ہے یا نہیں۔ قریب پہنچتے جو نہی آگے جھکی تو دنگ رہ گئی۔۔

خ۔خون۔۔عالم۔۔آواز جیسے گلے میں ہی پھنس گئی تھی

۔۔

ٹھیک ہوں میں کروٹ لیتے اسکا ہاتھ پکڑ کے کھینچا تو وہ اس کے اوپر آگری پر اس کی نظر ابھی بھی خون پہ تھی۔۔

آئی ایم سوری۔۔میں آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتا ۔۔کروٹ لیتے اسے نیچے کیا۔۔اور خود اس کے اوپر چھایا ۔۔نور لیکن۔۔

اگر آپ نے آئندہ غلطی سے بھی کہانا ایسا کچھ تو سچ میں میں آپ کی جان لے لوں گا۔۔ جھک کے اس کے پھپھڑاتے لبوں کو قید کیا۔۔۔ نور کے آنسو انکھوں میں ہی ٹھہر گئے تھے۔۔

ابھی آپ جانتی نہیں ہیں مجھے۔۔ اوپر ہوتے اسے سانس لینے کا موقع دیا۔۔ پر وہ تو ساکت اس کی جنونیت دیکھ رہی تھی۔۔ اس کا پورا وجود جیسے کسی نے جکڑ لیا تھا۔۔

میں سب کچھ کھو سکتا ہوں لیکن آپ کو کھونے کی ہمت نہیں ہے۔۔ انگوٹھے اس کی گالوں پہ ٹکاتے ہلکے سے مسلے ۔۔ نور تو رو بھی نہیں سکی تھی۔۔ عالم دوبارہ اس پہ جھکتے اپنے شدت بھرے لمس چھوڑ رہا تھا۔۔

ساری رات وہ خود کو اس ظالم گڈے کی باہوں میں جھولتے ہوئے محسوس کرتی رہی۔۔ تین چار بجے جا کے وہ سوئی تھی ۔۔

ایک بھیانک صبح اس کی منتظر تھی۔۔۔ جس سے انجان وہ عالم کے بازو پہ سر رکھے اس کے سینے سے ماتھا ٹکائے پر سکون تھی۔۔

\-------------

🙈 کیسی تھی اج کی قسط۔۔

نور اور عالم کے بیچ ثروت اب کون سی دیوار لگائے گی۔۔

جاننے کے لیے سارے ویڈیو کو لائک کرو۔۔ دس ہزار

😒 لوگ پڑھتے ہیں اور ایک ہزار بھی لائک نہیں ہوتے

بائے ن ع

قسط نمبر 13

دھیمی دھیمی ہوا صبح کی نمی میں گھلتے پر سکون کرنے والی تھی۔۔دنیا جہاں سے بے خبر دو وجود محو خواب تھے اور اس گھر کے مکینوں میں سے ایک مکین اپنا شاطر دماغ چلاتے اپنا پتہ پھینکنے والا تھا۔۔

ایسا پتہ جو جسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ اسے استعمال کیا جا رہا ہے صرف اپنے مقصد کے لیے۔۔ سورج کی چمک ابھی مکمل طور پہ زمین کے زروں سے نہیں ٹکرائی تھی جب وہ سکول کے لیے نکلی۔۔

بس سٹاپ پہ کھڑے ہوتے اس نے موبائل دیکھا تو ثروت کی کال آ رہی تھی۔۔ جو اس نے بغیر لمحہ ضائع کیے پک کی ۔۔

ہیلو۔۔اسلام و علیکم۔۔کان سے لگاتے اس نے بائیں جانب سے آتی بس کو دیکھا۔

کیا تم ابھی ہمارے گھر آسکتی ہو۔۔وہ شاید جلدی میں تھیں ۔۔

ک۔۔کیا مطلب ابھی۔۔

ہاں ابھی۔۔اگر میر کو دیکھنا چاہتی ہو تو۔۔

م۔۔میں سکول جارہی تھی۔۔

دوبارہ اسیا موقع جانے کب ملے۔۔ آنا ہے تو آجاؤ دوبارہ میں مدد نہیں کروں گی۔۔ انہوں نے میٹھے لہجے میں دھمکی دی تو ملیحہ سوچ میں پڑ گئی۔۔ اسے میر بھی چاہیے تھا اور جاب بھی۔۔ اچھا ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔۔۔

بس اس کے سامنے سے گزر گئی۔۔ کچھ لمحے وہ کنفیوز رہی پھر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف جاتے اس نے ٹیکسی لی۔۔ جس نے پانچ منٹ میں اسے داؤد مینشن میں پہنچا دیا تھا۔۔

آٹھ سال بعد وہ دوبارہ میر کو دیکھے گی۔۔دل خوشی سے جھوم بھی رہا تھا اور خوف سے سکڑ بھی رہا تھا۔۔ہاتھوں کو ایک دوسرے میں سختی سے پیوست کیے گیٹ کے سامنے رکی۔۔اگر میر نے اسے نا پہچانا۔۔۔

اسے موت بھی مل سکتی تھی اور زندگی بھی۔۔اس کے لیے یہ راستہ پل صراط جیسا تھا۔۔۔اب اس کی قسمت کے

وہ جنت کی طرف جاتی یا جہنم کی آگ میں جلتی۔۔ کپکپاتا ہاتھ بیل پہ رکھتے زور دیا تو اندر تک بیل کا شور گیا تھا۔۔

جی بی بی۔۔ فورا دروازہ کھلا۔۔۔

و۔۔وہ مجھے ثروت بیگم سے ملنا ہے۔۔ چہرہ ابھی سے سفید پڑنے لگا تھا دل کی دھڑکن بے قابو ہونے لگی تو اس نے گیٹ سے اندر قدم رکھ دیا۔۔ ثروت بیگم اسے سامنے ہی مل گئیں تھیں۔۔

شکر ہے تم آگئی۔۔بھاگ کے قریب آئیں۔۔چلو آؤادھر

۔۔وہ اسے لیے ایک طرف ہوئیں۔۔

تم کچھ دیر یہیں ٹھہرو۔۔۔میر جب باہر نکلے گا تو میں تمہیں

بتاؤں گی۔۔پھر تم اندر آنا۔۔

ل۔۔لیکن ایسے کیوں۔۔اسے کچھ مشکوک لگا۔۔میں

ابھی آپ کے ساتھ کیوں نہیں جاسکتی۔۔

دیکھو۔۔میر تمہیں اگر میرے ساتھ دیکھے گا تو وہ سمجھے گا میں تمہیں لائی ہوں۔۔پھر وہ میرے خلاف بھی ہو جائے گا اور میں تمہارے لیے راستہ نہیں بنا سکوں گی۔۔اس کا ہاتھ تھامتے تحمل سے سمجھایا۔۔

اچھا۔۔اسے اکورڈ فیل ہونے لگا۔۔یہ نا ہو اس کی رہی سہی امید بھی ختم ہو جائے۔۔

چلو میں جاتی ہوں۔۔ تمہیں میسج کر دوں گی الرٹ رہنا۔۔

۔

ا۔۔اوکے۔۔وہ سر ہلا گئی۔۔ثروت بیگم واپس اندر چلی گئیں۔۔ناشتہ ٹیبل پہ لگ رہا تھا۔۔

رحیمے۔۔بات سنو۔۔ٹیبل سیٹ کرتی ملازمہ کو بلایا۔۔

جی بیگم صاحبہ۔۔وہ معودب سی حاضر ہوئی۔۔

جاؤ اور عالم کو اٹھاؤ۔

ج۔جی میں۔۔و۔۔وہ ماریں۔۔

کچھ نہیں کہتا۔۔دروازے پہ ناک کر دینا اور کھنا ناشتہ کر لیں۔۔

ج۔۔جی۔۔وہ گھبراتے ہوئے وہاں سے چلی آئی۔۔پہلی دستک پہ اندر کوئی ہلچل نہیں ہوئی۔۔دوسری بار دی تو عالم نے کروٹ بدلتے دروازے کو گھورا۔۔یہی مصیبت کی وجہ سے وہ وہاں نہیں رہتا تھا۔۔

آرہے ہیں۔۔ وہیں سے اونچی آواز میں کہا تو ملازمہ بھاگ گئی۔۔ نور بھی اس کی آواز سے جاگ گئی تھی۔۔ کمفرٹر سیدھا کرتے چہرہ اندر چھپایا۔۔۔

یہاں نہیں سونے دیں گے۔۔ اٹھ جائیں پھر اپنے گھر چھوڑتا ہوں۔۔ اس نے ٹائم دیکھا۔۔ آفس بھی جانا تھا اس نے۔۔

کیسے فریش ہوں کپڑے نہیں ہیں میرے۔۔۔ذرا سی آنکھیں باہر نکالیں۔۔

کپڑے پڑے ہوئے ہیں باتھ روم میں۔۔اسے زبردستی اٹھایا۔۔نور پہلے فریش ہوئی پھر عالم۔۔وہ دونوں ساتھ باہر نکلے تھے۔۔۔

ناشتے کے لیے انہیں کا ویٹ ہو رہا تھا۔۔داؤد صاحب کو سلام کرتے عالم نے سب کو گھورا۔بچے اپنی شرارتوں میں مگن ایک ماں کی گود میں بیٹھا ہوا تھا اور دوسرا پھپھو کی۔۔

چیئر پیچھے کرتے عالم نے نور کو جگہ دی تو وہ بیٹھ گئی پھر اس کے پاس وہ خود بیٹھا۔۔

آجاؤ۔۔۔ ثروت بیگم نے گود میں رکھے موبائل پہ میسج ٹائپ کرتے سینڈ کر دیا۔۔۔ دوسری طرف ملیحہ پہلے سے ہی منتظر تھی۔۔ میسج ملتے آنکھیں ایک بار زور سے بند کیں ۔۔اس سے قدم اٹھایا ہی نہیں جا رہا تھا۔۔۔ اللہ جی مدد کرنا ۔۔

ہمت کرتے وہ آگے بڑھی۔لیونگ روم کے دروازے کے سامنے رکتے گہرا سانس لیا۔۔پھر چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ سجانے کی کوشش کی لیکن آنکھیں تو ساکت ڈری ہوئی تھیں۔۔دل کو قابو کرتے اس نے دروازہ کھول دیا۔۔

سامنے ایک طرف ٹیبل پہ بیٹھے چند نفوس نے اس کی جانب دیکھا تھا جن میں ایک نور بھی تھی۔۔ثروت بیگم

نے جان بوجھ کے سر جھکائے رکھا عالم چائے کا سپ لے رہا تھا۔۔

ج۔۔۔جی کون۔۔ داؤد صاحب سب سے پہلے کھڑے ہوئے۔۔تو عالم نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔۔۔وہ پتھر ہو گیا تھا ۔۔ پیچھے مڑ کے دیکھنے والے اکثر پتھر ہو ہی جایا کرتے تھے ۔۔

م۔۔میر۔۔ملیحہ کے لب پھڑ پھڑائے تو نور جو مسلسل اسے دیکھ رہی تھی وہ چونکی۔۔

ملیحہ کی حالت ایسی تھی جیسے تپتے ہوئے صحرا سے ایک دم اسے یخ ٹھٹھرتی ہوئی برف پہ پھینک دیا گیا ہو۔۔سب حیرت سے عالم اور ملیحہ کو دیکھ رہے تھے۔۔

ملیحہ ہارون۔۔خود کو کمپوز کرنے میں عالم کو چند منٹ لگ گئے تھے۔۔

ت۔۔تو تم مجھے نہیں بھول سکے۔۔ ملحیہ کے دل میں جیسے سکون اترا۔۔ نور نے اپنا سو کھتا گلہ تر کرتے عالم کو دیکھا جو ملیحہ کو دیکھ رہا تھا۔۔ داؤد صاحب سمجھ گئے تھے وہ کون ہے ۔۔

میرے ساتھ آؤ۔۔ ملیحہ کو مخاطب کرتے وہ ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے۔۔

لیکن بابا یہ ہے کون ہے۔۔۔ طلحہ نے نارمل انداز میں پوچھا

۔۔

یہ میرے دوست کی بیٹی ہے۔۔ آگے کی طرف بڑھتے انہوں نے جواب دیا۔۔ ملحیہ کچھ لمحے کھڑی رہی پھر ان کے پیچھے ڈرائنگ روم میں چلی گئی۔۔

وہ آپ کو بھی جانتی ہے عالم۔۔نور نے اتنی آہستہ آواز میں کہا تھا کہ صرف عالم ہی سن سکا۔۔اسے کیوں کسی انہونی کا اندیشہ ہوا تھا۔۔

ہاں۔۔اس کی کلاس فیلو بھی رہ چکی ہے بلکہ دوست تھی اس کی۔۔اب باری تھی ثروت بیگم کے بولنے کی۔۔بلکہ کافی انڈرسٹینڈنگ تھی وہ تو شادی بھی۔۔

بس مام۔۔عالم نے خون خوار نظروں سے انہیں دیکھا ۔۔اماآپ یہ کیوں نہی کہتیں کہ یہ بھی آپ کی سوچی سمجھی پلیننگ ہے۔۔ آپ کو برداشت نہیں ہو رہا کہ میں خوش ہوں۔۔اس کی دھاڑ ڈرائنگ روم میں بیٹھی ملیحہ اور داؤد نے بھی سنی تھی۔۔

میری زندگی میں بے جا دخل اندازی بند کریں۔۔ورنہ ۔۔۔ڈسک بلو آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا۔۔

م۔۔میں کیوں۔۔ناخوش ہوں گی۔۔تم میرے بیٹے ہو

عالم۔۔میں تمہاری خوشی میں خوش ہوں بہت خوش۔۔

عالم کوئی بھی جواب دیئے بنانور کا ہاتھ پکڑے واپس مڑا

۔۔۔مائیں تو بچوں کی خوشی کے لیے جان وار دیتی ہیں

۔۔۔مجھے لگتا ہے میں آپ کا سوتیلا بیٹا ہوں۔۔واپس

مڑتے اس کی آنکھوں میں بہت کچھ ٹوٹا تھا۔۔

وہ ایک ایسے دوراہے پہ کھڑا کر دیا گیا تھا کہ وہ ملیحہ کو بھی غلط نہیں کہہ سکتا تھا اور نور کو تو بلکل بھی تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔

گاڑی میں جا کے بیٹھیں میں آرہا ہوں۔۔ آواز کو حتی المقدور نرم کرنے کی کوشش کی نور اس کے ساتھ اندر جانا چاہتی تھی لیکن دروازے پہ ہی رکی رہ گئی۔۔

میر۔۔ ملحہ اسے دیکھ کے ایک دم کھڑی ہوئی۔۔ مجھے پتہ تھا

میری آٹھ سال کی دعائیں ایک دن ضرور قبول ہونگی۔۔

میں منتظر تھی تمہاری میرا دل۔۔

وہ خود پہ ضبط نہیں کر سکی تھی باہر کھڑی نور کو لگا جیسے اس

کا خون نچوڑ لیا گیا ہے۔۔ دل ٹھہر ٹھہر کے دھڑکتا بند

ہونے لگا۔۔

میں نے تمہیں بتایا تھا میری شادی ہو گئی ہے۔۔ پھر یہاں آنے کا کیا مقصد تھا ملیحہ ہارون۔۔ اس کا لہجہ کسی بھی قسم کی لچک سے عاری تھا۔۔

میری نہیں ہوئی نا۔۔ میں تم سے کرنا چاہتی تھی اور اب بھی وہیں کھڑی ہوں میر دیکھو میں خالی ہوں۔ مجھے خالی مت رہنے دینا۔ وہ یہ بھی بھول گئی تھی وہاں داؤد صاحب بھی بیٹھے ہیں۔۔ اسے بس یاد تھا کہ میر اس کے پاس ہے اس کے سامنے۔۔ جیسے وہ چاہے تو چھو بھی سکتی ہے۔۔۔

بابا اسے دیکھ لیں۔۔مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔۔اس نے نہیں سمجھنا تھا۔۔۔ازیت سے اسے دیکھتے وہ باہر کی طرف بڑھا لیکن اندر داخل ہوتی ثروت کی وجہ سے ٹھہر گیا۔۔۔

عالم۔۔میں مانتی ہوں ساری میری غلطی ہے۔میں نے تو اسے بھی بدنام کیا اور تمہیں بھی۔۔وہ روتے روتے اس کے سامنے آئیں۔۔پلیز مجھے اپنی غلطی کا کفارا ادا کرنے دو ۔۔پلیز۔۔اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے۔۔

واٹ ڈو یو مین کفارا۔۔ میں یہاں آپ کی سننے یا ماننے نہیں آتا یہ آپ اچھے طریقے سے جانتی ہیں۔۔ آپ تو اس وقت ہی میرے دل سے اتر گئی تھیں جب آپ نے ملیحہ کو دھتکارنے کے لیے میرے کردار پہ داغ لگایا تھا۔۔۔

آپ کو اتنا سا بھی افسوس نہیں ہوا موم۔۔۔ کبھی احساس نہیں ہوا گلٹی فیل نہیں ہوا۔۔ یو نو۔۔ مائیں تو ایسی ہوتی ہیں

کہ اپنے بچوں کی غلطی ہوتے ہوئے بھی انہیں اپنے آنچل میں چھپا لیتی ہیں۔۔

م۔۔میں معافی مانگتی ہوں نا۔۔پلیز۔۔پلیز۔۔میں قیامت کے دن اللہ کو کیا منہ دیکھاؤں گی۔۔میں تمہاری اور ملیحہ دونوں کی گناہ گار ہوں پلیز۔۔۔تم بس نام دے دو ملیحہ کو اپنا۔۔وہ ساری زندگی اسی سہارے گزار لے گی۔

میں خدا کو منہ دکھالوں گی۔۔پلیز۔۔وہ بول رہی تھیں صرف تم ہی کر سکتے ہو۔۔اس کے علاوہ کوئی اس کے آٹھ سال کے دکھ کا مداوا نہیں کر سکتا۔۔ملیحہ اپنی ذات کو اس گھر میں رلتے ہوئے مردہ آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔

تم اس سے شادی کرلو۔۔۔تم اور میں دونوں خدا کے سامنے سرخرو ہو جائیں گے۔۔ان کی بات پہ باہر کھڑی نور پورے قد سے زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔

حواس کھوتے اس نے داؤد صاحب کی آواز سنی تھی

۔۔اس کا عالم انکار کیوں نہیں کر رہا تھا۔۔دل کے ساتھ

ساتھ دماغ بھی بند ہو گیا۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہو ثروت۔۔ تمہارا دماغ تو درست ہے

۔۔اس کہ شادی ہو چکی ہے۔۔۔۔

لوگ چار چار شادیاں کرتے ہیں یہ دو کر لے گا تو کوئی

قیامت نہیں آجائے گی داؤد۔۔اور آپ پلیز ہمارے

معاملے کو سلجھانے دیں۔۔

موم۔۔وہ ان کی زبان سے نکلتا زہر سنتا رہا۔۔آپ کو اگر اپنے کرموں کا کفارا کرنا ہے نا۔۔تو اس کا کوئی اور راستہ ڈھونڈھیں۔۔اور ملیحہ ہارون۔۔میں نے کبھی تمہیں نہیں کہا تھا مجھ سے محبت کرو۔۔

نا کبھی انتظار کی سولی پہ لٹکنے کا مشورہ دیا۔۔یہ سب سراسر آپ کے اپنے فیصلے تھے۔۔اور اب ان کے نتائج بھی آپ لوگ ہی بھگتیں۔۔مجھے معاف رکھیں۔۔

سپاٹ انداز میں کہتے وہ باہر نکلا۔۔دروازے کے پاس پڑی نور کو دیکھ کے جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچا تھا۔۔

ن۔۔نور۔۔ جھک کے اسے باہوں میں اٹھاتے وہ تیزی سے گاڑی کی طرف بھاگا۔۔

گاڑی نکالو۔۔۔ڈرائیور کو چیختے وہ رونے والا تھا۔۔نور۔۔ آنکھیں کھولیں پلیز۔۔اس کا ماتھا چومتے اس کا چہرہ اپنی

گردن سے لگایا۔۔ڈرائیور گاڑی نکال کے سامنے لایا تو وہ اسے لیے اندر بیٹھا۔۔

جلدی چلو۔۔اس کا سر اپنی گود میں رکھتے وہ اس کا چہرا مسلسل تھپتھپاتا رہا۔۔۔اس نے کہا تھا وہ پھر مردہ حالت میں ملے گی۔۔کپکپاتے دل کے ساتھ وہ اس کی بند انکھیں اور زرد پڑتا رنگ دیکھ رہا تھا

ہوسپٹل پہنچ کے اسے آئی سی یو میں منتقل کر دیا گیا تھا

جنگل کے بیچوں بیچ درختوں سے بنی ایک بہت بڑی حویلی تھی جو مٹھی بھر موٹے تنوں کو رسیوں میں پرو کے تین تہوں میں بنائی گئی تھی۔۔

دیواروں کے ساتھ ساتھ چاروں طرف لائین میں کمرے بنے ہوئے تھے۔۔اور بیچ میں قدرے اونچا کر کے مین دفتر تھا۔۔۔جہاں وہ خود بیٹھتا تھا۔۔

باقی کا کھلا میدان سر سبز گھاس سے ڈھکا ہوا تھا۔۔اس جگہ ہر طرح کی سہولت موجود تھی یہ اڈا وہاں وہاں کئی سال پہلے بنا تھا۔۔اس مافیا کا ڈان۔

جیسے ڈیمن کہا جاتا تھا اس سے کوئی چیز بچا کے رکھنا یا چھپا کے کرنا ناممکن تھا۔۔۔ہر طرف اس کی نگاہ ایسے ہوتی تھی جیسے بھوکے شیر کی۔۔

کبیر۔۔بات سنو۔۔خبیب نے اندر داخل ہوتے اسے پکارا

وہ سکرین پہ نظریں مرکوز کیے جیل میں ہونے والی

کارروائی ملاحظہ فرمارہا تھا اس کا آج کل یہی کام تھا۔۔

ہاں۔۔ایک لمحہ نظریں سکرین سے ہٹائیں۔۔

یار مجھے ایک بات سمجھ نہیں اتی۔۔جب ہم لوگ شوٹرز

ہیں تو ہم لوگوں کو الاؤ بھی ہے سب تو باس ویٹ کس چیز کا

کر رہے ہیں۔۔ جبکہ جتنے دن لگائیں گے اتنا نقصان بڑھتا چلا جائے گا۔۔

میرے بھائی۔۔۔بات تو تم ٹھیک کر رہے ہو۔۔ لیکن۔۔ تمہیں نہیں پتہ یہ کام جتنا آسان ہے اندر ہی اندر کہیں مشکل بھی ہے۔۔ ہمارا دشمن بڑا شاطر ہے اسے معلوم ہے ہم طاق میں بیٹھے ہیں اور ڈیمن نہیں چاہتے کہ کسی کو نقصان ہو۔۔۔

اچھا پھر ہمیں یہاں رہنا ہی پڑے گا۔۔

کیوں بیوی کی یاد آرہی ہے۔۔اس کی ریسنٹلی شادی ہوئی تھی۔۔

نہیں اس کی ماں کی۔۔اس کی گردن مروڑتے باہر نکل گیا۔۔

ابے لچے۔۔بیوی کی ماں کو کون یاد کرتا ہے توں توبڑا۔۔۔

اوے مولوی۔۔ گالی نہیں نکالنا تیرا بھیجا سلگا دوں گا۔۔ مکا لہراتے وہ اس کے بات پہ پیچھے پلٹا۔۔

جیسے میں تو بخش دینے والوں میں سے ہوں۔۔ مولوی بندا ہوں قتل نہیں کرتا لیکن زندہ رہنے کے قابل بھی نہیں چھوڑتا۔۔

ہاں تو مولوی بندا۔۔۔ تیری بدولت ہی ہم جنت میں جائیں گے۔۔ وہ بڑبڑاتا وہاں سے چلا گیا۔۔ تو کبیر نے دوبارہ سکرین کو دیکھنا شروع کیا۔۔

سر۔۔ ابھی تک کچھ خاص حرکت نہیں ہوئی۔۔۔ بس معمولی لوگ آجا رہے ہیں۔۔۔ فون پہ میسج ٹائپ کر کے دا ڈیمن کے نمبر پہ سینڈ کیا پھر مٹھیوں پہ چہرہ ٹکاتے دوبارہ کام میں مشغول ہو گیا۔۔۔

____

اس کا جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔۔ سخت تپتی دھوپ بھی اس کے جمے ہوئے خون کو پگھلانے کے قابل نہیں رہی تھی جیسے ۔۔وہ جو زندگی کو جیتنے گئی تھی۔

موت کو بھی ہار آئی تھی لٹے پٹے قدموں سے چلتے اس نے سڑک کنارے کو دیکھا۔۔پاوں آگے سرکانا مشکل ہونے لگا تھا اس کا پورا وجود پتے کی طرح کپکپانے لگا۔۔

یا اللہ مجھے معاف کر دے۔۔ کانپتے ہاتھوں کو چہرے پہ رکھتے اس نے دل کی گہرائیوں سے معافی مانگی۔۔ میرے اللہ میں تیری رضا میں راضی۔۔۔

دل کو جیسے کچل دیا۔۔ میرے مالک۔۔ اس کی سانس اکھڑنے لگی۔۔ وہ رک گئی تھی۔۔

آس پاس دنیا چل رہی تھی۔۔ لبوں پہ خاموش صدا بلند ہوتے جیسے آسمانوں سے ٹکرائی۔۔۔ میرے اللہ۔۔ ایک

جما ہوا آنسو آنکھ سے پھسلا تھا یہ بھی غنیمت تھا کے نکل آیا

۔۔ورنہ وہ اس کے اندر ہی جم جاتا۔۔یاارحم الراحمین۔۔

اس نے ایک بار پھپھڑاتے لب واکیے۔۔پھر ہمت کرتے

دوبارہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے کو پکارا۔۔۔یا

ارحم الراحمین۔۔۔اور پھر جو ایک بار اسے اس نام سے

پکارتا ہے تو وہ اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔۔

اور اگر کوئی تین بار بے بسی سے کہہ دے تو پھر اس کی شان کو گوارا نہیں کرتا کے اس کا بندہ اس سے مانگنے آیا ہے اور وہ عطا نا کرے اس کی شان ہے عطا کرنا۔۔یا ارحم الراحمین۔۔مجھے اپنی رضا میں راضی کر لے۔۔۔

وہ نیلی پڑ گئی۔۔اس کی آنکھیں چندھیا گئیں تھی۔۔یا جامد تھی۔۔دیکھنے والے دیکھ کے چلتے گئے وہ اندھوں کی طرح لڑکھڑا کے گرنے والی تھی جب اسے تھام لیا گیا۔۔

بیٹا تم ٹھیک ہو۔۔ایک بزرگ خاتون اسے تھامے تھانے کے سامنے پڑے بنچ تک لائیں۔۔دور جنگل میں بیٹھا مولوی بندا۔۔سنبھلا۔۔

کالی چادر میں لپٹا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔محبت کھونے کا دکھ ہوتا ہوگا لیکن یوں بے آبرو ہونے کا عزاب کوئی اس سے پوچھتا۔۔

جیسے کوئی دل کو کاٹ رہا ہو۔۔ گہرا سانس لیتے اپنا تنفس بحال کرنے کی کوشش کی بزرگ خاتون اس کے لیے پانی لے آئی تھیں۔۔

بیٹا اگر طبعیت خراب تھی تو گھر سے نا نکلتی۔۔ اس کے ہاتھ سہلاتے اسے پر سکون کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگیں ۔۔

ملیحہ ہارون۔۔دوسری طرف اس کا چہرہ سکین کیا جا رہا تھا

اس کا سارا بائیو ڈیٹا لمحوں میں سکرین پہ شو ہوا۔۔

ایجوکیشن۔۔پھر اتیج شناختی کارڈ نمبر۔۔سب کچھ دیکھتے

اس نے ایک نظر سی سی ٹی وی فوٹیج پہ ڈالی۔۔

وہ چہرے پہ ہاتھ رکھے خود کو ریلیکس کر رہی تھی اس کی

آنکھوں میں مردہ محبت صاف دیکھی جا سکتی تھی۔۔کبیر

نے لب بھینچتے بغور اس کی حرکات و سکنات دیکھیں۔۔

اے روئے زمین کی اداس لڑکی خدا کرے تمہیں کوئی ایسا شخص ملے جو تمہارے آنسوں کو چھو کر موتی بنا دے۔۔

نظریں پھیرتے اس نے دعا دی۔۔

وہ آدھا گھنٹہ وہیں بیٹھی رہی تھی۔۔ پھر خود کو مضبوط کرتے دوبارہ کھڑی ہوئی۔۔ ایک نئی زندگی کے لیے۔۔

کبھی کبھی دوبارہ سانس لینے کے لیے مرنا پڑتا ہے۔۔ اور اس کی موت ہو گئی تھی۔۔ اسے اب سانس لینا تھا۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

تم اتنی گری ہوئی حرکت کر سکتی ہو میں سوچ بھی نہیں سکتا ثروت بیگم۔۔بیٹے کو تو تم نے اذیت دی ہی لیکن اس بچی کو تم نے اپنے مقصد کے لیے استعمال کر کے اس معصوم کی آہیں لی ہیں۔۔۔اللہ ہی تمہیں ہدایت دے۔۔اللہ تمہیں ہدایت دے۔۔وہ اونچا اونچا بول رہے تھے خولہ ماں کے پاس کھڑی انہیں سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی انہیں لگا تھا میر ملیحہ کو دیکھ کے ضرور پگھل جائے گا لیکن وہ تو کھٹور

بن گیا تھا۔۔اس نے ایک انجان لڑکی کے سامنے اپنی ماں کو ہی قصوروار ٹھہرا دیا۔۔

مجھے فکر تھی اس لڑکی کی تو اس کے لیے اسے اپنے بیٹے کے سامنے لائی نا۔۔

تمہیں کسی کی فکر نہیں تھی۔۔ تم تین زندگیاں خراب کرنے جارہی ہو ہوش کے ناخن لو۔۔ یہ ساس بہو والے ڈرامے دیکھ دیکھ اپنے گھروں میں چالیں مت چلنا شروع کر دیا کرو وہ تو ناٹک کر کے تالیاں بجواتے اصلی زندگی میں پھر تالیاں منہ پر بجیں گی تمہارے۔۔ داؤد صاحب کو انتہا کا

غصہ تھا اس عورت پہ۔۔ساتھ ساتھ وہ عالم کو کال بھی کر رہے تھے جو اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔۔

پتہ نہیں نور کی کیا حالت ہو گی۔۔وہ تو سرے سے ہی بے قصور ہے۔۔اس عمر میں تمہیں بد عائیں لینے کا شوق چڑھا ہے دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔غصے سے انگلی اٹھاتے وہ دھاڑے۔۔تو ثروت بیگم واپس مڑتے ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئیں۔۔ملیحہ جائے جہنم میں یہاں تو میں ہی بے عزت ہو گئی ہوں بڑبڑاتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں بند ہو

گئیں۔۔عالم کی جگہ ان کا کوئی اور بیٹا ہوتا تو دیکھتیں کہ کیسے وہ ان کی بات ٹالتا ہے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سفید کمفرٹر اوڑھے وہ ہاسپٹل بیڈ پہ آنکھیں بند کیے بے سد پڑی تھی چہرے کا رنگ منٹوں میں زرد ہو گیا تھا۔۔عورت مرد کو چھوڑ تو سکتی ہے لیکن بانٹ نہیں سکتی۔۔

اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کے اس کے عالم کو کبھی کوئی اس سے جدا بھی کرے گا۔۔کوئی تیسرا ان کے بیچ آئے گا

۔۔اسے بس ثروت بیگم سے خطرہ تھا لیکن عالم ثروت کی سنتا ہی نہیں تھا تو اتنی ٹینشن نہیں ہوتی تھی لیکن یہاں۔۔

یہاں معاملہ دوسری عورت کا تھا۔۔اور عالم نے بھی تو کچھ نہیں کہا تھا۔۔آنکھیں سختی سے بھینچے وہ لمحے نکالنے چاہے ۔۔اسے نروس بریک ڈاون ہوا تھا۔۔عالم ڈاکٹر کے پاس گیا ہوا تھا۔۔

کروٹ لیتے اسے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا جو معول پہ دھڑک رہا تھا۔۔کچھ لمحے اس کا دل ہی تو بند ہوا تھا۔۔اسے عالم سے بات کرنی تھی اس سے پوچھنا تھا وہ کون تھی اس کے بارے میں نور کو کیوں نہیں پتا تھا۔۔

اس سے پہلے کے پھر ساری سوچیں حاوی ہوتی عالم اندر داخل ہوا تو اس نے آنکھیں موندیں۔۔

عالم نے آگے ہو کے اس کی کلائی پکڑتے ٹمپریچر چیک کیا

۔۔تو وہ گرم تھی۔۔پھر دوسرے ہاتھ سے ہاتھ پکڑتے ہلکا

سا دبایا۔۔

نور۔۔اسے اپنی طرف موڑتے وہ ذرا سا اٹک گیا۔۔کیسا

فیل ہو رہا ہے۔۔ماتھے سے بال ہٹاتے جھکا۔۔

ٹھیک ہوں۔۔ہولے سے اسے آنکھیں کھول کے دیکھا

۔۔بھلا وہ اسے چھوڑ دیتا۔۔

مجھے گھر جانا ہے۔۔میں تھک گئی ہوں۔۔

اوکے۔۔وہ کھڑا ہوا پھر اسے جوتے سیدھے کرتے اسے سہارا دے کے کھڑا کیا۔۔نور کو لگا وہ ابھی اسے کہے گا کہ کچھ دن گھنٹے یا منٹ اور۔۔

لیکن عالم کو اگر وہ اس وقت جان دینے کا کہتی تو۔تو وہ بھی ہتھیلی میں رکھ کے اسے دے دیتا۔۔۔

چل لیں گی۔۔اس نے ابھی قدم زمین پہ نہیں رکھے تھے عالم نے بنا جواب سنے اسے اوپر اٹھالیا۔۔اس نے بھی اس کے گردن پہ بازوں کا حالہ بناتے کندھے پہ سر ٹکایا۔۔

کورویڈ میں چلتے بہت لوگوں نے انہیں دیکھا تھا پر عالم کو کوئی پرواہ نہیں تھی بس اس کی نور کو کوئی مشکل ناہو ۔۔اسے کوئی تکلیف ناہو۔۔۔

وہ بس پر سکون رہے۔۔ڈاکٹر نے کہا تھا اسے کوئی بھی ٹینشن نہیں دینی اور عالم اسے مر کے بھی ٹینشن نا دیتا۔۔

گاڑی میں ڈرائیور ان کا انتظار کر رہا تھا اسے دیکھ کے جلدی سے دروازہ کھولا۔۔وہ لوگ گھر آئے تو نزہت اور مصطفی صاحب پہلے ہی پہنچے ہوئے تھے۔۔

کیسی ہے نور۔۔کیا ہوا تھا۔۔نزہت بیگم جیسے دروازے کے پاس ہی کھڑی تھیں۔۔

ٹھیک ہوں مما۔۔وہ شرمندہ سی ہو گئ۔۔کیونکہ سامنے بابا بھی تھے اور وہ عالم کی گود میں تھی۔۔خود میں سمٹتے اترنا چاہا لیکن عالم اسے لیے سیدھا اندر چلا ایا تھا۔۔

مجھے بہت افسوس ہے عالم کے اپا نے ایسا کیا۔۔عالم کو شرمندہ ہونا چاہیے تھا وہ تھا بھی لیکن اس کی ماں۔۔شاید وہ ان کا سوتیلا بیٹا ہی تھا۔۔اگر اسے کوئی کہے کے وہ اس کی

سگی ماں نہی ہے تو شاید وہ دوبارہ سے اس کے دل میں جگہ بنا لیں۔۔

لیکن حقیقت تو یہی تھی کہ وہ اس کی سگی ماں تھی۔۔ سگی ماں۔۔ کبھی کبھی اپ کے بہت قریبی بہت پیارے رشتے جن پہ اپ کو امید ہوتی ہے وہ کبھی اپ کو ٹوٹنے نہی دیں ۔۔اور پھر وہ خود ہی اپ کی ازیت کی وجہ بن جاتے ہیں۔۔

اور عالم کے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نیکسٹ کل ان شاء اللہ

نورِ عالم

اے ن ع

قسط14

میں ٹھیک ہوں مما۔۔اسے برا لگا تھا نزہت کا عالم کو شرمندہ کرنا۔۔تیزی سے کہتے اس نے خود کو نارمل دکھانے کی کوشش کی ورنہ دل تو کر رہا تھا ابھی عالم کا گریبان پکڑے اور اس سے پوچھے کے وہ لڑکی کون تھی اور اس نے کس حق سے کہا تھا وہ سب۔۔

نزہت اور مصطفی جتنی دیر تک وہاں رہے تھے عالم اس کے پاس نہیں آیا تھا۔ان کے جانے کے بعد اندر آیا تو نور ناراضگی سے رخ موڑے نیم دراز تھی۔۔

اسے ایک نظر دیکھتے کپڑے چینج کرنے چلا گیا سارا دن ہاسپٹل میں گزارنے کے بعد جسم بھی تھکاوٹ زدہ تھا۔۔

نور۔۔لائٹ بند کرتے سائڈلیمپ جلائے مدھم روشنی میں اس کی آواز پہ نور بس زرا سا ہلی تھی۔۔

میری طرف دیکھیں۔۔اس کے قریب ہو کے لیٹتے رخ اپنی جانب کیا۔۔لیکن اس نے اپنی گردن ایک طرف اکڑائی رکھی۔۔آنکھوں میں بے تحاشہ نمی ابھری۔۔

مجھ سے ناراض ہیں۔۔عالم اس کے اوپر سے ہوتے دوسری جانب آیا۔۔

نہیں۔۔اس نے آنکھیں بند کر لیں چہرا لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔۔مجھے سونے دیں۔۔

سونے تو میں نہیں دوں گا۔۔

پلیز تنگ نہیں کریں۔۔ میرے سر میں پہلے ہی درد ہو رہا ہے۔۔

میں دبا دیتا ہوں۔۔ فوراً ہاتھ ماتھے پہ رکھا جو نور نے جھٹک دیا۔۔

دور رہیں مجھ سے۔۔ مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔

مجھ سے بات نہیں کریں گی تو آپ کو نیند بھی نہیں آنی۔۔

آجائے گی۔۔بازو آنکھوں پہ رکھتے لاتعلقی دکھائی۔۔عالم کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔پھر اس نے بھی اس کی طرف پشت کرتے آنکھیں بند کرلیں۔۔

وہ جانتا تھا نور کو کس چیز کی اذیت ہو رہی ہے لیکن وہ چاہتا تھا وہ خود اس سے کہے۔۔وہ اسے بتائے کے وہ تکلیف میں ہے۔۔

نور نے بازو کی جھری سے رخ بدلے عالم کو دیکھا تو وہ بھی اس کی طرف پشت کر کے لیٹ گئی۔۔عالم نے سر سراہٹ محسوس کرتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

مجھ سے ناراض ہو کے سو جائیں گی لیکن کہیں گی نہیں۔۔ اس کی طرف پلٹتے بازوؤں کے حصار میں لیا۔۔

نور۔۔بس اتنا یاد رکھیے گا میں تب تک صرف آپ ہی کے ساتھ رہوں گا جب تک میرے وجود میں سانسیں باقی ہیں

۔۔میری زندگی میں اگر کبھی کسی دوسری عورت کی گنجائش ہوئی تو وہ ہماری بیٹی ہو گی۔۔۔

اسے خود میں سموتے کندھے پہ ہونٹ رکھے۔۔۔نور شرم سے گلال ہوئی۔۔آنسو ہتھیلی سے رگڑتے صاف کیے۔۔

پھر وہ لڑکی کون تھی۔۔خاموشی کو توڑ ہی دیا آخر۔۔۔

وہ لڑکی۔۔۔ملیحہ ہارون تھی میری کلاس میٹ۔۔

صرف کلاس میٹ۔۔تڑپ کے سوچا۔۔

وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن میں نہیں۔۔پھر کچھ معمالات ایسے ہوئے کے میں نے سوچا اگر شادی کرنی ہے تو اسی سے کرلوں۔۔وہ نور کے تاثرات بھی دیکھ رہا تھا جس کے منہ کا زاویہ تھوڑا سخت ہوا۔۔

آپ کو اس سے محبت ہو گئی تھی۔۔نور نے بے چینی سے دریافت کیا۔

نہیں۔۔۔ کبھی نہیں۔۔ لیکن شادی کا ارادہ اس لیے کیا تھا کہ چلو اس کی خواہش پوری ہو جاتی لیکن۔۔ پھر بیچ میں میری موم لے اپنا کردار ادا کیا اور۔۔ سب بکھر گیا۔۔

پھپھو نے۔۔ وہ تو چاہتی ہیں آپ کی اور اس کی۔۔۔ تب نہیں چاہتی تھیں۔۔۔

تو انہیں اس سے کیا مسلہ تھا۔۔ ثروت پھپھو نے ایسا کیوں کیا۔۔ مجھ سے تو چلو پر ابلم تھی لیکن اس سے۔۔ وہ اب

اس سے کھل کے بات کر رہی تھی۔۔اور عالم اسے ایک ایک بات بتاتا رہا۔۔

انہیں یہ تھا کہ میرے لیے وہ کوئی بہت اعلیٰ خاندان کی لڑکی لائیں گی۔۔جو امیر ہو۔۔

اوہ۔۔اس کے ہونٹ سکڑے۔۔مطلب ان کی خواہش پوری نہیں ہوئی۔۔اسے افسوس بھی ہوا۔۔

ہو گئی نا۔۔وہ اب اس کے بالوں سے کھیل رہا تھا۔۔

کیسے۔۔

میرے لیے سب سے اعلیٰ خاندان وہی ہے جس سے میری نور کا تعلق ہے۔۔اس نے اتنے ہی پر سکون انداز میں کہا۔اور میں ایک عزت دار خاندان کی بیٹی کا شوہر ہوں۔۔

اس کا رخ اپنی جانب موڑتے آنکھوں میں محبت بھری مہر ثبت کی۔۔ آنکھیں شاید سٹیریس کی وجہ سے لال ہو رہی تھیں۔۔ انگوٹھے کے پوروں سے ہکا سا سہلاتے پھونک ماری تو وہ پر سکون ہوتے مسکرا دی۔۔۔

چلیں اب سو جائیں۔۔ اس کے گرد بازو حائل کرتے سر سینے سے لگایا تو نور نے بھی سکون سے آنکھیں بند کر لیں ۔۔۔

تُمہارے معاملے میں "

اناؤوں کا کوئی عمل دخل نہیں

تُم بس تُم ہو

تُمہیں سوچ کر دِل میں

دور دور تک فقط مُحبت جنم لیتی ہے

شِکایات مرنے لگتی ہیں

ضِدہِجرت کر جاتی ہے

اور سُکون کِسی تناور درخت کی طرح

رُوح کے صحن کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

____

اس کی حالت بہت خراب ہے عبداللہ ہمیں ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔۔۔ملیحہ جب سے آئی تھی بس خاموش تھی ۔۔اور اب بخار میں پھنک رہی تھی۔۔عابدہ نے عبداللہ کو دیکتے کہا۔۔

میں ٹیکسی کا بندوبست کرتا ہوں اسے باہر نکالیں۔۔وہ ابھی یونیورسٹی سے آیا تھا۔۔اس کی طبعیت کے بارے میں وہ اسے پہلے بتا چکی تھیں۔۔

ٹوٹے ہوئے دل اور آنکھ سے گرے ہوئے آنسو کی قدر اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔۔ملیحہ ہارون کے آنسو تو کب کے خشک ہو گئے تھے۔۔امیدیں ٹوٹ جانا۔۔

ان کا نامکمل رہ جانا انسان کو مار جاتا ہے۔۔ اللہ کی رضا میں راضی ہو جانا کوئی آسان بات نہیں ہوتی بڑا کامل یقین چاہیے ہوتا ہے۔۔ بڑا پختہ یقین۔۔ جو ڈگمگانے نا دے۔۔

اور جب اللہ کی رضا میں دل راضی ہونا شروع ہو جاتا ہے تو ایسے لگتا ہے دل نے اپنا اصلی مقام پالیا ہے۔۔ اسے بس اللہ کی محبت ہی کافی ہو جاتی ہے۔۔ اس کے لیے پھر یہ دنیا کے عام انسان کوئی معنے نہیں رکھتے۔۔

وہ بس اللہ سے لو لگا لیتا ہے۔۔ ملیحہ کو یہی کرنا تھا اس سے بے شک سب کچھ چھین لیا جاتا لیکن وہ اللہ سے دور نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔ آزمائش بھی تو انہی کی ہوتی ہے نا جو اللہ کے پیارے ہوں۔۔

اپنے آگ کی طرح ابلتے ہوئے جسم کے اندر اسے دل کے مقام پہ ٹھنڈک محسوس ہونے لگی تھی۔۔ کھونے کا دکھ کوئی سمجھ نہیں سکتا نا ماں نا کوئی اور بس اللہ جانتا ہے یا وہ جو اس قرب سے گزر رہا ہوتا ہے۔۔

ملیحہ میرا بیٹا اٹھو۔۔۔عابدہ نے اندر آکے اسے اٹھایا۔۔پھر خود ہی چادر اوڑھائی۔۔

ک۔۔کیا ہوا ہے اماں۔۔آواز جیسے کسی گہرے کنوئیں سے آئی ہو۔۔

تم ٹھیک نہیں ہو۔۔اسے حیرت سے چادر کو تکتے پایا تو عابدہ نے اسے بے بسی سے دیکھا۔۔

میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔بس میرے لیے دعا کریں۔۔اللہ مجھے صبر جمیل عطا کرے۔۔اس کی آواز میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہیں تھی۔۔

اللہ میری بیٹی کو صبر دے۔۔۔بے اختیار اسے خود سے لگاتے وہ افسردہ سی ہو گئیں۔۔میرے جگر کا ٹکڑا۔۔اللہ تمہارے دل کو پرنور کرے۔۔

اپنی رحمت سے تمہارے سارے زخم بھر دے۔۔۔اس کا ماتھا چومتے ان کے ہونٹ کپکپائے۔۔

آجائیں اماں۔۔باہر سے عبداللہ کی اواز آئی تو وہ اسے لیے باہر چلی آئیں۔۔قریبی کلینک سے اس کا چیک اپ کروایا تھا بس سٹریس کی وجہ سے بخار تھا کچھ دوائیں ڈاکٹر نے لکھ کے دیں تو عبداللہ باہر سے لے آیا۔۔

واپسی پہ سارے راستے وہ اماں کی گود میں سر رکھے آئی تھی

۔۔کچھ دن لگے تھے اسے ٹھیک ہونے میں۔۔

آٹھ سال کی محبت کبھی کبھی دل اتنا بے چین ہوتا کے صبر

مشکل ہو جاتا۔۔وہ قرآن کھول کے بیٹھ جاتی۔۔جہاں اللہ

اپنے بندے کو خود تسلیاں دیتا ہے۔۔

الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡۤا اَجۡرَہُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا

یَعۡمَلُوۡنَ ٩٦

اور صبر کرنے والوں کو ہم بھلے اعمال کا بہترین بدلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔۔

وہ اللہ سے باتیں کرنے لگی تھی۔۔جو وہ دنیا والوں کو نہیں بتا سکتی تھی وہ اللہ کو بتانے لگی تھی۔۔اور اللہ ہی تو ہے جو سننے والوں میں سے سب سے بہتر سننے والا ہے

____

رات کا آخری پہر تھا۔۔ دور سے کتوں کی بھونکنے کی آواز آئی تو وہ اٹھ کے سیدھا ہوا۔۔اس کی نظر سامنے روشن سکرین پہ گئی وہاں سب کچھ نارمل تھا۔۔

دوبارہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے آنے والی جمائی روکی۔۔ پتہ نہیں کب میں یہاں سے اٹھوں گا۔۔۔ میری تو کمر بھی اکڑ گئی ہے۔۔ ادھر ادھر دیکھتے بازو ہوا میں بلند کیے اور پھر ایک زور کی انگڑائی لی۔۔

سامنے سکرین کے نچلے حصے پہ نگاہ دوڑائی تو ساڑھے تین ہو رہے تھے۔۔

اللہ کے بندے اٹھ کے نماز ہی پڑھ لو۔۔ ہم کلامی کرتے ایک بار غور سے سکرین کو دیکھا۔۔ پولیس والے سوئے پڑے تھے۔۔ اس نے پہلے نوافل پڑھے پھر دعا مانگ کے واپس آیا تو سامنے کوئی بھی نہیں تھا۔۔

اوہ۔۔اس نے جلدی سے ویڈیو کو تھوڑا بیک کیا۔۔پھر

کو کال ملائی۔۔۔ Demon تیزی سے موبائل نکالتے

سر۔۔ہمیں وہ آدمی مل گیا ہے۔۔میں جا رہا ہوں اگر

اجازت ہو۔۔

او کے۔۔نکلو۔۔میں بھی پہنچتا ہوں۔۔اپنی آنکھیں بمشکل

کھولتے پاس لیٹے وجود کو دیکھا۔۔پھر احتیاط سے اٹھتے وہ

دروازہ بند کر کے باہر نکل آیا تھا۔۔پھر ڈرائیونگ کرتے وہ

تھانے تک پہنچا کبیر پہلے ہی آیا ہوا تھا۔۔

یہ آپ کی گن Demon

کبیر نے اپنے کوٹ سے پسٹل نکالتے اسے پکڑائی جو اس

نے سر ہلاتے پکڑ لی۔۔

اندر داخل ہوتے سب سے پہلے انہوں نے دروازے بند

کیے تھے۔۔سر وہ لوگ پیچھے کی طرف ہیں۔۔کبیر اس کے

پیچھے پیچھے چل رہا تھا سفید شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس وہ آدمی اگے چلتا گیا پھر ٹھہرتے سامنے ہوتی کاروائی دیکھی۔۔۔

چھ لوگ ہیں سر۔۔ کبیر اس کے پیچھے کھڑا تھا۔۔ڈیمن نے گھور کے اسے خاموش رہنے کا کہا۔۔وہ لوگ پیسوں کا تبادلہ کر رہے تھے۔۔

ایک قدم بھی اپنی جگہ سے مت اٹھانا۔۔سامنے کھڑے پولیس والے کی ٹانگ میں فائر کرتے وہ ایک دم سامنے آیا تھا۔۔کبیر اس کا اشارہ پاتے گھوم کے دوسری طرف گیا۔۔

وہ سب گھبرا کے اکھٹے ہوئے۔۔ک۔۔کون ہو تم۔۔

تمہارا باپ۔۔ایک اور فائر انسپیکٹر وقاص کی ٹانگ کو چیرتا چلا گیا۔۔درد سے بلبلاتے وہ اسے پہچان گیا تھا لیکن آنکھیں بند ہو گئیں۔۔

یہ پولیس اسٹیشن ہے یا اڈا۔۔۔ان کے ہاتھ سے مال چھینتے اس نے بیگ دروازے کی جانب اچھالے۔۔یہ سیل ہو رہا ہے اور تم۔۔ایک درمیانی عمر کے آدمی کی طرف گن تانی ۔۔میرے آگے لگو۔۔۔۔

کبیر۔۔۔پھر پیچھے کھڑے کبیر کو مخاطب کیا۔۔

یس سر۔۔

یہ لوگ یہاں سے نکلنے نہیں چاہئیں۔۔انسپیکٹر کے کیبن میں آتے اس نے ہتھ کڑی نکالی اور اس آدمی کو پہنا کے سلاخ کے ساتھ باندھ دیا۔۔پھر واپس پلٹا۔۔

سارے کاغزات اور ڈر گز اٹھاتے اس نے غور سے دیکھا ۔۔وہ لوگ کسی چیز کو سیل کر رہے تھے۔۔کوئی زمین یا فیکٹری۔۔

یہاں قانون چل رہا ہے یا دھندھا۔۔مجھے لگتا تم لوگوں کو دوبارہ سبق پڑھانا پڑے گا۔۔جن کو گولیاں لگی تھی وہ بے ہوش پڑے تھے باقی تین ویسے ہی اتنے سہم گئے کے انہیں مارنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔۔

اس تھانے میں جتنے بھی ملازم ہیں ان سب کو ڈس مس کرواؤ۔۔یہ سیل رہے گا۔۔واپس مڑتے ان سب پہ ایک قہر آلود نظر ڈالی۔۔آدھی رات کو سکون میں خلل ڈالا۔۔

پیچھے مڑ کے ڈرے ہوئے ادمی کو رکھ کے تھپڑ جڑا۔۔یہ سب چیزیں تمہارے خاندانوں پہ ہی اثر انداز ہوتی ہیں۔۔تم بھگتو گے جب گلی گلی فقیری کرو گے۔۔سرد لہجے میں کہتے اس کی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔۔۔

ان کا بھیجا ٹھنڈا کر کے آنا۔۔کبیر کو ہدایت دیتے گولی کے زریعے اس ادمی کی ہتھ کڑی توڑی۔۔پھر اسے کتوں کی طرح گھسیٹتے گاڑی تک لایا۔۔

ایسے کام کرنے کے لیے بڑے بہادر لوگ ہونے چاہیں۔۔
تم نے تو ذرا مزاحمت بھی نہیں کی۔۔ گاڑی لاک کرتے وہ
خود بھی بیٹھ چکا تھا۔۔

پتہ ہے کیوں۔۔ پیچھے بیٹھا آدمی ہنسا۔۔ جو پلیننگ تم نے کی
تھی ہماری اس سے آگے شروع ہوتی ہے۔۔ ہم جانتے تھے
وہ کیمرے لگانے والا آدمی تمہارے ساتھ ملا ہوا ہے۔۔

اپنی جینز سے پسٹل نکلتے اس نے ڈیمن کی گردن پہ ٹکایا۔۔

اب شرافت سے گاڑی اس طرف پھیر و جہاں میں کہتا جاؤں گا۔۔

ڈیمن ایک نظر اسے سامنے لگے مرر سے دیکھا۔۔۔ گن عین اس کے کان کے نیچے رکھی تھی۔۔

ایک لمحے کے لیے وہ معصوم چہرہ اس کی نظروں کے سامنے گھوما۔۔

چلو بتاؤ کہاں جانا ہے۔۔ ایک ہاتھ کھڑا کرتے دوسرا ہاتھ ہوا میں اٹھایا۔۔

پہلے گاڑی کے لاک کھولو۔۔ جلدی کرو شاباش۔۔ اب اس کی آواز وزنی تھی پہلے کی طرح منمنا نہیں رہا تھا۔۔

ڈیمن نے اس کے کہنے پہ لاک کھول دیے۔۔

گاڑی روکو۔۔اور میرے یہاں سے غائب ہونے تک تم گاڑی سے نہیں اترو گے۔۔گن دور کرتے وہ سرک کے دروازے کے قریب ہوتا چلا گیا ڈیمن اسے دیکھتا رہا۔۔

جونہی اس کا دھیان دروازہ کھولنے کی طرف ہوا۔اس نے ہاتھ گھماتے اس کے ہاتھ سے گن نیچے گرائی۔۔لیکن وہ دروازہ کھول چکا تھا۔۔۔باہر نکل کے سرپٹ بھاگا۔۔

ڈیمن نے بھی باہر نکلتے اس پہ گولی چلائی لیکن وہ شاید دور جا چکا تھا۔۔واپس گاڑی میں بیٹھتے سر سیٹ سے ٹکایا اور گہرا سانس لیا۔۔وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔۔شٹ ۔۔آنکھوں میں شدید غصہ تیر رہا تھا۔۔

چلو جو بھی تھا وہ انہیں دوبارہ ڈھونڈھ ہی لیں گے۔۔گاڑی سٹارٹ کرتے وہ گھر جانے کی بجائے Secret Wild House آیا تھا۔۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

میں اس لڑکی کو چھوڑوں گی نہیں جس نے میرے بیٹے کو اندھا کر دیا ہے۔۔اسے نظر نہیں آتا وہ اس کی دولت کے لالچ میں اس کو الو بنا رہی ہے۔۔

جو لوگ منافق ہوتے ہیں ان کے دلوں میں کبھی کسی کے لیے اچھائی نہیں بس سکتی۔وہ لوگ بات سے بات نکالتے ہیں اور خود کو ہی ٹھیک سمجھتے ہیں۔۔

اب ثروت بیگم کو بھی لگنے لگا تھا کہ نور کی وجہ سے ان کا بیٹا ان سے دور ہوا ہے۔۔اور نور کو اس سے کوئی محبت نہیں بلکہ دولت کی لالچ ہے۔۔

خود میں کڑھتے وہ سوچ رہی تھیں۔۔داؤد صاحب بھی ان سے سخت ناراض تھے طلحہ اور برہان بھی خائف تھے۔بس خولہ تھی جو ماں کے ساتھ تھی

____

وہ ابھی فریش ہو کے باہر آئی تو عالم تیار ہو چکا تھا بلیک ڈنر سوٹ میں وہ کافی ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔ آج وہ لوگ ڈنر کرنے باہر جا رہے تھے۔۔

نور نے میچنگ کر کے بلیک ہی شیفون کی سادہ سی شارٹ فراک اور ٹراؤزر پہنا۔۔ بھیگے بالوں کو ایک کندھے پہ ڈالے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی۔۔

عالم اس کے بھیگے بال دیکھ رہا تھا۔۔کف لنکس لگاتے قریب آیا۔۔

بھیگے ہوئے بال۔۔بالوں کو ہتھیلی پہ پھیلاتے چہرے کے قریب کرتے نمی محسوس کی تو نور سٹپٹائی۔۔

آپ گیلے بالوں میں میرے جذبات کو ہوا دے رہی ہیں

۔۔پیچھے ہٹتے نظریں چرائیں تو نور سر جھکا گئی۔۔دوپٹے سے

بے نیاز اس کا حسن قیامت برپا کر رہا تھا اوپر سے بھیگا بھیگا وجود جو عالم کو اپنی اور کھینچ گیا۔۔

ہم لوگ نہیں جا رہے۔۔ کچھ دیر تحمل سے اسے دیکھا پھر فیصلہ سنایا۔۔

کیوں۔۔ وہ ہونٹوں پہ بلڈ ریڈ لپسٹک لگا رہی تھی۔۔ اس کی بات پہ پلٹی۔۔

عالم نے سر ہلاتے گہری نظروں سے اس کے سرخ نیم وا لب دیکھے پھر فون اٹھاتے ٹیرس پہ آیا۔۔نور حیرانگی سے آنکھیں پھیلائے اس کے پیچھے چلی ائی۔۔

کیوں نہیں جارہے وجہ تو بتائیں۔۔ لیکن عالم فون پہ مصروف کھانے کا آرڈر دے رہا تھا۔۔

یہ کیا بات ہوئی بھلا۔۔ناراضگی سے گھورا۔۔وہ فون بند کر کے اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔پھر سنجیدگی سے اس روٹھی

حسینہ کو دیکھا پھر ہاتھ جیبوں میں ڈالے قدم باقدم اس کے قریب آیا۔۔نور سرکتے پیچھے دیوار سے جالگی۔۔ک۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔

آنکھوں میں مچلتے جزبات نور کو بہت کچھ باور کروا رہے تھے لیکن وہ پھر بھی سمجھنا نہیں چاہ رہی تھی۔۔ایک طرف سے نکلنا چاہا تو عالم نے بازو دیوار پہ رکھتے راستہ روکا۔۔

پہلے حشر سامانیوں کے انتظامات ہوتے ہیں پھر سونے پہ سہاگہ ناراضگی ظاہر کی جاتی ہے۔۔ ہم جیسے کمزور دل والے بھکیں گے نہیں تو کیا کریں گے۔۔

جزب سے کہتے وہ اس کے کان کے قریب جھکا نور دیوار سے تقریباً چپکی ہوئی کھڑی تھی۔۔

عالم نے دوسرا ہاتھ اس کی کمر پہ رکھتے اپنی جانب کھینچا تو وہ بے جان گڑیا کی طرح اس کے اوپر آئی۔۔

ع۔ع۔لم۔۔ نہیں۔۔ آنکھوں میں خوف لیے اس نے مزاحمت کی کیونکہ پچھلی بار جو اس کی حالت ہوئی تھی۔۔ اس کے بعد دوبارہ خود کو اس کے حوالے کرنا۔۔

میری جان۔۔ اگر آپ اتنا سج دھج کے سامنے آئیں گی تو میرا دل قابو میں کیسے رہے گا۔۔ گھمبیر آواز میں کہتے اس کے سرخ لبوں کو انگوٹھے سے مسلا۔۔ سانسوں کی تپش نور اپنے چہرے پہ محسوس کر سکتی تھی۔۔

م۔۔میں خود اتارتی ہوں۔۔اس نے تیزی سے ہاتھ کی پشت ہونٹوں پہ رکھنی چاہی جو عالم نے پکڑ لی۔۔

نہیں میری جان یہ۔۔اسے اتارنے کا حق صرف میرا ہے ۔۔ ٹھوڑی پہ انگلی رکھتے چہرہ اوپر کیا پھو نرمی سے ہونٹوں کو قید کر لیا۔۔

نور آنکھیں کھولے اس کا لمس اپنے اندر اترنے دے رہی تھی۔۔ آہستہ آہستہ نرمی شدت اختیار کرنے لگی تو نور نے مچلتے اسے دور کرنا چاہا۔۔

وہ اب اس کے ہونٹوں کو آزاد کرتے چہرے پہ جا بجا لمس چھوڑ رہا تھا۔۔ڈسک بلو آئیز میں خمار کی سرخی بڑھنے لگی تو اس کا رخ بدلتے دیوار کی طرف کیا۔۔

نور بے چین ہوتے کپکپاسی گئی۔۔۔زپ کھولتے قمیض دونوں کندھوں سے نیچے سرکائی تو نور ساکت رہ گئی۔۔

سفید دودھیا جسم کی قیامت خیزیاں عالم کے مچلتے جزبات میں اضافہ کر رہی تھیں۔۔بے دردی سے کندھے پہ نشان چھوڑتے وہ اسے پاگل کر رہا تھا اور خود میں مدہوش ہو رہا تھا

۔۔۔

نور خود کو اس سے چھڑوانے میں ناکام ہو رہی تھی اور وہ

اپنی شدتیں اس پہ نچھاور کر رہا تھا۔۔۔اسے بازوؤں میں

اٹھاتے اندر لایا۔۔

اس لیے نہیں جانا باہر۔۔۔اپنا کوٹ اتار کے پھینکتے شرٹ

کے بٹن کھولے۔۔نور سرک کے سائڈ پہ ہو رہی تھی۔۔

میرے خیال سے مزاحمتیں فضول ہیں مائے بے بی۔۔

اسے دوبارہ اپنی طرف گھسیٹتے گریبان نیچے کھسکایا۔۔۔

پھر سلگتے ہونٹ اس کی دھڑکنوں پہ رکھتے وہ اس کی رہی سہی جان بھی نکال گیا تھا۔۔۔

۔۔اس کے ناخن عالم کو اپنے کندھوں پہ خنجر کی طرح چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔

مجھے سانس نہیں آرہا۔۔اس کے بہکتے ہونٹوں کو سہتے وہ سسک اٹھی۔۔

بس میری جان۔۔عالم نے اوپر ہوتے اس کی آنسو بھری انکھیں دیکھیں۔۔اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔

مجھے درد ہورہا ہے۔۔وہ روہانسے ہوتے بڑبرائی۔۔

کہاں درد ہورہا ہے۔۔عالم نے گہری نظروں سے اس کے سینے کو دیکھا تو نور نے شرم سے آنکھیں بند کرلیں وہ اسے روک نہیں سکتی تھی۔۔۔

خود کو اسے سونپتے اپنی منتشر دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی

۔۔۔عالم پھر سے اس کے وجود کو اپنے محبت بھرے لمس

کے حصار میں لے چکا تھا۔۔

اپنی شرٹ کھینچ کے اتارتے بیلٹ اور جوتے بھی اتار دیے

۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسی تھی اج کی قسط۔۔ 🙈 شرمانا بند کریں

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط 15

صبح اس کی آنکھ کھلی تو عالم بستر پہ نہیں تھا۔۔غصے سے اس کی جگہ کو گھورا۔۔

میں نے آپ کے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے۔۔اس کی خالی جگہ سے مخاطب ہوئی۔۔۔جتنا آپ تنگ کرتے ہیں اب میں اس سے بھی زیادہ تنگ کروں گی دیکھنا۔۔

تپے ہوئے انداز میں بڑبڑائی۔۔۔پھر کروٹ لیتے عین اسی مقام پہ لیٹی جہاں وہ لیٹتا تھا۔۔تکیے سے اس کی مخصوص خوشبو اٹھ رہی تھی۔۔نرمی سے ہاتھ رکھتے اس کا موڈ اچھا ہوا۔۔۔

بی بی جی اگر اٹھ گئی ہیں تو ناشتہ کر لیں۔۔رانی کی باہر سے آواز آئی تو وہ اچھل کے بیٹھی۔۔

م۔۔میں آرہی ہوں۔۔ تم اندر مت آنا۔۔اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھول کے نازل ہوتی نور اپنے آپ کو سمیٹتے باتھ روم کی طرف بھاگی تھی۔۔

باہر کھڑی رانی نے حیرانگی سے سوچا پھر سر جھٹکتے واپس چلی گئی۔۔وہ لوگ آج صبح ہی آئے تھے۔۔

واپس آ کے اس کا ناشتہ لگایا۔۔عالم کب کا چلا گیا تھا۔۔

جب تک نور فریش ہو کے باہر آئی وہ باہر سے صفائی کر چکی تھی۔۔

نور بی بی۔۔اتنی دیر۔۔ناشتہ بھی ٹھنڈا ہو گیا ہے۔۔وہ اس سے کوئی تین چار سال ہی بڑی ہو گی۔۔پھر بھی ساتھ بی بی لگانا نہیں بھولتی تھی۔۔

اب پیارے عالم جی کا لمس مٹانے میں اتنی دیر تو لگنی تھی
۔۔سوچتے خود ہی لجا گئی۔۔ سر جھکاتے ہاتھوں کو دیکھا۔۔
رانی اس کی دھیمی سی مسکان دیکھتے مسکرائی۔۔

جب ہماری شادی ہوئی تھی نا۔۔تب شروع شروع میں میں
بھی ایسے ہی شرماتی تھی۔۔

ک۔۔کیا مطلب۔۔اس کی بات پہ نور کا منہ سیدھا ہوا۔۔

کچھ نہیں بی بی جی۔۔ناشتہ کر لیں۔۔صاحب خاص ہدایت کر کے گئے ہیں ان کی نور کا خیال رکھوں۔۔۔

اچھا اچھا۔۔زیادہ بولیں نہیں۔۔میں کر لیتی ہوں۔۔

جلدی سے پلیٹ نکالی۔۔رانی کی زبان بند ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔

ناشتہ کر کے وہ واپس کمرے میں آگئی۔۔پھر اپنا موبائل اٹھا کے لڈو کھیلنے بیٹھ گئی۔۔جو اس کے فارغ وقت کا کام تھا ۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دوپہر کا درمیانی حصہ اپنی عروج پہ تھا۔۔جنگل کے بیچ و بیچ Secret Wild House میں اس وقت دو نفوس آمنے سامنے پڑی کرسیوں پہ براجمان تھے۔۔

آس پاس کچھ لوگ سینے پہ ہاتھ باندھے سپاٹ انداز میں کھڑے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔جب ایک نے درمیان میں پڑے ٹیبل پہ رکھا لیپ ٹاپ گھما کے اپنی جانب کیا۔۔

یہ چہرہ اگر کسی نے آج تک نہیں دیکھا تو پھر اس کا اصلی چہرہ کوئی اور ہے۔۔بغور وہ سکرین پہ نظر آنے والے انسان کو دیکھ رہا تھا۔۔

اسے دوبارہ سکین کرو۔۔لیپ ٹاپ کو واپس کبیر کی طرف کیا اس نے منٹوں میں انگلیاں چلاتے دوبارہ سکین کیا رزلٹ پھر ندارد۔۔اس کا کوئی بائیوڈیٹا موجود ہی نہیں تھا ۔۔

اس کے پرنٹ آؤٹ نکلوائیں اور جگہ جگہ چھاپ دیں۔۔ ہو سکتا کسی اور کی نظروں میں آئے تو ہم تک پہنچ ہی جائے ۔۔کبیر نے سے مشورہ دیا۔۔

پولیس والوں کی نوکریوں پہ سوالیہ نشان لگا ہوا تھا ان کے کیس عدالتوں میں لمبی مدت تک چلنے والے تھے۔۔ قانون ہی اگر قانون کو دھوکا دے گا تو ملک تباہی کے دہانے پہ ہی کھڑا ہو گا۔۔

اہوں۔۔۔ یہ نہیں۔۔ ایسے وہ لوگ اسے مار دیں گے۔۔ ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔۔ سنجیدگی سے اس نے لیپ ٹاپ ایک بار پھر اپنی طرف گھمایا اور سکین کیے ہوئے

تمام چہروں کی فائلز کھولیں۔۔۔سب کے ڈیٹا موجود تھے

۔۔

تم نے اچھے طریقے سے چھان بین کی تھی تھانے کی۔۔

ڈیمن نے نظر اٹھا کے کبیر کو دیکھا تو اس نے اثبات میں سر

ہلایا۔۔

ایک بار پھر چلتے ہیں وہاں۔۔شاید کچھ مل جائے۔۔پولیس

والے بھی بڑے شاطر دماغ ہوتے ہیں۔۔ان کے ہاتھ

کوئی نا کوئی چیز تو لگی ہو گی جو وہ غنڈے وہاں تک پہنچے ہیں

۔۔اس نے ایک نظر سب کو دیکھا

اوکے سر۔۔انہیں اشارہ مل گیا تھا۔۔لیپ ٹاپ بند کرتے کبیر کو پکڑایا۔۔۔باقی سب بھی تیار تھے۔۔سب اس کے پیچھے پیچھے آفس سے باہر نکلے۔۔آٹھ لوگوں کا وہ گینگ گاڑیوں میں سوار ہوتے دھول اڑا گیا۔۔

ان کے ذمے ایسے کام ہوتے تھے جو پولیس اور ملٹری کے سپرد نہیں کیے جاسکتے تھے۔۔ خفیہ مشن خفیہ طریقے سے انجام دینے کے لیے ایجنسیاں بنائی گئی تھیں۔۔

جنکے افراد اگر مر بھی جاتے تو کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی تھی عام لوگ عام لوگوں جیسے عام لوگوں میں گھومنے والے وہ چند افراد بے نام مر بھی جایا کرتے تھے۔۔۔

ملیحہ اب کب تک سوگ مناؤ گی۔۔اٹھ کے کوئی مصروفیت ڈھونڈ ھو۔۔گھر بیٹھے بیٹھے رہا سہا دماغ بھی ختم ہو جائے گا تمہارا۔۔۔

عابدہ بیگم کتنے دنوں سے اس کی حالت دیکھ رہی تھیں اب ان کی برداشت بھی ختم ہو گئی۔۔اسے زبردستی اٹھایا۔۔

نہیں ملا تو بھاڑ میں جائے میں تمہاری شادی کا بندوبست کرتی ہوں۔۔اس کا سوگ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے کر دیں۔۔کم سے کم ان کے سر سے تو بلا ٹلے گی۔۔

عابدہ جائے نماز بچھاتے بچھاتے رکیں جو انہوں نے سنا تھا اس پہ یقین کرنا ان کے لیے مشکل تھا۔۔

کیا سچ میں۔۔جائے نماز ہاتھ میں پکڑے اس کی پاس آئیں

۔۔

جی۔۔۔اس نے دوبارہ وہی جواب دیا تو وہ کھل اٹھیں۔۔

اللہ کا شکر ہے تم مان گئیں۔۔میں آج ہی عبداللہ سے بات کرتی ہوں تمہارے لیے کوئی اچھا سا رشتہ دیکھ کے شادی کریں تمہاری۔۔

اماں عمر بھی بتایئے گا لڑکی کی۔۔اٹھائیس سال ہے۔۔

ہاں تو کیا ہوا۔۔ اس سے بھی بڑی عمروں کی لڑکیوں کے ہو جاتے ہیں۔۔

ہاں لیکن رنڈوے یا طلاق یافتہ مردوں سے۔۔ تلخی سے سر جھٹکا۔۔

نہیں۔۔ استغفار کرو۔۔ دیکھنا تمہارا نصیب اتنا اچھا ہو گا کے تمہیں اپنے باقی سارے غم بھول ہی جائیں گے۔۔

ہاہا۔۔ٹوٹتے ہوئی ہنسی۔۔ان زخموں کو بھرنے میں اس کی ساری عمر بھی کم پڑ جاتی تھی۔۔عابدہ بیگم نماز پڑھنے باہر چلی گئیں تو اس نے چت لیٹتے چھت کو گھورا۔۔

اس کے نصیب میں اگر عالم نہیں تھا تو پھر اس کی دعاؤں کا کیا ہوا۔۔کیا ساری کی ساری قیامت کے دن کے لیے بچا کے رکھ لی گئیں تھیں۔۔یا کوئی خوشی اس دنیا میں بھی اسے مل سکتی تھی۔۔۔

خود کو نارمل کرنے کے لیے اگلے دن وہ اپنی سی وی لیے

ایک اور جگہ پرائیویٹ سکول میں اپلائی کرنے چلی آئی۔۔

کیونکہ پچھلے سکول سے اسے فارغ کر دیا گیا تھا۔

اپنا بیگ اور فائل سنبھالے وہ بس پہ سوار ہوئی۔۔اتنا رش

تھا کے اسے کچھ راستہ کھڑا رہنا پڑا۔۔پھر ایک سواری اپنے

سٹاپ پہ اتری تو اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پہ وہ بیٹھ گئی۔۔

سامنے والی سیٹ پہ ہاتھ رکھے وہ اکڑ و انداز میں بیٹھی باہر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی جب ایک مردانہ ہاتھ اس کے ہاتھ کے اوپر آیا۔۔اس نے لمحے کے ہزارویں حصے میں اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔

س۔۔سوری باجی وہ۔۔بس کو جھٹکا لگا تو۔۔۔

تو۔۔۔شرم نہیں آتی تم لوگوں کو۔۔۔ملیحہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سخت لہجہ اپنایا تو وہ مبہم سا مسکرا دیا۔۔

برے بد تمیز انسان ہو تم۔۔اپنے ہاتھ کی پشت کو رگڑتے وہ بڑبڑائی۔۔پھر خاموش ہو کے بیٹھ گئی۔۔کبیر نے اسے پہلی بار تھانے کے باہر دیکھا تھا اور اب اتفاقاً وہ اسی بس میں سوار تھی جس میں وہ تھا۔۔

ملیحہ نے باقی کا راستہ بڑی مشکل سے گزرا تھا دونوں ایک ہی سٹاپ پہ اترے تو ملیحہ نے پیچھے مڑ کے اسے گھورا۔۔کبیر جیب سے موبائل نکالتے ایک طرف ہو گیا تھا۔۔

ملیحہ کہاں گئی تھی وہ دیکھ نہیں سکا۔۔ڈیمن کو پہنچنے کا بتا کے اپنے بالوں پہ ہاتھ پھیرا پھر کپڑے سیٹ کیے سفید شلوار قمیض میں ریشمی داڑھی سر پہ ٹوپی اور ایک کندھے پہ امامہ لٹکائے وہ تبلیغ والا لگتا تھا۔۔

شلوار ٹخنوں سے اونچی کیے وہ سامنے بڑے گیٹ کے سامنے رکا پھر بیل بجائی۔۔

جی صاحب۔۔کچھ ہی لمحوں میں اندر سے گارڈ باہر آیا۔۔

جی یہاں جاب کے انٹرویو ہو رہے ہیں۔۔اسی سسلے میں آیا ہوں۔۔

آجائیں۔۔ گارڈ نے اسے اندر آنے کا راستہ دیا تو وہ شان سے چلتا اندر ایا۔۔اس کی جسامت اس کے کپڑوں سے میل نہیں کھاتی تھی۔۔

سامنے آفس کے سامنے لمبی لائین لگی تھی۔۔ملیحہ نے پیچھے مڑ کے آنے والوں کو دیکھا تو ساکت رہ گئی۔۔وہ لڑکا پیچھا کرتے کرتے اس تک پہنچ چکا تھا۔۔۔

جلدی سے چہرہ نقاب میں چھپاتے اس نے رخ بدل لیا۔۔

کبیر نے ابھی اسے دیکھا نہیں تھا۔۔انٹرویو دے کے ملیحہ فورا نکل آئی تھی کبیر نے بھی عربی ٹیچر کے لیے اپلائے کیا

تھا۔۔اور کوئی عربی یا اسلامیات کے لیے آیا نہیں تھا تو

اسے آرام سے سلیکٹ کر لیا گیا۔۔۔

ملیحہ کو شام تک کا وقت دیا گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے بھوک لگ رہی تھی۔۔اٹھ کے باہر آئی تو رانی

گوشت کاٹنے میں مصروف تھی۔۔

کیا بنانا ہے آج۔۔کچھ فاصلے پہ رکتے پوچھا۔۔۔پتہ نہیں کیوں اسے گوشت کچھ خاص پسند نہیں تھا۔۔۔

پلاؤ۔صاحب کہہ کے گئے ہیں۔۔وہ لنچ یہیں کریں گے۔۔

نہیں۔پلاؤ میں نہیں کھاتی۔۔۔تم ایک کام کرو سادہ چاول بناؤ۔۔مینیو تبدیل کیا۔۔

لیکن۔۔صاحب غصہ نا کریں۔۔

کچھ نہیں کہتے۔۔میں ان سے کہہ دوں گی مجھے پلاؤ نہیں پسند۔۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔۔اس نے جتنا گوشت کاٹا ہوا تھا وہی اٹھا کے کچن میں چلی گئی۔۔نور باہر لان میں چلی آئی۔۔

سامنے چھوٹا سا سوئمنگ پول تھا۔۔

اس کے قریب رکتے اندر دیکھا۔۔صاف پانی ہلکا ہلکا ہل رہا تھا۔۔ابھی اسے کچھ ہی دیر گزری تھیں کہ عالم کی گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔۔۔

وہاں سے چلتے گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔۔عالم بھی اسے دیکھ چکا تھا۔۔۔لبوں پہ جاندار مسکراہٹ نے ڈیرا ڈالا تو باہر نکلا۔۔۔نور اسے گھور رہی تھی۔۔

کیا ہوا میرے نور کو۔۔بٹن دباتے چابی پاکٹ میں رکھی ۔۔پھر چلتے ہوئے اس کے قریب آتے کندھوں کے گرد بازو پھیلائے۔۔

کچھ نہیں۔۔نور نے اس کا بازو جھٹکتے ایک بار پھر سخت گھوری سے نوازا۔

ناراض ہیں مطلب۔۔اس کی طرف ہلکے سے جھکتے وہ اس کی دھڑکنیں منتشر کر گیا تھا۔۔

ایک ہی طریقہ آتا ہے مجھے منانے کا۔۔۔جواب کو مشکل میں ڈال دیتا ہے۔۔۔اس کی پشت پہ ہاتھ رکھتے ہلکی ہلکی حرکت دی تو تو نور شرم سے لال ہوئی۔۔

ا۔۔ آپ چینج کر لیں روم میں جا کے۔۔اس سے دور ہٹتے اندر کی طرف دوڑ لگائی۔۔عالم پر سکون انداز میں چلتا ہوا اندر آیا۔۔تو ایک۔طرف کھڑی تھی

کھانا نہیں بنا ابھی۔رانی سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

اوکے۔۔میں سٹڈی روم میں ہوں۔۔جب ریڈی ہو جائے

تو بتا دینا۔۔

اوکے صاحب۔۔وہ کہتے دوبارہ کھانا بنانے میں مصروف ہو گئی۔۔نور کو غصہ آیا کہ عالم نے اسے اگنور کر دیا ہے۔۔

کچھ دیر تو ایسے ہی کھڑی رہی پھر بڑے بڑے قدم اٹھاتے

سٹڈی میں آئی۔۔

وہ ایک الگ روم کو سٹڈی روم کے طور پہ استعمال کرتا تھا ۔۔بنا دستک دیتے اندر آئی تو وہ فائل پہ جھکائے کام کر رہا تھا۔۔

گھر میں آکے بھی افس کے کام کرنے ہوتے ہیں تو وہیں رہ لیا کریں۔۔اس کی گود سے فائل اٹھاتے خالصتاً بیویوں والا انداز اپنایا۔۔

عالم نے آئی برو اٹھاتے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔ کیا واقع وہ اس سے فائل لینے کی ہمت رکھتی تھی۔۔ نور اس کی بھنوں کو اگنور کرتے اس کی گود میں سوار ہوئی۔۔

خیر ہے۔۔ طبعیت ٹھیک ہے آپ کی۔۔ ایک بازو کمر کے گرد لپیٹتے دوسرے ہاتھ سے ماتھا چیک کیا تو نور کو اور غصہ آیا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔اور کل سے میں بھی آپ کے ساتھ آفس جاؤں گی۔۔۔لہجے میں حکم تھا۔۔۔

اچھاوہ کیوں۔۔وہ شوخ نظروں سے اسے دیکھے گیا۔۔

کیونکہ آپ گھر میں کام کرتے ہیں تو آفس میں فری ہوتے ہونگے۔۔وہاں آپ کے ساتھ ٹائم سپینڈ کروں گی۔۔

لیکن وہاں تو اور لوگ بھی ہوتے ہیں۔۔وہ لوگ ہمارے پرائیوٹ مومینٹس میں خلل ڈالیں گے۔۔۔ہمارا ٹائم پھر سے ڈیسٹرب ہو گا

تو۔۔تو کیا ہوا یہاں بھی تو رانی ہے اور۔۔اس کا شوہر بھی ۔۔ان سے تو آپ کو پرابلم نہیں ہے۔۔وہ بھی کچھ نہیں کہیں گے۔۔

اچھا ایک شرط پہ لے کے جاؤں گا۔۔اس کی ننھی سی ناک

کے ساتھ اپنا ناک رگڑا۔۔

کون سی۔۔اس کی حرکت پہ سنبھل کے پیچھے ہونا چاہا پر

عالم کے بازؤں کی گرفت سخت تھی۔۔

وہاں بھی آپ ایسے ہی میری گود میں بیٹھیں گی۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ میں تو ایسے ہی۔۔ اگر آپ کو برا لگا تو میں اٹھ جاتی ہوں۔۔

مجھے میرے نور کی کوئی ادا بری لگ سکتی ہے بھلا۔۔ بلکہ آپ کی ہی جگہ ہے آپ نہیں بیٹھیں گی تو کون بیٹھے گا۔۔

اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے اس نے جزب سے کہا۔۔ تو نور کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔۔

م۔۔مجھے چھوڑیں۔۔اس کی بڑھتی گستاخیوں سے بے چین ہوتے وہ کسمسائی۔۔پر عالم اب کیسے چھوڑ سکتا تھا۔۔

اس کے بالوں میں ہاتھ گھساتے چہرا نیچے کیا۔۔پھر اس گلانی ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کرتے ہلکا سا بائٹ کیا۔۔

م۔۔مجھے لگتا ہے باہر ہمیں رانی بلا رہی ہے۔۔ گھبرا کے پیچھے ہٹتے وہ اٹھ کے بھاگنے لگی تو عالم نے اس کی کلائی پکڑتے روکا۔۔

مائے بے بی۔۔اسے واپس کھینچتے دوبارہ گود پہ بیٹھایا۔۔

اب تو آپ کی ازادی ممکن نہیں ہے۔۔اس کے بکھرے بال سمیٹتے مسکراہٹ دبائی۔۔

ع۔۔عالم۔۔اپ رات کو بھی پھر دن کو بھی۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔وہ اس کی آنکھوں میں انکھیں نہیں ڈال پائی تو نظروں کا رخ پھیرا۔۔

مجھے آپکے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے۔۔۔ناراضگی سے اس کے کندھے پہ سر ٹکاتے روہانسی ہوئی۔۔آپ جان بوجھ کے ابھی آئے ہیں نا۔۔وہ جو اسے تنگ کرنے کا سوچے ہوئے اب خود اس میں الجھ رہی تھی۔۔

ہاں میں جان بوجھ کے آیا ہوں۔۔ تاکہ مجھے میرے نور کا دیدار ہو سکے میں اسے چھو سکو اسے سن سکو۔۔ دوسرے لفظوں میں میں مس کر رہا تھا آپ کو۔۔ بے قراری اس کے لہجے سے عیاں ہوئی تو نور اور شدت سے اس کے اندر سمائی۔۔

مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ۔۔ دوبارہ سے فقرہ دہرایا۔۔ عالم یہ کئی بار اس سے سن چکا تھا۔۔۔ لیکن وہ بچپنے میں ہی کہتی تھی۔۔

چلیں پھر اپنا سامان باندھیں۔۔میں آپ کو چھوڑ دوں گا ابھی جاتے ہوئے۔۔کچھ سوچتے سنجیدہ ہوا۔۔

پھر شام کو واپسی پے لے آنا۔۔

نہیں۔۔پھر ہمیشہ ادھر ہی رہنا ہے۔۔سنجیدگی سے کہا تو نور اندر تک کانپ گئی۔۔اس کا لرزنا عالم نے بھی محسوس کیا تھا

۔۔گرفت سخت کرتے جیسے اس کا پورا وجود نور کو تسلی

دے گیا ہو۔۔

آپ نہیں رہ سکیں گے نا۔۔وہ ابھی بھی خود پہ بات نہیں

آنے دینا چاہ رہی تھیں۔

میری خیر ہے۔۔۔اگر وہاں خوش رہیں تو چلی جائیں واپس

۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ پھر میں اپنا سامان پیک کرتی ہوں۔۔ اس کے ہر انداز میں ناراضگی سی سمٹ آئی تھی۔۔ عالم نے اسے چھوڑا تو وہ اٹھ کے باہر نکل آئی۔۔۔

عالم سے دروازے تک کا فاصلہ اس نے بڑی مشکل سے نارمل انداز میں طے کیا تھا۔۔ باہر نکلتے گہرے گہرے سانس لیے۔۔ اسے کچھ ہونے لگا تھا سوچ کے ہی اور۔۔ میں رہ لوں گی آپ کے ساتھ۔۔ واپس دروازہ کھولتے وہ

خود پہ قابو ہی نہیں رکھ پائی اور دھیرے سے چلتے اس کے قریب آئی۔۔۔

عالم جو آنکھیں موندے گردن ریوالونگ چیئر کی بیک سے ٹکائے ہوئے زیر لب مسکرایا۔۔ محبت ایک ایسی ڈور ہے جسے ذرا سا کھینچو تو وہ اس سے ڈبل شدت کے ساتھ واپس آتی ہے۔۔

صاحب کھانا کھالیں۔۔۔عالم کے آنکھیں کھولنے سے پہلے ہی باہر سے آواز آئی تو دونوں چونک گئے۔۔

نور اس کے جواب کی منتظر تھی لیکن عالم نے چاہتے ہوئے بھی خاموشی نہیں توڑی۔۔بس اس کا ہاتھ پکڑے وہ ڈائننگ ٹیبل کی طرف چل دیا۔۔ کبھی کبھی میٹھی کسک بھی محبت کو بڑھانے کے لیے ضروری ہوتی ہے

____

مغرب کا وقت تھا وہ جائے نماز طے کر کے اٹھ رہی تھی کہ

اس کا فون بجنے لگا۔۔جائے نماز سائڈ پہ رکھتے فون دیکھا۔۔

ان نون نمبر تھا یقیناً سکول انتظامیہ کی طرف سے ہی فون تھا

۔۔کان سے لگاتے سلام کیا۔۔

ملیحہ ہارون بات کر رہی ہیں۔۔دوسری طرف سے پوچھا جا

رہا تھا

جی۔۔

اپ کو ہمارے سکول میں جاب مبارک ہو۔۔ کل ہی جوائن کر لیجئے گا۔۔ باقی ایگریمنٹ آپ کو یہیں پہ دے دیا جائے گا۔۔ پروفیشنل انداز میں بولنے والا مرد تھا۔۔

جی تھینکس۔۔ اسے یقین تھا اسے جاب مل جائے گی۔۔ سو زیادہ ایکسائٹمنٹ دیکھانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔۔

پھر اگلے دن وہ صبح جلدی نکل آئی تھی اور آج بھی وہ لڑکا اس کی بس میں موجود تھا۔۔ چہرہ چھپاتے اس نے ایک

اچٹتی نگاہ اس پہ ڈالی۔۔ کہیں وہ اس کا پیچھا نا کرتا ہو
۔۔ سوچ کے ہی گھبراہٹ ہونے لگی۔۔ مشکل سے اس نے
پندرہ منٹ بس میں گزارے تھے۔۔

ب۔۔ بھائی۔۔ بس روکو۔۔ اس کا سٹاپ آیا تو اس نے
کنڈیکٹر کو آواز دی۔۔ کبیر بھی اترنے کے لیے اگے بڑھا تو
وہ رک گئی۔۔ کبیر اتر گیا۔۔

باجی اترو۔ ہمیں آگے بھی جانا ہے۔۔ کنڈیکٹر نے اسے ہوش دلایا تو وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگ گئی۔۔ کبیر نے پیچھے مڑ کے باجی کو دیکھا۔۔ پھر سیدھا منہ کرتے ہنسی چھپائی ۔۔اسے محسوس ہو رہا تھا وہ اس سے ڈر رہی ہے۔۔

دونوں آگے پیچھے سکول میں داخل ہوئے تو ملیحہ کو اندازہ ہوا۔۔ وہ اس کا پیچھا نہیں بلکہ وہ بھی اسی اسکول میں پڑھانے آتا ہے۔۔ دل کے اندر کہیں سکون سا اترا۔۔

ورنہ ابھی وہ جس حادثے سے گزری تھی دوبارہ کوئی اذیت بھرا لمحہ جھیلنے کی اب اس میں نا سکت تھی اور نا ہی ارادہ۔۔

سارا دن سکول میں کمرے سے باہر نہیں نکلتی تھی پریڈز ہونے پہ ایک کلاس سے دوسری کلاس کا فاصلہ طے کرتی ۔۔

کبیر اسے کمروں کی کھڑکیوں سے تلاشتا لیکن وہ جانے کیوں اس سے چھپتی تھی یا شاید سب سے ہی چھپتی ہو۔۔ سر جھٹکتے وہ ففتھ کلاس میں داخل ہوا۔۔ تو کلاس سے نکلتی مس جویریہ سے ٹکراتے بچا۔۔

معذرت۔۔ نظریں جھکتے خود کو کوسا۔۔ اندھوں کی طرح چلتے ہو مولوی صاحب۔۔ خود کو ملامت کرتے اندر چلا آیا ۔۔ کلاس میں ٹوٹل چھ لڑکیاں اور بارہ لڑکے تھے۔۔ سلام دعا کے بعد پڑھانا شروع کیا۔۔

دوسری طرف ملیحہ اس روم کے ساتھ والے روم میں فورتھ کلاس کو انگلش پڑھا رہی تھی۔۔اور بچوں کے شور کی آواز کبیر کو خاصا ڈسٹرب کر گئی۔۔

جاؤ ساتھ والے روم میں اور ان سے کہو خاموش رہیں۔۔ ایک لڑکے کو اشارہ کرتے ادھر بھیجا۔۔

وہ اٹھ کے اس کمرے میں آیا تو ملیحہ کے ارد گرد بچوں کا جمگھٹا لگا ہوا تھا۔۔

سر مجھے لگتا ہے مس کو کچھ ہو گیا ہے۔۔ وہ لڑکا واپس بھاگا بھاگا آیا۔۔

ہیں۔۔ کبیر نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔ پھر اٹھ کے خود چیک کیا تو شدید تپ چڑھی۔۔ وہ پڑھانے کی بجائے ان سب کو موبائل پر کوئی مووی دکھا رہی تھی۔۔

مس ملیحہ ہارون۔۔کیا آپ یہاں یہ کام کرنے آتی ہیں۔۔

بے خیالی میں وہ اس کا پورا نام لے گیا۔۔

ن۔نہین سر ایکچولی۔۔بچوں کو پوئم سنا رہی تھی میں۔۔

گھبرا کے کھڑے ہوتے وہ ایسے ڈری جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو بچے بھی سر کو دیکھ کے ہاہاکاری مچانا بند ہو گئے تھے۔۔

سبھی باہر نکلو۔۔سارے بچوں کو اشارہ کیا۔۔

ک۔۔ کیوں میری کلاس ہو رہی ہے۔۔

آپ سے کسی نے پوچھا ہے مس۔۔ واپس مڑتے اسے گھورا۔۔ چلو شاباش۔۔ وہاں لائن بناؤ۔۔ سب مس کو بھی ڈر تا دیکھ کے باہر نکل گئے۔۔۔۔

کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی۔۔ آخری بچہ باہر نکلا تو کبیر نے ملیحہ کو دیکھا۔۔

ہی۔۔ہیں۔۔شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی تھی۔۔

میں نے کہا مجھ سے شادی کریں گی۔۔۔کبیر نے لفظوں پہ زور دیتے دوبارہ کہا تو وہ ہوش میں آئی۔۔

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے محترم۔۔میں ابھی پرنسپل کو بتاتی ہوں آپ یہاں مجھے۔۔

آپ کی بھلائی کے لیے ہی کہا تھا میں نے۔۔ کندھے اچکاتے ایسے ظاہر کیا جیسے اس کی باتوں سے اسے کوئی فرق نہیں پڑا ہو۔۔

دیکھیں مسٹر۔۔۔ داڑھی والے۔۔ انگلی اٹھاتے اسے کوئی اور لفظ نہیں ملا تو یہی کہہ دیا۔۔ اپنی حد میں رہیں۔ ورنہ میں سچ مچ پرنسپل سے شکایت کر دوں گی آپ کی۔۔۔ آنکھوں میں سخت غصہ لیے وہ پاؤں پٹختے باہر نکل گئی۔۔

کبیر پر سکون سانس خارج کرتے اپنی کلاس میں واپس چلا گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عالم کے جانے کے بعد وہ اکیلی لان میں بیٹھی تھی۔۔۔

موبائل ہاتھ میں لیے لڈو کھیلنے میں مصروف تھی جب باہر شور کی اواز ائی۔۔اس نے سر اٹھا کے سامنے دیکھا تو راجہ کو کچھ لوگ گھسیٹتے ہوئے اندر لا رہے تھے۔۔۔اس کا موبائل چھوٹتے چھوٹتے بچا۔۔

کالے رنگ کے ماسک اور فل کالے سوٹ میں ملبوس چار ادمی تھے۔۔راجہ کو ایک طرف پھینکتے دو نور کی طرف بڑھے۔۔اس کی ٹانگیں خوف سے کپکپا سی گئیں۔۔

تمہارا شوہر کہاں ہے۔۔ایک نے اس کی طرف بندوق کرتے کرخت اواز میں پوچھا تو وہ سہم گئی۔۔

م۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔ہمت کرتے جھوٹ بولا۔۔

چلو پھر۔۔۔اس نے اپنے ساتھ کو اشارہ کیا تو اس نے اگے بڑھ کے نور کو اپنے کندھوں پہ اٹھالیا۔۔اس نے تڑپتے خود کو چھڑوانے کی کوشش کی لیکن اس کی گرفت بہت سکتی تھی۔۔

مجھے چھوڑ دو۔۔ چلاتے اس کے کندھے پہ دانت گاڑے ۔۔پر وہ ڈھیٹ انسان اسے چھوڑنے کی بجائے تیز تیز باہر کی طرف چل پڑا۔۔

تمہیں ڈھونڈھنے تو اۓ گا ہی نا۔۔۔۔پھر ملیں گے ہم دا ڈیمن سے۔۔دوسرے نے اس کا مزاق اڑتے نور کو خوف زدہ کیا۔۔

کیسی تھی اج کی قسط۔۔بڑی۔مشکل سے لکھی ہے۔۔اب 🙈 اچھے اچھے کمنٹ کر کے بتائیں مجھے کسی لگی اپ کو

ناول نور عالم

بائے ن ع

قسط16

نور کو زبردستی گاڑی میں پھینکتے وہ آدمی بھی اندر بیٹھ گیا۔۔ اندر ایک اور آدمی بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جس نے تیزی سے نور کی آنکھوں میں کالی پٹی باندھ دی۔۔ پھر ہاتھوں کو پیچھے کی طرف لے جا کے باندھا۔۔

چھوڑو۔۔پاگل انسان کہاں لے کے جا رہے ہو۔۔نور نے مچلتے خود کو چھڑوانا چاہا لیکن وہ دو مضبوط مردوں کا مقابلہ کیسے کر سکتی تھی۔۔

چیخنے کی کوشش کی تو منہ پہ ٹیپ لگا دی گئی۔۔زور زور سے سر پٹختے وہ مچل رہی تھی۔۔

بڑی پھرتی ہے اس کے اندر باس۔۔۔ایک آدمی کے بولنے کی اواز آئی تو نور نے پوری شدت سے ساتھ بیٹھے

آدمی کو کندھا مارا اسے تو کچھ نہیں ہوا تھا البتہ نور کے دل گردے سب کچھ ہل گیا۔۔۔

غوں ں ں۔۔ اوووں ں۔۔ وہ سر پیٹے جارہی تھی۔۔ ان لوگوں نے کچھ راستے تو اس کی اچھل کود برداشت کی۔۔ جب ان کی بس ہو گئی تو ایک نے ایک رک کے اس کے سر کی پچھلی طرف تھپڑ مارا۔۔۔

بھاری ہاتھ اسے اپنے سر پہ ہتھوڑے کی طرح محسوس ہوا تھا۔۔اس کا سر چکرا گیا۔۔۔چند سیکنڈ لگے تھے دوبارہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو واپس آنے میں۔۔۔

تکلیف سے آنکھوں سے نکلتا پانی بھی وہیں کپڑے پہ جزب ہو گیا۔۔۔

اب تو ہل۔۔۔بھیجا نکال دوں گا تیرا۔۔ایک نے غصے سے دھاڑتے اس کے بازو پہ ناخن گاڑے۔۔وہ۔درد سے

تڑپ گئی تھی۔۔اسے ایسے تو کبھی کسی نے نہیں چھوا تھا۔۔۔لب بھینچتے اس نے اپنی سسکی کا گلا گھونٹا۔۔

وہ کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔۔پتہ نہیں عالم اسے ڈھونڈھ سکے گا یا نہیں۔۔آنکھوں کے سامنے پہلے ہی اندھیرا تھا دماغ بھی ماؤف ہونے لگا۔۔۔

ایک جگہ اکڑے بازو بھی تھک گئے تو وہ تھوڑا سا آگے ہو کے جھک گئی۔۔ پتہ نہیں کون لوگ تھے۔۔اور ڈیمن کون تھا۔۔وہ تو کسی اس نام کے انسان کو نہیں جانتی تھی۔۔

سارے راستے وہ ایسے بندھی ہوئی لائی گی۔۔ پھر ان آدمیوں میں سے کسی نے اسے دوبارہ اٹھایا شاید باہر نکل رہے تھے۔۔

اس نے ایک بار پھر ہلنا چاہا تو دوبارہ اسی جگہ تھپڑ پڑا تھا اب کی بار اس کی شدت میں کئی گنا اضافہ ہوا تھا۔۔

اسے لگا وہ ان تھپڑوں سے ہی مر جائے گی دماغ جیسے اندھیرے میں ڈوب رہا تھا۔۔

اللہ جی پلیز عالم کو بھیج دیں۔۔۔روتے ہوئے بلبلائی۔۔

باس یہ لڑکی۔۔شاید وہ لوگ باس کے سامنے پہنچ چکے تھے

۔۔

لے جاؤ اسے۔۔۔اور دفن کر دو۔۔ایک کرخت آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس کا دل اچھل کے حلق میں آیا ۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔پورا زور لگا کے ایک بار پھر وہ ہلی تو دھڑام سے زمین بوس ہوئی۔

اہ۔۔۔رہی سہی ہڈیاں بھی چٹخ گئیں تھیں۔۔

لگتا ہے زیادہ ہی تڑپ ہے اس کے اندر۔۔ کھولو اسے زرا دیکھیں تو سہی۔۔ باس نے آدمیوں کو حکم دیا تو اسے چند سیکنڈ میں کھول دیا گیا۔۔ سامنے کھڑے چار دیو قامت مردوں کو دیکھ کے اس کا رنگ زرد پڑا۔۔۔

وہ ابھی اسے خباثت سے دیکھتے مسکرا رہے تھے۔۔ کاش اس کی آنکھوں کو دوبارہ بند کر دیا جائے۔۔ کم سے کم وہ دیکھ تو نہیں سکے گی۔۔ خوف سے حلق تر کرتے اس نے

اٹھنے کی کوشش کی تو ایک توانا آدمی نے اس کی کلائی پکڑی

۔۔۔

بڑی چیز ماری ہے ڈیمن نے۔۔۔بڑی اچھی قسمت ہے اس کی۔۔اس کی کلائی سامنے کرتے اپنی جیب سے پسٹل نکالا اور اس کی نال کلائی کے اوپر رکھی۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔۔کلائی کھینچنا چاہی پر گرفت سخت تھی۔۔ مچل کے سب کو دیکھا کہ شاید کسی کو رحم آجائے پر وہ سب خدا بنے پھرتے تھے۔۔

آنکھیں بند کرتے اس نے خود کو تیار کیا۔۔اگر گولی لگ بھی جاتی ہے تو کوئی بات نہیں۔۔وہ آدمی آرام آرام سے نال اس کی کلائی پہ سہلاتے اسے دیکھ کے خباثت سے ہنس رہا تھا۔۔

مجھے ڈر ہے کہیں تم گولی لگنے سے مر ہی نا جاؤ۔۔

نور خاموشی سے اسے سنتی رہی۔۔چہرے کا رنگ سفید لٹھے کی مانند پڑنے لگا تو اس آدمی نے پسٹل اٹھالی۔۔مجھے تیز دھاری چاقو لا کے دو۔۔پیلے دانتوں کی نمائش کرتے اپنے آدمی کو کہا۔۔

وہ اسے ازیت دینا چاہتے تھے۔۔ لیکن کیوں۔۔ دانت سختی سے بھینچتے اس نے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹا ہوا تھا۔۔۔ اتنے میں ایک ادمی چاقو لے آیا۔۔۔

اب ہم اپنی کاریگری دکھاتے ہیں۔۔ کلائی کو ٹھیک کر کے پکڑتے سامنے کیا پھر چاکو کی نوک سے اس کی کلائی پہ اڑے ترچھے کٹ لگانا شروع کیے۔۔۔ سفید ماس پہ سرخ رنگ تیزی سے بہنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

اذیت سے کراہتے وہ بے حال ہو گئی پر ان ظالم درندوں نے اس پہ رحم نہیں کیا۔۔ دونوں کلائیوں پہ مختلف چھوٹے بڑے نشان بناتے وہ سفاک لوگ اس نازک لڑکی کو انتہا کی تکلیف دے رہے تھے۔۔۔۔

یہاں پر بھی انہوں نے بس نہیں کیا۔۔ ایک نے آگے بڑھ کے اس کے گلے میں جھولتا دوپٹہ کھینچا تو نور پاگلوں کی طرح چلائی۔۔ وہ مر کیوں نہیں رہی تھی۔۔

بازؤں سے بہتا خون ختم کیوں نہیں ہو رہا تھا۔۔عالم کیوں نہیں آرہا تھا۔۔اندھیرے میں ڈوبتے بے بسی سے سوچ رہی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شام کو وہ گھر آیا تو سامنے راجہ پریشان حال کھڑا تھا۔۔۔

س۔۔سلام صاحب جی۔۔

وعلیکم سلام۔۔عالم بنا نوٹس کیے اندر آیا تو رانی رو رہی تھی

۔۔

کیا ہوا۔۔

نورر۔۔۔اسے گڑبڑ کا احساس ہوا تو نور کو آواز دی۔۔

کہاں ہے نور۔۔

نور کہاں ہے دھاڑتے اس نے رانی کو ہلایا جو زوروں شوروں سے رونے میں مصروف تھی۔۔

ص۔۔صاحب وہ۔۔کچھ لوگ آئے تھے اسے اٹھا کے لے گئے۔۔

کیا مطلب کچھ لوگ آئے تھے۔۔اس کے پیروں تلے سے زمین کھسکی۔۔کون تھے اور تم لوگوں نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔۔وہ باہر بھاگتے ہوئے نکلا۔۔چہرے پہ تناؤ میں اضافہ ہوا۔

کون لوگ تھے۔۔مجھے بتاو۔۔

و۔۔ہ پتہ نہیں۔۔کالے رنگ کے سوٹ میں تھے ۔۔ صرف آنکھیں اور ہونٹ نظر آرہے تھے۔۔عالم صاحب۔م۔۔مجھے معاف کردیں۔۔بڑی روکنے کی کوشش کی۔۔

عالم اس کی اگلی بات سنے بنا موبائل نکالتے گاڑی تک آیا تھا ۔۔پھر کسی کو فون ملایا۔۔بیل جارہی تھی۔۔گاڑی سٹارٹ کرتے زور سے ہارن دیا تو راجہ نے جلدی سے جا کے گیٹ کھولا۔۔

بیل جارہی تھی لیکن سامنے والا اٹھا نہیں رہا تھا۔۔ پھر کال بند کرتے واٹس اپ کھولی اور وائس ریکارڈ کرنا شروع کی۔۔

اگر۔۔ میری نور کو ذرا سی بھی خراش آئی۔۔ تو اپنا حشر دیکھنا تم۔۔ سینڈ کرتے آنکھوں میں اُمڈنے والی نمی کو بازو کی پشت سے رگڑا۔۔ گاڑی ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔۔

مسلسل ہارن دیتے اس نے کئی سگنل توڑے تھے۔۔چالان وہ بھر سکتا تھا لیکن نور کو کچھ ہو گیا تو کیا کرے گا۔۔۔

پتہ نہیں نور کیسی ہو گی۔۔اسے کچھ ہو نا گیا ہو۔۔۔ذہن میں ہر طرح کے خیال آرہے تھے۔۔مطلوبہ جگہ جتنی جلدی وہ پہنچ سکتا تھا پہنچا۔۔

کہاں ہے۔۔گیٹ سے اندر داخل ہوا تو بے شمار بندوقوں کا رخ اس کی جانب ہوا تھا۔۔۔اسے کسی کا خوف نہیں تھا

۔۔لیونگ روم کا دروزہ کھولتے اندر آیا تو سامنے ہی سر فراز پر سکون انداز میں ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھا ہوا تھا۔۔

اؤ آؤ۔۔مجھے پتہ تھا۔۔ تم اپنے بیوی کے لیے ایسے ہی سر کے بل دوڑتے ہوئے آؤ گے۔۔اسے حقارت سے دیکھا تو عالم کی آنکھیں لہو رنگ ہوئی۔۔

نور کہاں ہے۔۔اسے اور کسی چیز سے سروکار نہیں تھا ۔۔تحمل سے پوچھا۔۔

ہم نے اسے بہت مارا۔ بہت ۔۔ بلکہ ۔۔ اب وہ اپنی عزت سے بھی ہاتھ ۔۔

نور کہاں ہے ۔۔ مٹھیاں بھینچتے اس کے گلے اور کنپٹیوں کی نسیں پھڑ پھڑا اٹھی تھیں ۔۔

اتنی اسانی سے تو نہیں بتاؤں گا ۔۔۔

کمینے۔۔میں تجھے چھوڑوں گا نہیں۔۔اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالتے عالم نے ایک زور کا جھانپڑ اس کے منہ پہ رسید کیا تو اس کا دماغ سنسنا اٹھا۔۔

نہیں بتاؤں گا۔۔۔جب تک تو مجھ سے معافی نہیں مانگے گا ۔۔وہ خباثت کی انتہا پہ تھا۔۔

عالم نے اسے چھوڑتے بے اختیار ہاتھ جوڑے۔۔ پلیز۔۔ تجھے اللہ کا واسطہ ہے۔۔۔ مجھے بتا نور کہاں ہے۔۔ نور کے لیے ہاتھ جوڑنا کون سی بڑی بات تھی۔۔

ایسے نہیں۔۔ گھٹنوں کے بل بیٹھ کے۔۔ اپنی ناک میرے پاوں پہ رگڑ اور کہہ مجھ سے بڑی غلطی ہو گئی معاف کر دو ۔۔

عالم اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی نیچے بیٹھ گیا تھا۔۔ ڈسک بلو آنکھیں ابھی بھی نہیں جھکی تھیں۔۔اس کے جوتوں پہ ناک رکھتے وہ بھول گیا تھا کہ وہ داڈیمن ہے۔۔یاد تھا تو صرف اتنا کے اسے اپنی نور کو بچانا ہے۔۔

مجھے معاف کر دو سرفراز۔۔۔ تیز تنفس کے ساتھ اس نے ٹھہر ٹھہر کے کہا تھا۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ ایک بھیانک قہقہ لگاتے وہ ہنسا تو اس کے دیکھا دیکھی باقی لوگ بھی ہنسے۔۔

کبیر اور خبیب نے قہر بھری نظروں سے سب کو دیکھا۔۔

ان کا ڈیمن یوں جھکا ہوا انہیں بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا

۔۔لیکن اس کے حکم کے بناوہ کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔۔

پلیز مجھے بتاؤ میری نور کہاں ہے۔۔اوپر ہوتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھیں۔۔

وہ سکون سے سو رہی ہے دیکھو۔۔ایک طرف اشارہ کیا جہاں نور کا بے سد بکھرا ہوا وجود پڑا تھا۔۔وہ اس کی طرف تیزی سے اٹھ کے مڑتے گرا تھا۔۔

نور۔۔اس کی حالت بہت کچھ غلط ہونے کا پتہ دے رہی تھی۔۔ان درندوں نے پتہ نہیں اس کی نور کے ساتھ کیا کیا کیا تھا۔۔اسے خود سے لگاتے اس کا ضبط ٹوٹا۔۔نور۔۔ میری جان۔۔پلیز آنکھیں کھولیں۔۔دیوانگی سے اس کی

بند آنکھوں کو چومتے وہ کرلایا۔۔پھر اسے خود میں بھینچا

۔۔۔

کبیر۔۔میں نور کو لے کے جارہا ہوں۔۔انہیں کچھ بھی

مت کہنا ان کا حساب میں خود لوں گا۔۔

ڈیمن۔۔اتنی آسانی سے تم نہیں جا سکتے۔۔سرفراز اپنی

جگہ سے کھڑے ہوتے قریب آیا۔۔

اگر تم میرے راستے میں ائے۔۔دوبارہ ٹانگوں پہ چل نہیں سکو گے۔۔نور کو بازؤں میں اٹھاتے وہ کھڑا ہوا۔۔قہر ٹپکاتا لہجہ ایک لمحے کے لیے تو سرفراز بھی کپکپا گیا تھا۔۔

عالم نور کو اٹھائے واپس گاڑی میں آیا اسے احتیاط سے ڈالتے اس کی جان نکل رہی تھی۔۔لیکن اسے ہمت نہیں ٹوٹنے دینی تھی۔۔۔ڈرائیونگ کر کے ہو سپٹل پہنچا تو وہاں کہرام برپا ہو گیا تھا۔۔

سٹیچر لاؤ۔۔ چیختے ہوئے دھاڑا۔۔۔اس کے لہجے میں کیا کیا نہیں تھا قرب،دیوانگی اور لاچاری۔۔

س۔۔ سر یہاں۔۔۔ایک لڑکا جو کسی اور طرف جا رہا تھا گھبرا کے اسی کے پاس آیا۔۔

ڈاکٹر۔۔عالم کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا ہوا محسوس ہوا تو سٹیچر چھوڑ دیا۔۔لڑکے اسے لیے آئی سی یو میں چلے گئے تھے۔۔

وہ قدم گھسیٹتے آئی سی یو کے باہر زمین پہ بیٹھتا چلا گیا۔۔۔

پلیز اللہ میری نور کو کچھ نا ہو۔۔ پلیز میری جان لے لے
۔۔اسے مجھ سے مت چھیننا۔۔

انکھوں میں نمی لیے وہ توانا مرد گڑ گڑا رہا تھا۔۔ نور کا تاریک چہرا اس کی آنکھوں سے ہٹ ہی نہیں رہا تھا۔۔ اگر میری نور کو کچھ ہو گیا تو۔۔ میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔ سب کچھ تباہ کر دوں گا۔۔ سب کچھ۔۔۔

روتے ہوئے اس کی ہچکی بندھنے لگی۔۔خود پہ قابو پانے کی کوشش میں وہ ناکام ہو رہا تھا۔۔۔گھنٹے بعد نرس آئی سی یو سے باہر نکلی۔۔

آپ پیشنٹ کے ساتھ ہیں۔۔نرس نے پہلے اسے اچنبھے سے دیکھا پھر پوچھا۔۔

ہ۔۔ہاں میں۔۔کیسی ہے میری نور۔۔وہشت زدہ ہوا۔۔

دیکھیں ابھی فلحال تو وہ خطرے سے باہر ہے۔ باقی ہوش میں آنے کے بعد ہی ان کی ذہنی کنڈیشن کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔۔ کیونکہ انہیں نروس بریک ڈاون بھی ہوا ہے۔۔ شاید اس حادثے کی وجہ سے۔۔

ک۔ کیا مطلب۔۔ آپ۔۔ کیا کہنا چاہتی ہیں۔۔ عالم کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

ان کے جسم پہ تشدت کے نشانات ہیں۔۔ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے رپورٹس بھیجی ہیں۔۔شام تک کچھ کلیئر ہو گا۔۔

ہونٹوں پہ سختی سے ہاتھ جماتے وہ چلتا ہوا دروازے کے قریب آیا۔۔میں مل سکتا ہوں ان سے۔۔نرس جو اس کی طرف مڑی تھی اس سے پوچھا۔۔

نہیں۔۔ابھی نہیں۔۔

میں نے پوچھا نہیں ہے۔۔دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہو گیا۔۔۔پیلا زرد رنگ لیے وہ مشینوں میں جکڑی ہوئی تھی ۔۔۔وہ اس سے زرا فاصلے پہ ٹھہر گیا۔۔ڈاکٹر شائد چیک اپ کر رہے تھے۔۔

آپ باہر جائیں۔۔بڑے ڈاکٹر نے اسے گھورا۔۔

میری نور ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔اس سے دیکھا نہیں جا رہا تھا۔۔اس کی نور اتنی تکلیف میں تھی اور وہ کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔۔

واپس باہر نکلتے اس نے خود سے وعدہ کیا تھا نور کے ہوش میں آنے سے پہلے وہ ان ظالوں کا نام ونشان دنیا سے مٹا دے گا

____

پاکٹ میں موبائل رکھتے وہ گاڑی سے اترا۔۔ سیکرٹ وائلڈ ہاوس میں اس کے آدمی لائن لگا کے کھڑے تھے۔۔

سرفراز اور اس کے لوگوں کو بندی بنا کے وہاں کبیر لے کے آیا تھا۔۔

عالم کی آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت کسی کی بھی نہیں تھی۔۔ وہ نیلی آنکھیں اس وقت سرخ ڈوروں میں لپٹی قہر برپا کرنے والی تھیں۔۔

تم لوگ جاؤ۔۔باقی سب کو بھیجتے وہ سرفراز کے سامنے آیا ۔۔جس کے ہونٹوں سے خون کی رال ٹپک رہی تھی۔۔

کچھ دیر بے تاثر آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا۔۔پھر اس کے سامنے ایک گھٹنے کے بل بیٹھتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑیں۔۔

تم نے غلطی نہیں گناہ کیا ہے۔۔جانتے ہو تم۔۔فارنسک رپورٹ آنے میں ابھی وقت ہے۔۔رات کا اندھیرا

چاروں جانب پھیلا ہوا تھا۔۔ٹیوب لائٹس کی روشنیوں میں عالم وحشت ناک لگ رہا تھا۔۔

لیکن تمہاری زندگی میں بس کچھ گھڑیاں بچی ہیں۔۔۔اس کی کلائی پکڑتے سامنے کی۔۔یہاں کٹ لگے ہوئے تھے۔۔ خون بھی نکلا ہو گا۔۔اس کی آواز لرز گئی۔۔تمہارا خون اس خون کی قیمت نہیں چکا سکتا۔۔

ایک ایک بوند کا حساب لوں گا۔۔۔جب تمہاری جان نکلے گی تو آئی سوئیر تمہارے جسم میں ایک خون کا قطرہ بھی نہیں بچے گا۔۔اس کی آواز میں چٹانوں سی سختی تھی۔۔

تمہیں مجھ سے مسلہ تھا۔۔لیکن میری نور۔۔وہ تو معصوم تھی اسے تو ان چیزوں کا پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔اس کی کلائی پہ عالم کی گرفت جان لیوا تھی۔۔

وہ کب ہوش میں آئے گی تب کیسی حالت ہو گی ڈاکٹرز بھی نہیں جانتے۔۔ لیکن۔۔میں جانتا ہوں تمہاری کیسی حالت کرنی ہے۔۔وہ ٹھہر ٹھہر کے بولتا اس کی جان نکال گیا۔۔۔

سرفراز کے پاس اب بولنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔اس نے جتنا ظلم کرنا تھا وہ کر چکا تھا اب اس کی باری تھی۔۔مجھے بلیڈ اور مرچیں لا کے دو۔۔کبیر جو ابھی تک ایک طرف کھڑا تھا اسے حکم دیا۔۔

جی سر۔۔وہ سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا تو عالم اور اٹھا۔۔پھر مسکراتے ٹہلنے لگا۔۔کچھ دیر میں کبیر بلیڈ اور سرخ مرچیں لے آیا تھا۔۔سائڈ پہ پڑی کرسی اٹھا کے سرفراز کے سامنے رکھی اور سکون سے بیٹھ گیا۔۔

ہاتھ دو اپنا۔۔اپنی ا تھیلی گھٹنے پہ رکھتے کہا۔۔

م۔۔معاف۔۔

ہاتھ دو اپنا۔۔اس کی دھاڑ پہ تیزی سے سرفراز نے ہاتھ اگے کیا۔۔

پھر عالم نے بلیڈ سے اس کے ہاتھ پہ اڑے ترچھے گہرے کٹ لگانا شروع کیے تو درد سے چیخ اٹھا۔۔ایک مرد کی چیخیں پورے سیکرٹ وائلڈ ہاوس میں گونج رہی تھیں۔۔۔ اس کا ماس ہڈیوں سے الگ ہونے لگا تو مرچوں کا پورا ڈبہ اس کے زخموں پہ انڈیل دیا۔۔۔

یہ بے ہوش ہونے لگے تو کھولتا ہوا پانی پھینکنا اس پہ۔۔۔ کچھ دیر یہ کاروائی چلتی رہی تو کبیر کو ایک اور ہدایت دی ۔۔۔کبیر دوبارہ اندر چلا گیا۔۔

جب تک تمہارا خون نچڑ نچڑ کے ختم نہیں ہوتا ایسے ہی تڑپتے رہو۔۔۔ کرسی سے اٹھتے وہ پر سکون سا چلتا ہوا اپنے آفس میں گیا۔۔ کتنی دیر کا ضبط جو اس نے ٹوٹنے نہیں دیا تھا اندر آتے خود کو اس نے آزاد کیا۔۔۔

وہ مرد تھا چیخ نہیں سکتا تھا لیکن خاموش انسو تو بہا سکتا تھا۔۔

اس کی وجہ سے نور اتنی اذیت میں تھی۔۔ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دیا

ٹی پنک شرٹ اور وائٹ ٹراوزر میں ٹی پنک دوپٹے کو چہرے کے گرد لپیٹے وہ اپنی کلاس میں داخل ہوئی تو بچوں نے اسے اونچی آواز میں سلام کیا۔۔

جن کو جواب دیتے اس نے اپنی چیزیں ٹیبل پہ رکھی تھیں ۔۔وہ دسویں تک ایک پرائویٹ سکول تھا جہاں لڑکے اور لڑکیان اکٹھے پڑھتے تھے۔۔

آج کیا کرنا ہے۔۔۔بک سامنے رکھتے بچوں سے پوچھا۔۔

میم اج ہمارا ٹیسٹ ہے۔۔

اوکے۔۔تو پھر تیاری کیسی ہے۔۔

تیاری اچھی ہے۔۔بہت سارے بچوں کی آواز آئی۔۔

چلو پھر ٹھیک ہے۔۔ نکالو چیزیں اور باہر آجاو۔۔ خود بھی بک اٹھاتے باہر ائی۔۔ سارے بچے باہر نکلنے لگے۔۔ کچھ ہی دیر میں سبھی تھوڑے تھوڑے فاصلے میں پورے سکول میں پھیل گئے۔۔

ان کو ٹیسٹ لکھوا کے وہ ان کے دریمان چلتے نگرانی کرنے لگی۔۔ ساتھ ساتھ وہ کھڑکیوں سے جھانک کے اس داڑھی والے کو بھی ڈھونڈھ رہی تھی جو آج اسے بس میں بھی

نظر نہیں آیا تھا۔۔۔شاید وہ کل اس سے ڈر گیا ہو۔۔خود ہی سوچ کے وہ بے خیالی میں مسکرا دی۔۔

بس اتنی سی ہمت تھی مولوی صاحب میں۔۔ایک بار ڈرایا تو سکول آنا ہی بند کر دیا۔۔

اہو۔۔خیر ہے آج بڑا مسکرایا جارہا ہے۔۔شمائلہ جو اردو ٹیچر تھی پاس سے گزرتے اسے چھیڑا تو وہ سٹپٹا کے سیدھی ہوئی۔۔

ن۔۔ نہیں بس ایسے ہی۔۔

مسکراو۔۔ کہ یہ زندگی مسکرانے کے لیے ہی ہے۔۔ اسے دوبارہ مسکرانے کا کہہ کے وہ اگے چلی گئ تھی

ملیحہ ایک بار پھر ان کے درمیان چلنے لگی۔۔ سکول میں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔۔

مصروفت پھر سے بڑھنے لگی تو میر کی یاد آنا بھی کم ہو ہی گئی تھی۔۔شاید اللہ کو اس کے لیے کچھ اور منظور تھا۔۔

پر سکون سانس خارج کرتے ہوا کے سپرد کی۔۔

ساری رات اور اب آدھا دن بھی گزر گیا تھا اور نور کو ہوش نہیں آیا تھا ابھی۔۔اس کی ڈی این اے رپوٹس بھی ابھی تک نہیں آئیں تھی۔۔

اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھتے عالم نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما ۔۔جہاں پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔۔

میرا ابے بی۔۔مجھے پریشان مت کریں پلیز۔۔ جھک کے ہاتھ پہ لب رکھتے اسے پکارا۔۔مجھے تکلیف ہو رہی ہے آپ کو دیکھ کے نور۔۔وہ کتنا بے بس تھا۔۔دل بھی اپنی جگہ سہما سا تھا۔۔ڈاکٹرز نے چوبیس گھنٹے کا وقت دیا تھا جن میں سے سولہ گھنٹے تو گزر گئے تھے۔۔

آپ نہیں رہ سکیں گے نا۔۔اس کی آواز کانوں میں گونجی تو چونک کے نور کو دیکھا۔۔وہ ہنوز آنکھیں موندے اس کے صبر کا امتحان لے رہی تھی۔۔

کل جب اس نے اسے کہا تھا۔۔وہ اس کے بنا نہیں رہ سکے گا تو اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔

اور اب اس کا پور پور کہہ رہا تھا عالم نور کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا کے وہ اس کے بنا سانس لے

پائے گا۔۔وہ ہوش میں آئے گی تو ضرور اسے بتائے گا عالم کی کیا حالت ہوتی ہے۔۔

سر آپ کچھ دیر آرام کر لیں۔۔کبیر دستک دے کے اندر آیا تو عالم نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا۔۔وہ کل رات سے وہیں بیٹھا ہوا تھا نا کچھ کھایا تھا نا پیا تھا۔۔

سر۔۔پلیز اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو ہم۔۔

اگر نور کو کچھ ہو گیا تو۔۔اس کی آنکھوں میں دیوانگی ناچ رہی تھی۔۔کبیر اپنی آنکھوں سے ایک عاشق کو دیکھ رہا تھا

۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسی تھی اج کی قسط۔۔رومینس سے پاک۔۔دکھ سے بھری ہوئی۔۔اور جب نور کو پتہ چلے گا کہ عالم ہی ڈیمن ہے اسکاری ایکشن کیا ہو گا

اول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط17

کبیر اپنی آنکھوں سے ایک عاشق کو دیکھ رہا تھا جیسے سوائے اپنے محبوب کے اور کسی چیز کی پرواہ ہی نہیں تھی کسی اور کی تو دور کی بات اسے اپنی بھی پرواہ نہیں رہی تھی۔۔۔ کچھ دیر وہ وہیں کھڑا اسے تاسف سے دیکھتا رہا پھر باہر چلا گیا

۔۔

عالم اس کا ہاتھ پکڑے اس کے سفید چہرے پہ نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا۔۔وقت گزر رہا تھا لیکن نور کو ہوش کیوں نہیں آرہا تھا۔۔ گرے شرٹ کی شکنیں اس کی تھکاوت کا پتہ دیتی تھیں۔۔ہمشہ نفاست سے سیٹ بال ماتھے پہ بکھر گئے تھے۔۔

کبھی نور کے خاموش چہرے کو دیکھتا تو کبھی وقت کو۔۔

ڈاکٹرز تین سے چار بار چیک کر کے جا چکے تھے۔۔

ایک دن آئے گا ہم دونوں بچھڑ جائیں گے

اس اداسی کا کوئی دوسرا پہلو نہیں ہے

میرے ہاتھوں میں تیرا ہاتھ ہے شعبدہ گر

ہنس رہے ہیں کے میرے ہاتھ میں جادو نہیں ہے۔

اس کا ایک ہاتھ تھامے دوسرے ہاتھ کے ناخن دانتوں سے کاٹتے وہ بڑا بے چین تھا۔۔۔ایک ٹانگ مسلسل

حرکت میں تھی۔۔چوبیس گھنٹوں کے بعد آدھا گھنٹہ بھی اوپر ہو گیا اور پھر بھی نور کو ہوش نہیں آرہا تھا۔۔۔

آنکھوں میں انتظار کی نمی پھیلنے لگی تو اس نے پلکیں جھپکا کے اسے اندر دھکیلا۔۔

نور۔۔اٹھ کے آگے ہوتے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔میرا بے بی۔۔جھک کے اس کے نیلے پڑتے ہونٹوں پہ ہونٹ

رکھے۔۔ پھر اوپر ہوتے آنکھوں کو انگوٹھے کے پوروں سے ہلکا سا مس کیا۔۔

میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔ اٹھیں نا پلیز۔۔ میرا دل بند ہو جائے گا۔۔

دوبارہ ہاتھ تھامتے وہ اس کے قریب بیٹھا۔۔۔ لیکن نور تھوڑا بھی نہیں ہلی تھی۔۔۔ کتنی دیر وہ اسے دیوانہ وار

دیکھتا رہا۔۔۔وہ ہوش میں کیوں نہیں آرہی تھی۔۔یا کوئی اور مسئلہ تھا ڈاکٹر اسے بتا نہیں رہے تھے شاید۔۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر دوبارہ چیک کرنے آیا تو وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔۔

سب کچھ نارمل ہونے کے باوجود انہیں ہوش کیوں نہیں آرہا۔۔۔

سر ہم چیک کر رہے ہیں نا۔۔

کیا خاک چیک کر رہے ہو۔۔ وہ بس سانس لے رہی ہے

۔۔ تم لوگوں کو ڈاکٹر کس نے بنایا ہے۔۔ وہ دھاڑا۔۔

سر ہسپتال ہے شور نہیں کریں۔۔ جتنا ہم کر سکتے تھے اتنا
کر دیا ہے۔۔ اب آگے اللہ کی مرضی۔۔

میں آگ لگا دوں گا تم سب سمیت اس ہسپتال کو اگر میری
نور کو آدھے گھنٹے کے اندر اندر ہوش نا آیا تو۔۔ سرد لہجے
میں کہتے ڈاکٹر کا گریبان پکڑا۔۔

نرس نے آکے اسے چھڑوانا چاہا تو عالم نے اسے بھی جھٹک دیا۔

کرو چیک میں دیکھتا ہوں۔۔وہ اسے باہر بھیج دیتے تھے اب ڈاکٹر کے ساتھ کھڑا ہوا۔۔ڈاکٹر نے گھبرا کے نرس کو دیکھا۔۔

جلدی کرو۔۔نور کے ہاتھ میں لگی ڈرپ کھینچتے اس نے خون روکنے کے لیے اس پہ انگوٹھا رکھا تو ڈاکٹر نے اسے غصے سے دیکھا۔۔

دیکھیں۔۔ مسٹر آپ اب ہمارے کام میں دخل اندازی ۔۔

مائے فٹ دخل اندازی۔۔یہ ہسپتال ہی گھٹیا ہے۔۔لے کے جا رہا ہوں اسے یہاں سے۔۔ ہر چیز آس پاس سے ہٹاتے اس نے نور کو بیڈ سے اٹھالیا۔۔

آپ ایسے نہیں لے کے جاسکتے۔۔۔ ہسپتال کے کچھ رولز

۔۔

میں نہیں مانتا ان رولز اور ریگولیشنز کو۔۔ میرے راستے سے ہٹو ورنہ لحاظ نہیں کروں گا۔۔ اس نے نور کو اٹھایا ہوا تھا ورنہ ایک مکہ تو لازمی اس کے تھوبڑے پہ رسید کرتا۔۔ نرس سائیڈ پہ ہٹ گئی تو وہ نور کو ایسے اٹھا کے باہر نکل آیا

۔۔

نور۔۔اس کا چہرہ اپنے سینے سے لگاتے بالوں پہ لب رکھے وہ تیز تیز کوریڈ میں چل رہا تھا کبیر سامنے ہی ریسپشن کے سامنے پڑے بینچ پہ بیٹھا تھا۔۔اسے دیکھ کے تیزی سے کھڑا ہوا۔۔

خیریت ہے سر۔۔

ہاں۔۔ہمیں دوسرے ہسپتال جانا ہے۔۔۔۔کبیر کو گاڑی کھولنے کا اشارہ کیا تو وہ تیزی سے چلتا ہوا گاڑی تک آیا۔۔

عالم نور کو لیے پچھلی سیٹ پہ بیٹھا۔۔کبیر نے ڈرائیونگ سیٹ سنمبھال لی۔۔

عالم اسے مکمل گود میں لیے ہوئے تھا۔۔ابھی وہ لوگ آدھے راستے پہنچے تھے جب نور نے کسمساتے اپنا چہرہ اور اس کے اندر چھپانا چاہا۔۔۔اس بے چین مرد کا دل زور سے دھڑکا۔۔

نور میری جان۔۔اس کے بال ہٹاتے چہرہ دیکھا۔۔شاید وہ سکون اور دوائیوں کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔

م۔۔م۔۔ر۔۔۔خشک ہونٹوں میں زبان پھیرتے اس نے کروٹ لینی چاہی۔۔تو عالم نے اسے ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔

کبیر سپیڈ بڑھاؤ۔۔میری نور ٹھیک ہو جائے گی۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔میں ہوں نا۔۔اس کے بال پیچھے کر کے سمیٹتے محبت سے بھرپور لمس گال پہ چھوڑا۔۔۔

ع۔۔ا۔۔لم۔۔انہوں۔۔نے۔مارا۔۔اس کی آنکھیں ایک بار پھر بند ہونے لگی تھیں۔۔

میں انہیں تڑپا تڑپا کے ماروں گا۔۔ آئی سوئیر میں انہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔ پلیز آپ مجھے اذیت مت دیں ۔۔۔ آنکھیں کھولیں نور۔۔اس کی نیم وا آنکھوں میں اسے نمی تیرتی ہوئی محسوس ہوئی تھی ۔۔اسے تکلیف ہو رہی تھی شاید کہیں۔۔

ہسپتال کے سامنے گاڑی رکی تو وہ اسے احتیاط سے اٹھائے اندر آیا۔۔ پچھلے ہسپتال کی نسبت وہاں رش کم تھا پر سکون ماحول تھا۔۔ اسے اندر لاتے ڈاکٹر کو آواز دی جو جلدی ہی آگیا تھا۔۔

اس کے سارے ٹیسٹ دوبارہ ہوئے تھے۔۔ ڈی این اے ٹیسٹ کی رپورٹس بھی کلیئر آگئی تھیں جس کے لیے اس

کی جان پہ بنی تھی۔۔اگر وہ لوگ کچھ غلط کر دیتے وہ ساری زندگی اس چھوٹی سی لڑکی سے نظریں نا ملا پاتا۔۔

تین دن نور نے سونے جاگنے کی کیفیت میں گزارے تھے ۔۔اور تین دن عالم تھکاوٹ کے باوجود ایک منٹ بھی اس سے دور نہیں ہٹا تھا۔۔نا سویا تھا۔۔البتہ کھانا کبیر نے زبردستی اسے کھلایا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم نے ساری فوٹیج دیکھی ہے۔۔اور کتنے لوگ تھے وہاں ۔۔وہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا دوبارہ سیکرٹ وائلڈ ہاؤس میں انٹر ہوا۔۔

سر آٹھ دس لوگ تھے۔۔ان میں سے دو نے ان کے ساتھ بد تمیزی کی۔۔کبیر تقریباً اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے بول رہا تھا۔۔

ہم۔۔موبائل اور گھڑی اتار کے اسے پکڑاتے وہ بڑے روم میں داخل ہوا جہاں اس وقت سرفراز کے آدمی بند تھے۔۔سرفراز اسی دن ہی مر گیا تھا۔۔دروازہ اندر سے لاک کرتے ان کی طرف گھوما کبیر باہر ہی رک گیا تھا۔۔۔

شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے پیشانی کو مسلتے اس نے سرد نگاہ ان سب پہ ڈالی۔۔

کس کس نے میری بیوی کو۔۔بات ادھوری چھوڑتے اس نے لمباسانس کھینچا۔۔

سبھی خوف سے اسے دیکھ رہے تھے جس کے ہاتھوں کی رگیں پھول کے پھڑ پھڑا رہی تھیں۔۔

دو لوگ تھے۔۔سامنے آؤ۔۔

کچھ دیر انتظار کیا لیکن کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں سر کہ تھا۔۔

بار بار نہیں کہتا میں۔۔ تحمل سے چلتے وہ سوئچ بورڈ کے پاس آیا اور ایک بٹن اون کیا۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے سب کی چیخیں بلند ہوئی تھیں۔۔ کیونکہ جس دیوار کے ساتھ وہ سب بندھے تھے وہ لوہے کی تھی اور اس میں کرنٹ چھوڑا گیا تھا

۔۔

جلدی سے بتادو اس سے پہلے کے سب کی موت ہو جائے
۔۔اب کی بار کہنے کی دیر تھی سب نے دو لوگوں کی طرف
اشارہ کیا تو اس نے بٹن اوپر اٹھا دیا۔۔

تم سب دیکھ رہے تھے۔۔اور یہ دو۔۔اسے ایک ایک کر
کے دونوں کو کھولا۔۔وہ اتنے خوف زدہ تھے کے ایک کی
پینٹ گیلی ہو گئی۔۔

وہ لوگ اسے اچھے سے جانتے تھے جب وہ ڈیمن کے روپ میں ہوتا تھا تو کسی کی چیخیں۔۔ کسی کی آہ و بکا اس کے کانوں تک نہیں پہنچتی تھی۔۔ ان لوگوں نے اپنے باس کے کہنے پہ خود اپنی موت کو آواز دی تھی۔۔

ان کا باس تو مرا ہی تھا وہ لوگ بھی جان کی بازی ہارنے والے تھے۔۔

کیسے چھوا۔۔ایک کو گریبان سے پکڑتے اتنا فولڈ کیا کے اپنے ہی کالر سے اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔۔چند سیکنڈ میں اس کی آنکھیں ابل کے باہر آئیں۔۔

اور گردن ایک طرف لڑکھ گئی۔۔پھر دوسرے کے ساتھ بھی یہی سب دہرایا۔۔۔ان کو سکون کی نیند سلا کے باقی سب کو دیکھا۔۔

اگر تم لوگ کسی اور لڑکی کے ساتھ ایسا ہوتے دیکھتے تو شاید بخشے جاتے۔۔ لیکن وہ میری بیوی تھی۔۔اس کی سزا تو بہر حال تم لوگوں کو بھی ملے گی۔۔دوبارہ سوئچ بورڈ کے پاس جاکے کرنٹ والا بٹن اون کر دیا۔۔

جیسے اس دن دیکھا تھا ویسے ہی آج ایک دوسرے کو مرتے ہوئے دیکھو۔۔دیکھو کیسے جان جاتی ہے۔۔ تنفر سے پھنکارتے وہ کوئی اور ہی لگ رہا تھا۔۔جب تک وہ سب مر نہیں گئے وہ انہیں وہیں کھڑا دیکھتا رہا۔۔

پھر باہر نکلا تو کبیر گھبراہٹ سے سرخ ہوتے وہیں ٹہل رہا تھا۔۔

ان کی لاشوں کو ٹھکانے لگا دو۔

ج۔۔ج سر۔۔ہکلاتے وہ اندر آیا تو بے ساختہ ہونٹوں پہ ہاتھ رکھے۔۔کسی کے سر سے خون نکل رہا تھا کسی کے کان سے کسی کے منہ سے کسی کی ناک سے۔۔

بجلی سے شاید ان کے جسم کی تمام نسیں پھٹ گئیں تھیں
۔۔خود کو مضبوط کرتے کبیر نے فون کر کے کچھ آدمیوں کو
بلایا تھا۔۔پھر جلدی ہی پنش باکس خالی کر دیا گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عورت کے لیے سب سے ہائی جینک چیز اس کا دوپٹہ ہوتی
ہے۔۔۔جس کے ہونے سے اسے لگتا ہے وہ لوگوں کی
نظروں سے بچی رہے گی۔۔۔اس کی عزت محفوظ رہے گی

۔۔۔

لیکن وہاں سب سے پہلے اس کا دوپٹہ ہی کھینچا گیا تھا۔۔اس کے بعد کیا کیا ہوا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔۔پوری فلم جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے چلتی اور اس کے بعد دماغ صاف سلیٹ کی مانند ہو جاتا۔۔

نزہت اور مصطفی لوگ اس کی دوسری پھپھو کے گھر دوسرے شہر گئے ہوئے تھے انہیں تو کچھ معلوم ہی نہیں تھا۔۔

کروٹ لیتے اس نے سامنے لگے آئنے میں خود کو دیکھا ۔۔ان کچھ دنوں میں کیسے وہ مرجھا سی گئی تھی ۔۔خالی آنکھیں لیے وہ جب عالم کو دیکھتی تھی تو وہ نظریں چرا لیتا ۔۔

کتنے سوال تھے جو نور نے اس سے پوچھنے تھے لیکن زبان کھولنے کی ہمت نہیں تھی ۔۔گال کے نیچے ہاتھ ٹکاتے وہ سن سی یک ٹک ایک ہی چیز کو تکے جاتی ۔۔

اس نے عالم سے پوچھنا تھا ڈیمن کون تھا۔۔ جس غلط فہمی کے بناوہ اتنا عذاب جھیل ایی تھی اس کی حقیت کیا تھی۔۔

بیگم صاحبہ۔۔ دودھ پی لیں۔۔رانی ہلکی سی دستک دیتے ٹرے اٹھائے اندر آئی تو نور نے سر جھٹکا۔۔

مجھے نہیں پینا۔۔۔

کیوں نور بی بی۔۔

بس میرا دل نہیں کر رہا۔۔ پلیز

عالم صاحب کو پتہ چلا تو وہ مجھے مار دیں گے۔۔اس دن سے عالم کا چہرہ اتنا سپاٹ تھا کے اس سے بات کرتے ہوئے بھی سامنے والے کو ڈر لگتا بس جب نور کے ساتھ ہوتا تو چہرے پہ ہمہ وقت نرم سا تاثر رہتا۔۔

انہیں کون بتائے گا۔۔

میں خود۔۔ کیونکہ ہمیں آپ بہت پیاری ہیں۔۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ آپ کو کوئی مسلہ ہو۔۔ چلیں شاباش پی لیں ۔۔ پیار سے اس کے پاس بیٹھتے سامنے کیا تو نور نے پکڑ لیا۔۔

نظر لگ گئی ہے آپ دونوں کی جوڑی کو۔۔ صاحب سے کہوں گی وہ صدقہ اتاریں۔۔ کچھ دیر بعد اس سے خالی گلاس پکڑتے وہ اٹھ گئی۔۔

نور نے سر بیڈ کراؤن سے ٹکاتے اس کی پشت کو دیکھا۔۔

وہ اب اس کا پہلے سے زیادہ خیال رکھنے لگی تھی۔۔شاید عالم کے خوف سے۔۔

اس کے جانے کے کچھ دیر بعد دوبارہ دروازہ کھلا تو اس نے دروازے کی جانب دیکھا۔۔عالم آیا تھا۔۔۔

طبعیت کیسی ہے۔۔اس کے قریب آتے سب سے پہلے ماتھا چھوا پھر جھک کے مہر ثبت کی۔۔

ٹھیک ہوں۔۔۔اس کی مہک نتھنوں سے ٹکرائی تو اس نے سانس کھینچی۔۔

کھانا کھایا۔۔۔؟

جی۔۔؟

دودھ۔۔؟

ہوں۔۔

روئی تو نہیں ہیں۔۔اب کی بار بغور انکھوں کو دیکھا۔

اوہوں۔۔ نفی میں سر ہلایا۔۔

وہ اس کے پاس ہی ہوتا تھا زیادہ تر۔۔

چلیں پھر اٹھ کے چینج کریں۔۔ آج میں اپ کو اپنے ساتھ لے کے جاؤں گا۔۔۔ اس کا ہاتھ پکڑتے ہلکا سا دبایا۔۔

اسے افس جانا تھا۔۔

نہیں۔۔ میں یہیں رہوں گی۔۔ اس نے نفی میں سر ہلایا

کیوں۔۔۔

ا۔۔آپ پہلے مجھے سب کچھ بتائیں۔۔

نور۔۔ابھی نہیں۔۔آپ پہلے ٹھیک ہو جائیں پھر سب کچھ بتاؤں گا۔۔

نہیں۔۔آپ ابھی بتائیں۔۔ضدی انداز میں منہ پھیلایا۔۔تو عالم نے لب بھینچے۔۔

مجھے پتہ ہے آپ کیا جاننا چاہتی ہیں۔۔انہوں نے کچھ نہیں کیا اپ کے ساتھ۔۔

میرا دوپٹہ اتارنے کے بعد۔۔۔اس نے تیزی سے پوچھا۔۔

جی۔۔کمال ضبط کرتے عالم نے اپنے سخت ہونے والے تاثرات چھپائے تھے۔۔دل کر رہا تھا انہیں ایک بار پھر مار کے آئے۔۔

آپ کے حواس کھونے کے بعد وہ لوگ وہاں سے چلے گئے تھے۔۔

س۔۔سچ کہہ رہے ہیں۔۔اسے یقین نہیں تھا چہرہ ایک دم سرخ ہوا۔۔

میں آپ سے جھوٹ بول سکتا ہوں نور۔۔اس کے قریب ہوتے خود سے لگایا۔۔وہ کتنی ڈری ہوئی تھی۔۔

ا۔۔اور ڈیمن کون ہے۔۔اگلے سوال پہ عالم کا دماغ بھک سے اڑا۔۔اس کے خیال میں اسے ڈیمن کا نہی پتہ ہو گا۔۔

یہ کس نے کہا اپ سے۔۔بھنویں سکیڑتے تاثرات بگڑے۔۔

وہاں ان کا جو باس تھا۔۔اس نے کہا۔۔

کیا کہا۔۔وہ اس کا ہاتھ تھامتے اب کی بار تھوڑا سا اگے کو جھکا۔۔

کہ ڈیمن کی قسمت بڑی اچھی ہے جو اتنی خوبصورت بیوی ملی۔۔اس نے من و عن وہی جملہ دہرا تو عالم نے لب بھینچ لیے۔۔

ڈیمن میرا دوست ہے۔۔وہ اس سے جھوٹ نہی بول سکتا تھا لیکن پھر بھی بول رہا تھا۔۔

توپھر وہ مجھے کیوں لے کے گئے تھے۔۔انکھوں میں ہلکی سی نمی تیری تو عالم نے پہلو بدلا۔۔

انہیں لگا کے اپ ڈیمن کی وائف ہیں۔۔شاید اسی لیے۔۔

تواپ کو۔کیسے پتہ چلا میں وہاں ہوں۔۔اگلا سوال سوچتے کیا۔۔

مجھے میرے دوست نے ہی بتایا تھا۔۔اس کا لہجے میں زرا بھی لچک نہیں تھی۔۔اب بس چھوڑیں ان باتوں کو اپ اٹھیں اور ریڈی ہوں۔۔پھر چلتے ہیں۔۔

مجھے مما کے گھر چھوڑ دیں۔۔اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکالتے وہ سائڈ پہ کھسکی۔۔

نہیں۔۔جب تک آپ مکمل ٹھیک نہیں ہو نگی نہیں چھوڑوں گا۔۔ویسے بھی انہیں کچھ نہیں معلوم۔۔پتہ چلے گا تو پریشان ہو نگے۔۔

پھر میں نہی جاوں گی اپ کے ساتھ۔۔وہ بھی ضد پہ اڑ گئی۔۔

اوکے۔۔وہ مان گیا تھا۔۔اسے ہمیشہ اسی کی ہی تو ماننی تھی۔۔

نور نے دوبارہ کچھ نہیں کہا۔۔عالم اس کے پاس ہی بیٹھا رہا تھا۔۔جب تک وہ دوبارہ سو نہیں گئی۔۔پھر پاس سے اٹھ کے وہ فریش ہوا کپڑے چینج کیے اور لیپٹاپ لے کے وہیں صوفے پہ بیٹھ گیا۔۔

ان لوگوں نے اتنے دن سے مشن پہ کام کرنا بھی چھوڑا ہوا تھا۔۔اسے ابھی دیکھنا تھا۔۔افس میں الگ اتنا کام اکٹھا ہوا تھا۔۔جو نمٹانے والا تھا۔۔

ــــــــــــــ

پانچ دن بعد وہ دوبارہ اسکول آیا تھا آج حلیہ پہلے کی نسبت کچھ نارمل تھا شلوار قمیض پہ ڈریس کورٹ پہنے بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے وہ کافی خوبرو لگ رہا تھا۔۔

اسمبلی میں کھڑے اس نے سامنے کھڑی فی میل ٹیچرز کی لائین کو دیکھا اس میں اسے ملحیہ نظر نہیں آئی۔۔ آج وہ

بس پہ بھی نہیں آیا تھا ورنہ اسے پتہ چل جاتا کہ وہ آئی ہے یا نہیں۔۔

اسمبلی ختم ہونے کے بعد اس نے اپنی کلاس میں جانے کی بجائے آفس کی راہ لی۔۔ کیونکہ اسے کچھ دیر پہلے پرنسپل کا میسج ملا تھا کہ وہ اسمبلی کے بعد اس کے پاس آئے۔۔

اسلام و علیکم۔۔ سلام کرتے اندر داخل ہوا۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔شکر ہے آپ کو یاد آیا کہ ایک عدد اسکول بھی ہے جہاں آپ پڑھاتے ہیں۔۔ان کی مجبوری تھی اسے رکھنا۔۔

سوری سر۔۔دراصل فیملی میں تھوڑا مسئلہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے۔۔

آپ بتا بھی تو سکتے تھے۔۔پرنسپل نے کرخت آواز میں کہا تو وہ شرمندہ ہوا۔۔

سوری سر آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔

ہمم ٹھیک ہے جائیں۔۔اسے اجازت دی تو وہ اٹھ کے باہر آیا۔۔مولوی صاحب کی بے عزتی کی۔۔دیکھنا ایک دن ایسی ٹکا کے کروں گا نا کے۔۔خود میں بڑبڑاتے کلاس میں آیا۔۔بچے تیار بیٹھے تھے۔۔

پہلے تین چار پریڈز سکون سے گزارنے کے بعد اسے پھر سے ملیحہ کے لیے بے چینی ہوئی۔۔

سفینہ۔۔۔ادھر آؤ۔۔۔کلاس کی لڑکی کو بلایا۔۔

جاؤ۔۔پتہ کر کے آؤ انگلش کی مس آئی ہیں یا نہیں۔۔

۔نہیں آئی۔۔اس نے ایسے ہی بتا دیا۔۔

کل آئی تھی۔۔۔

جی سر۔۔آج ہی نہیں آئیں۔۔

ٹھیک ہے بیٹھ جاؤ۔۔۔جیب سے موبائل نکالتے اس کا

موبائل نمبر کھولا۔۔پھر اٹھ کے باہر نکل آیا۔۔

آج وہ اتنے دن بعد آیا تھا اور ملیحہ کی چھٹی تھی۔۔کال کرتے فون کان سے لگایا۔۔بیل جارہی تھی۔۔

جی اسلام و علیکم۔۔دوسری طرف سے نسوانی اواز آئی تو اس کی باچھیں کھلیں۔۔

مس ملیحہ ۔۔اج آپ سکول کیوں نہیں آئیں۔۔ آواز بھاری کرتے رعب سے پوچھا تو ملیحہ چونکی۔۔یہ پرنسپل کی آواز تو نہیں تھی۔۔اسے سمجھنے میں چند سیکنڈ لگے تھے۔

اور جو آپ پچھلے کئی دنوں سے نہیں آرہے تھے اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔اس کے جلے ہوئے انداز پہ کبیر کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھری۔۔

کچھ فیملی پرابلم کی وجہ سے نہیں آرہا تھا میں۔۔

بس میرا ابھی فیملی پروبلم ہی ہے۔۔

آپ نے مجھے مس کیا۔۔ کسی خیال کے تحت کبیر نے شوخی سے پوچھا تو ملیحہ نے فون ہی بند کر دیا۔۔

لگتا ہے شرما گئی ہے۔۔ فون ماتھے سے لگاتے مسکرایا۔۔ پھر واپس کلاس میں چلا گیا

____

شوٹ کے لیے معزرت۔۔طبعیت خراب تھی جس وجہ سے لکھ نہی سکی

ناول نور عالم

بائے ن ع

قسط نمبر 18

کس کا فون تھا۔۔ملیحہ غصے میں موبائل کو گھور رہی تھی تو پاس بیٹھی عابدہ نے چشمے کی اوٹ سے بغور اسے دیکھتے پوچھا۔۔

ایک داڑھی والا ہے۔۔

اس کے انداز تخاطب پہ عابدہ نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔۔

ایک داڑھی والا ہے۔۔ سکول ٹیچر ہے شاید بچوں کو اسلامیات اور قرآت پڑھاتا ہے۔۔

چاہتا کیا ہے یہ بتاؤ۔۔ اب وہ دلچسپی ظاہر کر رہی تھیں۔۔

فلرٹ کر رہا ہے اماں۔۔ اور ایسے ویسے کسی سے بھی شادی نہیں کروں گی میں۔۔ ان کے پاس سے اٹھتے سر سے ڈھلکتا دوپٹہ دوبارہ جمایا۔۔

توکیسے ویسے سے کروگی۔۔ آج کل شریف لوگوں کی کمی

ہے بری دنیا میں۔۔

اور وہ تو شریف لوگوں میں ہرگز نہیں آتا۔۔

پہلے دن سے وہ میرا پیچھا کررہا ہے آج سکول نہی گئی تو فون

کرکے پوچھنے لگا۔۔ بلکہ کہہ رہا تھا میں اسے مس کررہی

ہوں۔۔

توکیا تم نے نہیں کیا۔۔عابدہ نے کن اکھیوں سے اسے جانچا

۔۔

اماں۔۔ملیحہ نے دانت پیسے۔۔حد ہو گئی ہے یار۔۔بھلا میں کیوں اسے مس کروں گی۔۔

کیا پتہ ویسے ہی خیال آ گیا ہو۔۔

امااا۔۔اس نے لفظ کو کھینچا۔۔اگر اب آپ نے اس چھچھورے کا ذکر کیا تو میں نے بات نہیں کرنی آپ سے۔۔

ہاہا۔۔اچھا اچھا۔۔نہیں کرتی لیکن۔۔دھیان رکھنا اگر شادی وادی کے لیے کہے تو بتا دینا۔۔

وہ کیوں کہے گا شادی کے لیے۔۔

اس کا سر پھوڑ دوں گی۔۔پاوں پٹختے وہ وہاں سے اپنے روم میں چلی گئی۔۔اگر عورت ہر ایرے غیرے مرد سے باتیں کرنا شروع کر دے تو اس عورت کا معیار گر جاتا ہے۔۔۔

عورت تو خوشبو کی طرح ہوتی ہے بند شیشی کے اندر قید۔۔

اگر شیشی کو کھول دیا جایے تو اس میں سے خوشبو اڑ جاتی

ہے ایسے ہی اگر عورت کھل جائے تو اس کی حیا ختم ہو جاتی

ہے۔۔

میر سے محبت اس کے نادانی کے دنوں کی محبت تھی۔۔ اگر

وہ محبت آج کے دور میں ہونی ہوتی تو وہ کبھی اس سے محبت

نا کرتی اور نا ہی وہ اب اس داڑھی والے کو کوئی ایسی کمزروی

دکھانا چاہتی تھی۔۔۔

جو تکلیف اس نے اٹھائی تھی وہ تکلیف اپنی وجہ سے کسی اور کو نہیں دے سکتی تھی۔۔

غلطی کر دی تھی اماں کو بتا کے اب وہ پتہ نہیں کون کون سے خواب بن لیتیں۔۔ ویسے بھی وہ داڑھی والا اس سے کم سے کم چار پانچ سال تو چھوٹا ہی ہو گا۔۔ سر جھٹکتے وہ کمرے میں بند ہو گئی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلے دن صبح اس کی آنکھ کھلی تو ساڑھے اٹھ ہو رہے تھے ۔۔اسے آفس بھی جانا تھا جلدی سے فریش ہو کے نیچے آیا ۔۔

رانی ۔۔ کچن میں کھڑی رانی کو متوجہ کرتے قریب آیا۔۔۔

جی عالم صاحب ۔۔ وہ جو روٹی بیل رہی تھی آواز پہ اس کی طرف گھومی ۔۔

میں دس بجے تک آؤں گا دھیان رکھنا۔۔۔جب تک کال نا کروں لیونگ روم کا دروازہ نہیں کھولنا۔۔کوئی بھی ہو۔۔

اور نور کا خیال رکھنا وہ ابھی سو رہی ہیں جاگیں تو ناشتہ کروا دینا۔۔۔

جی عالم صاحب۔۔اس نے زور سے سر ہلایا۔

دروازہ نہیں کھولنا۔۔ایک بار پھر کہا۔۔تو وہ دوبارہ سر ہلا گئی

۔۔

ناشتہ۔۔اس کے پلٹنے پہ تیزی سے پوچھا۔۔

نہیں۔۔آفس میں ہی دیکھ لوں گا۔۔تم بس نور کا خیال رکھنا۔۔

جی۔۔صاحب آپ فکر نا کریں۔۔۔میں ان کا پورا خیال رکھوں گی۔۔وہ اس کے پیچھے پیچھے چلتی آئی۔۔پھر اس کے نکلتے اچھے سے دروازہ بند کر لیا۔۔

عالم نے جاتے ہوئے راجہ کو بھی سختی سے ہدایت دی تھی کہ وہ ہرگز کسی کے لیے بھی دروازہ نا کھولے۔۔

آج کل جو لوگ اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے وہ بڑے خطرناک تھے۔۔وہ جس کو بھی ایکسپوز کرتا تھا۔۔

کچھ عرصہ تک ان کے نشانات اس کی زندگی پر بھی اثر انداز ہوتے تھے۔۔ لیکن اب بات صرف اس کی نہیں تھی۔۔نورِ جبیں کی بھی تھی۔۔

جس کی حفاظت کرنا اس کا اولین فرض تھا۔۔دوبارہ وہ خود موت کے منہ سے بچا تھا۔۔

ایک بار جب وحشیاؤں کے اڈے پہ ان لوگوں نے ریڈ مارا تھا تب اور ایک بار بظاہر چھوٹے موٹے نظر آنے والے چوروں سے۔۔ از وقت مقابلے میں اسے تین گولیاں لگی تھیں۔۔

ٹوں ٹوں۔۔ اس کا موبائل بجا تو ایک نظر سامنے پڑے موبائل پہ ڈالی۔۔ خبیب کی کال تھی۔۔

اسلام و علیکم سر۔

وعلیکم اسلام۔۔گلا کھنکارتے آواز ٹھیک کی۔۔

سر۔۔ایک نیوز ہے۔۔صلاح الدین کی چھوٹی بیٹی چھ دن

سے غائب ہے۔۔اور ان کے خیال سے۔۔

وہ ہم نے غائب کی ہے۔۔اس کی بات کاٹی۔۔

جی سر۔۔

تو اب وہ کیا چاہتے ہیں۔۔بے تاثر انداز میں وہ سامنے دیکھ

رہا تھا۔۔

سر۔۔ان کا کہنا ہے کہ ہم ان کی فیملیوں میں گھس سکتے ہیں تو پھر وہ بھی نہیں چھوڑیں گے۔۔

دماغ خراب ہے اس کا۔۔ ہمیں کیا پتہ اس کی بیٹی کہاں ہے ۔۔عالم نے غصے سے فون کاٹ دیا۔۔فیملیوں میں گھسنا ہے انہوں نے۔۔

جبڑے بھینچے۔۔ آفس پہنچتے سب سے پہلے اس نے رانی کو کال کر کے پوچھا تھا نور جاگی ہے یا نہیں وہ ابھی تک سو رہی تھی۔۔

تسلی کر کے وہ میٹنگ میں چلا گیا تھا۔۔ جہاں اسے آدھا گھنٹہ لگا پھر آفس کی کچھ پینڈنگ فائلز تھیں جن پہ سائن کرنے تھے۔۔

وہ ریڈ کر کے سائن کیے۔۔سارا کچھ کرتے اسے دس بج ہی گئے تھے۔۔

دس بجے وہ دوبارہ گھر آیا تو نور ٹیوی لاونج میں ہی بیٹھی تھی ۔۔رانی فرش پہ تقریباً آدھی لیٹی صوفے کے نیچے سے شاید جھاڑو لگا رہی تھی فون بجنے پہ بھاگ کے فون اٹھایا۔۔

لگتا ہے عالم صاحب آ گئے ہیں۔۔دروازے کی جانب دیکھا تو عالم کھڑا اتھا۔۔فون اٹھانے سے پہلے بھاگ کے دروازہ کھولا۔۔

میں نے کیا کہا تھا صبح۔۔اندر داخل ہوتے گھورا۔۔

کہ جب تک میں نا آؤں دروازہ نہیں کھولنا۔۔

میں نے ایسا کہا تھا۔۔دوبارہ گھورا۔۔

ن۔۔ نہیں آپ نے کہا تھا فون نا آئے تب تک۔۔

تو فون اٹھایا تم نے۔۔ ایسے ہی کھول دیا۔۔

اب آپ ہی تھے دیکھ تو لیا تھا میں نے۔۔

جتنا کہوں اتنا کیا کروانی۔۔ دوبادہ کوئی حادثہ افورڈ ایبل نہیں ہے اب میرے لیے۔۔

سنجیدگی سے کہتے وہ نور کے پاس آیا۔۔ جو پیچھے مڑ کے ان دونوں پہ ایک نظر ڈال چکی تھی۔۔

اسلام و علیکم۔۔صوفے کی بیک پہ ایک ہاتھ رکھتے تھوڑا سا اگے جھک کے اس کے سر پہ بوسہ دیا۔۔

و علیکم اسلام۔۔نور نے بس جواب دینے پہ اکتفا کیا۔۔

اندر آئیں۔۔اگے ہو کے اس کا ہاتھ پکڑتے اٹھایا۔۔رانی دوبارہ کام میں مصروف ہو گئی تھی نور اٹھ کے اس کے ساتھ اندر آئی۔۔

مجھے کچھ دن مما کے گھر رہنے جانا ہے۔۔وہ اندر آ کے ابھی جوتے اتارنے کے لیے بیٹھا ہی تھا تو نور نے نئی فرمائش کی ۔۔سر اٹھا کے عالم نے اوپر دیکھا۔۔

کتنے دن۔۔پھر پوچھا۔۔

دس پندرہ۔۔نارمل انداز سے کہا لیکن عالم کے ہاتھ رکے ۔۔

دس پندرہ دن۔۔کچھ کم نہیں ہیں۔۔دو تین ماہ کر لیں۔۔

کیا واقع۔۔وہ مسکرائی تو عالم نے اسے سنجید گی سے گھورا۔۔

صبح جاتے ہوئے چھوڑ جایا کروں گا واپسی پہ لے آیا کروں گا
۔۔

نہیں۔۔مجھے چوبیس گھنٹے وہیں رہنا ہے۔۔آپ سارا دن گھر نہیں ہوتے رات کو آ کے سو جاتے ہیں۔۔

پورا ہفتہ ہو گیا ہے نور میں آفس کو وقت نہیں دے رہا صرف آپ کے لیے۔۔اور اب بھی آپ کو شکائت ہے مجھ سے۔۔عالم کا لہجہ تھوڑا اکھڑا تو نور خاموش ہو گئی۔۔

کتنی دیر دونوں کے مابین خاموشی چھائی رہی عالم ساتھ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں واپس آ کے بیڈ پہ ٹکا تو نور انگلیاں چٹخاتے سوچ میں گم تھی۔۔اج کل وہ لڈو کھیلنا بھی ترک کر چکی تھی۔۔

مجھے آپ پھپو کے گھر چھوڑ دیں۔۔بہت دیر سوچنے کے بعد پھر سے عالم کو مخاطب کیا۔۔آئی پیڈ پہ چلتی انگلیاں لمحہ بھر ساکت ہوئی۔

وہاں کس لیے جانا ہے۔۔

میں یہاں اکیلی ہوتی ہوں۔۔مجھے ڈر لگتا ہے۔۔

وہاں سب کے ساتھ بھی محفوظ نہیں ہو نگی۔۔اپنی پھپو کا تو پتہ ہی نہیں ہے جیسے۔۔

تو۔۔میں کیا کروں پھر۔۔محفوظ تو یہاں بھی نہیں ہوں رانی اور راجہ کتنا ساتھ رہ سکتے ہیں۔۔

میں ان سے بات بھی نہیں کر سکتی نا کچھ کہہ سکتی ہوں۔۔

آخر میں لہجا بھیگا تو عالم نے گہرا سانس لیا۔۔

ٹھیک ہے۔۔شام کو پھر چھوڑ آؤں گا۔۔لمحے میں فیصلہ کیا

۔۔

پھر وہیں رہوں گی میں۔۔تصدیق کے لیے پوچھا

توعالم نے سر ہلا دیا۔۔وہ خوش ہو گئی تھی۔۔

عالم کو اس کی خوشی کے علاوہ اور کچھ چاہیے بھی نہیں تھا لیکن وہ خود بے چین رہتا۔۔پھر شام کو وہ اسے نزہت بیگم کی طرف چھوڑ آیا تھا وہ لوگ بھی ایک دن پہلے ہی واپس آئے تھے۔۔کچھ دیر وہاں بیٹھ کے وہ واپس گھر آ گیا تھا۔۔

نور کا شاید وہاں کچھ دل بہل جاتا۔۔اتنا بڑا بیگ بھر کے لے کے گئی تھی۔۔

موبائل اور گھڑی سائڈ ٹیبل پہ رکھتے وہ بھی جلدی سو گیا تھا

____

اگلے دن بس پہ وہ پچھلے دروازے سے سوار ہوئی تھی۔۔

آج کل وہ داڑھی والا جان بوجھ کے سامنے والے

دروازے پہ کھڑا ہوتا تھا اور ملیحہ اسے بڑی مشکل سے برداشت کرتی تھی۔۔۔

اندر جاتے سامنے دیکھا کئی مرد حضرات کھڑے ہوتے تھے سامنے دروازے پہ نظر دوڑائی تو وہ اسے نظر نہیں آیا ۔۔دل میں شکر ادا کیا کے کم سے کم آج اس کی شکل تو نہیں دیکھنی پڑے گی۔۔۔

ایکسکیوز می۔۔ابھی وہ اسی سوچ میں غلطاں تھی جب اپنی بائیں جانب سے آتی آواز پہ اچھلی۔۔

کیسی ہیں مس ملیحہ ہارون۔۔آج تو ہمارے بھاگ ہی کھل گئے ہیں جو آپ ہمارے ساتھ براجمان ہوئی ہیں۔

اس سے پہلے کے وہ تیزی سے اٹھتی۔۔کبیر نے اپنی سریلی آواز میں اس کے کانوں میں زہر گھولا۔۔وہ کھول اٹھی تھی

۔۔

اصل میں وہ سمجھی تھی ساتھ والی سیٹ پہ کوئی عورت بیٹھی ہے جو سر پہ سفید دوپٹہ لیے ہوئی ہے۔۔در حقیقت وہ کبیر تھا جو اپنا سفید سافہ سر پہ پھیلا کے کیے ہوئے تھا۔۔

ملیحہ لب بھینچتے اس کے پاس سے اٹھ گئی۔۔

میں آپ کے ساتھ براجمان ہونے کی بجائے سارے راستے کھڑا ہونا پسند کروں گی۔۔

چباچبا کے کہتے اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔۔ کبیر محفوظ ہوتے پھیل کے بھیٹ گیا۔۔

نہیں تو ناسہی۔۔ ہم کو سامرے جارہے ہیں۔۔ جیب سے موبائل نکالتے اسے بتایا کے وہ بھی اسے اگنور کر سکتا ہے ۔۔

ملیحہ اس سے منہ ماری کرنے کی بجائے چلتے ہوئے اگلے سرے پہ پہنچ گئی۔ عجیب پاگل آدمی ہے۔۔ بڑبڑاتے اب

وہ آگے جگہ تلاش کر رہی تھی پر اور کوئی سیٹ خالی نہی تھی۔۔

مجبوراً اسے سارے رستے کھڑے ہو کے آنا پڑا۔۔

کبیر سارا دن اسے دیکھ کے ہلکی ہلکی سیٹیاں بجاتا رہا۔۔ چھٹی ٹائم وہ پہلے نکل آئی تھی

کبیر بعد میں آیا تو محترمہ پہلے ہی کسی عورت کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔۔ ایک تپی ہوئی مسکراہٹ کبیر کی طرف

اچھالتے ملیحہ نے بھی اپنے بیگ سے موبائل نکال کے اون

کیا۔۔

وہ بھی تو ڈٹ کے اسے اگنور کرتی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نور کو گئے دو دن ہوئے تھے اس نے نا اسے کال کی تھی نا ہی

کوئی میسج۔۔۔

عالم نے ایک بار نزہت بیگم کو کال کر کے اس کے بارے میں پوچھا تھا وہ اگر وہاں خوش تھی تو ٹھیک تھا۔۔لیپ ٹاپ گود میں رکھا وہ بیڈ پہ نیم دراز تھا۔۔

صاحب۔۔۔چائے۔۔رانی نے دروازہ بجایا۔۔

لے آؤ۔۔اسے آواز دیتے وہ دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا۔۔

جس سکول میں کبیر تھا وہاں بھی کوئی ان لیگل کام ہو رہا تھا
۔۔وہ لوگ مجرم کو قانونی طریقے سے پکڑتے۔۔

ایسے لوگ جو سرکاری عہدوں پہ فائز تو ہوتے ہیں لیکن
اندر ہی اندر اسی سرکار کو کھا رہے ہوتے ہیں۔۔

ان کے لیے بھی آگے ایجنسیاں بنائی جاتی ہیں۔۔ جہاں کے
میمبر خاموشی سے اپنا کام سرانجام دے جاتے ہیں اور کسی
کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔۔

صاحب۔۔باہر دو آدمی کھڑے ہیں۔۔انٹر کام پہ اسے وائس میل موصول ہوا تو اس نے گیٹ کا سی سی ٹیوی اون کرتے دیکھا۔۔

انہیں وہ جانتا نہیں تھا۔۔۔

اچھا آتا ہوں میں۔۔انہیں اندر بلانے کی بجائے وہ خود باہر آیا۔۔۔دو شلوار قمیض میں ملبوس آدمی اس سے ملنے کے لیے ائے تھے۔۔

باہر نکلتے اس نے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

کیا آپ عالم صاحب ہیں۔۔۔ان میں سے ایک نے بڑی شرافت سے پوچھا۔۔۔

جی۔۔عالم ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں تھا۔۔کہیے۔۔

اصل میں ہمیں آپ کا انٹرویو کرنا ہے۔۔۔اب کی بار دوسرا بولا۔۔

کس لیے۔۔اسے حیرت ہوئی۔۔ڈیمن کا انٹرویو ہو سکتا تھا لیکن عالم کا کیوں۔۔

جی وہ سر ہم نے بہت ساری ڈیفرنٹ کمپنیز کے مالکوں کا لیا ہے۔۔ آپ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں۔۔

آئی ایم سوری ابھی میں فری نہیں ہوں۔۔ پھر کبھی۔۔

گھڑی پہ ٹائم دیکھتے انکار کیا۔۔ پھر واپس پلٹا۔۔

اس سے پہلے کے وہ دروازہ کھول کے اندر جاتا اسے اپنی کمر پہ پستول کی نال محسوس ہوئی تھی۔۔کچھ لمحوں کے لیے وہ ساکت سا کھڑا رہا۔۔پھر ہاتھ اٹھاتے واپس گھوما۔۔

مسٹر عالم میر۔۔آپ کو ایک بار کہی بات سمجھ نہی آتی شاید ۔۔ہم نے آپ کا انٹرویو کرنا ہے۔۔اندر چلیں۔۔۔اور سٹ اپ کروائیں۔۔۔۔

عالم بنا مزاحمت کیے ان کے آگے تھا۔۔ دروازہ کھولتے ایک قدم آگے رکھا۔۔ دونوں آدمی جڑے ہوئے تھے جیسے اس کے ساتھ۔۔ اندر آتے اس نے واپس دروازہ بند کیا۔۔

گن زمین پہ رکھو۔۔ وہ اپنی جون میں واپس آیا۔۔۔

ہاہا۔۔ ہمیں بتاؤ زرا۔۔ ہم تمہیں قتل کرنے والے ہیں اور تم۔۔ دونوں ہنسے۔۔ ان کی ہنسی ختم ہوئی تو عالم ہنسا۔۔

سائڈ پہ کھڑا راجہ اپنے صاحب کو ہنستے دیکھ کے بدمزہ ہوا ۔۔کیونکہ وہ ہنستے ہوئے کسی شہزادے کی طرح نہیں دیو کی مانند لگتا تھا۔۔

راجہ۔۔انہیں بتاؤ میں کون ہوں۔۔جو ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے ان کو وہیں سے کمر پہ رکھ کے پر سکون انداز میں دونوں کی جانب دیکھا۔۔

دا۔۔ڈیمن۔۔۔راجہ نے فخریہ انداز میں کہا۔۔

پہلی بات۔۔۔میں کسی کو انٹرویو نہیں دیتا۔۔ دوسری بات اگر تم عالم کا انٹرویو لینے آئے تھے تو بہت بڑی مسٹیک کر دی تم نے۔۔

اور تیسری بات اب جو مسٹیک میں کروں گا۔۔اس کے بعد تم لوگ اپنے پیروں پہ تو چل کے گھر نہیں جاسکتے۔۔

بات ختم کرنے سے پہلے ہی اس نے ایک ٹانگ ہوا میں لہراتے پستول والے کے ہاتھ پہ ماری۔۔

وہ جو ہکا بکا اسے دیکھ رہا تھا اپنے ہاتھ سے گن کو دور لڑکھتے دیکھ کے ہوش میں آیا۔۔اس کک کے بعد ان کی جو شامت لگی تھی۔۔

وہ کسی کو بتانے سے قاصر تھے لنگڑاتے ہوئے دونوں کو اپنی جان بچا کے وہاں سے بھاگنا ہی پڑا تھا۔۔عالم کے ہاتھ سے بھی خون نکل رہا تھا۔۔

لیکن ان دو آدمیوں کو رپورٹ کرنا تھا یقیناً یہ لوگ اس پولیس اسٹیشن والے واقعے سے ہی تعلق رکھتے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کے درمیان نے پھر اس کی واش روم کے لیے انکھ کھلی تو ہاتھ بڑھا کے موبائل تلاشا۔۔ جو اسے تکیے کے پاس پڑے مل گیا تھا۔۔ اپنے روم میں وہ اس وقت اکیلی ہی تھی۔۔

موبائل روشن کیا تا کہ لائٹ جلا سکے۔۔ ایک لمحے کے لیے اسے لگا روم میں کوئی ہے دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

ڈرتے موبائل کی ٹارچ اون کر کے سامنے دیکھا تو کوئی نہی تھا۔۔ ایسے ہی دل پہ ہاتھ رکھتے ٹارچ گھما کے بیڈ کی دوسری سائڈ دیکھی تو جان حلق میں ائی۔۔

اس سے پہلے کہ اس کی چیخ بر آمند ہوتی دو مضبوط ہاتھوں نے اس کے جبڑے دبوچتے چیخوں کا گلا گھونٹ دیا۔۔

نوور کی آنکھیں باہر ابل ائی تھیں۔۔اس کے ہاتھ سے موبائل لیتے عالم نے اپنے چہرے پہ روشنی ڈالی کہ اسے پتہ چل سکے کون ہے۔۔

میں ہوں۔۔عالم۔۔

ا۔۔ا۔۔اپ اس وقت یہاں۔۔غصے اور اور خوف سے گھورتے اسے اپنے اوپر سے دھکہ دیا۔۔ابھی میں مر جاتی ۔۔اپ کو ڈرامے کرنے ہیں۔۔۔

ایسے ہی مر جاتیں۔۔اس کے ہاتھوں کو پکڑتے اپنے سینے پہ ہی رہنے دیا۔۔۔وہ ابھی کچھ دیر پہلے ایا تھا۔۔

اس وقت رات کے کون سی ضرورت پیش اگئی تھی اپ کو ۔۔روہانسے ہوتے اپنے ہاتھوں کو نکالا چاہا تو عالم نے اس کے ہاتھ پکڑ کے اپنی کمر کے گرد باندھے۔۔سر سینے سے لگاتے ایک پر سکون سانس خارج کی۔۔

مجھے سانس نہی ارہی تھی۔۔اس کے بالوں پہ لب رکھتے گھمبیر انداز میں کہا تو نور ششدر رہ گئی۔۔کچھ دیر ایسے ہی اسے خود سے لگائے رکھا۔۔

طبعیت کیسی ہے میرے بے بی کی۔۔پھر پیچھے ہوتے اس کا چہرا اوپر کیا۔۔

ٹھیک ہوں میں۔۔کیا ہونا ہے مجھے۔۔کنفوز ہوتے اسے دیکھا۔۔انکھوں میں ابھی نیند بھری تھی۔۔

کچھ بھی نہیں۔۔اور اللہ اپ کو کچھ کرے بھی نا۔۔اسے خود میں سمویا۔۔

مجھے واش روم جانا ہے۔۔اس سے دور ہوتے بیڈ سے اتری عالم نے موبائل کہ روشنی لگا کے رکھی تو اس نے سلیپر ڈھونڈھ کے پہنے تھے۔۔پھر جب تک وہ نہیں ائی عالم اس کا موبائل چک کرتا رہا۔۔

اپ اس وقت کیوں آئے ہیں۔۔ صبح اجاتے۔۔ چہرا اور ہاتھ ٹاول سے صاف کرتے وہ باہر ائی تو عالم اس کے تکیے پہ سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔۔

اس وقت بہت طلب تھی۔۔ صبح تک کیا پتہ۔۔

اب ایسی باتیں تو نا کریں۔۔ وہ اس کی بات کا مطلب سمجھتے بے چین سے ہو گئ۔۔

یہاں تو ائیں۔۔وہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی تو عالم نے قریب بلایا۔۔

مما لوگوں کو پتہ ہے۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم۔لیتے وہ قریب چلی ائی۔۔

نہیں۔۔بس ابھی کچھ دیر پہلے ایا ہوں۔۔اسے اپنے قریب کرتے لیٹنے کی جگہ دی۔۔وہ ہچکچاتے لیٹ گئی۔۔

مجھے ابھی کچھ نہی کرنا۔۔۔اسے پہلے بتایا۔۔

مثلاً۔۔کیا نہی کرنا۔۔

جس کی اپ کو طلب ہو رہی ہے۔۔وہی۔۔

مجھے کس چیز کی طلب ہو رہی ہے۔۔؟اس نے الٹا سوال کیا

تو نور نے گھورا۔۔

مجھے نہی پتہ عالم۔۔وہ اس کی طرف کروٹ لیتے اوپر اٹھی

تاکہ ٹھیک سے گھور سکے اور عالم نے موقع کا فائدہ اٹھا کے

اپنا سر اوپر کرتے اس کے نم ہونٹوں سے اپنے ہونٹ

چھوئے۔۔

لیکن مجھے تو کرنا ہے اور شدت سے کرنا ہے۔۔۔اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے اسے اپنے اوپر ہی رکھ لیا۔۔

میں ابھی ٹھیک نہی ہوں نا۔ایک اور بہانہ سوچا۔۔۔

اچھا ابھی تو کوئی کہہ رہا تھا وہ بلکل ٹھیک ہے۔۔موبائل کی مدھم روشنی میں بھی وہ نور کا گلال ہوتا چہرا دیکھ سکتا تھا

ہاں وہ ویسے ٹھیک ہے لیکن اس چیز کے لیے نہی۔۔۔ماتھا اس کی ٹھوڑی پہ ٹکاتے اس نے جیسے خود کو چھپا لیا۔۔

میری انکھوں کا نور۔۔کمر پہ ہتھیلی مس کرتے اسے ایسے ہی رہنے دیا۔۔

اپ سے ایک بات پوچھوں۔۔کچھ سوچتے نور نے سر اوپر اٹھایا۔۔

ہاں جی۔۔

اپ واقع صرف رومینس کے لیے ائے ہیں۔۔

بلکل۔۔اس کے علاوہ بھی کوئی وجہ ہو اکتی تھی۔۔

اپ کسی اور کے پاس چلے جاتے۔۔اسے برا لگا۔۔مطلب وہ صرف جسمانی طلب کے لیے ہی اس کے پاس اتا تھا۔۔

کسی اور کے پاس کیوں جاتا جب میرا اپنا نور میرے پاس ہے تو۔۔

جس چیز کی اپ کو ضرورت ہے وہ کوئی بھی پوری کر دیتی ہے۔۔

مطلب۔۔۔عالم کا دماغ شاٹ ہوا۔۔وہ کیا سوچ رہی تھی

۔۔ایک دم سیدھے ہوتے اس کا سر تکیے پہ رکھا۔۔

اپ نے ابھی کیا سوچا ہے میرے بارے میں۔۔اس کے

بالوں کو پیچھے کرتے درشتگی سے گھورا تو نور گھبرا گئی۔۔

نہیں اپ کو ایسا کیوں لگا میں اپ کے لیے بس جسمانی حد

تک تعلق رکھتا ہوں۔۔وہ اس سے پوچھ رہا تھا

ہاں جی۔۔۔نور کے پاس جواب تھا اس بات کا۔۔

اپ کو اگر میری روح سے کوئی لگاؤ ہوتا تو مجھے فون کرتے ۔۔انکھوں نے بھی جیسے شکوہ کیا تھا۔۔۔

نور۔۔مجھے جسم اور روح کی طلب کا تو نہیں پتہ۔۔ لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کے اپ میرے لیے ان سب ماروی چیزیوں سے کہیں اوپر ہیں۔۔

نا مجھے اپ سے کوئی دھوئیں دار عشق ہے نا میں اپ کی محبت میں دیوانہ ہو سکتا ہوں۔۔ہاں اتنا ضرور ہے کہ اپ کی غیر موجودگی میری سانسوں میں بے ربطگی پیدا کرتی ہے۔۔

اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں لیے وہ پر یقین تھا۔۔

نور کے پاس اور کوئی شکائت باقی بچی ہی نہیں تھی۔۔۔وہ چند لائینوں میں سارے سوالوں کے جواب دے چکا تھا۔۔

اپ کو مجھ پہ یقین ہے۔۔اس کے گال انگوٹھے کے پوروں سے سہلاتے نم انکھوں میں جھانکتے پوچھا۔۔

ہوں۔۔۔اس نے گردن ہلا دی۔۔

تو اس اعتبار کو عالم میر کبھی ٹوٹنے نہی دے گا یہ میر اواعدہ

ہے اپ سے۔۔ جھک کے اس کی انکھوں پہ لمس چھوڑا۔۔

ڈاک بلوائیز میں نورا اپنے لیے محبت دیکھ سکتی تھی۔۔

سوری۔۔ پھر نظریں اٹھا کے اس کے ماتھے کی لائنوں کو

دیکھا۔۔

سوری کہنے کا فائدہ۔۔ پیچھے ہوتے چت لیٹ گیا۔۔ دل تو

اپ نے توڑ دیا ہے میرا۔۔

اچھانا۔۔میں جوڑ دوں گی۔۔اس کی طرف رخ کرتے اس کے چوڑے سینے پہ اپنا ہاتھ رکھتے ناخن ہلکے سے کھبوئے ۔۔

ان ناخنوں جو تو کاٹیں یار۔۔اس کا ہاتھ پکڑتے اپنی انکھوں کے سامنے کیا۔۔

کیوں۔۔اتنے اچھے تو لگتے ہیں۔۔

کیا خاک اچھے لگتے ہیں۔۔چڑیل کی طرح۔۔

نہیں اب اپ کو ان سے کیا پرابلم ہے۔۔اتنے اچھے تو ہیں

۔۔

ہاں رات کو جو یہ میرا حشر نشر کرتے ہیں وہ میں ہی جانتا ہوں۔۔ناخنوں کو قریب کرتے نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔

وہ اپنی محبت ایسے ہی جتاتا تھا۔۔

ہاں تو اپ کو کچھ تو سزا ملنی چاہیے نا۔۔۔میں ہی کیوں تکلیفیں اٹھاؤں ساری۔۔

اہاا ا۔۔اب لوگوں کو ہماری قربت سے تکلیف ہوتی ہے

اس نے افسوس سے سر ہلایا تو نور اس کے کندھے سے سر

ٹکاتے سرخ پڑی۔۔

کیسی تھی قسط۔۔۔یار اج میرا لکھنے کا ارادہ نہیں تھا طبعیت

خرابی کی وجہ سے پھر سوچا۔۔ایک تو شوٹ دیتی ہوں اوپر

سے ایک دن کا گیپ دے دوں گی تو اپ لوگوں نے رولا پا

دینا ہے۔۔اچھا۔۔سب یہ بتاو عید کے کتنے سوٹ بنائے

میں نے زندگی میں پہلی دفعہ ایک عید پہ تین سوٹ بنائے ہیں 🙈

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط19

واپس کب جائیں گے۔۔کچھ دیر بعد نور نے سر ذرا سا اوپر اٹھاتے پوچھا۔۔

ابھی نا چلا جاؤں۔۔

ہاں بے شک۔۔ آرام سے کہا۔۔

آپ واپس کب آرہی ہیں گھر۔۔عالم نے اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائیں۔۔

ابھی تین دن ہوئے ہیں۔۔۔ تین ماہ تک کوئی ارادہ نہیں ہے وہاں آنے کا۔۔

اچھا۔۔عالم سنجیدہ ہوا۔۔وہ کتنے سکون سے اتناوقت بتا رہی تھی۔۔اور عالم کا دل کر رہا تھاوہ اسے ابھی لے جائے ۔۔

نوراس کے صرف اچھا کہنے پہ مطمئن نہیں ہوئی۔۔لیکن کہا کچھ نہیں۔۔

چھوٹی موٹی باتوں کے درمیان دو تین گھنٹے بھی گزر گئے تو عالم اس کے پاس سے اٹھا۔۔نور کو بھی سخت نیند آرہی تھی ۔۔

مما لوگوں سے تو مل لیتے۔۔

پھر کبھی۔۔اپنا موبائل نکالتے لائٹ اون کی پھر کھڑکی کی طرف جاتے نیچے کود گیا۔۔

نور تیزی سے اٹھ کے کھڑکی پہ آئی تو وہ اپنی جینز جھاڑ رہا تھا
۔۔ پھر لائٹ اوپر کرتے کھڑکی کی جانب دیکھا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ ایک مطمئن سمائل پاس کرتے وہ
آنکھوں میں نیند کا خمار لیے فکر مند سی لڑکی کو دیکھتا رہا۔۔

اب جائیں۔۔ نور ریلنگ پہ ہاتھ رکھے آگے کو جھکی ہوئی
تھی۔۔

پھر ہاتھ ہلاتے وہ غائب ہو گیا۔۔نور بھی واپس کمرے میں آگئی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سڑک پہ گاڑیوں کی رفتار دیکھتے ملیحہ ایک طرف رش کم ہونے کے انتظار میں کھڑی تھی آج کسی وجہ سے بس نہیں آئی تھی اور اسے سڑک کے پار ٹیکسی سٹینڈ تک جانا تھا ۔۔صبح کے وقت ویسے بھی گاڑیوں کا رش زیادہ ہوتا ہے۔۔

پہلے تو کتنی دیر ایسے کھڑی رہی پھر ایک طرف کنارے کنارے چلنے لگی۔۔کچھ آگے جا کے اسے ٹیکسی کھڑی نظر آگئی تھی۔۔

ایکسکیوز می۔۔ شیشے پہ انگلی مارتے اندر والے کو متوجہ کیا۔۔ جو آنکھوں پہ گاگلز اور چہرے کو صافے سے ڈھانپے ہوئے تھا۔۔

جی باجی جی۔۔ڈرائیور نے شیشیہ تھوڑا سا کھولا۔۔

مجھے سکول تک جانا ہے اگر چھوڑ دو۔۔

بیٹھو باجی۔۔اس نے پلٹ کے دروازہ کھولا تو وہ بیٹھ گئی۔۔
وہ ڈرائیور کی سیٹ کے پیچھے بیٹھی تھی تا کہ وہ اسے دیکھ نا سکے۔۔سارے راستے یا تو وہ باہر دیکھتی آئی تھی یا سر جھکا کے کبھی گود میں پڑی بک کے اوپر لکھے انگلش کے چند الفاظ پڑھ لیتی۔۔

باجی آپ کہاں رہتی ہیں جی۔۔ آواز کو تھوڑا ابھاری کرتے کبیر نے مر رسے اسے دیکھنا چاہا۔۔

گھر میں۔۔ ملیحہ نے سیٹ کی پشت کو ایسے گھورا جیسے وہ سوال پوچھنے والے کو گھور رہی ہو۔۔۔

اوہو۔۔۔ مطلب باجی گھر کہاں ہے جی۔۔۔۔ گاڑی درمیانی سپیڈ پہ رکھتے وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔۔

زمین پہ۔۔ پھر الٹا جواب دیا۔۔

زمین کے کون سے حصے میں جی۔۔۔ دانت پیستے کبیر نے اس کے الٹے جواب کو ہضم کیا۔۔

پاکستان میں۔۔اس نے پھر تحمل سے جواب دیا تو کبیر کلس کے رہ گیا۔۔

باجی آپ یہ بتائیں آپ کہاں سے آرہی ہیں جی۔۔۔ سوال کو اور انداز میں پوچھا گیا۔۔

اپنی ڈائری نکالو۔۔اب ملیحہ نے اسے سائڈ مرر سے دیکھا ۔۔کبیر نے جلدی سے ڈائری نکالی۔۔

اب لکھو۔۔

باجی ایک منٹ جی۔۔اس نے آگے پیچھے دیکھتے گاڑی ایک طرف موڑتے کھڑی کی۔۔ملیحہ کو اس پہ شدید تپ چڑھی تھی ایک تو وہ لیٹ ہو رہی تھی اوپر سے ڈرائیور بھی عجیب انسان تھا۔۔

بہت بد تمیز ہو تم۔۔ گاڑی رکتے دیکھ کے ملیحہ نے سوچا وہ یہیں اتر جائے تو بہتر ہے۔۔

باجی بتمیزی کہاں کی ہے جی۔۔ میں تو آپ کو عزت دے رہا ہوں جی۔۔

کرایہ پکڑو۔۔۔اسے اس کے جی جی سے کوفت ہونے لگی تھی جلدی سے پیسے نکال کے اسے پکڑا ائے۔۔ اور دروازہ کھول کے باہر نکلنا چاہا۔۔

باجی جی۔۔ ہم آپ کو منزل پہ ہی پہنچا کے دم لیں گے۔۔۔

آدھے راستے میں تھوڑی اترنے دیں گے۔۔ گاڑی دوبارہ

سٹارٹ کرتے سڑک کی طرف لی۔۔ ملیحہ کے اندر خوف کی

لہر دوڑی۔۔ کہیں یہ کوئی غلط انسان ہی نا ہو۔۔

لیکن وہ اسی راستے پہ جارہا تھا جہاں سے وہ روز گزرتی تھی

۔۔خود کو مضبوط کرتے بیٹھی رہی

سکول کے پاس پہنچتے اس نے ہاتھ بڑھا کے کرایہ باکس کے اوپر رکھا جو پہلے اس نے لینے سے انکار کر دیا تھا۔۔

کبیر نے ایک نظر پیسوں کو دیکھا پھر اٹھا لیے۔۔ویسے بھی اپنی محنت کی کمائی وصول کر لینی چاہیے۔۔ گاڑی ایک طرف روکتے پہلے اسے اترنے دیا۔۔ پھر خود اترا۔۔ ملیحہ اندر چلی گئی تو وہ بھی اپنے گاگلز اور صافہ ایک طرف رکھتے باہر نکل آیا۔۔

اصل میں جس بس پہ وہ پہلے آتا تھا اس نے روٹ چینج کر لیا تھا۔۔وہ پہلے کبیر کے سٹاپ سے گزرتی تھی۔۔اگر وہاں نہیں آئی تھی تو یقیناً ملحہ کے سٹاپ پہ بھی نہیں جاتی۔۔

پھر کبیر نے سوچا اور دماغ لڑاتے اس نے اپنے ایک دوست سے ٹیکسی ایک دن کے لیے پکڑی۔۔اسے پتہ تھا ملحہ کو بس نا ملی تو ٹیکسی پہ ہی جائے گی۔۔

لیکن وہ ٹیکسی کس کی ہو گی یہ نہیں پتہ تھا۔۔ سو اس نے اپنا دماغ تھوڑا سا اور لڑایا اور ٹیکسی اس طرف کھڑی کی جس طرف وہ کھڑی ہوتی تھی۔۔۔ تھوڑا قسمت نے ساتھ دیا اور تھوڑا اس کے دماغ نے۔۔ آج پھر وہ ملیحہ کے ساتھ ہی سفر طے کر کے پہنچا تھا۔۔

بابا آفس جاتے مجھے گھر چھوڑ دیجئے گا۔۔وہ تینوں اس وقت ناشتے کی ٹیبل پہ موجود تھے۔۔نور نے چائے کا سپ لیتے پہلے نزہت بیگم کو دیکھا پھر مصطفیٰ صاحب کو۔۔

عالم خود نہیں ائے گا لینے۔۔نزہت نے اسے گھورا۔۔

نہیں۔۔وہ مصروف ہیں۔۔

ایسی بھی کیا مصروفیت ایک چکر بھی نہیں لگایا۔۔۔اب کی بار مصطفیٰ صاحب نے جواب دیا۔۔

کہیں لڑائی کرکے تو نہیں آئی مما۔۔

آپ کو کیوں لگتا ہے ایسا۔۔بس میں انہیں سرپرائز دینا چاہتی ہوں۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے سرپرائز دینے کی۔۔شام کو لے جائے گا۔۔

بابا۔۔آپ چھوڑ دینا پلیز۔۔ مما کو چھوڑیں۔۔

پہلے آیا ہی نا کرو پھر۔۔جب یہاں رہا نہیں جاتا تو۔۔

تین چار دن تو ہو گئے ہیں۔ وہ روہانسی ہوئی۔۔ نزہت جان بوجھ کے اسے کمزور کرتی تھیں۔۔۔

جب آئی تھیں تب کہا تھا مہنے سے پہلے واپس نہیں جاؤں گی۔۔۔

اچھا اب جا رہی ہے تو جانے دو نا کیا پرابلم ہے تمہیں۔۔ جائے جائے۔۔ میں نے کب روکا ہے۔۔ اسے گھورتے وہ ناشتہ کرنے لگیں۔۔

نور جلدی سے چائے ختم کر کے اپنا سامان اٹھا کے باہر لے آئی تھی۔۔ پھر مصطفی صاحب نے ناشتہ کر کے اس کا سامان گاڑی میں رکھا۔۔

بابا۔۔ مجھے پہلے شاپنگ بھی کرنی ہے۔۔۔

شاپنگ۔۔۔؟ مجھے دفتر سے دیر ہو جائے گی۔۔ انہوں نے ٹائم دیکھا نو بجنے والے تھے۔۔

تھوڑی سی بابا۔ بس دس منٹ کی۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے۔۔وہ لوگ مال کے سامنے رکے۔۔

اصل میں وہ چاہتی تھی عالم کے جانے کے بعد گھر پہنچے۔۔

کچھ دیر مال میں ادھر ادھر گھومنے کے بعد وہ واپس گاڑی

میں آئی تو خالی ہاتھ تھی۔۔

کچھ ملا تو ہے نہیں۔۔منہ بسورتے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی۔۔

لینا کیا تھا مجھے بتاؤ۔۔

اصل میں میں نے۔۔وہ رکی۔۔کپڑا لینا تھا تھوڑا سا۔۔

۔پھر سوچ کے بتایا۔۔

توماں کو کہتی وہ ساتھ آجاتی۔۔

بس چھوڑیں۔۔عالم کے ساتھ جاؤں گی تو لے لوں گی۔۔

مصطفی صاحب نے دوبارہ گاڑی سڑک پہ ڈال دی تھی۔۔

دس منٹ میں وہ اسے گھر کے سامنے ڈراپ کے کے خود

آفس چلے گئے۔۔

نور نے بیل بجائی تو اندر سے راجہ نے آئی ہول سے اسے

دیکھا پھر دروازہ کھول دیا۔۔

صاحب گھر پہ ہی ہیں۔۔نور اندر آئی۔۔راجہ اس کا سامان اٹھا کے اندر لے آیا۔۔

نہیں۔۔وہ تو چلے گئے ہیں۔۔

اوکے۔یہ سامان میرے کمرے میں رکھ دیں۔۔اسے کہتے وہ خود اندر آگئی رانی ڈرامہ دیکھنے میں مصروف تھی اسے دیکھ کے خوش ہو گئی۔۔

شکر ہے نور بی بی آپ آگئی۔۔ قسم سے میں اتنے دنوں سے بور ہو رہی تھی۔۔زبردستی اس کے گلے لگتے گالوں میں پپیاں لیں۔۔

نور نے جھنجھلاتے اسے دور کیا۔۔اچھا نا۔۔۔ پھر گھورا تو وہ کھسیانی ہوتے کچن سے جوس لینے چلی گئی۔۔

نور کچھ دیر وہاں بیٹھ کے روم میں چلی آئی تھی۔۔ ہر چیز ویسے ہی تھی جیسے وہ چھوڑ کے گئی تھی۔۔

بندہ یہ گلاس ہی اٹھالیتا ہے یہاں سے۔۔ صوفے کے قریب پڑے چھوٹے ٹیبل پہ گلاس ویسے ہی موجود تھا ۔۔گلاس میں تھوڑا سا پانی جو بچا تھا وہ بھی پڑا تھا۔۔ اسے خالی کرنے کی بھی زحمت نہیں کی۔۔

بڑبڑاتے گلاس اٹھا کے باہر آئی۔۔ پھر رانی کو تھوڑی سی ڈانٹ پلا کے پر سکون ہوتے واپس روم میں آگئی۔۔ عالم کو ابھی نہیں پتہ تھا شام کو جب وہ آتا تو یقیناً اسے دیکھ کے

سرپرائز ہوتا۔۔موبائل اٹھا کے بیڈ پہ نیم دراز ہوتے گیم کھیلنے میں مصروف ہو گئی

چھٹی کے وقت وہ باہر نکلی تو وہی ٹیکسی دروازے پہ کھڑی تھی۔۔شدید حیرت کا شکار ہوتے اس نے آس پاس ڈرائیور کو تلاش کیا۔۔جو اسے کہیں نظر نہیں آیا تھا۔۔

چلیں مس۔۔اس کے ساتھ جانے والی دو لڑکیاں اس کے قریب آئیں تو وہ متوجہ ہوئی۔۔

چلو۔۔ایک نگاہ گاڑی پہ ڈالتے وہ دوسری طرف پلٹی پھر ٹھٹک کے رک گئی۔۔کیونکہ اس گاڑی میں داڑھی والے محترم بیٹھ رہے تھے۔۔

تم لوگ جاؤ۔۔دانت چباتے وہ ان لڑکیوں کو بھیج کے گاڑی کے قریب آئی پھر دروازہ کھول کے بیٹھ گئی۔۔

مجھے گھر بھی ڈراپ کر دیں گے۔۔ کبیر جو گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا۔۔۔ حیرت سے پیچھے مڑ کے دیکھا۔۔۔

پھر دانت دکھاتے زوروشوروں سے گردن ہلائی۔۔

کیوں نہیں باجی۔۔جی۔۔

بہت ڈھیٹ انسان ہو تم۔۔ جان بوجھ کے مجھے ایمپریس کرنے کے لیے چھچھورے بنے ہوئے ہو نا۔۔

نہیں نہیں۔۔ میں جان بوجھ کے نہیں بنا۔۔

تو اور کیا پیدا ائشی ہو۔۔سیدھے ہو کے بیٹھتے اب اسے کوئی خوف محسوس نہی ہو رہا تھا۔۔

یہی سمجھ لیں۔۔ادا سے گردن کو خم دیتے اسے دیکھا۔۔

سامنے دیکھ کے گاڑی چلاؤ۔۔وہ لوگ مین سڑک پہ آچکے تھے۔۔۔

اب تو بتا دیں۔۔کچھ دیر کی خاموشی کے بعد دوبارہ بولا

کیا۔۔

کہ مجھ سے شادی کریں گی۔۔۔

تم مجھ سے چھوٹے ہو۔۔اس نے اعتراض کیا

لگتا تو بڑا ہوں نا۔۔

عمر کیا ہے تمہاری۔۔ملیحہ نے اس کی چوڑی جسامت سے
نظریں چراتے باہر دیکھا۔۔۔وہ خوبصورت تھا کسی بھی
لڑکی کی خواہش ہو سکتا تھا لیکن ملیحہ کی نہیں۔۔

یہی کوئی چوبیس پچیس سال۔۔

میں انیتس کی ہوں۔۔ تم۔مجھے باجی ہی کہا کرو تو بہتر ہے

۔۔

عمر کا مسلہ نہیں ہے۔۔بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے آپ کے لیے

۔۔شادی کے بعد بے شک آپ بڑوں والی دھونس جما لینا

۔۔

اچھا۔۔اگر اتنے ہی سیریس ہو تو فیملی کو بھیجو میرے گھر

۔۔ملیحہ کو یقین تھا یہاں آ کے اس کی بس ہو جائے گی۔۔

لیکن نہیں۔۔وہ کبیر تھا۔۔اپنا مشن جب تک مکمل نا کر لیتا

پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔۔

او کے اپنا ایڈریس بتائیں پھر۔۔

یہیں سٹاپ پہ آ جانا۔۔

ایک منٹ۔۔۔کبیر کا موبائل بجنے لگا تو اسے روکا۔۔دا

ڈیمن کا نام جگمگا رہا تھا۔۔فون ریسیو کرتے کان سے لگایا۔۔

اسلام و علیکم سر۔۔

اس وقت کہاں ہو۔۔وہ اس وقت میٹنگ میں تھا۔۔اسے ابھی رانی نے میسج کر کے بتایا تھا کہ نور گھر آگئی ہے۔۔

جبکہ وہ ابھی نہیں چاہتا تھا نور وہاں آئے۔۔اس کے گھر اس دن دو آدمیوں نے حملہ کیا تھا۔۔اور آگے کا بھی کوئی پتہ نہیں تھا۔۔

جی سر میں ڈرائیو کر رہا ہوں گھر جا رہا تھا خیریت۔۔ ساتھ ہی پوچھا

گھر نہیں۔۔ ایک کام کرو۔۔ جہاں بھی ہو پہلے میرے گھر جاؤ اور نور کو پک کرو۔۔ وہ اسے واپس ماموں کے گھر جانے کا بھی نہیں کہہ سکتا تھا اور اپنے گھر بھی نہیں بھیج سکتا تھا موم کی وجہ سے۔۔

کہاں چھوڑنا ہے انہیں۔۔کبیر نے پوچھا۔۔گاڑی وہ سلو کر

چکا تھا۔۔

سیکرٹ وائلڈ ہوم ہی لے جاؤ۔۔لیکن احتیاط سے۔۔

انہیں میرا پتہ نا چلے۔۔

جی سر۔۔

عالم نے فون بند کر دیا تو کبیر نے گاڑی گھمائی۔۔

یہ کہاں جا رہے ہو مجھے تو چھوڑ دو پہلے۔۔

صرف پانچ منٹ کی دوری پہ ایک سواری اٹھانی ہے۔۔۔

پھر آپ کو ڈراپ کر دوں گا۔۔اسے تسلی سے جواب دیتے

وہ سپیڈ بڑھا رہا تھا۔۔

پہلے مجھے چھوڑ دو۔۔یا یہیں اتار دو میں اگے نہیں جاؤں گی

میں۔۔غصے سے وہ گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی تھی لیکن کبیر

ان سنی کرتے سامنے دیکھتا رہا۔۔۔

دیکھو تم مجھے کہیں۔۔

ہاں اغوا کر رہا ہوں۔۔شادی کے لیے مان جائیں نہیں تو اور بھی بہت کچھ کروں گا۔۔کبیر سنجیدہ ہوا تو ملیحہ خاموش ہو گئی۔۔اب ایسا بھی نہیں سوچا تھا اس نے۔۔گاڑی ایک طرف روکتے کبیر اترا پھر گاڑی لاک کی اسے امید نہیں یقین تھا ملیحہ بھاگ جائے گی۔۔

لاک کر کے وہ بیل کے پاس آیا۔۔پھر عالم کو کال کی کہ وہ گیٹ پہ کھڑا ہے۔۔عالم نے رانی کو کال کر کے کہا تھا کہ نور کو باہر بھیجے۔۔

کچھ دیر بعد نور باہر آئی تو انجان آدمی کو دیکھ کے ٹھٹکی۔۔۔

اندر بیٹھی ملیحہ نے نور کو نہیں دیکھا تھا ابھی۔۔

بھابھی۔۔مجھے آپ کو کچھ دیکھانا ہے میرے ساتھ آئیں

۔۔

ہیں ہیں۔۔کون ہو آپ اور بھابھی۔۔کس خوشی میں۔۔

ایک تو سر نے اسے یہ بھی کہا تھا کہ ڈیمن کا نہیں بتانا اب

اگر وہ اسے بتاتا عالم نے کہا ہے تو جب وہاں جاتی تو یقینا

اسے چوٹ پہنچتی اور اگر ڈیمن کا بتاتا تو اس نے خوف سے وہیں مر جانا تھا۔۔

کچھ سوچتے زبردستی اس کے چہرے پہ ہاتھ رکتے گاڑی تک لایا پھر ایسے ہی زبردستی پچھلی سیٹ پہ بٹھاتے اسے شرمندگی بھی ہوئی لیکن کام تو کرنا تھا۔۔

جلدی سے خود گاڑی میں بیٹھتے گاڑی بھگالی۔۔جب تک نور کو سمجھ آئی تھی وہ لوگ سڑک پہ پہنچ چکے تھے۔۔

دوسری طرف بیٹھی ملیحہ کو لگا وہ اسے پہلے کہیں دیکھ چکی ہے لیکن کہاں۔۔

مجھے اتارو۔۔ نہیں تو میں تمہارا سر پھوڑ دوں گی۔۔ نور ڈرائیورنگ سیٹ کے پیچھے کھڑے کبیر کے بال نوچ رہی تھی۔۔ تکلیف سے جبڑے بھینچے کبیر نے مشکل سے اس آفت لڑکی کو برداشت کیا تھا۔۔

کبیر مجھے ڈر لگ رہا ہے تم سے اب۔۔ کیوں اسے ایسے اٹھا کے لائے ہو۔۔

کبیر نے کوئی جواب دیئے بنا اسے گھورا۔۔ پھر ڈیمن کو میسج کیا کہ اس نے نور کو اٹھالیا ہے۔۔

بیٹھ جاو آرام سے۔۔ پھر ایک ہاتھ سے نور کا بازو پکڑتے اسے پیچھے کرنا چاہا۔۔

ا۔۔ آپ کو بھی اس نے اٹھایا ہے نا۔۔ نور نے پلٹ کے ملیحہ کو دیکھا تو ساکت رہ گئی۔۔

ملیحہ ہارون۔۔ وہ کیسے بھول سکتی تھی اس لڑکی کو۔۔ بس ایک بار دیکھا تھا تو دماغ میں ہی رہ گئی تھی۔۔

سن ہوتے وہ پیچھے بیٹھ گئی۔۔ ملیحہ اسے ابھی تک پہچان نہیں پائی تھی کے اسے کہاں دیکھا تھا اس نے۔۔

ی۔۔یہ کون ہے۔۔ڈرتے ڈرتے کبیر سے پوچھا۔۔

یہ۔۔وہ رکا۔۔پھر مڑ کر میں اس کا چہرہ دیکھا۔۔یہ ہماری ٹیم میمبر ہیں۔۔

ت۔۔تم۔کون ہو۔۔پھر کبیر سے پوچھا اسے اب ڈر لگ رہا تھا۔۔کبیر بڑی مشکل سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔جیسے تیسے کر کے اس نے پہلے ملیحہ کو اس کی جگہ پہ اتارا۔۔پھر نور کو

قابو کیا جو ملیحہ سے پہلے نیچے اتری تھی۔۔لوگ دیکھ رہے تھے۔۔

ب۔بھابھی۔۔کبیر اس کے پیچھے اترا۔۔کچھ لوگوں نے ناگواری سے انہیں دیکھا تھا۔۔

کبیر نے آگے بڑھ کے نور کو پکڑ کے دوبارہ گاڑی میں ڈالا۔۔

اوئے۔۔ چھوڑو بچی کو۔۔ایک درمیانی عمر کی آنٹی جو قریب ہی ریڑھی سے سبزی لے رہی تھیں بھاگ کے ان کی طرف آئی تو ملیحہ نے انہیں روکا۔۔۔

یہ بہن ہے اس کی۔۔ آپ فکر نا کریں۔۔ کبیر تب تک نور کو اندر بٹھا کے دوبارہ گاڑی لاک کر چکا تھا۔۔ ملیحہ جاتے جاتے۔اس پہ احسان کر گئی تھی۔۔

نہیں ہوں بہن اس کی یہ مجھے زبردستی۔۔۔ گاڑی سٹارٹ کرتے کبیر نے اسے ایک ہاتھ سے پکڑا ہوا تھا جو آگے بڑھ کے گاڑی ان لاک کرنے کی کوشش میں تھی

۔۔بڑی۔ مشکل سے اس نے وہاں سے گاڑی نکالی۔۔

تمہیں عالم چھوڑیں گے نہیں وہ اسے ایک ہاتھ سے تھپڑ مار رہی تھی۔۔۔۔

بیٹھ جائیں آرام سے۔۔ کبیر کو غصہ آیا تو ایک دم دھاڑا۔۔

وہ سہم کے پیچھے ہوئی۔۔

اپ کو سینس نہیں ہے ذرا بھی پتہ نہیں سر کو کیا نظر ایا ہے

اپ میں۔۔ ہلکا سا بڑبڑایا۔۔ڈرائیورنگ کر رہا ہوں میں۔۔

ت۔۔تو۔۔ گھبراہٹ سے وہ دروازے کے ساتھ چپکی

۔۔ اللہ جی۔۔ اب کیا ہو گا۔۔ عالم کو تو معلوم بھی نہیں تھا

وہ وہاں آئی ہے۔۔۔

انہیں لگے گا وہ مما کے پاس ہے تو پھر۔۔وہ ڈھونڈھیں گے نہیں مجھے۔۔۔چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے خوف کو زائل کرنے کی کوشش کی۔۔اسے ڈر لگنے لگا تھا۔۔گاڑی ویرانے سے ہوتے جنگل کی طرف جا رہی تھی۔۔

ت۔۔تم۔مجھے کہاں لے کے جا رہے ہو۔۔۔۔پھپڑاتے ہونٹوں سے وہ دعا بھی مانگ رہی تھی۔۔

آپ کو ایک محفوظ جگہ پہ پہنچانا ہے۔۔۔۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ کچھ نہیں ہو گا۔۔

ک۔۔ کیا کچھ نہی ہو گا۔۔ میرے عالم کو نہیں پتہ اور میں یہاں محفوظ جگہ۔۔ تم مجھے واپس چھوڑ کے آؤ مجھے نہیں پتہ ۔۔ اس نے پھر سے غصے میں اسے گھورا۔۔۔

وہ لوگ بس پہنچنے والے تھے۔۔ کبیر نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔۔ کچھ دیر بعد گاڑی ایک لکڑیوں کے موٹے تنے

سے بنی ہوئی ایک چار دیواری کے پاس رکی۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے دو دیواریں پیچھے کو سلائڈ ہوئیں تو گیٹ کھل گیا۔۔

نور نے حیرت سے وہ دیکھا تھا۔۔ اندر جاتے ہی وہ گیٹ ویسے ہی دوبارہ بند ہو گیا جو دیکھنے میں دیوار کا حصہ ہی لگتا تھا ۔۔ کبیر نے گاڑی مین آفس یعنی ڈیمن کے روم کے سامنے روک دی پھر اتر کے نور کو باہر انے کا کہا۔۔

نہ۔۔نا۔۔ نہیں آؤں گی۔۔وہ دوسری طرف دروازے سے لگی۔۔

دیکھیں نور بھابھی۔۔ یہاں آپ کو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہو گا۔۔پلیز اتریں۔۔۔

ن۔ن۔۔نا۔۔نا۔ نہیں۔۔میں نہیں۔۔ اسے ڈر لگ رہا تھا ۔۔پہلے بھی کچھ لوگ اسے اٹھا کے لے گئے تھے یہاں بھی اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا تو۔۔۔ ہرگز نہیں وہ گاڑی سے باہر نہیں نکلے گی۔۔پکا ارادہ کرتے خود کو مضبوط کیا۔۔

کبیر کچھ دیر اسے کنوینس کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ نہیں اتری تو دروازہ ایسے کھلا چھوڑ کے خود دور جا کے کھڑا ہو گیا پھر ڈیمن کو انفارم کیا کہ وہ نور کو لے آیا ہے۔۔

ان کا اچھے سے خیال رکھا کسی قسم کی کوئی تکلیف نا ہو۔۔
ڈیمن کا واپس میسج ریسیو کرتے کبیر نے برا سا منہ بنایا۔۔

کیا اچھے سے خیال رکھنا۔۔ یہ تو باہر نکلنے کو تیار نہیں ہیں۔۔

بڑبڑاتے وہ دو گھنٹے وہاں کھڑا رہا اور نور باہر نہیں نکلی۔۔ اخر

تھک کے اس نے ڈیمن کے روم کا دروازہ کھول دیا۔۔

بھابھی جب آپ یہاں بور ہونے لگیں تو اندر روم میں چلی

جایئے گا میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔۔

نور نے اسے تب سے اب تک صرف سخت گھوریوں سے ہی نوازا تھا پھر سے وہی عمل دہرایا۔۔کبیر کندھے اچکاتے وہاں سے چلا گیا۔۔

نور کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی پھر اٹھ کے باہر نکلی اور کمرے کے دروازے تک آئی۔۔

پھر ناب پہ ہاتھ رکھتے گھمایا تو وہ کلک کی آواز پہ کھلتا چلا گیا ۔۔ایک دم سے خوشبو کا جھونکہ ناک سے ٹکرایا۔۔

ع۔۔عالم۔۔یہ خوشبو عالم کی ہی تو تھی۔۔اندر آتے دروازہ بند کر دیا۔۔سامنے آفس تھا پھر ایک دروازہ فھا جسے کھول کے وہ اندر آئی تو بیڈ روم تھا۔۔ہر چیز نفاست سے سیٹ تھی۔۔

عالم نے مجھے یہاں بلوایا ہو گا۔۔سوچتے وہ بیڈ پہ ٹک گئی۔۔ پھر نیم دراز ہوتے وہ کب نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا

ــــــــــــــــــــــ

عالم میٹنگ سے فارغ ہو کے پہلے گھر گیا تھا۔۔رانی شاید رات کے لیے کھانا بنا رہی تھی اسے دیکھ کے باہر آئی۔۔

اسلام و علیکم صاحب جی۔۔

و علیکم اسلام۔۔وہ اسے جواب دیتے سیدھا اندر آیا۔۔نور کا سامان اور موبائل سامنے ہی پڑے تھے۔۔

جنہیں ایک نظر دیکھ کے وہ ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔۔

بلیک کلر کی شرٹ اور بلیک ہی پینٹ نکالی۔۔ پھر باتھ روم میں گھس گیا کچھ دیر بعد باہر آیا تو رانی اس کی کافی رکھ کے جا چکی تھی۔۔ جسے اس نے بڑے بڑے گھونٹ لیتے ختم کیا ۔۔

اسے نور کے پاس جانا تھا پتہ نہیں وہ کیسی ہوتی۔۔ بال برش کرتے پیچھے کی طرف سیٹ کیے پھر چہرہ موسچرائز کرتے ہلکا

سا تھپتھپایا۔۔ڈسک بلو آئیز میں وہ اس وقت سکون ہی سکون تھا۔۔

کف فولڈ کرتے ایک بار پھر نور کا موبائل دیکھا پھر اٹھالیا ۔۔ چلو وہاں لڈو ہی کھیل لے گی۔۔ سوچ کے ہونٹ پھیلے ۔۔وہ اسے تو بھول سکتی تھی لیکن لڈو نہیں۔۔

بس ایک بار جب وہ اس ٹروما سے گزری تھی تب اس نے لڈو چھوڑی تھی ورنہ اگر وہ غصے میں ہوتی تب بھیلڈو

ناراض ہوتی تب بھی فارغ ہوتی تب بھی ہر حال میں اسے نشہ تھا۔۔

برا تھا لیکن وقت گزاری کے لیے اس کے پاس دوسرا کوئی آپشن نہیں تھا فلحال۔۔عالم کچھ دیر میں سیکرٹ وائلڈ ہاؤس پہنچ گیا تھا۔۔اس کے روم کے سامنے گاڑی ویسے ہی کھڑی تھی۔۔اندر آتے وہ بیڈروم میں آیا تو نور مزے سے سو رہی تھی۔۔

ویری نائیس۔۔۔مجھے فکر ہو رہی تھی آپ کی اور آپ سو رہی ہیں۔۔ قریب آتے بند آنکھوں پہ ہلکے سے ہونٹ مس کیے۔۔۔پھر اس کا موبائل سائڈ پہ تکیے کے قریب رکھتے کچھ دیر بیٹھا رہا۔۔

وہ بچاری جو اسے سرپرائز کرنے والی تھی خود سرپرائز ہو گئی تھی۔۔عالم اس کی نیند ڈسٹرب کیے بنا نیم واہو نٹوں کو چومتے باہر چلا ایا۔۔

شام ہوتے ہی سب اپنے کمروں سے باہر نکل آتے تھے
ابھی بھی آہستہ آہستہ باہر چہل قدمی بڑھنے لگی تھی۔۔۔
آفس سے باہر آیا پھر سب کو اشارہ کر کے بلایا۔۔

یہاں آپ لوگوں کے علاوہ اب کوئی اور بھی ہے اور میں نہیں چاہتا کے وہ آپ لوگوں کی وجہ سے کسی بھی پریشانی میں مبتلا ہوں۔۔ ان کے لیے میں یہاں موجود نہیں ہوں لیکن چوبیس گھنٹے میں یہیں ہوں۔۔

یہاں نا کوئی گولی چلے گی نا ہی کوئی ہلا گلا۔۔خاموشی سے اگر کسی نے پریکٹس کرنی ہے تو وہ ان دیواروں سے باہر جا کے کر سکتا ہے۔۔ سختی اور سنجدیگی سے سب کو دیکھتے بھاری آواز گھونج رہی تھی۔۔

خبیب اور عالیان۔۔۔تم دونوں اس روم کے باہر اپنی کرسیاں رکھ لو۔۔یہاں سے ایک قدم بھی ہلے تو دوبارہ ٹانگوں کے ساتھ پاؤں نہیں رہیں گے۔۔

یس سر۔۔دونوں نے سر ہلایا۔

اور باقی سب سخت احتیاط کریں گے۔۔ آپ سب نے ان کا خیال رکھنا ہے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے انہیں۔۔

یس سر۔۔ سب نے یک زبان کہا تو عالم نے انہیں جانے کا اشارہ کر دیا۔۔

پھر اپنے بیڈروم کی اس نے کچھ سیٹنگ کرنی تھی وہ کر کے کچھ چیزیں چھپائی جو نور کی نظروں میں آنا بہتر نہیں تھیں ۔۔ جتنی دیر وہ وہاں رہا تھا نور سوئی رہی تھی۔۔۔رات نو دس بجے وہ گھر واپس چلا گیا تھا

____

ملیحہ اور نور کی چھوٹی سی ملاقات۔۔

😑 کبیر کی چھچھوری حرکتیں اور عالم کا فیصلہ کیسا لگا اپ کو

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط20

سر مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔۔وہ ابھی گھر ہی تھا

جب اسے کبیر کا میسج موصول ہوا۔۔۔

کون سی بات۔۔اس نے میسج کی بجائے کال کر دی۔۔کہ

شاید نور کی کوئی بات ہو۔۔

سر ایکچولی مجھے نا ایک لڑکی پسند آئی ہے۔۔وہ سنبھل کے

بولا۔۔۔کہیں درگت ہی نا بن جائے۔۔

تو۔۔ڈریس کوٹ کا بٹن بند کرتے موبائل کندھے اور کان کے درمیان دبالیا۔۔وہ آفس کے لیے تیار ہورہا تھا۔۔

وہ کہہ رہی ہے کہ میرے گھر رشتہ لاؤ۔۔

اچھا پھر۔۔وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔

پھر یہ کہ وہ مجھ سے بڑی ہے۔۔ تین چار سال۔۔

ٹھیک ہے بولتے جاؤ۔۔مجھے کیا کرنا ہے۔۔

ا۔۔اپ نے رشتہ لینے جانا ہے۔۔وہ ہچکچایا

میں تمہارا باپ نہیں ہوں جو رشتہ مانگوں۔۔دماغ خرب ہو گیا یے۔۔اس کی آخری بات پہ دماغ شاٹ ہوا۔۔تو سخت انداز میں اسے ڈپٹا۔۔

سر پلیز۔۔پلیز۔۔وہ ٹیکسی میں بیٹھا ملیحہ کا ویٹ کر رہا تھا جو ابھی تک نہیں آئی تھی۔۔

نور کو ناشتہ دے کے آئے ہو۔۔وہ خود ناشتہ کیے بنا باہر نکلا

۔۔

جی سر۔۔۔پلیز۔۔

کیا پلیز پلیز۔۔میرا دماغ نہیں خراب اویں میری عزت کا فالودہ نکلواؤ گے۔۔ویسے بھی اسے اپنی عزت بہت پیاری تھی۔۔فون کاٹ دیا۔۔

ظالم انسان۔۔خود تو اپنی پسند سے پاگل لڑکی سے بھی شادی کرلی ہے اور مجھے اتنی سیانی پڑھی لکھی استانی سے نہیں کرنے دے رہے۔۔بڑبڑاتے سٹیرئینگ پہ ہاتھ مارا ۔۔ٹائم اوپر ہو رہا تھا۔۔یقینا آج اس کی چھٹی تھی۔۔

اب میں آپ کی نور کو کرواؤں گا ناشتے اور خیال بھی رکھوں گا اچھے سے دیکھنا۔۔ایسا ڈرا کے رکھوں گا۔۔

سوچتے وہ سکول کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔۔وہاں پہنچ کے اسے پتہ چلا کے ملیحہ پہلے ہی آئی ہوئی ہے۔۔

اوہ۔۔تو مجھ سے دھوکا۔۔مولوی صاحب سے دھوکہ۔

مہنگا پڑے گا آپ کو ملیحہ جی۔۔اپنی کلاس کی طرف جاتے اس نے دور سے ہی ملیحہ کو گھورا۔۔وہ آج عبداللہ کے ساتھ آئی تھی۔۔

چھٹی ٹائم بھی اسے عبداللہ ہی لینے آتا لیکن کبیر تو کچھ اور سوچ کے بیٹھا تھا۔۔ سارا دن سکون سے گزار کر عین جب چھٹی کا وقت ہوا تو اس نے پانچ منٹ پہلے پرنسپل سے اجازت لے کے وہ باہر نکل آیا۔۔

باہر ایک لڑکا کھڑا تھا بائک پہ۔۔ اسے دیکھ کے وہ سمجھ گیا تھا یقیناً ملیحہ کا بھائی ہے شکل سے بھی وہ اس کی مشابہت رکھتا تھا۔۔

اسلام و علیکم۔۔ قریب آتے سلام کیا۔۔

جی و علیکم اسلام۔۔ عبداللہ نے اچنبھے سے اس اجنبی کو دیکھا۔۔

آپ یہاں۔۔ کس سلسلے میں آئے ہیں۔۔ رک کے پوچھتے وہ اس کے چہرے کے تاثرات بھی جانچ رہا تھا۔۔

اصل میں یہاں میری سسٹر پڑھاتی ہیں انہی کو لینے آیا ہوں۔۔

کون۔ملیحہ۔۔

جی۔۔جی۔۔ آپ کو کیسے پتہ۔۔اسے حیرانگی ہوئی۔۔۔

آپ کی شکل ان سے کافی ملتی ہے۔

اچھا۔۔اچھا۔عبداللہ کو حوصلہ ہوا۔۔

آپ سپیشل انہیں لینے آئے ہیں۔۔۔وہ بس پہ تو جاتی ہیں خیریت تھی آج۔۔

For more romantic novels: https://newwritersllibrary.blogspot.com/

جی جی۔۔بس۔۔کیا بتاؤں سر۔۔آج کل بس آہی نہیں رہی دوسرے رستے سے ہوتے گزر جاتی پے بڑی مشکل میں ہیں ہم تو۔۔اس نے تھوڑی سی بے تکلفی پہ ہی اپنا دکھڑا رو دیا۔۔

اوہ۔۔تو ایک کام کرو۔۔پیشانی کھجاتے سوچنے والا انداز اپنایا۔۔

کیوں نا مس ملیحہ میرے ساتھ آجایا کریں۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔۔عبداللہ کو برا لگا۔۔

م۔۔میرا مطلب ہے میں آتا ہوں نا اسی راستے اور پارٹ ٹائم ٹیکسی چلاتا ہوں۔۔ چلو آپ منتھلی کرایہ بھی دے دیا کرنا پک اینڈ ڈراپ کر لیا کروں گا میں۔۔ڈرتے ڈرتے سارا حل بتایا۔۔

عبداللہ کچھ دیر تو اس کی شکل دیکھتا رہا

اچھا میں گھر مشورہ کر کے بتاؤں گا۔۔ اگر امی لوگ مانتے ہیں تو۔۔

ٹھیک ہے۔۔بات کر لینا۔۔میرا بھی فائدہ اور تمہارا بھی
۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔دونوں نے مصافحہ کیا۔۔پھر کبیر اپنی ٹیکسی میں آکے بیٹھ گیا۔۔کچھ دیر بعد ملیحہ بھی باہر نکلی جو عبداللہ کے ساتھ بائک پہ بیٹھتے گھر چلی گئی تھی۔۔۔

اب بس ایک بار پھر قسمت اس کا ساتھ دے دیتی تو۔۔ پھر وہ اپنی ٹیکسی بھی خرید لیتا۔۔

وہ آفس جانے کی بجائے سیکرٹ وائلڈ ہاؤس آیا تھا۔۔ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ناشتے کی ٹرے رکھی تھی۔۔ مطلب نورا ابھی تک سو رہی تھی۔۔

احتیاط سے چلتے وہ بیڈ روم کے دروازے تک آیا پھر ناب پہ ہاتھ رکھتے ہلکے سے کلک کیا۔۔ تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔

سامنے ہی نور آڑی ترچھی کمفرٹر اوڑھے مزے سے سو رہی تھی۔۔

نائیس۔۔ کتنے سکون میں ہیں یہاں۔۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالتے سنجیدگی سے دیکھا۔۔ اگر اس کی جان کو خطرہ نا ہوتا تو وہ کبھی اسے وہاں نا لاتا۔۔

چلتے چلتے قریب آیا۔۔پھر جھک کے مخصوص انداز میں نرمی سے اس کی آنکھوں کو انگوٹھے کے پوروں سے چھوا ۔۔نور ہلکا سا کسمسائی تھی۔۔

ائی مس یو۔۔پنجوں کے بل نیچے بیٹھتے اس کے کان میں وسپرنگ کی تو نور بے ساختہ مسکرا اٹھی۔۔

عالم نے آئی برو اچکاتے اس کی مسکراہٹ نوٹ کی۔۔ نیند میں بھی مجھے پہچانتی ہیں۔۔ دل میں جیسے دھڑکنوں نے شور کیا۔۔

وہ بھی اسے چاہتی تھی اس بات کا کبھی اس نے اظہار نہیں کیا تھا عالم کو ضرورت بھی نہیں تھی وہ اس کی تھی یہی کافی تھا اس کے لیے۔۔ کچھ دیر اس کے پاس بیٹھا رہا۔۔

رات کو ملنے آؤں گا۔۔ پھر اٹھتے پھولے سفید گال پہ بوسہ دیا۔۔اور باہر چلا آیا۔۔

خبیب اور دوسرا لڑکا وہیں دروازے کے سامنے کرسیاں رکھ کے بیٹھے ہوئے تھے۔۔

نور کا خیال رکھنا ہے۔۔ موبائل کی سکرین دیکھتے انہیں ایک بار پھر یاد دلایا کے وہ کل بھی ان سے کہہ کے گیا تھا ۔۔انہوں نے سر ہلایا تو وہ آگے نکل گیا۔۔

خبیب۔۔یار میں ابھی آتا ہوں۔۔ساتھ والے لڑکے نے عالم کی گاڑی نکلتے دیکھ کے خبیب سے کہا۔۔خبیب نے گھورا لیکن وہ پرواہ کیے بنا وہاں سے چلا گیا۔۔

نور گھنٹے بعد اٹھی تو شدید بھوک لگ رہی تھی۔۔

یار مجھے یہاں سے کوئی لے جاؤ۔۔وہیں سستی سے لیٹے لیٹے روہانسی ہوئی۔۔عالم کو پتہ ہی نہیں ہو گا میں کہاں ہوں۔۔

پتہ نہیں کون سی قسم کی محبت ہے ان کی کبھی فون۔۔فون سے یاد آیا۔۔میرے پاس موبائل۔۔ادھر ادھر ہاتھ مارتے یاد آیا وہ تو گھر رکھ آئی ہے۔

اوفف۔۔اٹھ کے باہر آئی تو سامنے آفس ٹیبل پہ کھانے کی ٹرے رکھی تھی۔۔جیسے نظر انداز کرتے وہ باہر آئی۔۔

اپنا موبائل دو۔۔۔دروازہ کھولتے خبیب کے سر پہ کھڑی ہوئی۔۔

کیوں۔۔وہ اچانک اسے سامنے دیکھ کے سٹپٹا گیا۔۔

مجھے اپنے شوہر کو بتانا ہے میں کہاں ہوں۔

انہیں تو پہلے ہی معلوم۔۔ نہیں ہے۔۔وہ جو بے دھیانی میں بول رہا تھا یاد آنے پہ بات بدلی۔۔نور نے اسے گھورا۔۔

مجھے موبائل دو نہیں تو سر پھوڑ دوں گی۔۔وہ اس کے سامنے بے خوف کھڑی تھی۔۔

سوری میم۔۔ ہمیں سختی سے آرڈر ہیں۔۔

میں اخری بار کہہ رہی ہوں موبائل دو۔۔ نور نے دانت پیستے ایک نگاہ اس کے ہاتھ میں پکڑی گن پہ ڈالی۔۔

نہیں دینا۔۔ آئی ایم سوری۔۔ مجھے جاب سے فائر کر دیا جائے گا۔۔

تم ہمارے گھر آ جانا۔۔ کھانا پینا فری ملے گا مجھے موبائل دو۔۔

نہیں۔۔ گردن نفی میں ہلاتے وہ پیچھے ہٹنے لگا۔۔ نور نے آؤ دیکھا نا تاؤ چھپٹ کے اس کے ہاتھ سے گن کھینچی۔۔

ابھی دو موبائل۔۔ ٹریگر پہ انگلی رکھتے اس کی طرف بندوق کا رخ کیا تو خبیب کے پسینے چھوٹے۔۔ مرنا دونوں صورتوں میں تھا۔۔ اگر وہ ڈیمن کی بیوی نا ہوتی تو اس کے ہاتھ سے گن لینا اس کے لیے مشکل نا ہوتا۔۔ وہ بدتمیزی بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

ا۔۔ آپ کو جسے کال کرنی ہے مجھے نمبر بتائیں میں ڈائل کر دیتا ہوں۔۔

نہیں۔۔مجھے نمبر ایسے نہیں یاد۔۔ دیتے ہو یا نہیں۔۔اس نے گن کو حرکت دیتے قریب کیا تو خبیب نے جلدی سے موبائل اسے پکڑایا۔۔۔

نور گن اس کی طرف کرتے پیچھے ہٹی اور واپس کمرے میں بند ہو گئی۔۔ خبیب کا دل کیا وہ اپنے بال نوچ لے۔۔ اب تو اس کی شامت پکی تھی۔۔

نور نے اندر آ کے سکرین کو اوپر کی طرف سوئپ کیا تو ان لاک ہو گیا۔۔ پھر فون پہ جاتے نمبر لکھا۔۔ نمبر لکھتے ہی اوپر ڈاڈیمن کا نام شو ہونے لگا۔۔

ی۔۔یہ عالم کا نمبر ہے۔۔اس نے نمبر غور سے دیکھا

۔۔پھر نام۔۔ڈاڈیمن ہی لکھا ہوا تھا۔۔

ڈیمن کی قسمت بڑی اچھی ہے۔اتنی پیاری بیوی ملی۔۔

اسے یاد آیا ان آدمیوں نے بھی اسے ایسے کہا تھا۔۔عالم کا نام ڈیمن کے ساتھ کیوں جڑا تھا۔۔دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔۔

نمبر پہ کال کرتے کان سے لگایا کے شاید یہ کسی اور کا نمبر ہو

۔۔

ہاں خبیب بولو۔۔عالم کی آواز سپیکر پہ گونجی تو رہی سہی

جان بھی نکل گئی۔۔۔

خبیب۔۔۔نور ٹھیک ہیں۔۔عالم نے دوسری طرف سے

خاموشی پا کے دوبارہ پوچھا۔۔وہ ابھی وہاں سے آیا تھا۔۔

کہیں پیچھے کوئی پریشانی والی بات نا ہو اس لیے پوچھا۔۔۔

نور ٹھیک نہیں ہے۔۔ بمشکل اس نے گلا تر کیا۔۔۔ دوسری طرف عالم سن ہوا۔۔۔

آ

پ نے مجھے دھوکہ دیا۔۔ آنکھوں میں نمی بڑھنے لگی تھی ۔اسے یقین نہیں آرہا تھا یہ اس کا عالم ہے۔۔۔ موبائل اس کی ہاتھ میں لرز کے رہ گیا۔۔

عالم نے نور کے ساتھ دھوکہ کیا تھا۔۔یہ بات چھوٹی نہیں تھی اس کے لیے۔۔عالم نے اسے کہا تھا وہ اس پہ آنکھ بند کر کے بھروسا کرتی ہے۔۔اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ ثابت کرتا کہ نور اندھی ہی ہے۔۔

نور۔۔میں آرہا ہوں۔۔عالم کی آواز ایک بار پھر سپیکر پہ ابھری تو نور نے موبائل دیوار سے دے مارا۔۔

نا آئیں۔۔۔بے شک نا آئیں اب نور نہیں ملے گی۔۔چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے خود کو ریلیکس کرنا چاہا۔۔پھر واپس پلٹتے دروازے کے پاس آئی دروازہ لاک تھا۔۔

دروازہ کھولو۔۔زور سے دروازہ پیٹتے وہ چلائی۔۔۔خبیب کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اب کیا کرے۔۔

دروازہ کھولو۔۔پلیز مجھے یہاں سے نکالو۔۔حلق کے بل چلاتے اس کے گلے میں خراشیں پڑ گئیں۔۔ہتھیلیاں

For more romantic novels: https://newwritersliibrary.blogspot.com/

دروازے پہ مارتے سرخ ہونے لگی تھیں۔۔مجھے باہر نکالو

خبیب۔۔۔

سوری میم۔۔میں نہیں کھول سکتا دروازہ۔۔یہ خود بخود

لاک ہو گیا ہے۔۔

تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔اس نے ناب کھینچتے سختی سے

دروازے کو کھولنے کی کوشش کی۔۔

یہ کھل جائے گا باہر سے تم۔۔مجھے ایسے قید نہیں کر سکتے ۔۔آنسو رگڑتے اس کی سانس پھولنے لگیں تھیں۔۔

پلیز میں بات سمجھے کی کوشش کریں۔۔ڈیمن سر مجھے نہیں چھوڑیں گے۔۔پتہ نہیں ابھی اس بات کی کتنی بڑی سزا ملے گی۔۔

م۔۔میں بچالوں گی تمہیں۔۔نکالو مجھے یہاں سے پلیز

۔۔۔۔

سوری۔۔اب وہ اور رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔اندر نور بے حال ہوتے اب دروازے کو گھور رہی تھی۔۔وہ کس آدمی کے ہاتھوں پھنس گئی تھی۔۔جو اس کا شوہر تھا اس کا محافظ وہ اسے کیوں قید کر رہا تھا۔۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔۔

م۔۔مجھے سانس نہیں آرہا۔۔بھائی پلیز دروازہ کھولیں۔۔ اس نے آخری کوشش کی۔

باہر خبیب کانوں میں انگلیاں ڈالے کھڑا تھا۔۔ناوہ اس کی سنے گا نا کمزور پڑے گا۔۔۔

باہر سے پھر بھی کوئی ریسپانس نا ملنے پہ اس کا دل بیٹھا ۔۔آنسو تو اتر سے گال بھگو رہے تھے۔۔

ٹھیک ہے نا کھولو۔۔لمبی سانس کھینچتے اس نے پستول اٹھایا ۔۔

میں خود کو گولی مار لوں گی۔۔ پھر بتانا اپنے ڈیمن کو۔۔۔ تم نے مارا ہے مجھے۔۔ روہانسے ہوتے وہ ایک بار پھر چیخی۔۔ خبیب سن رہا ہوتا تو ضرور دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا

۔۔

عالم کو آدھا گھنٹہ لگا تھا سپیڈ سے آنے پہ بھی۔۔ گاڑی روم کے سامنے روکتے وہ تیزی سے اترا۔۔ خبیب کانوں میں انگلیاں رکھے پریشان کھڑا تھا۔۔

تمہیں تو میں بعد میں بتاؤں گا۔۔ دروازہ کھولنے لگا تو وہ کھلا ہی نہیں۔۔

یہ لاک کیسے ہوا ہے۔۔ اس کا دل جانے کیوں گھبرایا تھا۔۔

میں خود کو گولی مار لوں گی۔۔۔ میں آخری بار کہہ رہی ہوں ۔۔ اندر سے روتی ہی آواز نے عالم کو سن کر دیا تھا۔۔۔

ان کے ہاتھ میں گن ہے۔۔ پیچھے مڑ کے خبیب کو دیکھا۔۔ جس نے خوف سے گردن ہلائی۔۔عالم کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔۔

ناب پہ اسے دو منٹ ہاتھ رکھنا تھا پھر وہ سکین کرتا تو دروازہ کھلتا۔۔اور خود کو شوٹ کرنے میں صرف ایک لمحہ لگنا تھا ۔۔کپکپاتا ہاتھ ایک جگہ رکھنا بھی اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔۔

میرے ہاتھ کو پکڑو۔۔بے بسی سے خبیب کو پکارا۔

م۔۔میں۔۔

ہاں۔۔دیکھ کیا رہے ہو۔۔اسے پکڑو۔۔اس نے سختی سے آنکھیں بند کیں۔۔خبیب نے اگے بڑھ کے اس کی مضبوط کلائی پہ زور دیتے ایک جگہ جمائے رکھا۔۔دو منٹ تک وہ اسی حالت میں کھڑے رہے۔۔پھر ٹوں کی آواز سے دروازہ ان لاک ہوا۔۔

نور جو دروازے کے پاس ہی کھڑی تھی پستول سختی سے

پکڑتے اپنی طرف موڑا۔۔ اتنے میں دروازہ کھلا تھا اور وہی

دھوکے باز اس کے سامنے تھا۔۔

ہاہا۔۔ وہ ہنسی۔۔ اس نے مجھے باہر نہیں جانے دیا تو کیا ہوا

۔۔ میں اس دنیا سے ہی چلی جاتی ہوں۔۔

نور۔ بکواس بند کریں۔۔ خود پہ ضبط کرتے سختی سے مٹھیاں

بھینچی ورنہ ایک رکھ جھانپڑ لگاتا اس کے منہ پہ۔۔

گن مجھے دیں۔۔ہاتھ آگے کیا جو ابھی بھی لرز رہا تھا۔۔

نہیں۔۔وہ نفی میں سر ہلاتے پیچھے ہوئی۔۔

نور۔۔گولی لگ جائے گی مجھے دیں۔۔

نو۔۔نو۔۔

نور۔۔میرا بے بی۔۔پلز پریشان مت کریں مجھے دیں۔۔

پیار سے کہا۔۔پر نور کہاں سن رہی تھی اس کی اب۔۔

میں نہیں دوں گی۔۔میں خود کو مار دوں گی۔۔

نور۔۔عالم کی بس ہو رہی تھی۔۔مجھے دیں گن۔۔چہرا سرخ جبڑے بھینچے وہ اسے اشتیال سے دیکھتے تھوڑا سا آگے بڑھا۔۔تو نور پیچھے دیوار سے جالگی۔۔

نہیں۔۔وہ ابھی بھی گردن نفی میں ہی ہلا رہی تھی۔۔میں نہیں دوں گی ٹریگر پہ انگلی رکھتے دباؤ ڈالنا چاہا۔۔۔عالم کی نگاہ اس کی انگلی کی طرف ہی تھی۔۔

نو۔۔نور۔۔اس کی آواز جیسے حلق میں ہی اٹکی۔۔نور نے ٹریگر دبا دیا تھا۔۔ٹھا کہ آواز پہ فائر ہوا اور نور کے ہاتھ سے گن نیچے گری۔۔

نور۔۔عالم نے حواس باختہ ہو کے اسے گرنے سے پہلے پکڑ کے خود سے لگایا۔۔

م۔۔مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ۔۔بند ہوتی آنکھوں سے وہ بڑبڑائی۔۔عالم کا رنگ کبھی اتنا سفید نہیں پڑا تھا جتنا اب ہوا تھا۔۔اوکے۔۔ہم۔۔ساتھ نہیں رہیں گے

اسے خود میں بھینچتے وہ پہلی بار اونچی آواز میں رویا تھا اور نور بند ہوتی سانسوں کے ساتھ اس کی تڑپ محسوس کر رہی تھی۔۔۔ظالم وہ تھی یا عالم۔۔

خبیب اپنا کام کرتے دروازہ بند کرتے باہر نکل گیا تھا۔۔

وہ اسے اپنے بازوں میں اٹھائے اندر بیڈ روم میں ایا تھا۔۔

نور۔۔پلیز انکھیں کھولیں۔۔

وہ ہوش وحواس کھوتے اس کے صبر کا امتحان لے رہی تھی

۔۔۔

نور۔۔۔میری جان۔۔اسے خود سے لگاتے اس نے اپنی انکھوں کے سامنے چھانے والے اندھرے کو انکھیں میچتے دور کیا۔۔۔

م۔۔میں نہیں رہوں گا آپ کے ساتھ واعدہ۔۔نور اگر ہوش میں ہوتی تو ضرور اس کی سانس بند ہو جاتی۔۔

س۔سر یہ پانی۔۔خبیب کچھ دیر بعد ہاتھ میں بوتل لیے حاضر ہوا۔۔اگر وہ اس کے ہاتھ میں موجود گن پہ گولی نا چلاتا تو آج نور یقیناً مر چکی ہوتی۔۔

عالم نے اس کے ہاتھ سے بوتل لیتے نور کو پیچھے تکیے پہ لیٹایا ۔۔

تم جاو۔۔ بھاری ہوتی اواز سے خبیب کو گھورا جو وہیں جم گیا تھا۔۔ اس کے گھورنے پہ باہر چلا گیا۔۔

عالم نے پانی نکالتے چند چھیٹے اس کے چہرے پہ گرائے۔۔ تو اس کی پلکیں ہلکے سے کپکپائیں۔۔

میر انور۔۔ بوتل سائڈ ٹیبل پہ رکھتے اس کے بکھرے بال پیچھے کیے اس کے ہر ہر انداز سے بے چینی ظاہر ہو رہی تھی ۔۔ میرا بے بی۔۔

کیوں کرتی ہیں ایسے۔۔اسے ایک بار پھر اپنے سینے سے لگاتے بھینچا۔۔نور کو لگا اس کی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔۔ لیکن جو سکون اس وقت اسے عالم کے سینے سے لگ کے ملا تھا وہ شاید ہی کہیں ملتا۔۔

اپ نہی رہنا چاہتیں میرے ساتھ۔۔کتنی دیر بعد اسے الگ کرتے پوچھا۔۔اب کی بار وہ خود کو کمپوز کر چکا تھا۔۔

نہیں۔۔نور نے نفی میں سر ہلایا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ ہم ساتھ نہی رہیں گے۔۔ اس کے چہرے پہ ازیت واضح تھی۔۔

جیسے اپ چاہیں گی ویسا ہی ہو گا۔۔ اپنے کرلاتے دل کو بے سکون ہی رہنے دیا۔۔ جس سے محبت کی جاتی ہے اسے تکلیف نہی دی جاتی۔۔ تو وہ نور کو کیسے تکلیف دے سکتا تھا

۔۔۔

وہ تو اس کا بے بی تھا۔۔اس کا نور جس کا ایک انسو اسے بے چین کر دیتا تھا۔۔وہ اگر اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی تو وہ یہ ازیت بھی سہہ سکتا تھا۔۔۔

\-

وہ نماز پڑھ رہی تھی۔۔سلام پھیر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔سب سے پہلے جو دل سے نکلا تھا وہ یہی تھا کے اللہ جی میر کو میرا کر دے۔۔

پھر بے اختیار وہ تسبیح کی طرح یہی دہراتی رہی۔۔اتنے میں سامنے کمرے سے ایک سفید لباس پہنے آدمی باہر آیا۔۔جو اس کی جائے نماز کے قریب آکے رک گیا۔۔

جب ہم دعامانگ رہے ہوتے ہیں تو اس وقت اللہ کہیں نا کہیں کوئی نا کوئی وسیلہ بنا رہا ہوتا ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔۔

اس نے دعامانگ کے پاس کھڑے انسان کو دیکھا۔۔وہ اس کا میر ہی تھا۔۔عین اس کے سامنے۔۔یعنی اسے سونپ دیا گیا تھا۔۔خوشی سے اس نے میر کے سفید دامن کو پکڑنا چاہا ہی تھا کے وہ سفید ہیولا مٹی کا ڈھیر بنتا چلا گیا۔۔۔وہ گھبرا کے اٹھ بیٹھی۔

اوہ میرے اللہ۔۔وہ خواب دیکھ رہی تھی۔۔یا اللہ میرے میر کی حفاظت کرنا۔۔۔آنکھیں ہتھیلیوں سے رگڑتے دل

انجانے سے خوف پہ لرز اٹھا۔۔ صبح کے چار بجنے والے تھے

۔۔

اس نے کہیں سنا تھا صبح کے خواب سچے ہوتے ہیں دل میں ایک اور وسوسہ آیا۔۔ یا اللہ جی میں تیری رضا پہ راضی ہو گئی ہوں نا پلیز میرے میر کو کچھ نا ہو۔۔

آنکھوں سے پانی نکل کے گال لڑکھا۔۔ کتنی دیر وہ ایسے ہی بے جان لیٹی رہی تھی۔۔ پھر اٹھ کے اس نے نوافل پڑھے

تھے اور خاص طور پہ میر کی زندگی کے لیے دعا کی تھی۔۔

جس سے محبت ہو اسے تکلیف میں نہیں دیکھا جا سکتا۔۔

وہ میر سے دستبردار ہو گئی تھی۔۔اس کی زندگی میں دخل اندازی اس نے ترک کر دی تھی۔۔لیکن دل میں جو محبت کا پھول تھا وہ ابھی بھی تر و تازہ تھا۔۔جسے چاہ کے بھی وہ نوچ نہیں سکتی تھی۔۔

کیسا لگا میرا مجاک۔۔۔

ابھی نیکسٹ ایپیسوڈ میں ایک اور سرپرائز بھی ہو گا۔۔ کل والی قسط کا ابھی سے ویٹ شروع کرو۔۔اور پلیز ویڈیو کو لائیک لازمی کر دیا کریں😑

ناول نور عالم :

بائے ن ع

قسط نمبر 21

وہ ساکت سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔نور خاموشی سے اپنی پیکنگ کرنے میں بزی تھی۔۔بڑا اٹیچی بھرنے کے بعد اس نے ایک نظر عالم کو دیکھا۔۔

وہ اس کی نظریں خود پہ محسوس کر رہی تھی لیکن وہ اس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔۔

عالم نے اسے منع نہیں کیا تھا۔۔جب وہ ایک بار کہہ چکا تھا تو وہ پیچھے نہیں ہٹے گا چاہے اس کا دل مردہ ہو جائے چاہے اس کا جسم منجمد ہو جائے۔۔

ایسے مت دیکھیں۔۔کافی دیر بار نور نے بے بسی سے اسے ٹوکا وہ کب سے اس کا دیکھنا نوٹ کر رہی تھی۔۔

اب دیکھنے بھی نہیں دیں گی۔۔۔عالم نے نظروں کا زاویہ پھیرتے شکوہ کیا۔۔

آپ مجھے روک بھی تو سکتے ہیں۔۔ دل کے اندر سے آواز آئی تھی لیکن انا اور عزت وہ کیسے جانے دیتی۔۔

یہ باہر رکھ دیں۔۔ سفاکیت کی حد کرتے اپنے سامان کی طرف اشارہ کیا تو عالم نے اٹیچی کو دیکھا۔۔

یہ میں بعد میں بھجوادوں گا۔۔ آپ فلحال بہت ضروری سامان ہے وہ ساتھ لے لیں۔۔

یہ سارا ضروری ہے۔۔باقی آپ بعد میں بھیج دینا۔۔

عالم نے حیرت سے دیکھا۔۔اتنا ضرورت کا سامان کس کا ہوتا ہے۔۔۔

آپ اگر چاہ رہے ہیں اب کہ میں نا جاؤں تو نہیں جاتی۔۔

نور نے ناراض منہ بناتے اٹیچی کو دوبارہ کھولنا شروع کیا۔۔

اپنی مرضی سے رک رہی ہیں۔۔ورنہ میں نے نہی کہار کنے کا۔

آپ چاہتے کیا ہیں۔۔نور کو غصہ آیا۔۔ایک تو آپ نے مجھے دھوکہ دیا۔۔پھر خود ہی سوچا میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اور پھر فیصلہ بھی خود ہی سنایا کے ہم ساتھ نا رہیں ۔۔

اور اب۔۔ تیزی سے بولتے اس کی زبان لڑکھڑائی۔۔عالم آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔اس میں سے کون سا

سچ تھااور کون سا جھوٹ تھا۔۔ دھوکہ اس نے نہیں دیا تھا

بس اسے پروٹیکٹ کرنا چاہا تھا۔۔۔

پھر اس نے خود کہا تھا وہ اس کے ساتھ نہیں رہے گی۔۔

اس کی خواہش کا احترام کیا تھا اس نے۔۔

آپ بڑے محبت کے دعوے دار ہیں۔۔ میرے بنا کیسے

رہیں گے۔۔ وہ ابھی بھی قائم تھی اس بات پہ کے وہ تو رہ

لے گی لیکن۔ عالم نہیں رہ سکے گا۔۔

میری پرواہ کسے ہے۔۔ ہلکے سے بڑبڑاتے سر بیک سے ٹکایا
۔۔نور کا دل تھم گیا تھا۔۔واقع عالم کی پرواہ کسے تھی۔۔نا
ماں کو نا بہن بھائی اور نا ہی اسے۔۔

تو آپ روک لیں نا میں رک جاؤں گی۔۔انا جائے بھاڑ میں
۔۔میں بھی تو نہیں رہ سکوں گی نا۔۔اس کے پاس چل کے
آتے گھٹنے پہ انگلیوں کے پور رکھے۔۔

عالم نے نظریں اس کے ہاتھ پہ ڈالیں۔۔ پھر آگے ہو کے اسے تھام لیا۔۔

رک جائیں۔۔ چھوٹی انگلی کو اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے پکڑا۔۔

اسے ابھی بھی آزادی تھی وہ چاہے تو جا سکتی تھی۔۔

نور نے پہلی بار شاید کسی کی آواز میں اتنی اذیت سنی تھی۔۔

ٹھیک ہے میں نہیں جاؤں گی۔۔اس کے قریب بیٹھتے اس کے سینے پہ گال ٹکالیا۔۔آپ کہیں گے تو بھی نہیں چھوڑ کے جاؤں گی۔۔بس میری ایک شرط ہے۔۔۔آخر میں پھر سے کچھ یاد آیا۔۔

کیا۔۔عالم نے اس کی پشت پہ ہاتھ رکھ لیے۔۔

آپ یہ غنڈوں والا کام چھوڑ دیں۔۔

توبہ استغفار۔۔۔یہ غنڈوں والا کام نہیں ہے۔۔

جیسا بھی ہے آپ نہیں کریں گے۔۔ دیکھا تھا وہ کتنے خطر ناک لوگ تھے۔۔ اگر دوبارہ انہوں نے ہمیں نقصان پہنچایا تو۔۔

نقصان تب تک کوئی نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ اللہ نا چاہے ۔۔ اور جب اللہ چاہے تو پھر ہم کتنے ہی سیوزون میں ہوں نقصان پہنچ کے رہے گا۔۔

عالم۔۔دیکھیں میں آپ کے کہنے پہ رک رہی ہوں اب
آپ بھی میرے کہنے پہ رک جائیں۔۔

محبت میں شرطیں نہیں ہوتی جان عالم۔۔۔
مجھے نہیں ہے محبت آپ سے۔۔وہ اس کے دل پہ دل
رکھے اس کا دل توڑ رہی تھی۔۔

اچھا۔۔تو میں نے ابھی کہا کے محبت میں شرط نہیں ہوتی
۔۔

نور نے نا سمجھی سے اسے سر اٹھا کے دیکھا۔۔

محبت میں یہ شرط بھی نہیں ہے کے آپ بھی کریں مجھ سے ۔۔

عالم۔۔ آپ بس باتیں بنائیں۔۔ میں جا رہی ہوں۔۔ غصے سے ناک سرخ کرتے وہ اس کے سینے پہ دونوں ہاتھ پش کرتی اٹھ گئی۔۔

میں چھوڑ آتا ہوں۔۔ اب دل میں قدرے سکون تھا

نہیں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔

ڈرائیور نہیں ہے نا۔۔ عالم نے پھر سے اس کا لٹکتا ہاتھ اسی انداز میں پکڑ لیا۔۔

میں راجہ کو کہتی ہوں وہ ڈراپ کر دے گا۔۔ آپ رہیں یہیں اکیلے۔۔

پاوں پٹختے اب کی بار وہ ہاتھ چھڑوا گئی تھی عالم نے اپنا خالی ہاتھ دیکھا جہاں ابھی دنیا قید تھی۔۔

نور باہر آئی تو رانی کچن میں شیلف چمکا رہی تھی۔۔

اپنے شوہر سے کہو مجھے گھر چھوڑ آئے۔۔

معاف کیجئے آپ اپنے شوہر کو کیوں نہیں بولتیں۔۔رانی نے بے خیالی میں اسے جواب دیا تو نور نے اسے اچنبھے سے دیکھا۔۔کیا واقع۔۔۔

ن۔۔ نہیں نور بی بی میں ابھی جاتی ہوں۔۔ وہ کپڑا چھوڑ کے باہر بھاگی۔۔

عالم۔۔ اس کا اٹیچی اٹھائے باہر آرہا تھا۔۔ آپ کا سامان ۔۔

رکھوادیں گاڑی میں۔۔ اب میں نے کبھی واپس نہیں آنا ۔۔

اوکے۔۔ مما پوچھیں گی تو کیا کہیں گی۔۔

میں بہانا بنالوں گی میری ٹینشن مت لیں۔۔

اوکے۔۔ اچھی بات ہے۔۔۔

اب آپ کے روکنے سے بھی نہیں رکوں گی۔۔

میں روکوں گا ہی نہیں۔۔ عالم نے گاڑی کی ڈگی کھولتے اٹیچی اندر رکھا۔۔

میں واپس نہیں آؤں گی کبھی۔۔

اوکے۔۔ڈگی بند کرتے نور کے لیے دروازہ کھولا تاکہ وہ جا سکے۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔

اوکے نور۔۔ آپ کی خوشی میں میری خوشی۔۔ جھک کے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا پھر آنکھوں کو انگوٹھے کی پوروں سے سہلاتے مسکرا کے اسے الوداع کیا۔۔

نور کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔ لیکن خود کو سنبھالے رکھا ۔۔۔جب وہ اتنی محبت کرنے والا رہ سکتا تھا تو وہ بھی رہ لے گی۔۔

گاڑی باہر نکلتے اس کی آنکھیں بھی چھلک آئیں۔۔ سارے راستے وہ رو رو کے گھر آئی تھی۔۔

یہی محبت تھی نا۔۔۔عالم کو اس سے۔۔

ـــــــــــــــــــــــــــ

صبح سویرے ناشتہ کر کے گھر سے باہر نکلی تو سامنے ٹیکسی کھڑی تھی۔۔ نئ چمکتی ہوئی جیسے ابھی ابھی خرید کے لائے ہوں۔۔

حیرت سے ہونٹ ٹیڑھے کرتے وہ ایک سائڈ پہ ہو کے آگے نکلنے لگی تو ٹھٹھک کے رکی۔۔

ت۔۔ تم۔۔ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے کبیر کو دیکھ کے اس کے ماتھے پہ کئ بل آئے۔۔۔

جی۔۔ آپ کو ہی لینے آیا ہوں۔۔ باہر نکلتے سکون سے کہا۔۔

ملیحہ دانت پیستے قریب آئی۔۔ دیکھو تماشا مت بناؤ۔۔ جاؤ یہاں سے میں بس سے چلی جاؤں گی۔۔۔

اوہ ہیلو۔۔ آپ کے بھائی نے ہی مجھے ہائیر کیا ہے۔۔ آپ کے پک اینڈ ڈراپ کے لیے۔۔۔

اور تمہیں میرا بھائی کہاں ملا۔۔ آئی برو اچکاتے پوچھا۔۔

کل سکول کے باہر۔۔جب وہ آپ کو لینے ایا تھا۔۔

ہوں۔۔ سہی ہے۔۔ لیکن میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔

ایسے کیسے نہیں جائیں گی۔۔دیکھیں سپیشل آپ کے لیے گاڑی لی ہے۔۔اپنی گاڑی پہ ہاتھ پھیرتے محبت سے کہا۔۔

ملیحہ کے ہونٹ کھلے۔۔ کیا واقع۔۔اسے جھٹکا لگا۔۔

ہاں جی۔۔ آپ کے لیے لی ہے۔۔۔

تاکہ مجھے ایمپریس کر سکو کبیر۔۔تو تمہاری غلط فہمی ہے
میں کبھی تم سے تعلق نہیں بناؤں گی۔۔

اسے شدید تپے ہوئے انداز میں گھورتے وہ سامنے چلنے لگی
کبیر کچھ دیر وہیں کھڑا اس کی پشت کو دیکھتا رہا پھر گاڑی میں
بیٹھ کے اس کے پیچھے لی۔۔

دیکھیں اگر آپ نے نہیں آنا تو مجھے پچیس لاکھ روپے دیں
۔۔ گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے اونچی آواز میں کہا۔۔

پچیس لاکھ۔۔ کس لیے۔۔وہ رکے بنا چلتی گئی۔۔

جو گاڑی خریدی ہے میں نے۔۔ آپ کے لیے اپنی ساری
سیونگز لگا دی ہیں۔۔

تو میں نے کہا تھا۔۔ ایسے ہی منہ اٹھا کے شروع ہو گئے۔۔

میں سیریس ہوں۔۔

میں بھی سیریس ہی ہوں۔۔میں جب منع کر چکی ہوں تو پھر یہ سب کچھ کرنے کا کیا مقصد ہے۔۔وہ چیخ پڑی۔۔

میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔

میں تو نہیں کرنا چاہتی نا۔۔

کیوں۔۔کیوں۔۔کیا کمی ہے۔۔اچھا کماتا ہوں اپنا گھر ہے یہ اب گاڑی بھی لے لی۔۔گڈلکنگ ہوں۔۔نماز بھی پڑھتا ہوں پانچ وقت کی۔۔

میں تم سے بہت بڑی ہوں۔۔وہ ٹھہر گئی۔۔

کوئی بات نہیں حضرت خدیجہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑی تھیں۔۔

ملیحہ اس کی دلیل پہ خاموش ہو گئی۔۔اس کے بعد وہ اعتراض کر بھی نہیں سکتی تھی۔۔

آجائیں اب۔۔کبیر نے فرنٹ ڈور کھولا۔۔

پہلے نکاح ہو گا پھر گاڑی میں بیٹھوں گی۔۔

اوکے۔۔کبیر نے موبائل اٹھاتے ٹائم دیکھا۔۔آج کی چھٹی لیں پھر آج ہی نکاح ہو گا ہمارا۔۔پھر فیصلہ سنایا۔۔

تمہارا دماغ تو نہیں خراب کبیر۔۔آج ہی کیسے۔۔۔

مجھے پتہ ہے آپ جان چھڑوانے کے لیے کر رہی ہیں۔۔ لیکن میں آپ کی جان نہیں چھوڑوں گا اب۔۔

بھاڑ میں جاؤ تم۔۔پاوں پٹختے وہ تیز تیز چلنے لگی۔۔کبیر بھی گاڑی دوبارہ سٹارٹ کرتے اس کے قریب سے سپیڈ سے گزر گیا۔۔۔

پھر شام کو وہ اپنی مما کے ساتھ ان کے گھر آیا تھا باقاعدہ رشتہ مانگنے۔۔عابدہ بیگم تو تیار بیٹھی تھیں۔۔پھر کبیر انہیں بھی پسند آیا تھا۔۔کبیر کم سے کم ملیحہ کو اللہ سے دور نہیں کرے گا اس کے حلیے کو دیکھتے ہی اندازہ لگا لیا تھا۔۔

پندرہ دن بعد ان کا نکاح تھا اور یہ پندرہ دن پر لگا کے گزر گئے۔۔ کبیر کی طرف سے گواہان میں ملیحہ کا میر بھی شامل تھا۔۔۔ نکاح اگر مسجد میں نا ہوتا تو شاید ایک بار پھر اس کا دل ڈگمگا جاتا

ہر طرف چہل پہل اور گہما گہمی میں عالم قدرے اندھیرے میں کھڑا کسی کا انتظار کر رہا تھا۔۔ آج پھر ثروت

بیگم نے کوئی پارٹی ارینج کی تھی جس میں سب کا شامل ہونا ضروری تھا۔۔

تھری پیس ڈنر سوٹ میں ملبوس ایک ہاتھ جیب میں ڈالے وہ اکڑو دروازے کی طرف نگاہ کر کے کھڑا تھا۔۔ لیکن شاید نور نے اسے تکلیف دینے کی قسم کھائی تھی۔۔

عالم کو امید تھی کی وہ آج اس کی جھلک دیکھ ہی لے گا لیکن ۔۔جیب سے ہاتھ نکالتے گھڑی پہ ٹائم دیکھا۔۔وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔۔

عالم۔۔بیٹا یہاں آؤ۔۔اسے شاید پیچھے سے کسی عورت نے پکارا تو وہ پلٹا۔۔

بیٹا اگر میں غلط نہیں ہوں تو کل عابدہ بیگم کے گھر تم گئے تھے نا۔۔

عابدہ۔۔اس نے ذہن پہ زور دیا۔۔شاید کبیر کی ساس کا نام تھا۔۔۔اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

اوہ۔۔مبارک ہو۔۔

خیر مبارک۔۔عالم کو کچھ سمجھ تو نہیں آ رہی تھی۔۔اسے لگا شاید کبیر کے نکاح کی مبارک دی ہے۔۔سو اس نے وصول کرنے میں عافیت جانی۔۔

اللہ خوش رکھے جوڑی سلامت رکھے۔۔

آمین۔۔زبردستی مسکرایا۔۔

نور بھی کافی دنوں سے میکے گئی ہے۔۔بیچاری کو تکلیف تو ہوئی ہو گی۔۔پھر منہ میں بڑبڑاتے واپس گھوم گئیں۔۔

عالم کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔۔کندھے اچکاتے دوبارہ نگاہ گیٹ کی طرف کی۔۔اسے نہیں پتہ تھا ابھی کچھ ہوا ہے وہ اس کی شادی شدہ زندگی میں ایک اور وبال آنے والا ہے

۔۔

سارے فنکشن میں وہ انتظار ہی کرتا رہ گیا نور نے نہیں آنا

تھا وہ نہیں آئی۔۔واپسی پہ داؤد صاحب نے اس سے نور

کے متعلق پوچھا تو اس نے طبعیت خرابی کا بہانہ کر دیا۔۔

ماموں اور ممانی بھی نہیں آئے تھے۔۔

____

مجھے لگتا ہے یہ اب ناراض ہو کے آئی ہے جب مہینے سے

اوپر بھی کئی دن گزر گئے تو نزہت بیگم کو سہی معنوں میں

شک ہوا۔۔

کیونکہ اگر کوئی ان بن نا ہوتی تو عالم چکر لگاتا یا نور کو جانے کی فکر ہوتی۔۔ پر وہ وہاں سکون سے بیٹھی تھی۔۔ نا کوئی فون کال انہیں آئی تھی اور نا ہی نور کو کسی سے بات کرتے انہوں نے سنا تھا۔۔

وہ پریشانی سے اٹھ کے نور کے پاس آئیں جو ہمیشہ کی طرح لڈو میں مصروف تھی۔۔

نور۔۔مجھے سچ سچ بتاؤ عالم سے جھگڑ کے آئی ہو۔۔نور جو
ڈائیس گھمانے والی تھی عالم کے نام پہ دل نے بیٹ مس کی
۔۔

نہیں۔۔ایک لفظی جواب دیتے دوبارہ دھیان لڈو کی
طرف کیا۔۔
جھوٹ بول رہی ہو۔۔

نہیں مما میں کیوں جھوٹ بولوں گی۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے پھر کال کرو اسے اور کہو کے رات کا کھانا ہماری طرف کھائے۔۔ان کو نور پہ بلکل بھی یقین نہیں آرہا تھا۔۔

مما۔۔آپ خود کرلیں۔۔

تم کرو۔۔شاباش۔۔

مما۔۔وہ چڑیں۔۔

نور۔۔انہوں نے بھی سختی سے گھورا۔۔۔

میرے پاس بیلنس ہی نہیں ہے۔۔

مس کال دے دو وہ خود کر لے گا فون۔۔نور خاموشی سے بیٹھی رہی۔۔

کرونا۔۔شاباش۔۔میرے سامنے ابھی کرو۔۔

انہوں نے اتنے سخت انداز میں کہا تھا نور کو نمبر ملانا ہی پڑا۔۔کال ملا کے فون کان سے لگایا دل زور زور سے دھڑکنا شروع ہوا تو مما کو گھورا اگر وہ نا کہتیں تو اسے کال نا کرنی پڑتی۔۔

دوسری طرف سے فون رسیو نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

وہ بزی ہونگے بعد میں کرلوں گی نا۔۔ آج ان کی میٹنگ بھی تھی ساتھ جھوٹ بولا۔۔ ورنہ اسے بے چینی ہو رہی تھی عالم نے کال کیوں پک نہیں کی۔۔

نزہت بیگم اسے سختی سے تاکید کر کے چلی گئیں تو اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کیا۔۔۔ دوسری طرف عالم ایزی چیئر پہ

آگے کی طرف جھکا ہوا تھا۔۔ سامنے چھوٹی ٹیبل پہ رکھا موبائل ذرا دیر چمکتا اور پھر بند ہو جاتا۔۔۔

اتنے دن بعد آخر خیال آگیا تھا۔۔ تھوڑا سا تو پریشان ہونا چاہیے تھا نور کو بھی۔۔ تین چار بار کال کی گئ تھی اور چاروں بار وہ مسڈ کال میں ہی رہ گئی۔۔۔

فون کیوں نہیں اٹھا رہے۔۔ کچھ دیر بعد میسج ریسیو ہوا۔۔ جیسے سین کر کے چھوڑ دیا۔۔

نور جو پریشانی سے اپنی جگہ چھوڑ چکی تھی واپس وہیں جا کے بیٹھی۔۔ چلو سین تو ہوا۔۔ ہو سکتا ہے مصروف ہوں۔۔

دل کو تسلی دی۔۔ پھر دوبارہ میسج کیا کے آج رات کا کھانا ہماری طرف۔۔

سوری میں بزی ہوں نہیں آسکتا۔۔ آدھے گھنٹہ انتظار کے بعد عالم کا رپلائے آیا بھی تو یہ۔۔

نور نے دوبارہ کال کی۔۔ پھر بھی پک نہیں ہوئی۔۔

نا کریں۔۔ آواز میں نمی گھلی۔۔اتنے دن ہو گئے ہیں ایک بار بھی حال احوال نہیں لیا۔۔۔ موبائل دور پھینکتے غصہ نکالا۔۔ وہ اکڑو شخص ہمیشہ اپنی انا کا جھنڈا قائم رکھتا تھا نور کو ہی ہمیشہ پہل کرنی پڑتی تھی۔۔

کتنی دیر وہیں بیٹھی دکھی ہوتی رہی۔۔ پھر اٹھ کے باہر آئی تو نزہت شام کے لیے پلاؤ بنا رہی تھیں۔۔

نہیں۔۔۔ آ رہے وہ۔۔ منہ بناتے انہیں گھورا۔۔ سارا قصور انہی کا تھا۔۔

کیوں۔۔

بزی ہیں۔۔ دنیا فتح کرنی ہے انہوں نے۔۔ اسے جانے کس چیز کا غصہ تھا۔۔۔ نزہت کو کچھ تسلی ہوئی کے چلو بات تو کرتے ہیں۔۔ کوئی بڑا مسلہ نہیں ہے۔۔۔

پھر مغرب کی نماز پڑھ کے چھوٹی سی دعامانگی۔۔نزہت اسے دیکھ رہی تھیں۔۔

لمبی دعائیں مانگا کرو نور۔ جیسے شادی سے پہلے مانگتی تھیں۔۔

کیامانگو۔۔ڈھیٹ بنے جائے نماز کی تہہ لگاتی رہی۔۔

کیامطلب کیامانگوں۔۔عالم کو مانگا کرو۔۔

انہیں دعامیں کیوں مانگوں۔۔۔وہ پہلے ہی میرے ہیں۔۔

پورے حق سے کہا۔۔مانگا انہیں جاتا ہے جو آپ کے نا ہوں۔۔

اچھا۔۔تو پھر اپنے لیے ہدایت مانگ لو۔۔

الحمدللہ پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہوں۔۔ ہر بات کا جواب تھا۔۔

نزہت بیگم ہی خاموش ہو گئیں۔۔رات کو دیر سے مصطفی صاحب آئے تو ان کے ساتھ وہ دشمن جاں بھی موجود تھا ۔۔

نور صامنے ہی صوفے پہ ٹانگیں اوپر کیے نیم دراز موبائل ہاتھ میں لیے لیٹی تھی انہیں دیکھ کے فوراً سیدھی ہوئی اور سر پہ دوپٹہ جمایا۔۔

عالم اسے نظر انداز کرتے نزہت بیگم سے ملا۔۔

نور نے تو کہا تھا نہیں آرہے۔۔اس کی پیٹھ پہ تھپکی دینے کے بعد چہرہ پکڑ کے پیار دیا۔۔نور نے کن اکھیوں سے اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھا تھا۔۔

بس کچھ مصروف تھا۔۔

چلو اب آگیا ہے تو کچھ کھانے پینے کا پوچھ لو۔۔ مصطفی صاحب نے نور کو گھورا جس نے سلام کہنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔۔ اٹھ کے کچن میں چلی گئی۔۔

عالم نے اس کی بیزاریت نوٹ کی تھی۔۔۔

بڑی مشکل سے نور نے فون کیا تھا۔۔ اتنے دن ہو گئے ہیں رابطہ نہیں تھا تم دونوں کا مجھے تو پریشانی لگی ہوئی تھی۔۔ نور کو نزہت بیگم کی آواز کچن میں سنائی دے رہی تھی۔۔

اب داماد کے سامنے بیٹی کی عزت کا فالودہ نکالیں گی۔۔نور نے کلس کے سوچا پھر تین گلاسس میں جوس ڈال کے باہر لائی۔۔

وہ ظالم اپنی مصروفیت کا ذکر کیے جا رہا تھا۔۔نور نے آگے ہو کے ٹرے ٹیبل پہ رکھی پھر تینوں کو ایک ایک گلاس پکڑا یا۔۔

نور بیٹھ جاؤ۔۔وہ جانے کے لیے پلٹی تھی کے نزہت بیگم نے اسے کھینچ کے عالم کے قریب بیٹھایا۔۔

عالم نے سکون سے اس کے الجھے حلیے کو دیکھا۔۔ محترمہ ایٹیٹیوڈ دکھانے کی ناکام کوشش کررہی تھیں۔۔پھر اپنا آدھا جوس پی کے گلاس اسے پکڑایا۔۔

جو نور کو والدین کے سامنے پکڑنا ہی پڑا۔۔

پیکنگ کرلی ہے آپ نے۔۔ساتھ ایسے پوچھا جیسے اسے بتایا ہوا ہو۔۔نور نے آنکھیں پھیلا کے پہلے گلاس کو دیکھا پھر اس کے گھنی مونچھوں تلے مسکراتے لبوں کو۔۔وہ جان بوجھ کے کر رہا تھا تا کہ اچھے سے نزہت بیگم سے اس کی عزت ہو۔۔

میں نہیں جا رہی ابھی۔۔تینوں گلاس اٹھائے کچن میں چلی آئی۔۔

میری مرضی میں نہیں رہنا اب آپ کے ساتھ۔۔غصے سے سوچتے آدھا گلاس ہونٹوں سے لگایا۔۔سارا جوس پیتے خالی گلاس سنک میں رکھ دیئے۔۔عالم اور مصطفی صاحب باتیں کر رہے تھے۔۔پھر کچھ دیر بعد کھانا کھا کے اس نے اجازت مانگی تو نور کا دل بیٹھا۔۔

کم سے کم وہ آنکھوں کے سامنے تو تھا۔۔کتنے دن بعد اسے دیکھا تھا ابھی تو دیکھا بھی کہاں تھا ٹھیک سے۔۔

مجھے بھی ساتھ جانا ہے۔۔انا کو سائڈ پہ رکھتے وہ بھی ساتھ اٹھی۔۔

پیکنگ تو کی نہیں ہے تم نے۔۔اتنا بڑا سوٹ کیس لے کے آئی تھیں۔۔سارا کچھ سمیٹو گی تو دو گھنٹے لگ جائیں گے۔۔

نزہت نے گھورا تو عالم نے بے چینی سے نور کو دیکھا۔۔اب وہ کیا کہے گی۔۔

اوکے جائیں۔۔اس نے بھی بہکتے دل کو مضبوط کر لیا۔۔

آجائیں یار۔۔بے اختیار عالم نے ہاتھ بڑھا کے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔انا نہیں تھی نور کی خواہش کا پاس رکھنا تھا جواب اس سے نہیں رکھا جا رہا تھا۔۔

چلی جاو۔۔باقی سامان بعد میں لے جانا۔۔نزہت نے حل پیش کیا۔۔

پھر وہ عالم کے ساتھ اپنے گھر واپس آگئی تھی۔۔

عالم اسی لیے وہاں نہیں گیا تھا اگر گیا تو اس کے بغیر واپس نہیں آ سکے گا۔۔

____

😌 کیسی تھی قسط۔۔ جان چھوٹی ملیحہ سے دونوں پھر ساتھ بھی ہو گئے۔۔ سرپرائز نکاح والا ہو گیا۔۔ لیکن جو اصل والا دینا تھا وہ رہ گیا۔۔ اب کل کوشش کروں گی 😐

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط 22

اپنے کمرے میں قدم رکھتے عالم کے پرفیوم کی خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی تو عجیب سا احساس دل میں جاگا۔وہ باہر ہی کسی سے فون پہ بات کرنے کے لیے ٹھہر گیا تھا۔۔

کمرے میں ہر چیز جگہ پہ موجود تھی۔۔ ایسے ہی سامنے ایزی چیئر کے پاس پڑی چھوٹی ٹیبل پہ نظر گئی تو ٹھٹک گئی ۔۔۔

ایش ٹرے سگریٹ کی راکھ سے بھری ہوئی تھی۔۔۔ ایک بار پیچھے مڑ کے دیکھا عالم ابھی وہیں کھڑا تھا۔۔ پھر ٹیبل کے قریب آتے راکھ کو انگلیوں کے پوروں سے چھوا۔۔

واہ واہ تو یہ کام بھی کرتے ہیں موصوف۔۔غصے کی تیز لہر پورے وجود میں دوڑ گئی۔۔وہ ابھی وہیں کھڑی ایش ٹرے کو گھور رہی تھی جب عالم اندر داخل ہوا۔۔اسے دیکھا پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو لب بھینچ لیے۔۔

اگر اسے پتہ ہوتا نور واپس آجائے گی تو وہ وہاں کبھی نا چھوڑتا۔۔

یہ۔۔میرے دوست آئے تھے تو انہوں نے۔۔۔وہ اس سے جھوٹ نہیں بولتا تھا لیکن پھر بھی بولتے صفائی پیش کی

۔۔

آپ کے دوست بیڈروم میں کب سے آنے لگے۔۔وہ جرح پہ اتر آئی۔۔اسے امید نہیں تھی عالم یہ کام بھی کرتا ہے

۔۔

و۔۔وہ ایک دوست تھا قریبی بس آگیا۔۔ نظریں پھیرتے کرٹنز کو دیکھا۔۔

اچھا۔۔ تھا یا تھی۔۔؟

اس کی بات پہ دوسری طرف دیکھتے عالم کے آئی برو اٹھے

۔۔

مطلب۔۔؟

مطلب کے آپ نے میرے بعد یہاں۔۔ اپنی اس دوست کو بلایا ہو گا۔۔؟ انداز جارحانہ تھا

کون سی دوست۔۔لڑکیوں کو میں دوست نہیں بناتا۔۔وہ بھی سنجیدہ تھا

تو ایکس گرل فرینڈ۔۔دوبدو جواب آیا تو عالم نے مٹھیاں سختی سے بند کیں۔۔۔

سگریٹ پتہ ہے کیوں پی میں نے۔۔پھر اسے بازوں سے پکڑتے اپنے قریب گھسیٹا۔۔۔

کیوں۔۔۔ سلگتی سانسیں نور کو اپنے چہرے پہ محسوس ہوئیں۔۔ بیرڈ ہونٹوں پہ چبھی تو سر پیچھے کیا۔۔

ہونٹوں کو ان کی غذا نہیں مل رہی تھی تو مجھے ان کا سہارا لینا پڑا۔۔

اچھا۔۔اس نے آنکھیں میچیں۔۔ آپ کے ہونٹوں کی غذا کیا ہے جو مل نہیں رہی تھی۔۔ لہجے میں طنز تھا۔۔ کھانا پینا تو آپ نے چھوڑا نہیں ہو گا۔۔

ہاں بلکل۔۔کیوں چھوڑتا۔۔

توپھر کون سی خاص غذا تھی ان کی۔۔۔ گھنی موچھوں کے نیچے نظریں جمائیں۔۔

آپ کے ہونٹ۔۔عالم نے بے اختیار جھکتے اس کے بولنے کے لیے کھلے لب قید کیے۔۔یہ سلگ رہے تھے میں نے انہیں اور سلگا یا ہے۔۔۔اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے نچلے لب پہ دانت گڑے تونور سسک اٹھی۔۔

آپ کو جانا نہیں چاہیے تھا مجھے چھوڑ کے۔۔ آپ رہ لیتی ہیں میں واقع نہیں رہ سکتا اس کے بہکتے ہونٹ اب گردن کی طرف پھسل رہے تھے۔۔ نور کا چہرا سرخ ہوا۔۔

سگریٹ کی راکھ راکھ ہی رہ گئی تھی۔۔۔ ہونٹوں کو ٹھنڈک مل گئی تھی۔۔

میں آپ کو مس کر رہا تھا اس لیے سگریٹ کے۔۔

میں نے تو نہیں پی۔۔اس کے شولڈر مضبوطی سے پکڑے وہ اس کے رینگتے لمس سے بے حال ہوئی۔۔

آپ نے مجھے ویسے یاد ہی نہیں کیا جیسے میں نے کیا ہے۔۔ پیچھے ہوتے اسے سانس بحال کرنے کو موقع دیا۔۔نور کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمک رہی تھی۔۔

میں دوبارہ نہیں جاؤں گی آپ دوبارہ یہ کام نہیں کریں گے۔۔سر جھکاتے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھے دل کے

اندر کونے میں جیسے ملال سا ہوا۔۔دوسرے لفظوں میں وہ اسے بتا رہی تھی کہ اسے افسوس ہوا ہے خود پہ۔۔

میر انور۔۔میرا بے بی۔۔۔اسے خود میں بھینچا۔۔کتنے دن بعد نور نے یہ الفاظ اپنے لیے سنے تھے۔۔

آپ میری بیوی ہیں آپ کو میرے ساتھ رہنا چاہیے۔۔الٹا آپ کہتی ہیں آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔۔

وہ تو بس ایسے کہتی ہوں۔۔۔دل سے تھوڑی نا کہتی ہوں

۔۔اس کے گلے میں بازو ڈالتے سارا وزن اس پہ ڈال دیا۔۔

عالم نے کمر پہ دباؤ بڑھاتے اسے زمین سے اٹھالیا تھا۔۔

وہاں کیا کرتی تھیں۔۔اسے اٹھائے بیڈ تک لایا۔۔

کچھ نہیں۔۔بس لڈو کھیلتی تھی۔۔

اب مجھے بھی کھیلنے کا موقع دیں۔۔اسے نرمی سے بیڈ پہ ڈالتے قریب لیٹا تو نور نے مسکراتے اس کے بازو پہ سر رکھ لیا۔۔

مجھے کتنے کوئنز ملیں گے۔۔

کوئنز۔۔ہوں۔۔۔عالم نے آنکھیں سکڑتے سوچا۔۔

کوئنز۔۔جتنے آپ مانگیں گی۔۔

دیکھ لیں۔۔پھر مکرنا نہیں۔۔۔

پکا وعدہ۔۔آپ بتائیں۔۔

مجھے ڈائمنڈز بھی چائیں۔۔

ڈائمنڈ۔۔؟وہ خریدنا تو ووو مشکل ہو گا۔۔وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنساتے گردن پہ ہتھیلی رکھے ہوئے تھا۔۔

کھیلنا ہے تو پھر کرنا پڑے گا۔۔اس نے گردن اکڑائی تو عالم نے جھک کے اس کی گردن پہ لمس چھوڑا۔۔میرا سارا بینک بیلنس آپ کا۔۔میرا گھر آپ کا میری کمپنی بھی آپ

کی۔۔۔فراخ دلی سے کہتے وہ اس کے شولڈر سے شرٹ ہٹا رہا تھا۔۔اپ کو۔جو چاہیئے وہ بھی مل جائے گا۔۔

ایک چیز بچتی ہے۔۔نور جس کی منتظر تھی وہ تو عالم نے کہا ہی نہیں تھا۔۔

کیا۔۔مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائی وہ جانتا تھا نور کیا کہے گی۔۔

آپ کا دل۔۔نور نے آہستہ سے کہا۔۔۔

وہ تو آپ توڑ چکی ہیں نا۔۔اس نے جواب پہلے ہی سوچ لیا تھا جیسے۔۔

ہاا۔۔۔ذرا پیچھے ہوئی۔۔میں نے دل کب توڑا اب آپ کا۔۔آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔۔

جب اس دن آپ نے خود کو شوٹ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔تب میرا دل توڑا تھا آپ نے۔۔

آپ نے بھی تو میرا دل توڑا تھا مجھے کڈنیپ کروا کے۔۔

میں نے کڈنیپ تھوڑی کروایا تھا۔۔بس آپ کی حفاظت کے لیے سوچا تھا۔۔ لیکن مجھے کیا پتہ تھا۔۔ آپ کو تو آپ سے ہی خطرہ ہے۔۔ آخر میں پھر شکوہ کیا۔۔

اچھا میں سوری کہوں۔۔ مان سے پوچھا تو عالم نے نفی میں سر ہلایا۔۔

نہیں۔۔بس میرے پاس رہیں۔۔ مجھ سے دور جانے کا

مت سوچا کریں۔۔میرا دماغ کام کرنا بند کر دیتا ہے پھر۔۔

اچھا۔۔ٹھیک ہے۔۔

اوکے اب میں کھیل لوں اپنے لوڈو بورڈ پہ۔۔ مسکراتے وہ

سیدھا ہوتے اوپر ہوا۔۔

نہیں۔۔پہلے کوئینز کی ڈیل فائنل کریں۔۔

ڈائمنڈ بھی لے دوں گا کوئنز چھوڑیں۔۔اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اوپر اٹھالیا۔۔۔

مجھ سے پورا مہنہ دور رہنے کی سزا تو ملے گی اب۔۔تیار ہیں۔۔پوچھا۔۔۔

نہیں۔۔ بلکل بھی نہی۔۔۔

اپ کی نہیں میں ہاں میں بدلتا ہوں۔۔۔سائڈ لیمپ اف کرتے اس نے دنوں کے اوپر کمفرٹر کھینچ لیا تھا

ملیحہ بیٹا کیا کر رہی ہو۔۔عابدہ بیگم سبزی کا شاپر اٹھائے اندر آئیں تو وہ پیپر چیک کرنے میں مصروف تھی سر اٹھا کے انہیں دیکھا۔

کچھ نہیں۔۔بس یہ کر لوں تو سبزی کاٹ دوں گی۔۔۔

اخری دو پیپر رہ گئے تھے۔۔

نہیں سبزی میں کاٹ لوں گی۔۔ تمہارے پاس اگر کھلے پیسے ہیں تو دو باہر سبزی والے کو دینے ہیں۔۔ شاپر ایک طرف رکھتے کہا۔۔

ملیحہ نے سائڈ پہ پڑے پرس سے پیسے نکال کے انہیں پکڑا ائے تھے۔۔۔

میں پھر تمہیں دے دوں گی۔۔ سو سو کے دو نوٹ پکڑتے واپسی کا وعدہ کیا۔۔۔ تو وہ سر ہلا گئی۔۔ اکثر عابدہ بیگم پھیری والوں سے سبزی لیا کرتی تھیں۔۔

آج شاید بند کریلے پکانے کا ارادہ تھا۔۔ ایک نظر سبزی کو دیکھتے اس نے جلدی جلدی پیپر چیک کر کے انہیں گول کرتے ربڑ بینڈ چڑھایا۔۔ پھر اٹھ کے سبزی کاٹی۔۔

جب تک وہ کام کر کے فارغ ہوئی تب تک عابدہ بھی عصر کی نماز پڑھ چکی تھیں۔۔ پھر انہوں نے چائے بنائی۔۔

کبیر سے کہو ناوہ اب شادی کے لیے ڈیٹ رکھ لیں۔۔

کتنے دنوں سے سوچ رہی تھیں ملیحہ سے بات کریں۔۔

اماں۔۔ ملیحہ نے انہیں گھورا۔۔ ابھی نہیں نا۔۔

کیا نہیں نا۔۔ تمہاری عمر کی لڑکیوں کے بچے بھی جوان ہوتے ہیں اور تم ابھی تک نہیں نا۔ نہیں نا۔ کر رہی ہو۔۔

انہیں غصہ آگیا۔۔کبیر سے کہو ابھی عید کے فورا بعد شادی کی تیاری کرے۔۔

آپ خود کر لیں پھر۔۔میں اچھی لگوں گی۔۔

تم اچھی لگو گی میں کہتے ہوئے بری لگوں گی وہ کیا سوچیں گے بیٹی بوجھ بن گئی ہے۔۔

میں بھی ابھی یہی سوچ رہی ہوں کہ بوجھ بن گئی ہوں۔۔

بکواس بند کرو۔۔۔اور جو کہا ہے اتنا کرو۔۔ کریلے اس کے سامنے سے اٹھاتے کچن میں چلی گئیں ملیحہ کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی پھر نماز پڑھ کے کچن میں آئی۔۔

میں پکاتی ہوں سالن آپ جائیں۔۔انہیں وہاں سے بھیجا پھر گھنٹہ لگا کے بند کریلے بنائے۔۔

رات کا کھانا عبداللہ کے آنے کے بعد وہ لوگ کھاتی تھیں ۔۔روٹیاں بھی بنا کے رکھ لیں۔۔کام مکمل کر کے کچھ وقت فری ہوتا تھا۔۔

وہ موبائل اٹھائے اوپر چھت پہ چلی آئی۔۔کبیر کے بے شمار میسیجز آئے ہوئے تھے۔۔

وہ کم ہی اس سے بات کرتی تھی۔۔ابھی بھی میسج اگنور کر کے واٹس ایپ سٹیٹس چک کیے۔۔

اس کے پاس عالم کا نمبر بھی سیو تھا ابھی تک۔۔اس کا کنورژن کھولتے بھولی بھٹکی ذہن کے دریچے میں در آئی۔۔

کاش میرا اسے مل جاتا۔۔۔اس کی ڈی پی کھولتے زوم کی۔۔ بلیک تھری پیس میں وہ ایک سائڈ لیے کھڑا تھا۔۔نفاست سے بنی بیرڈ اور گھنی مونچھیں۔۔

جب وہ اسے پہلی بار ملا تھا تب اس کے چہرے پہ داڑھی اور مونچھیں نا ہونے کے برابر تھیں۔۔ کتنی دیر وہ اسے دیکھتی رہی۔۔ وہ بھول گئی تھی کہ اب وہ کسی اور کی بیوی ہے اسے زیب نہیں دیتا یہ سب۔۔۔

ابھی وہ سکرین پہ نظریں گاڑے ہوئے تھی کہ کبیر کی کال آنے لگی جو اس نے دو تین سیکنڈ ٹھہر کے ریسیو کی تھی۔۔

اسلام و علیکم۔۔ کہاں ہوتی ہیں مس ملیحہ۔۔ نا کوئی میسج نا کوئی کال۔۔

صبح تو ملے تھے۔۔ پھر سارا دن بات کرنا ضروری ہو تا ہے گیا۔۔ درشتگی سے پوچھا۔۔ تو کبیر لمحے کے لیے چپ ہو گیا۔۔

وہ تو سکول تھا ناوہاں تو ہم ٹیچر زہیں۔۔ وہاں تو مجبوراً ساتھ رہنا پڑتا ہے۔۔

باتیں بنانا بند کرو کام کی بات ہے تو کہو۔۔ اسے کبیر سے ابھی بھی چڑ ہو جاتی تھی۔۔ خاص طور پہ تب جب وہ میر کو سوچ رہی ہوتی اس کے خیالوں میں گم ہوتی۔۔

کام تو کوئی نہیں تھا۔۔ وہ سنجیدہ ہوا۔۔ سوچا آپ سے حال احوال لوں۔۔

کچھ نہیں ہوا یہاں کسی کو سب ٹھیک ہیں آخر میں لہجہ نرم کرنے کی کوشش کی لیکن کبیر اس کے سخت انداز کو محسوس کر چکا تھا۔۔

پتہ نہیں کیوں وہ اس سے چڑتی تھی۔۔اس نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا شاید وہ کسی سے محبت کرتی ہے۔۔

اوکے۔۔انٹی سے بات کروادیں۔۔

میں ابھی اوپر ہوں۔۔کچھ دیر بعد نیچے جاؤں گی تو میسج کر دوں گی۔۔

ہمم۔۔وہ جانتا تھا میسج کبھی نہی اۓ گا لیکن پھر بھی بات سمیٹ لی۔۔ کبھی تو وہ اس کی جانب بڑھے گی۔۔

خدا حافظ کہتے ملیحہ شرمندہ تھی اس کی بس میں بھی نہیں تھا وہ چاہتی تھی کبیر کے ساتھ نارمل رہے لیکن پھر سے اجڑا ہوا دل کرلا تا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بی بی جی۔۔اس بار رمضان میں ہم سب کچھ پہلے ہی تیار کر کے رکھ لیں گے۔۔

کیوں۔۔وہ ٹی وی پہ مورننگ شو لگا کے بیٹھی تھی عالم کو گئے دو گھنٹے ہونے والے تھے۔۔

کیونکہ روزہ رکھ کے کام نہیں ہوتے۔۔۔ہمت ہی نہیں ہوتی کچھ کرنے کی۔۔

نہیں۔۔ چیزیں بنا کے رکھ دو تو مما کہتی ہیں ان کا ذائقہ ختم ہو جاتا ہے۔۔۔نور نے منع کیا تو وہ منہ بسور کے رہ گئی۔۔

تم فکر نا کرو میں مدد کروں گی تمہاری۔۔ویسے بھی ابھی دس پندرہ دن باقی ہیں۔۔ آواز آہستہ کرتے بجتے ہوئے

موبائل کو دیکھا۔۔عالم کالنگ شو ہو رہا تھا پک کرتے کان سے لگایا۔۔

آپ کے وہ کوئنز کہاں سے ملیں گے۔۔وہ ابھی سائٹ سے واپس آیا تھا۔۔ریوالونگ چیئر اپنی طرف گھماتے بیٹھ گیا۔۔

کوئنز۔۔وہ تو لڈو سے ہی ملتے ہیں ڈائریکٹ۔۔جب گھر آئیں گے پھر میں بتاؤں گی۔۔

اوکے۔۔پھر میں گھر آرہاہوں۔۔ڈرار سے گاڑی کی چابیاں نکالتے کچھ چیزیں سمیٹیں۔۔

ابھی۔۔اتنے جلدی۔۔

ہاں۔۔کہیں گھومنے پھرنے چلیں گے۔۔وہ کچھ پلین کر رہا تھا۔۔

اوکے۔۔ پھر میں تیار ہو جاتی ہوں۔۔ اس نے بھی فوراً ہامی بھرلی۔۔ پھر کال کٹ کرتے اس نے رانی کو دن کا کھانا بنانے سے منع کیا۔۔

کمرے میں آ کے اپنے کپڑے دیکھے۔۔ پھر ایک گرے کلر کا سمپل سا ڈریس نکالا۔۔ شلوار قمیض اور اوپر بلیک کلر میں کاٹن کا دوپٹہ تھا۔۔ فرش ہو کے چینج کیے پھر آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے خود کو دیکھا۔۔

کہنا عالم نے سوکھا دیئے ہیں۔۔بے ساختہ اس کی بات یاد آئی تو ہونٹوں پہ شرمگین سی مسکراہٹ نے رقص کیا۔۔

میرے بنا ہی مسکرایا جارہا ہے۔۔اسی وقت عالم دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا تھا۔۔

ن۔۔نہیں تو۔۔بس ایسے ہی۔۔

بس ایسے ہی کیا۔۔لیپ ٹاپ صوفے پہ رکھتے اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا۔۔

کیا یہ میں ڈرائے کر دوں۔۔گیلے بالوں کو ہتھیلی میں لیتے پوچھا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔میں کر لوں گی۔۔وہ اس کی طرف گھوم گئی ۔۔ٹائی کی ناٹ ڈھیلی ہوئی تھی جس میں دو انگلیاں پھنساتے عالم نے کھلا کیا پھر سر کے اوپر سے گزارتے اتار دی۔۔

ویسے گیلے بال آپ کی کمر کے ساتھ چپکے ہوئے قیامت خیز لگ رہے ہیں۔۔اس نے پیچھے آئینے میں بالوں کو

دیکھتے تعریف کی تو نور سرخ پڑی۔۔اس کی بال کمر سے کچھ نیچے آتے گھنگریالے سے ہو جاتے تھے۔۔

یہاں بیٹھیں۔۔میں ڈرائے کرتا ہوں۔۔اسے کندھوں سے پکڑتے کاؤچ پہ بیٹھایا پھر خود ساکٹ اور ڈرائر اٹھا کے سیٹ کیا۔۔وہ خود پیچھے پڑے بیڈ پہ ٹک گیا۔۔۔

میں کر لیتی ہوں خود۔۔۔

مجھے اپ کا شوہر کس لیے بنایا گیا ہے۔۔عالم نے اپنا کوٹ بھی اتار کے سائڈ پہ رکھا اور کف فولڈ کرتے ڈرائر اون کیا ۔۔

اپ نے پہلے یوز کیا ہے کبھی۔۔

نہیں۔۔بال ہی چھوٹے چھوٹے ہیں خود ہی خشک ہو جاتے ہیں۔۔وہ نرمی سے اس کے بالوں کو سٹیپ بائے سٹیپ سکھانے لگا تھا۔۔

ہاہاہا۔۔آپ کے بال کیسے لمبے ہو سکتے ہیں۔۔

کیوں۔۔میرے پہلے کافی لمبے بال ہوا کرتے تھے۔۔اس نے اگے ہوتے نور کے گال پہ لب رکھے۔۔اس کا دل کر رہا تھا وہ اسے کہیں چھپا دے۔۔

بھیگی بھیگی سی وہ اتنی کیوٹ لگ رہی تھی۔۔نور نے اس کی چھوئی جگہ پہ ہاتھ رکھتے جیسے اس لمس کو قید کر لیا۔۔

میرے بال پہلے کندھوں تک تھے۔۔پھر میں نے کٹوا دیئے۔۔

کیوں۔۔

کیونکہ میرا دل بھر گیا تھا۔۔

بالوں سے۔۔

ہاں۔۔لمبے بالوں سے۔۔اس نے ایک سٹیپ اٹھا کے دوسری طرف رکھا۔۔

اچھا۔۔وہ خاموش ہوئی۔۔پھر کچھ دیر بعد کچھ سوچا۔۔۔

جس سے دل بھر جائے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔۔

افکورس۔۔عالم کسی اور ہی رو میں بولا تھا لیکن نور صاحبہ کچھ اور سوچ بیٹھی تھیں۔۔

تو پھر آپ مجھے بھی چھوڑ دیں گے۔۔صدمے سے چور ہوتے وہ بڑبڑائی تو عالم کے ہاتھ ساکت ہوئے۔۔

میں نے یہ کہا ہے جس سے دل بھر جائے۔۔اس نے تصیح کی۔۔

ہاں تو۔۔جب مجھ سے دل بھرے گا تو چھوڑ دیں گے۔۔

نہیں۔۔میرا دل اپ سے کبھی نہیں بھرے گا۔۔بال سوکھ گئے تو ڈرائر بند کیا۔۔

میں اپنے بے بی کو بھلا خود سے الگ کر سکتا ہوں۔۔پیچھے سے ہگ کرتے اسے محسوس کیا۔۔مجھے آپ کے بنا رہنا ہی

نہیں آتا۔۔دو جسموں کی حرارت نے کھلبھلی سی مچائی تھی۔۔

نور خود میں سمٹتے کھڑی ہوئی۔۔ آپ بھی تیار ہو جائیں نا ۔۔میں بھی باقی کی تیاری کروں۔۔پر سوز ماحول سے رومانیت ختم کرے کی ہو شش کی تو عالم نے لب دانتوں تلے دبائے۔۔پھر سر ہلاتے باتھ روم میں چلا گیا تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

تپتی دوپہر میں

ثروت بیگم اور خولہ بازار رمضان کے لیے شاپنگ کرنے آئی ہوئی تھیں۔۔ گاڑیوں کے بے ہنگم شور سے بچتے دونوں آگے پیچھے ریسٹورنٹ میں کھانے کی غرض سے داخل ہوئیں تو سامنے جاننے والی مل گئی جس سے سلام دعا کر کے وہ آگے بڑھیں۔۔

ثروت۔۔ بات سنو۔۔ اس عورت نے کچھ یاد آنے پہ ثرت بیگم کو روکا تو وہ ٹھہر گئیں۔۔

میں نے سنا ہے تمہارے بیٹے نے دوسری شادی کرلی ہے

۔۔

کیا مطلب۔۔۔وہ حیران ہوئی۔۔کون سے بیٹے نے۔۔پھر

پوچھا۔۔

وہی۔۔عالم۔۔۔جو تمہارے ساتھ نہیں رہتا۔۔اس نے

عابدہ کی بیٹی ہے جو۔۔ملیحہ نام ہے شاید اس سے۔۔۔۔

اوہ۔۔ویسے توشاید ثروت کو یقین نا آتا لیکن ملیحہ کا نام سن کے پکا یقین ہوا۔۔ایسا ہو گا یقیناً وہ ایسے ہی تو بات نہیں کر سکتیں۔۔انہیں بہلا پھسلا کے بھیج دیا پھر اپنی بقیہ شاپنگ چھوڑ کے وہ لوگ جلدی واپس آ گئے تھے۔۔

داؤد صاحب۔۔سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔ ڈائریکٹ نور کو وہ چوٹ پہنچا کے اس لڑکی کو اپنے بیٹے کی زندگی سے نکال سکتی تھیں وہ۔۔۔

خولہ کو بھی انہوں نے منہ بند رکھنے کا کہا۔۔وہ تو پہلے ہی اپنی موم کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔۔وہ تو چپ ہی رہتی۔۔ ثروت بیگم کا ایک ہی چکر کافی ہو جاتا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بائی داوے ہم لوگ کہاں جا رہے ہیں۔۔ گاڑی لمبی سڑک پہ گامزن تھیں۔۔وہ لوگ کب سے ایک ہی سیدھ پہ جا رہے تھے جس پہ نا کوئی موڑ تھا اور نا ہی کوئی ڈھلوان۔۔۔

سرپرائز ہے۔۔عالم نے آگے ہو کے میوزک پلیئر اون کیا تو مدھم آواز نے سر بکھیر دیے۔۔

تقریباً پینتالیس منٹ کا سفر کرنے کے بعد وہ سیکرٹ وائلڈ ہوم پہنچ چکے تھے۔۔

یہ وہی جگہ ہے نا۔۔جہاں پہلے میں آئی تھی۔۔۔اسے سب یاد تھا۔۔عالم نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوتے اسی روم کے سامنے رک گئی تھی۔۔

آپ کو دیکھاؤں گا یہاں کیا ہوتا ہے۔۔ پھر آپ کو مزہ آئے گا۔۔ مسکراہٹ اس کے لبوں پہ آئی۔۔ نور خود ہی دروازہ کھول کے اندر گئی تھی۔۔

تسلی سے تو وہ اب دیکھ رہی تھی۔۔ جگہ بہت پیاری تھی۔۔

چاروں طرف درخت ہی درخت اور ان کے بیچ بنا درختوں

کے جیسا ہی وائلڈ ہوم۔۔

اسے ان درختوں کے انداز پہ بنایا ہی اسی لیے گیا تھا کہ

سیکرٹ رہے۔۔

کمروں کی لمبی قطاریں تھیں۔

یہاں لوگ رہتے ہیں۔۔ اشتیاق سے پوچھا۔۔

ہاں۔۔سب میں ایک ایک بندہ رہتا ہے۔۔

اور آپ یہاں۔۔پھر اس کے روم کی طرف دیکھتے پوچھا۔

۔۔

ہاں۔۔یہ میرا آفس ہے۔۔

آپ کا آفس سب سے الگ کیوں ہے۔۔آپ یہاں کے

ڈان ہیں۔۔

نہیں۔۔ڈان نہیں لیڈر رہوں۔۔یہ سب میرے انڈر کام کرتے ہیں۔۔ہمارے پاس قانونی اتھارٹی ہے ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں۔۔

ہوں۔۔وہ ایمپریس ہوئی۔۔۔

پھر آپ کو پیسہ بھی ملتا ہو گا بہت۔۔چلتے ہوئے وہ ایک روم کی طرف جا رہی تھی جو باقیوں کی نسبت کچھ بڑا اور الگ دکھتا تھا۔۔

پیسہ۔۔ تو آتا ہے لیکن۔۔ جان جانے کا بہت خطرہ ہوتا ہے ان کاموں میں۔۔

اوہ۔۔ وہ لوگ ابھی کافی دور تھے عالم اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔۔

یہاں آپ کب سے ہیں۔۔ وہ تھوڑا سا ٹھہر گئی تا کہ عالم اس کے ساتھ چل سکے۔۔۔

میں یہاں چھ سات سال سے ہوں۔۔

آپ کو ڈر نہیں لگا۔۔جنگل میں۔۔

نہیں۔۔یہ کام دیا ہی انہیں جاتا ہے جو نڈر ہوتے ہیں بہادر ہوتے ہیں۔۔

خود ہی اپنی تعریف۔۔وہ مسکرائی۔۔

عالم نے اسے دیکھا۔۔وہ ان دنوں شاید کچھ کمزور ہو گئی تھی۔۔

یہ رہنے دیں میں باقی دکھاتا ہوں۔۔اسے کچھ یاد آیا تو ہاتھ پکڑا۔۔

نہیں۔۔پہلے اسی کو دیکھتے ہیں پھر۔۔اس نے ضدی انداز میں کہا۔۔لیکن عالم اس کا بازو پکڑے دوسری طرف لے آیا تھا۔۔

دروازہ ناک کیا۔۔تو نور نے حیرانگی سے دیکھا۔۔۔

کچھ لمحوں میں دیو ہیکل جیسامت کا آدمی باہر نکلا۔۔نور ایک دم عالم کے پیچھے کھسکی۔۔وہ آدمی عالم کو دیکھ کے سائڈ پہ ہو گیا تھا۔۔

اندر داخل ہوتے دروازہ بند کر دیا۔۔

اندر سے روم بلکل سادہ سا تھا۔۔سفید رنگ کے کرٹنز اور بیڈ شیٹ تھی جیسے وہ کسی ہسپتال کے روم میں آگئی ہو۔۔

نا کوئی ٹی وی نا کچھ انٹر ٹینمنٹ کا سامان۔۔

دو سیکنڈ میں دیکھ کے وہ باہر نکل آئی۔۔اس کا ارادہ وہی روم دیکھنے کا تھا بس۔۔عالم ابھی اس کے پیچھے تھے اور وہ دوبارہ اس روم کے سامنے پہنچ گئی۔۔

نور۔یہاں نہیں جانا۔۔چلیں واپس۔۔میرے روم میں چلتے ہیں۔۔۔اس کی کلائی تھامتے اس طرف جانا چاہا پھر نور وہیں جم گئی تھی۔۔

نہیں۔۔یہی دیکھنا ہے بس باہر سے دیکھوں گی۔۔پلیز

۔۔۔

ہوں۔۔وہ گہرا سانس لے کے رہ گیا

لاک پہ دو منٹ ہاتھ رکھتے سکین کیا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔

اوففف۔۔۔سمیل کا بھبکا ناک سے ٹکرایا تو وہ ایک دم باہر نکلی۔۔۔ناک پہ ہاتھ رکھتے الجھن سے دیکھا۔۔سامنے اتنا

خطرناک سامان دیکھ کے اس کی جان حلق میں آئی تھی۔۔۔

یہ سب۔۔ناک اور ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے وہ اس کے پیچھے ہوئی۔۔اسے ایک دم سے چکر آنے لگے تھے۔۔

دیکھیں اب۔۔خود ہی آنے کی ضد کر رہی تھیں۔۔

مجھے کیا پتہ تھا۔۔

نہیں اب دیکھیں تو سہی۔۔ یہ دیکھیں وہاں ہم بندوں کو مارتے ہیں۔۔ ایک چیئر کی طرف اشارہ کیا جہاں بڑے نوکیلے کیل اوپر کے رخ پہ لگے تھے۔۔

ایہہ اس نے جھرجھری لی۔۔ یہاں اتنے خطرناک کام ہوتے ہیں۔۔

نہیں بس جسے مارنا ہوتا ہے اسے ہی یہاں لایا جاتا ہے۔۔ باقیوں کا کام ہم باہر ہی کر دیتے ہیں۔۔ دروازے کے پاس

لگے سوئچ بورڈ پہ ہاتھ مارا تو ایک مشین سی دیوار سے نکلی۔۔

اس کے اندر خون ابھی بھی موجود تھا شاید۔۔جو بہتے

ہوئے زمین پہ گرا۔۔

عالم۔۔ چلیں یہاں سے۔۔اس کی نگاہ نیچے پڑے خون پہ

گئی تو وہ واپس بھاگی۔۔

ریلیکس۔نور۔۔یہ کوئی بڑی۔۔اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی نور جھول گئی تھی۔۔آگے بڑھ کے اسے پکڑتے بازوں میں سمیٹا۔۔

نور۔۔پریشانی سے وہ دروازہ بند کرتے اپنے روم کی طرف بھاگا۔۔

یار۔۔۔ایک تو یہ بے ہوش اتنی جلدی ہو جاتی ہے

۔۔اسے بیڈ پہ ڈالتے ڈاکٹر کو کال کر کے بلایا۔۔جو ان کے

گینگ کا ہی حصہ تھا۔۔

نور۔۔میری جان۔۔اتنی سی بات پہ۔۔میں نے کہا بھی تھا

نہیں جاتے۔۔۔اس کے ہاتھ سہلاتے وہ ڈاکٹر کا بے چینی

سے ویٹ کرنے لگا۔۔

پھر دستک ہونے پہ دروازہ کھولا تو ڈاکٹر تھا۔۔

کیا ہوا سر خیریت۔۔۔

ہاں۔۔چیک کروا نہیں۔۔۔پریشانی سے پیشانی مسلتے وہ پیچھے ہوا۔۔۔

کچھ دیر وہ اسے چیک کرتا رہا پھر گھوم کے عالم کی طرف پلٹا۔۔

سر۔۔۔مجھے لگ رہا ہے یہ ایسپیکٹ کر رہی ہیں۔۔ مکمل

چیک اپ کرنے کے بعد انکشاف کیا تو عالم کا دل زور سے

دھڑکا۔۔۔

مجھے لگتا ہے ہماری ٹیم میں ایک ننھا مہمان آنے والا ہے۔۔

مسکراتے اسے صاف لفظوں میں سمجھایا۔۔۔تو عالم نے

بے اختیار آگے ہو گے اسے گلے لگا لیا۔۔

تھینک یو سو مچ۔۔وہ خوش تھا۔۔بے انتہا خوش۔۔ڈاکٹر نے اس کے گرد بازو پھیلاتے مسکراہٹ دبائی۔۔پہلی بار وہ عالم کے گلے لگا تھا۔۔

میرا بے بی بابا بننے والا ہے۔۔خوشی سے ہونٹ پھیلاتے آنکھوں میں نمی ابھری۔۔

ڈاکٹر نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔میرا بے بی بابا۔۔۔پھر ہلکے بڑبڑایا۔۔

ہاں۔۔تو۔۔میرا بے بی بابا نہیں بن سکتا کیا۔۔۔عالم کو سمجھ تو آگئی تھی پر شرمندہ ہونا ضروری نہیں سمجھا ۔۔۔گردن اکڑاتے اسے درشتگی سے گھورا۔۔۔اب جاؤ باہر مجھے نور کو ہگ کرنا ہے۔۔

اوکے سر۔۔وہ کھسیانہ سا ہو کے باہر نکل گیا۔۔

مائے لو۔۔میری جان۔۔۔عالم نور کے پاس بیٹھ گیا۔۔

تھینکو سوچ۔۔اسے اوپر اٹھاتے خود سے لگایا۔۔۔پھر گال پہ پیار دیتے واپس تکیے پہ سر رکھا۔۔

اینڈ مائے اپ کمینگ بے بی تھینکیو۔۔اس کی شرٹ کے اوپر سے ہی پیٹ پہ لب رکھتے اپنے آنے والے بچے کا شکریہ ادا کیا۔۔

پھر شرٹ اوپر اٹھاتے پیٹ پہ لب رکھے۔۔۔نور کو ادھے گھنٹے بعد خود ہی ہوش اگیا تھا۔۔حواس بیدار ہی اس نے

اپنے پیٹ پہ کسی کے رینگتے ہاتھ محسوس کیے تو دھڑکن تھم سی گئی۔۔

عالم اس کے قریب ہی لیٹا ہوا تھا۔۔

گڈ افٹر نون۔۔ جھک کے انکھوں پہ لمس چھوڑا۔۔وہ اسے اتنی محبت سے دیکھ رہا تھا کہ نور سٹپٹا تے اٹھی۔۔

اپ کو پتہ ہے میرا ابے بی ماما بننے والا ہے۔۔اس کا ہاتھ تھامتے انکھوں میں جھانکا۔۔نور کو نے سوالیہ انداز میں دیکھا۔۔

ہماری اولاد انے والی ہے۔۔پھر اسان لفظوں میں سمجھایا تو نور شاک ہوئی۔۔

کیا واقع۔۔۔اپ کو کیسے پتہ۔۔۔

ابھی ڈاکٹر ایا تھا اس نے بتایا۔۔سائڈ ٹیبل پہ رکھا ٹھنڈا جوس اسے دیا تا کہ وہ فیرش فیل کر سکے۔۔نور نے جوس کو گھورتے عالم کو گھورا۔۔کہیں وہ خواب تو نہی دیکھ رہی۔۔

ڈاکٹر کو۔کیسے پتہ۔۔اسے ابھی یقین نہی ارہا تھا۔۔

ہم۔لوگ ابھی گائناکالوجسٹ کی طرف چلتے۔۔پتہ چل جائے گا۔۔اس کی بات سنتے نور کے ہاتھ ٹھنڈے پڑے۔۔۔اگر وہ واقع سچ ہوا تو۔۔

😟 کسی تھی قسط۔۔نور کا ایسا ریکشن ہضم نہی ہو رہا نا۔۔

مجھے بھی نہی ہو رہا تھا

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط 23

ڈاکٹر کو کیسے پتہ۔۔اسے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔۔

ہم لوگ ابھی گائنا کالوجسٹ کی طرف چلتے ہیں۔۔ پتہ چل جائے گا۔۔اس کی بات سنتے نور کے ہاتھ ٹھنڈے پڑے ۔۔۔اگر وہ واقع سچ ہوا تو۔۔

میں مما سے پوچھوں ایک بار۔۔وہ ڈری ہوئی تھی۔۔

ان سے کیوں پوچھنا ہے۔۔ ہم ڈاکٹر کے پاس جائیں گے بس۔۔۔۔

مجھے بے بی نہیں چاہیے نا۔۔پریشانی سے عالم کو چہرہ دیکھا جس کے تاثرات اس کی بات سنتے بدلے تھے۔۔

کیوں نہیں چاہیے۔۔ سنجیدگی سے پوچھا۔۔

میں کیسے ہینڈل کروں گی اسے۔۔اور پھر وہ روئے گا تو۔۔

میں کس لیے ہوں میں سنبھالوں گا۔۔ آپ بس ٹینشن نا لیں۔۔۔اسے احتیاط سے پکڑتے اٹھایا۔۔

نور کو لگا اس کا سر ایک بار پھر گھومنے لگا ہے۔۔ عالم کا گریبان مٹھیوں میں قید کرتے وہ سیدھی ہوئی۔۔

چکر آرہے ہیں تو میں اٹھالیتا ہوں۔۔ مو چھوں تلے عنابی لب مسکرائے۔۔ پھر اسے اوپر اٹھالیا۔۔

میرے جوتے۔۔ وہ اسے اٹھائے باہر نکلا تو نور کو یاد آیا۔۔

وہ بھی آجاتے ہیں۔۔اسے گاڑی میں بٹھا کے وہ اس کے جوتے بھی لے آیا۔۔

پھر وہ لوگ وہاں سے گائنا کالوجسٹ کے پاس گئے تھے۔۔

عالم بہت خوش تھا بہت زیادہ۔۔نور پہلے پریشان تھی لیکن اس کی خوشی دیکھ کے اب دعا کر رہی تھی کہ سچ میں وہ ایکسپیکٹ کر رہی ہو۔۔کچھ ٹیسٹ ہوئے تھے اور رپورٹس پوزیٹیو ہی آئی تھی۔۔

فائل ٹیبل پہ رکھتے ڈاکٹر پیچھے گھومی تو عالم نے نور کا چہرا پکڑتے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔۔۔

آئی لویو۔۔ پہلی بار باقاعدہ اس نے ہر جزبے کو ان تین لفظوں میں سمیٹا تھا۔۔نور کی پلکیں کپکپائی۔۔ کتنی بے اختیاری تھی اس کے انداز میں۔۔شاید ہم اپنے پسندیدہ انسان کے لیے ایسے ہی بے اختیار ہو جاتے ہیں۔۔

عالم اب اس کا ہاتھ پکڑے اپنی گود میں رکھ چکا تھا۔۔ڈاکٹر فائل پہ جھکی کچھ لکھنے لگی۔۔پھر انہیں پریسکپشن دیتے کچھ ہدایات دیں۔۔جو نور سے زیادہ عالم نے غور سے سنی تھیں

۔۔۔

پھر وہاں سے باہر نکلتے ریسپشن سے اس نے میڈیسن لیں۔۔وہ دونوں ساتھ چلتے باہر آئے۔۔

گاڑی تک آتے نور کو ایک بار پھر پریشانی لاحق ہوئی تھی

۔۔بس اب اس بچے کی خاطر اسے اتنی احتیاطیں کرنی

تھیں کے سانس بھی کھل کے نہیں لے سکتی۔۔

کیا ہوا۔۔دروازے کو گھورتے پا کے عالم نے اسے متوجہ

کیا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نور آپ کو خوشی نہیں ہوئی۔۔

نہیں۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے بس۔۔

کس چیز سے۔۔

میں کیسے بے بی ہینڈل کروں گی۔۔

میں نے ابھی کہا تو ہے میں خود سنبھالوں گا۔۔ پھر۔۔

آپ جب پیدا ہو گا تب سنبھالیں گے۔۔ اس سے پہلے میرے پیٹ میں ہو گا تب کیسے ہینڈل کروں گی۔۔ ایک دم ننھی سی ناک غصے سے سرخ کی تو عالم بے اختیار قہقہ لگا کے ہنسا۔۔

نور کی شکل رونے والی ہوئی تھی۔۔یہ کون سا طریقہ ہے ہنسنے کا۔۔

سوری۔۔عالم نے ہنسی روکی۔۔

میرا بے بی۔۔پھر اسے خود سے لگاتے سر پہ پیار دیا۔۔

۔اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اسے اٹھا کے اپنے پیٹ میں رکھ لیتا۔۔اس کے کان میں آہستہ سے کہتے مسکراہٹ دبائی تو نور اور چڑی۔۔

آپ کو میرا مزاق اڑانا ہے۔۔

نہی۔۔ ہر گز نہیں۔۔ میں آپ کا بھی خیال رکھوں گا نا۔۔

سب کچھ میں کر لوں گا۔۔ آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں۔۔

اچھا جب رات کو میں جب ٹھیک سے لیٹ نہیں سکوں گی تو آپ کیا کریں گے۔۔

میں آپ کا سر اپنے بازو پہ رکھوں گا اور ایک ہاتھ آپ کے پیٹ کے نیچے سہارے کے لیے۔۔

میں دیکھوں گی۔۔ ناک چڑھائی۔۔ اب بس خراٹے ماریں گے اور سو جائیں گے۔۔

خراٹے میں نہیں آپ لیتی ہیں۔۔ وہ لوگ گھر جا رہے تھے ۔۔ اور میں ساری رات جاگ لوں گا۔۔ آپ کا دھیان رکھوں گا آپ بے فکر رہیں۔۔

میں کھانے کے لیے بہت کچھ منگولوں گی پھر۔۔۔

آپ حکم کریں بندے کی جان بھی حاضر ہے۔۔

ہونہہ۔۔مجھے پتہ ہے آپ نے ایک دن ہی یہ سب کرنا ہے اور بھول جانا ہے۔۔

اگر ایسا کروں تو اپ مجھے ڈانٹ لیجئے گا۔۔مار بھی سکتی ہیں

۔۔گیٹ کے سامنے گاڑی روکتے ہارن دیا تو راجہ نے جلدی

سے گیٹ کھولا۔۔

گاڑی اندر کرتے سائڈ پہ روکی پھر عالم نے اتر کے نور کے

لیے دروازہ کھولا۔۔ چلیں آئیں۔۔نیچے ہوتے اسکو گود

میں اٹھالیا۔۔راجہ نے شرم سے منہ پرے کیا۔۔

آپ مجھے نیچے اتاریں میں چل لوں گی۔۔

نہیں۔۔کیا پتہ چکر آجائے اور میرے بے بی کو نقصان ہو

۔۔

بس بس۔۔ابھی سے بے بی کہ فکریں لگ گئی ہیں۔۔اس

کے آنے کے بعد آپ مجھے بھول جائیں گے۔۔

آپ کو بھول جاؤں گا۔۔آئی بروا اٹھائے۔۔

ہاں۔۔اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔۔

ہو سکتا ہے بھول جاؤں۔۔کیونکہ وہ بہت پیارا ہو گا۔۔

عالم۔۔اس کے گلے میں بازو تنگ کرتے غصے سے گھورا۔۔

اب میں ہنس بھی نہیں سکتا یار۔۔

ہاں مت ہنسنا۔۔اتنے برے لگتے ہیں کھک کھک کر کے نقل اتاری تو عالم نے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کی۔۔۔

اللہ ہمارے بے بی کو بھی ایسی ہی ہنسی سے نوازے۔۔

جی نہیں۔۔میری طرح ہو گا۔۔پیارا سا کیوٹ سا۔۔

ہاں لیکن ہنسی میرے جیسی دم دار۔۔ مردانہ ہنسی۔۔۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔ نور نے زور زور سے سر ہلایا۔۔

اسے بیڈ پہ لیٹاتے عالم نے پردے پیچھے کیے تو تازہ ہوا اندر آئی۔۔

چلیں اب ارام کریں۔۔ میں آپ کے لیے کھانا لاتا ہوں ۔۔اسے خود بھی بھوک لگی تھی رانی پتہ نہیں کہاں تھی

کھانا بھی اس نے نہیں بنایا تھا۔۔باہر نکلتے عالم نے دروازہ بند کر دیا

میم آپ کو سر سمیر بلا رہے ہیں۔۔وہ جو اپنی کلاس میں بیٹھی بچوں کو پڑھا رہی تھی جب کسی دوسری کلاس کی بچی اسے بتانے آئی۔۔

اچھا میں آتی ہوں۔۔کتاب کے صفحے پلٹتے بچے کو واپس بھیجا ۔۔پھر اپنی کلاس کو سبق دے کے وہ اٹھ کے باہر آئی۔۔

اور بھی ٹیچرز میل سٹاف روم کی طرف جا رہی تھیں۔۔وہ بھی اپنا دوپٹہ درست کرتے وہاں چلی آئی۔۔سارے میل اور فیمیل ٹیچرز جمع تھے۔۔شاید کوئی میٹنگ تھی۔۔

سبھی آگئے ہیں۔۔ایک نظر سب پہ ڈالتے سر سمیر نے پوچھا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔

اچھاتو دو باتیں کرنی تھیں آپ سے۔۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ پرنسپل صاحب نے کہا ہے کہ رمضان سے پہلے بچوں کا فنکشن کروایا جائے۔۔

اور دوسری بات جو ایمپورٹینٹ ہے۔۔ انہوں نے ایک نظر سب کو دیکھا۔۔ یہاں ہمارے بیچ کچھ ماہ پہلے ایک میل ٹیچر آئے تھے۔۔ جن کا نام کبیر تھا آپ سبھی جانتے ہیں ۔۔

جی۔۔۔جی۔۔۔بہت ساری آوازیں آئیں۔۔ملیحہ کا پورا جسم جیسے ساکت ہوا تھا۔۔اج کبیر سکول نہیں آیا تھا وہ صبح عبداللہ کے ساتھ آئی تھی۔۔

وہ ایکچولی کوئی ٹیچر نہیں تھے بلکہ انڈر کور آفیسر تھے۔۔

اوہ۔۔۔ملیحہ بھی یہ بات نہیں جانتی تھی۔۔۔۔

یہاں آنے کا ان کا ایک خاص مقصد تھا۔۔ ہمارے پرنسیپل کے خلاف انہیں کوئی ثبوت ملے تھے۔۔

پر۔۔ پرنسپل سر تو بہت اچھے ہیں۔۔ وہ کیوں کوئی غلط کام کریں گے۔۔ مس مریم نے حیرانگی سے ہوچھا۔۔۔

ہمیں ہی لگتا تھا وہ اچھے ہیں۔۔ لیکن نہیں۔۔ وہ پیچھے کسی کالے دھندے میں ملوث تھے۔۔

لیکن سر کیسے۔۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں ایسا۔۔ انہوں نے

۔۔

دیکھیں مس۔۔۔ یہاں مس مدیحہ مس آمنہ مس آصفہ

اور آسیہ آپ کے ساتھ کام کرتی رہی ہیں اور بہت اچھا

پڑھاتی تھیں۔ پھر اچانک وہ لوگ سکول چھوڑ گئیں

۔۔ جانتی ہیں کیوں۔۔

کیوں

کیونکہ انہیں پرنسپل صاحب نے ہر یس کرنے کی کوشش کی ہے۔۔ وہ لڑکیاں اسمگل کرتے ہیں۔۔ یہاں سے دو ٹیچریں غائب بھی ہوئی ہیں۔۔ لیکن یہ گھر سے کسی کے ساتھ بھاگ جانے کا الزام لگا کے یہ بری ہوتے رہے۔۔

اوہ مائے گاڈ۔۔ آپ لوگوں میں سے بھی کبھی سر نے کسی کو دانہ ڈالا ہو گا یقیناً۔۔ لیکن آپ کی قسمت اچھی تھی جو بچ گئی ہیں۔۔

ملیحہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کبیر کے بارے میں۔۔ ایک دم جیسے دل میں سکون اترا تھا۔۔ جس شخص کو اس کے لیے چنا گیا تھا وہ کوئی عام نہیں تھا۔۔ بلکہ آج سے اور اب سے اس کے لیے ملیحہ کے دل میں عزت اور احترام بڑھ گیا تھا۔۔

پرنسپل کو نہیں پتہ کہ ہمیں یہ سب باتیں پتہ ہیں۔۔ آپ سب کو بتانے کا میرا یہی مقصد ہے کہ آپ لوگ محتاط رہیں خاص طور پہ آپ سب۔۔ فی میلز کی طرف اشارہ کیا۔۔

سر کبیر دوبارہ نہیں آئیں گے۔۔جویریہ نے پوچھا۔۔

آئیں گے شاید۔۔کیونکہ ابھی ان کا کام مکمل نہیں ہوا۔۔

اللہ انہیں ان کے مشن میں کامیاب کرے۔۔

آمین۔۔سب نے آمین کہا۔

چلیں پھر۔۔پہلے تو فنکشن کی تیاری کریں۔۔ڈرنا نہیں ہے

۔پریشان بھی نہیں ہونا۔۔بس خود کو کسی کمزور لمحے کی قید

سے بچانا ہے۔۔

اور۔۔جب بھی پرنسپل آپ کو آفس میں بلائیں تو دو ٹیچرز ایک ساتھ جائیں یا کسی بچی کو لازمی ساتھ لے کے جائیں

ٹھیک ہے۔۔

ٹھیک ہے سر۔۔

چلیں اب۔۔کلاسز میں جائیں شور کی آوازیں یہاں تک آرہی ہیں۔۔پھر سر سمیر نے سب کو اجازت دی تو سب واپس کلاسوں میں چلے گئے۔۔

ملیحہ نے اپنے روم میں آتے موبائل نکالا اور کبیر کو ٹیکسٹ کیا کہ واپسی پہ وہ اسے پک کر لے عبداللہ یونورسٹی سے نہیں آسکتا۔۔

آج کل کبیر تھوڑا ہزبینڈ مٹیریل ہو رہا تھا۔۔ غصہ کرنا۔۔ رعب جھاڑنا۔۔ ملیحہ بھی سنا دیتی تھی ویسے اگے سے۔۔

موبائل پہ ٹائم دیکھا پریڈ ختم ہونے والا تھا۔۔بچوں کو نیکسٹ چیپٹر ریڈ کر کے آنے کا کہا۔۔کیونکہ اب ٹائم نہیں تھا کہ وہ وہاں ریڈ کرتے۔۔

واپسی پہ کبیر اسے لینے آیا تو پہلی بار ملیحہ کو اس کے ساتھ بیٹھتے خوشی محسوس ہوئی تھی۔۔ریلکس انداز میں وہ حق سے فرنٹ ڈور کھولتے بیٹھی۔۔

اسلام وعلیکم۔۔سلام بھی خود ہی کیا۔۔

وعلیکم السلام۔۔ گئیر لگاتے کبیر نے گاڑی موڑی۔۔ کیسے مزاج ہیں۔۔ ساتھ پوچھا۔۔

مزاج اچھے ہیں۔۔ آپ سنائیں۔۔ کیسا رہا مشن۔۔

مسکراہٹ دباتے وہ اس کے داڑھی سے سجے پر نور چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

مشن۔۔۔ کبیر نے دہرایا۔۔ پھر اسے دیکھا۔۔ تو سمیر صاحب کو سکون نہیں آیا۔۔۔

ہاں تو اچھا کیا نا انہوں نے انفارم کر دیا۔۔

اچھا کیا لیکن آپ کو نہیں بتانا چاہیے تھا۔۔ داڑھی پہ ہاتھ پھیرتے واپس اسٹیرنگ پہ رکھا۔۔

کیوں۔۔ مجھے نا بتانے کی کوئی خاص وجہ۔۔

وجہ ہے نا۔۔ بہت خاص۔۔ آپ پھر میری فین ہو جائیں گی۔۔

ہاہاہا۔۔ ویری فنی۔۔

ہنسی آئی نا۔۔کبیر مکمل سنجیدہ تھا۔۔

ہاں بہت دیکھو ہنس رہی ہوں۔ہاہااہا۔۔ساتھ دوبارہ ہنس کے دیکھا تو وہ مسکرا دیا۔۔

چلیں پھر میرے فینز میں اضافہ ہوا۔۔پہلے ہی کافی لڑکیاں ایمپریس ہیں۔۔

اچھا۔۔کون کون سی ذرا بتانا۔۔

جیسے کہ مس مریم۔۔اور جویرہ۔۔اور رائمہ بھی۔۔ سبھی

۔۔

اچھا اچھا۔۔ملیحہ نے سمجھتے سر ہلایا۔۔

آج کے بعد تو خدشہ ہے وہ کہیں مجھے پرپوز نا کر دیں۔۔ پھر میں کیا کروں گا۔۔

دوسری شادی۔۔ملیحہ نے جواب دیا۔۔

تو آپ کیا کریں گی۔۔کبیر نے گھورا۔۔

میں تمہاری دوسری شادی میں ڈانس کروں گی۔۔ ملیحہ نے بھی سکون سے جواب دیا۔۔۔

اچھا۔۔ تو دل نہیں دکھے گا آپ کا۔۔ کبیر نے سامنے دیکھتے کن اکھیوں سے اسے بھی دیکھا۔۔

نہیں۔۔ مجھے کون سا تم سے محبت ہے۔۔ جتنی مرضی شادیاں کرو۔۔ بلکہ اچھا ہے میری جان چھوٹی رہے گی جب تم ان کے ساتھ بزی ہو گے۔۔ آخر میں لہجہ تھوڑا تلخ

ہوا۔کبیر اس کی حالت سمجھ رہا تھا۔۔جو بھی ہو بیوی شوہر کی دوسری عورتوں کے متعلق گفتگو بھی برداشت نہیں کر سکتی۔

آپ کو سمیل آرہی ہے۔کبیر نے ادھر ادھر نیچے دیکھا تو ملیحہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔

نہیں۔۔مجھے تو نہی آرہی۔۔

پر مجھے آرہی ہے جیسے کچھ جل رہا ہو۔۔ مسکراہٹ ہونٹوں کے کونوں میں مزے سے اٹھکیلیاں کر رہی تھی۔۔ اور ملیحہ کو اس کی بات سمجھنے میں چند سیکنڈ لگے۔۔ ہاتھ میں اٹھائی بک رکھ کے اس کے کندھے پہ رسید کی۔۔

میں کس لیے جلوں گی۔۔ تم جو مرضی کرو تمہاری لائف۔۔

میری لائف تو آپ ہیں۔۔ گھمبیر انداز میں ایک دم سے کہا تو ملیحہ کا دل زور سے دھڑکا۔۔

دیکھیں اب شرما رہی ہیں۔۔ کبیر نے دوبارہ چڑایا تو ملیحہ ہنس دی۔۔

تم واقع بہت اوپر کی چیز ہو۔۔

بے شک۔۔ اس نے گرن ادا سے خم کی۔۔۔

اب بتائیں رخصتی کب کروانی ہے۔۔اب دل نہیں لگتا اکیلے۔۔بوڑھی ہو رہی ہیں آپ بھی۔۔

اچھا۔۔میں بوڑھی ہو رہی ہوں۔۔تم تو جیسے انیس سال کے بالک ہونا۔۔

ہاں جی۔دیکھیں۔۔بال بھی سفید ہو رہے ہیں۔ماتھے سے نظر آتے بالوں کی طرف اشارہ کیا۔۔واقع ایک دو بال سفید نظر آرہے تھے۔۔

یہ تو بس ٹینشن کی وجہ سے ہوئے ہیں۔۔ ورنہ پکی عمر کی عورتیں بڑی پیاری ہوتی ہیں۔

اس بات میں تو کوئی شک نہیں ہے جی۔۔ وہ لوگ بس پہنچنے والے تھے۔ ملیحہ مسکرائی

آج بات کر لو آنٹی سے۔۔

کس بارے میں۔۔ اپنی چیزیں اٹھاتے وہ اترنے کے لیے تیار ہوئی۔۔

کبیر نے ایک طرف گاڑی روک دی تو وہ اتر گئی۔۔۔

شادی کے بارے میں۔۔ عید کے بعد بارات لے آؤں پھر میں۔۔

کر لو۔۔ آجاو۔۔وہ دونوں ساتھ ہی اندر آئے تھے۔۔

پھر کبیر نے عابدہ سے شادی کے متعلق بات کی وہ تو پہلے سے ہی تیار تھیں۔۔۔ہامی بھر لی۔۔ اب بس عید کا انتظار تھا

مبارک ہو۔۔بہت بہت۔۔۔نزہت بیگم اور مصطفی صاحب کو جونہی پتہ چلا وہ دوڑے پہنچے تھے۔۔

کیسی طبعیت ہے۔۔نور کو اپنے ساتھ لگاتے نزہت بیگم نے پوچھا تو وہ انہیں گھورنے لگی۔۔

کیا ہوا۔۔۔مصطفی اور عالم باہر ہی تھے۔۔

مجھے نہی چاہیے تھا ابھی بے بی۔۔

کیوں۔۔ فضول باتیں نہیں کرو۔ اللہ کا شکر کرو۔

نہیں۔۔ وہ تو اللہ کا بہت بہت شکریہ۔۔ پر مما میں نے تو
ابھی رمضان میں بہت کچھ کھانا تھا۔۔

لو۔۔ کھاؤنا۔۔ کس نے منع کیا۔۔۔

ڈاکٹر نے تلی ہوئی چیزیں کھانے سے منع کیا ہے اور بس
صرف جوس پیتے جاؤ یا سیب کھاتے جاؤ یا دودھ پی لو۔۔۔

بس کچھ ماہ کی بات ہے میری جان۔۔ پھر جب بچہ ہو جائے گا تو پھر سب سے زیادہ خوش بھی تم نے ہی ہونا ہے۔۔ اس کے ماتھے پہ پیار دیا۔۔۔ شرم سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ وہ پریشان بھی تھی۔۔

نزہت بیگم نے اسے کافی سمجھایا تھا۔۔ اسے ریلیکس کر کے تسلیاں دے کے پھر ہی وہ لوگ واپس آئے تھے۔۔ ان کے جانے کے بعد عالم روم میں آیا تو وہ مسکرا رہی تھی۔۔

عالم۔۔اسے اندر داخل ہوتا دیکھ کے پکارا۔

جی جان عالم۔۔۔کل سے خوشی اس کے ہر انداز سے پھوٹ رہی تھی۔۔

مجھے کچھ کھانے کے لیے لادیں۔۔

کیا کھائیں گی۔۔اس نے وہیں کھڑے کھڑے دوبارہ دروازہ کھولا۔۔

آئسس کریم۔۔

ائس کریم ابھی نہیں کھاتے نا۔۔وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔۔

آپ نے کہا تھا آپ میرا خیال رکھیں گے۔۔منہ بسورا ۔۔۔

خیال ہی تو رکھ رہا ہوں۔ابھی نہیں۔۔میں کچھ دیر بعد جاؤں گا پھر ائس کریم لا کے دوں گا اپنے بے بی کو۔۔۔اس کے قریب بیٹھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ لیکن ابھی کیا کھانا ہے۔۔ ابھی۔۔ ہم جوس پیئیں گے۔۔ کہتے اٹھا۔۔ پھر رانی کو آواز دے کے دو گلاس جوس لانے کا کہا۔۔

وہ کچھ دیر میں جوس لے آئی جو عالم نے خود اسے اپنے ہاتھوں سے پلایا تھا۔۔

ابھی تو شروعات ہے۔۔۔سارا ٹائم میں نے اپ کو دو قر نہیں جانے دینا۔۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں۔۔عالم نے صرف سوچا۔۔۔

تو ائس کریم کون لائے گا۔۔۔؟

میں بھی ساتھ چلوں گی ٹھیک ہے۔۔

نہیں۔۔میں لے اوں گا۔۔سوچ رہا ہوں نو مہنے سارے کاموں سے چھٹی لے لوں۔۔۔

ہاں سچ میں۔۔اگر لے سکتے ہیں تو لے لیں۔۔وہ ایکسائیٹڈ ہوئی تو عالم نے نظریں اس کے سرخ ہوتے چہرے پہ گاڑیں۔۔

اچھا۔۔میں کچھ سوچتا ہوں اس بارے میں۔۔۔

سوچنا نہی ہے کرنا ہے پکا والا۔۔وہ اپنی بات پہ پکی ہو گئی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ جیسے اپ کہیں۔۔ ہم تو ٹھہرے اپ کے غلام۔۔ سینے پہ ہاتھ رکھتے کورنیش بجالایا تو نور کھکھلا کے ہنس دی

رمضان بھی ہنسی خوشی گزر گیا تھا عالم افس ایک بار بھی نہیں گیا۔۔ نور روزہ رکھ لیتی تھی لیکن شام کو اس کی حالت خراب ہو جاتی۔۔ نزہت بیگم نے اسے روزے رکھنے سے منع کر دیا تھا۔۔

ایسی حالت میں اسلام نے بھی عورت کو اجازت دی ہے

۔۔روزضے قضا کرنے کی۔۔

اج اخری روزہ تھا اور چاند رات کی پوری امید تھی۔۔وہ

سرخ رنگ کا گیرے دار فراک پہنے باہر لان میں ہی کھڑی

تھی جب عالم اور راجہ نماز پڑھ کے ائے۔۔

چاند نظر ایا۔۔اس نے اتے نور سے پوچھا پھر کندھوں کے

گعد بازو حائل کرتے اندر چلا ایا۔۔

اپ کو تو اگیا ہے باقیوں کا پتہ نہیں۔۔نور اترائی تو عالم کھل کے مسکرایا۔۔

بلکل۔۔میرا چاند تو میرے پہلو میں ہے۔۔ڈائنگ ٹیبل پہ پڑا گلاب جامن اٹھا کے اس کے منہ میں ڈالا۔۔

پھر نور نے بھی اس کے منہ میں گلاب جامن ڈالا۔۔

اج چاندرات منانی چاہیے ہمیں پھر۔۔کندھے پہ رکھا ہاتھا
ہلکے سے سہلایا تو نور خود میں سمٹ گئی۔۔

صاحب ہم لوگ پھر کتنے بجے ائیں صبح۔۔رانی کچن کا کام
سمیٹ کے باہر ائی تو ان سے پوچھا۔۔

کل چھٹی اپ لوگوں کی۔۔ہم لوگ بابا کے گھر ہی عید
کریں گے ساتھ نور کو دیکھا۔۔

رانی سر ہلاتے باہر چلی گئ۔۔راجہ اس کا انتظار ہی کر رہا تھا

چلیں جی۔۔اب ہم ہیں اکیلے۔۔تو کیوں نا رومینٹک سے پل بیتائے جائیں۔۔عالم لیونگ روم کا دروازہ بند کرنے کے لے گیا۔۔جب تک واپس ایا نورا اپنے روم میں پہنچ چکی تھی۔۔

اج تو کوئی گنجائیش ہی نہی ہے بچنے کی۔۔لب کاٹتے وہ بجی اس کے پیچھے چلا ایا۔۔

دروازہ بند کرتے بیڈ کی طرف دیکھا تو کمفرٹر کے امدر نور کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔

میرا بے بی کھو گیا ہے۔۔ کہی کسی کو نظر ایا ہو تو۔۔ اپنی پاکٹ اے وائلٹ اوع موبائل نکالتے سائڈ ٹیبل پہ رکھا ۔۔ پھر اپنی طرف اے بیڈ پہ بیٹھتے نور کی طرف کھسکا۔۔

یہاں کوئی نہی ہے۔۔ نور نے رو۔ بدلا۔۔

اچھا۔۔اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے قریب کیا۔۔یہ مجھے میرے نور کی طرح ہی لگ رہا ہے نہیں۔۔۔کان کے بلکل گمبھیر اواز سنتے نور کا دل حلق میں ایا۔۔

ع۔۔عالم ایسی سیچوئیشن میں نہی کرنانا۔۔انکھیں سکتی اسے بند کرتے بلابی لب پھڑ پھڑ اے ئے۔۔۔

میں سب کچھ کلئر کر چکا ہوں ڈاکٹر سے اپ کو فکر کی ضرورت نہی ہے میری جان۔۔اپنی شرٹ کھولتے اتاری

۔۔نور نے زرا سی انکھیں کھولتے اس کا چوڑا سینہ دیکھا جو ہلکے ہلکے بالوں سے بھرا تھا۔۔

نہیں۔۔ پیچھے کھسکنا چاہا۔۔

اوکے نہیں۔۔ نہیں کہتے کان کی لو کو ہونٹوں سے کاٹا تو وہ سرخ کندھاری ہوئی۔۔

ا۔۔اپ باز نہیں ائیں گے۔۔

نہیں۔۔نور کی شرٹ میں ہاتھ ڈالتے پیچھے کمر تک لایا۔۔

پھر نرمی سے جھکتے گردن کے نیچے ہلکے سے لب رکھے۔۔

نور مٹھیاں بھینچے اس کا لمس محسوس کر رہی تھی جواب جابجا اپنے دہکتے ہونٹ لگاتے اس کا جسم جھلسا رہا تھا۔۔

ساری بے قراریاں کو ایک مہینے سے کنٹرول میں تھی اج انہیں ازاد کر دیا تھا اس نے۔۔

پہلے کی نسبت اج اس کے انداز میں نرمی تھی۔۔ لیکن اس نرمی میں شدت بھی تھی۔۔ ہونٹوں پہ نرمی سے ہونٹ رکھتے وہ اسے خودمی۔ اتار رہا تھا۔۔ ہاتھوں کو پکڑ کے سر کے اوپر پن کرتے وہ نور کو بے چین کر گیا

____

گائز ریئلی سوری۔۔ قسط شوٹ ہے۔۔ کل عید ہے تو عید مبارک۔۔

اور کوشش کروں گی کل لکھ لوں اج کام بہت تھے شاپنگ بھی کرنے گئ لڑکیاں سمجھیں گی اس بات کو۔۔اور کل بھی اتنا کام نہی ہو گا کوشش کروں گی لکھ لوں

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط24

عید کے دن صبح اس کی آنکھ تھوڑی جلدی کھل گئی تھی۔۔ بمشکل آنکھیں وا کرتے پاس لیٹے عالم کو دیکھا جو دنیا جہاں سے بے خبر سو رہا تھا۔۔

کشادہ سینے پہ ہاتھ رکھتے ہلکا سا مس کیا۔۔ پھر کچھ سوچتے وہ اس کے پاس سے اٹھ آئی۔۔ فریش ہو کے نیچے آئی تو پورا گھر سائیں سائیں کر رہا تھا۔۔ رانی اور راجہ دونوں چھٹی پہ تھے۔۔ ناشتہ اسے خود بنانا تھا۔۔

کچن میں آ کے فریج سے دو انڈے اور دودھ نکال کے شیلف پہ رکھا۔۔

آج میں خود عالم کے لیے ناشتہ بناؤں گی۔۔ سوچ کے مسکراتے اس نے چھوٹا باؤل اٹھایا۔۔ پھر دونوں انڈے توڑ کے اس میں ڈالے۔۔

نور۔۔ ابھی وہ بٹر اٹھانے لگی تھی جب عالم کی اواز آئی۔۔

یہاں ہوں۔۔ اس نے کچن سے ہی عالم کو بتایا۔۔

یہاں کیا کر رہی ہیں۔۔ شرٹ کے بٹن بند کرتے گھورا۔۔ کچھ چاہیے تھا تو مجھے بتاتیں۔۔

بس میں خود بنا رہی ہوں آپ فریش ہو جائیں۔۔

نہیں۔۔۔پہلے ناشتہ کر لیں پھر۔۔ وہ وہیں چیئر پہ بیٹھ گیا۔۔

نہیں نا۔۔ابھی دیر ہو جائے گی آپ۔۔۔

یہاں سے ایک انچ نہیں ہلوں گا۔۔ جمائی روکتے گھورا۔۔ وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔

اچھا منہ تو دھولیں۔۔

شیروں کے منہ دھلے ہوئے ہوتے ہیں۔۔وہ اس کے ہاتھوں کی سپیڈ دیکھ رہا تھا۔۔انڈا اچھے سے پھینٹ کے اب وہ توے پہ ڈال رہی تھی۔۔

ہاں تو شیر کا دھلا ہوا ہو گا نا۔۔ آپ تو دھولیں۔۔ کلی کر لیں۔۔

میں بھی شیر ہی ہوں۔۔ گردن اکڑائی۔۔ تو نور مسکرائی

۔۔

اچھا چلیں میں بھی آپ کے ساتھ آتی ہوں۔۔ انڈے کو پلٹتے تھوڑی دیر پکنے دیا۔ پھر ٹرے میں اتار لیا۔۔

آجائیں۔۔ عالم نے اٹھ کے اس کے اوپر دوسری پلیٹ رکھتے ڈھک دیا۔۔

ابھی کوئی خود کو شیر کہہ رہا تھا۔۔ اندر آتے ٹونٹ کیا۔۔

ہاں۔۔ تو میں ڈر تو نہیں رہا۔۔ مجھے۔۔

آپ کو میری فکر تھی کوئی نقصان نا کر دوں۔۔ جانتی ہوں میں۔۔ اس پورے مہینے میں اسے اتنا تو اندازہ ہو ہی گیا تھا عالم کا ہر کام اس کی فکر کے ساتھ منسلک ہوتا تھا۔۔۔

ہاں بلکل۔ وارڈروب سے کپڑے نکالتے اثبات میں سر ہلایا۔۔ پھر باتھ روم میں چلا گیا۔۔ نور کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی پھر اٹھ کے باہر نکلنے لگی تو عالم کی آواز نے اسے روکا۔۔

نور۔۔ منع کیا تھا میں نے۔۔

میں ٹھیک ہوں نا۔۔ بھوک لگ رہی ہے مجھے۔۔ وہ چڑی
۔۔

آرہا ہوں میں دو منٹ رک جایں۔۔

دو منٹ میں ایک پراٹھا بنالوں گی۔۔ اسے شدید غصہ آیا تھا
۔۔

اگر ایک قدم بھی باہر نکالا نا تو پاؤں کاٹ دوں گا آپ کے
۔۔کمر سے نیچے ٹاول لپیٹے وہ باہر آیا تو نور رک گئی۔۔

م۔۔میں نہیں جا رہی۔۔۔سوری۔۔میں مزاق کر رہی
تھی میں تو۔۔اس سے پہلے کہ نظریں پھسلتیں اس نے
قالین پہ آنکھیں گاڑھیں۔۔

عالم کچھ دیر اسے گھورتا رہا پھر واپس چلا گیا۔۔۔نور کلستے وہیں بیٹھی رہی۔۔۔پہلے بھی ایک بار رانی نے چھٹی کی تھی اور عالم نے سارا دن اسے اپنے ساتھ باندھے رکھا تھا۔۔

جب تک وہ فریش ہو کے نہیں آیا نور وہیں کمرے میں رہی ۔۔

سفید کاٹن کا سوٹ پہنے وہ باہر آیا تو نور نے بے ساختہ اسے نظریں اٹھا کے دیکھا۔۔

بھیگے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔داڑھی اور مونچھوں میں پانی کے ننھے قطرے چمکتے جھلملائے تو اس نے نظریں چرائیں۔۔

عید کے دن کون ناشتہ بناتا ہے۔۔عالم نے بالوں میں ٹاول رگڑتے اسے گھورا۔۔۔جو بڑی بے چینی سے بیٹھی تھی۔۔ میں۔۔مجھے بھوک لگی ہے۔۔

اچھا چلیں آئیں۔۔اس کی روہانسی شکل پہ ترس آیا۔۔

ٹاول ایک طرف رکھتے کف فولڈ کر دیے۔۔

پہلے تو رانی شیر خورمہ بناتی تھی۔۔کچھ سوچتے وہ اس کے آگے چل رہا تھا نور اس کے ہلکے نم ہوتے کندھوں پہ نظریں فوکس کیے گھورنے میں مصروف تھی۔۔

جا کے رانی کو لے آئیں۔۔اس سے مجھے بھی سہولت ہوتی ہے۔۔

اچھا۔۔۔میری موجودگی آپ کو کھل رہی ہے۔۔

نہیں۔۔آپ کی روک ٹوک کھل رہی ہے۔۔

میں نے ابھی روک ٹوک کی کب ہے نور عالم۔۔وہ واپس پلٹا تو نور اس سے ٹکراتے سینے سے جا لگی۔۔۔

عید مبارک۔۔اس کے گرد بازو حائل کرتے خود سے لگایا۔۔اتنی بھی کیا جلدی ہے ابھی عید پڑھنے جانا ہے پھر

۔۔وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔۔نور نے سختی سے آنکھیں بند کرتے اپنا گال اس کے سینے سے اٹھایا۔۔

آپ بہت چھچھورے ہو رہے ہیں۔۔چھوڑیں مجھے۔۔

عید مبارک کا جواب بھی نہیں دیا۔۔عالم کی ہتھیلیاں نور کی بیک پہ ٹکی تھیں جن کو سہلاتے اس نے مسکراہٹ ضبط کی ۔۔نور کا چہرا لال بھبھو کا ہو گیا تھا۔۔

میں اکیلی گھر ہوں نا اس لیے ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔۔

اگر رانی ہوتی تو دیکھتی میں۔۔وہ ابھی بول رہی تھی جب

ڈور بیل ہوئی۔۔چوڑے سینے پہ زور دیتے پیچھے ہٹی۔۔

آ گئے ہیں آپ کے سسرالی۔۔۔وہ بدمزہ ہوا۔۔عید

والے دن وہی تھے جو صبح صبح نازل ہوتے تھے۔۔۔

میں دیکھتا ہوں۔۔

نور نے اپنے دھڑکتے دل کو خاموش کروانے کی ناکام کوشش کی۔۔اس کی پریگننسی کے بعد سے اب تک پھپو سے اس کا سامنا نہیں ہوا تھا۔۔پتہ نہیں انہیں اس بارے میں معلوم بھی تھا یا نہیں۔۔

خوف نے دل پہ قدم جمانے شروع کیے تو وہ کچن کی طرف آگئی۔۔۔باہر سے بچوں کے شور کی آواز آرہی تھی۔۔ یقیناوہی لوگ تھے۔۔

چہرے پہ ہاتھ پھیرتے خود کو نارمل کرنا چاہا۔۔ پھر زبردستی کی مسکراہٹ لاتے وہیں سے لیونگ روم کے کھلتے دروازے کو دیکھا۔۔ سب سے پہلے داؤد صاحب داخل ہوئے تھے۔۔ ان کو دیکھ کے اسے کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔ سر پہ دوپٹہ جماتے وہ باہر نکل آئی۔۔

اوہو۔۔ ہمارا نور بیٹا۔۔ اسے دیکھ کے وہ کھل کے مسکرائے ۔۔ نور نے قریب جا کے ان سے پیار لیا تھا۔۔

اللہ تمہیں خوشیاں عطا کرے۔۔اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے دعا دی۔۔اتنی دیر میں باقی لوگ بھی اندر آ چکے تھے۔

جن سے باری باری ملتے وہ پھپھو کے پاس پہنچی۔۔۔اسے سمجھ نہیں آیا وہ ان کے گلے لگے یا نہیں۔۔

ثروت نے پیچھے آتے عالم کو دیکھا پھر جھپٹ کے نور کو گلے سے لگایا۔۔

بہت بہت مبارک ہو ماں بننے والی یو۔۔ پھر دونوں گال چٹا

چٹ چومے۔۔

تھینک یو پھپھو۔۔ خوف کہیں دور بھاگنے لگا تھا۔۔

کچھ کھانے کے لیے لاؤ۔۔۔ بھابھی نے اپنی جگہ سنبھالتے

اونچی آواز میں کہا تو نور نے عالم کی طرف دیکھا۔۔

انہوں نے تو کچھ بنایا ہی نہیں تھا۔۔۔

رانی نہیں ہے آج۔۔

تو۔۔بہو تو ہے نا۔۔وہی بنا لے۔۔ثروت بیگم نے فورا ساس کا روپ دھارا تو نور الٹے قدموں کچن کی طرف ائی۔۔

عالم بھی اس کے پیچھے اندر آیا تھا

کوئی ضرورت نہیں ہے کچھ بنانے کی۔۔۔میں منگوا لیتا ہوں باہر سے۔۔اس کے سرخ ہوتے چہرے کو گھورا۔۔ پھر ایک ہاتھ پکڑتے چیئر پہ بیٹھایا۔

میں منگواتا ہوں۔۔ یہاں سے ہلنا نہیں۔۔ سختی سے کہتے وہ باہر چلا گیا۔۔ نور انگلیاں چٹخاتے پریشانی سے بیٹھی تھی۔۔

واقع اسے رانی کی موجودگی سے بڑی سہولت تھی۔۔ اب اکیلے سب کرنا۔۔ اور پھر پھپھو کے لیے۔۔ چوہے شیر لڑانے کے برابر تھا۔۔ کتنی دیر وہ وہیں بیٹھی رہی۔۔ عالم شاید باہر ہی سب کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔۔

اٹھ کے دیکھا تو وہ داؤد صاحب کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھا۔۔

حد ہے۔۔ اسے غصہ آیا۔۔ اب میں کیا کروں گی۔۔ اس کے پاس موبائل بھی نہیں تھا جو کال کر کے عالم کو بلا لیتی ۔۔ وہیں ٹہلتے کچھ اور وقت گزرا تو پھر سے گھنٹی بجی۔۔ عالم اٹھ کے باہر چلا گیا تھا۔۔

یقیناً ڈیلیوری والا ہو گا۔۔ اس نے جلدی سے برتن نکالے

عید والے دن بھی ہم باہر کا کھائیں گے۔۔سب سے پہلے پھپھو کی دہائی سنائی دی تھی۔۔

آپ لوگ اگر بتا دیتے تو میں ارینج کر لیتا موم۔۔عالم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔

بتا کے کیا آنا تھا۔۔ہر سال نہیں آتے ہم۔۔۔شادی کر لی ہے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کے ہمیں بھول ہی جاؤ۔۔

مانا کے اب بیوی ہے جو ہماری کمی محسوس نہیں ہونے دیتی لیکن ہماری بھی تو کوئی جگہ ہونی چاہیے نا۔۔

موم۔۔عالم نے ٹوکا۔۔

چھوڑو اسے۔۔ جلدی سے کھانا برتن میں نکال کے لاؤ خولہ ۔۔ جاؤ۔۔

داؤد صاحب نے بحث روکنے کے لیے دونوں کو خاموش کروایا لیکن خولہ کے تلوں پہ لگی تھی۔۔

بھابھی ہیں نا اندر۔۔بھائی انہیں کہیں وہ نکال دیں گی۔۔

عالم جو کچھ دیر پہلے صرف نور کے ساتھ خوش تھا اپنی ماں اور بہن کا رویہ دیکھ کے اس کا موڈ کافی حد تک خراب ہو چکا تھا۔۔

ایک چیز کی حد ہوتی ہے۔۔ کبھی نا کبھی تو انسان اپنی خود سری چھوڑ ہی دیتا ہے لیکن نہیں۔۔انہیں کوئی خاص قسم کا بیر تھا نور سے۔۔

برہان کی بیوی نے ہی کھانا ان پیک کیا تھا اس کے اندر ہی ڈسپوزیبل برتن بھی تھے جو عالم نے اس لیے منگوائے تھے کہ نور کو دھونے نا پڑیں۔۔

ثروت بیگم س کی چالاکی پہ کلسی تھیں لیکن کچھ کہہ نہی سکتیں تھی بیٹے سے نا سہی لیکن شوہر سے وہ ڈرتی تھیں۔۔

ان لوگوں نے اپنے لیے کھانا نکال لیا تو عالم باقی اٹھا کے کچن میں لے آیا جہاں نور باہر ہوتی تلخ کلامی سن رہی تھی۔۔

بھوک لگ رہی تھی آپ کو۔۔اسے خود پہ افسوس ہوا۔۔ صبح ساڑھے پانچ بجے سے سات ہو گئے تھے اور فرائی کیا ہوا انڈا ابھی ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔

میں یہ نہیں کھاوں گی۔۔اس کے پیٹ کے چوہے بھی شاید تھک گئے تھے۔۔

اوکے میں پراٹھا بنا دیتا ہوں۔۔

نہیں۔۔ میں خود بنا لوں گی۔۔ آواز میں نمی گھلنے لگی تھی

۔۔

نور۔۔ آئی ایم سوری۔۔ عید کا دن بھی خراب کر رہے ہیں یہ لوگ۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھ تھامتے اسے خود بھی افسوس تھا۔۔ لیکن وہ اس کی فیملی تھی۔۔ انہیں وہ چھوڑ

بھی نہیں سکتا تھا اور نور کی تکلیف بھی اسے برداشت نہیں ہوتی تھی۔۔

اچھا۔۔اب کچھ کھانے کو دے دیں۔۔نور نے خود کو کمپوز کرنے کے لیے گہرا سانس لیا عالم کا بھی تو قصور نہیں تھا۔۔

پھر نور اور عالم نے وہیں کچن میں ناشتہ کیا تھا۔۔

ساڑھے سات بجے عید کی نماز تھی۔۔ناشتہ کر کے عالم اوپر تیار ہونے چلا گیا نور بھی اس کے ساتھ باہر آئی تھی لیکن وہ باہر ہی بیٹھ گئی۔۔داؤد صاحب اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے رہے۔۔

ثروت بیگم کو وہ لگ تو زہر رہی تھی انہیں بس عالم کے جانے کا انتظار تھا۔۔

پانچ منٹ میں وہ تیار ہو کے واپس آیا تو مرد حضرات عید گاہ کی طرف چلے گئے۔۔

نور خود کو ان کے بیچ انکمفرٹیبل محسوس کر رہی تھی بھابھی اسے مسکرا کے دیکھ لیتیں لیکن ساس اور نند کی وجہ سے کھل کے بات نہیں کرتی تھیں۔۔

ویسے تمہیں تین تین مبارک دینی چاہئیں۔۔کچھ دیر ہی وہ سکون سے بیٹھیں تھیں نور جو اٹھنے لگی تھی ان کی آواز پہ ٹھہر گئی۔۔پھر حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

ہاں تین۔۔ایک تو عید کی۔۔وہ اٹھ کے قریب آئیں ان کے چہرے پہ شاطرانہ مسکراہٹ نور کو واضح نظر آرہی تھی۔۔

دوسری ماں بننے والی ہو۔۔ایک اچٹتی نگاہ اس کے پیٹ پہ ڈالی۔۔نور نے اپنا ہاتھ پیٹ پہ رکھا۔۔

اور تیسری۔۔وہ مسکرائیں۔۔پراسرار مسکراہٹ۔۔نور کا دل دھک کر تا رک گیا تھا۔۔

سوتن کی مبارک باد۔۔

م۔۔مطلب۔۔سوکن۔۔لب کپکپائے۔۔

سوکن۔۔؟

علم نے ملیحہ سے شادی کرلی ہے نا۔۔اٹھتے ہوئے تالی بجائی اور نور کے پیروں سے زمین نکلی تھی۔۔صوفے کی بیک پہ ہاتھ رکھتے انہیں گھورا۔۔

موم۔۔برہان کی بیوی بمشکل برداشت کر رہی تھی درشتگی سے انہیں ٹوکا۔۔اس کی طبعیت کا خیال کر لیں۔۔وہ اٹھ کے ان کے قریب آچکی تھی۔۔

طبعیت جائے بھاڑ میں۔۔میرے بیٹے کی زندگی حرام کرنے چلی تھی اپنی ہو گئی بیچاری کی۔۔ نخوت سے سر جھٹکتے شعلے برسائے۔۔خولہ بھی تنفر سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

نور چلو یہاں سے۔۔یہ جھوٹ بول رہی ہیں۔۔بھابھی نے اسے کندھے سے تھامتے واپس موڑا تھا لیکن نور میں جانے کہاں سے ہمت آئی کے ان کے ہاتھ کو جھٹکتے وہیں کھڑی رہی۔۔

آپ نے یہ بات عالم کے سامنے کیوں نہیں کہی۔۔لہجہ حتی المقدور نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی اس نے پھر بھی زبان کی لڑکھڑاہٹ نے اسے کمزور بنا دیا تھا

ہونہہ۔۔وہ یہاں تمہاری وجہ سے جھوٹ بول دیتا۔اور میری نفی کر دیتا۔۔صرف تمہیں تکلیف نا دینے کے لیے ۔۔جبکہ یہ سچ ہے۔۔۔

آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے پھپھو۔۔وہ چیخی۔۔اس کے حواس ساتھ چھوڑ رہے تھے۔۔عالم ایسا کر ہی نہیں سکتا تھا ۔۔

ہاں ہے۔۔یہ دیکھو۔۔موبائل جلدی سے کھولتے تصاویر ڈھونڈیں۔۔پھر ایک تصویر سامنے کی۔۔جس میں عالم کے ہاتھ میں نکاح نامہ تھا۔۔

اور وہ دستخط کر رہا تھا۔۔اس کے ساتھ وہ لڑکا بھی تھا جو اسے کڈنیپ کر کے لے گیا تھا اور وہ بھی جس سے اس نے گن لی تھی۔۔ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے وہ سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

یہ بھی دیکھو۔۔۔اگلی تصویر دیکھائی جس میں ملیحہ کے ہاتھ میں وہی فائل اور قلم تھا۔۔

یہ ہماری ٹیم میمبر ہے۔۔میرے اللہ۔۔ بھرائی آنکھوں سے سکرین کو دیکھنے کی ناکام کوشش کرتے وہ گرنے والی تھی۔۔ گاڑی میں ملیحہ ہی تھی وہ سہی پہچانی تھی۔۔

عالم۔۔ ملیحہ دونوں ایک ہی ٹیم میں تھے تو۔۔۔

آیا یقین میری بات کا۔۔ثروت اس کی حالت پہ ہنسیں ۔۔کہا تھا نا تم اس قابل ہی نہیں ہو کے میرے بیٹے کے ساتھ چل سکو۔

ع۔۔عالم ایسا نہیں کر سکتے۔۔وہ کیسے کر سکتے ہیں۔۔ان کے ہاتھ سے فون چھپٹتے نور نے دور پھینکا۔۔

یہ سب بکواس ہے فریب ہے۔۔وہ م۔۔مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔

خوش فہمی ہے تمہاری۔۔ثروت نے اس کا وجود ہوا میں تحلیل کر دیا تھا۔۔عالم میر۔۔ کبھی کسی سے محبت نہیں کر سکتا۔۔

جھوٹ بول رہی ہیں آپ۔۔اپ میر اگھر اجاڑنا چاہتی ہیں۔۔ آپ کی فطرت ہے ڈسنا پھپھو۔۔پلیز چپ کر جائیں۔۔ اس کی آواز اتنی اونچی تھی کے خولہ نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ لیے۔۔

اگر آپ میری پھپھو نا ہوتیں تو میں آپ کا منہ توڑ دیتی۔۔

عالم ایسے نہیں ہیں۔۔

وہ ایسا ہی ہے۔۔ یہ سب دیکھنے کے بعد بھی اگر تم اندھی بنی رہو گی تو اس میں تمہارا ہی نقصان ہے۔۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم اپنا بوریا بستر سمیٹو اور عالم کی زندگی سے ابھی سے نکل جاؤ۔۔

ورنہ جب عالم کے منہ یہ سچائی سنو گی نا۔۔تو کہیں کی نہیں رہو گی۔۔ان کے لفظ میں سفاکیت تھی زہر تھا جو نور کے دل میں اتر رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔اس نے بے دردی سے آنکھیں رگڑیں۔۔ عالم کا ویٹ کرتے ہیں۔۔انہیں سے سچائی سنیں گیں۔۔ ان کا ہاتھ پکڑتے صوفے پہ بٹھایا۔۔پھر ساتھ خود بھی بیٹھ کے پاؤں جھلائے۔۔

ثروت کا رنگ اڑا تھا۔۔انہیں لگا تھا وہ عالم کے آنے سے پہلے وہاں سے چلی جائے گی اور وہ عالم سے نور کے خلاف کوئی بہانہ بنائیں گی۔۔پر وہ تو وہیں بیٹھ گئی تھی۔۔

ابھی بھی تم میں اتنی جان ہے کہ اس سے پوچھو۔۔کچھ دیر سوچنے کے بعد ثروت نے لب بھینچے۔۔

ہاں۔۔تب تک سانس اٹکی ہی رہے گی جب تک عالم خود نہیں کہتے۔۔اس نے ایک بار پھر گہرا سانس لیا۔۔اس کے

پیٹ میں ہلکا ہلکا درد ہو رہا تھا لیکن جو درد دل اور دماغ میں تھا وہ زیادہ جان لیوا تھا۔۔وہ آدھا گھنٹہ جیسے صدیوں پہ محیط ہونے لگا تھا۔۔

دیکھو یہاں بیٹھنے کا اب کوئی ریزن نہیں ہے۔۔جاؤ یہاں سے سامان تمہارا خولہ پیک کر دے گی۔۔

جاؤ خولہ۔۔ساتھ خولہ کو آنکھیں دیکھائی کے وہ منہ اٹھا کے کیوں کھڑی ہے۔۔

نہیں۔۔ تم کہاں جا رہی ہو۔۔ نور نے اسے ثروت سے بھی سخت نظروں سے گھورا غم و غصے سے اس کی ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔ میں نے جانا ہوا تو خود اپنا بوجھ اٹھا لوں گی۔۔

ثروت کا ایک ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا جو اس نے کپکپاتے ہوئے بھی سختی سے پکڑا ہوا تھا۔۔

ثروت بیگم دانت پیستے اب اگلی پلیننگ کر رہی تھیں۔۔

عالم اگر نور کو اس حالت میں دیکھ لیتا تو وہ ثروت کو کبھی بھی نا بخشتا۔۔

وہ پہلے بھی نور کو اس کے سامنے برا بھلا کہہ چکی تھی اس وقت اتنا سخت ری ایکشن تھا تو اب کیا کرتا۔۔

اچ۔۔اچھامیرا ہاتھ چھوڑو۔۔میں آتی ہوں۔۔اس وقت اسی کی عافیت تھی کہ وہ وہاں سے چلی جاتیں۔۔لیکن ان کی یہ سوچ بھی ناکام ہوگئ۔۔

ن۔۔نہیں۔۔آپ میرے ساتھ رہیں۔۔

م۔۔میں یہیں ہوں نور پانی لے کے آتی ہوں۔۔تمہاری حالت دیکھو۔۔پانی پیو گی تو حوصلہ ہو گا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ آنکھوں سے بہت سا سیال سرخ گال بھگوتے گریبان میں جزب ہو رہا تھا۔۔ تھم تھم۔کے بڑھتا وقت قریب آرہا تھا جب مین ڈور کھلنے کی آواز آئی۔۔نور کی اور ثروت دونوں کی جان حلق میں آئی تھی۔۔خولہ دم دبا کے کچن کی طرف چلی گئی۔۔

چند سیکنڈ بعد لیونگ روم کا دروازہ کھلا تو عالم ٹھٹھک کے رکا ۔۔نیچے موبائل پڑا تھا۔۔پھر سامنے دیکھا جہاں دوسری

جانب منہ کیے ثروت اور نور کندھے سے کندھا جوڑے بیٹھیں تھیں۔۔اسکی حیرانگی میں مزید اضافہ ہوا۔۔

کیا ہوا۔۔

عالم۔۔نور کھڑی ہوئی۔۔

ا۔۔آپ کی موم کہہ رہی ہیں آپ نے ملیحہ سے شادی کرلی ہے۔۔اس نے اپنا اور ثروت کا رشتہ جیسے ختم کر دیا تھا۔۔

ماحول اتنا سیریس تھا کہ عالم سوچ بھی نہیں سکا کہ ہو سکتا ہے یہ کوئی پرینک ہو یا مزاق۔۔

ماتھے پہ کئی بل نمودار ہوئے آگے بڑھ کے نور کا ہاتھ پکڑتے اپنے قریب کیا۔۔

بتائیں نا آپ نے ملیحہ سے شادی کر لی ہے۔۔

نہیں۔۔ میری جان۔۔ اس کا چہرا ہاتھوں میں لیتے مضبوط لہجے سے کہا۔۔ ڈسک بلو آئیز کانچ آنکھوں کو ہی دیکھ رہی تھیں۔۔

میرے پاس تو پہلے ہی اتنی پیاری اور کیوٹ بیوی ہے میں دوسری شادی کیوں کروں گا بھلا۔۔ پھڑ پھڑ اتے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھتے چوما تو ثروت کا حلق کڑوا ہوا۔۔

آپ روم میں جائیں میں آتا ہوں۔۔ اس کے بال سیٹ کرتے اسے اندر بھیجا۔۔

نہیں۔۔ آپ۔۔

نور۔۔ آپ کو مجھ پہ بھروسا ہے نا۔۔

آپ نے پہلے بھی توڑا تھا بھروسا۔۔ اب بھی۔۔

نور۔۔ عالم نے سنجیدگی سے ٹوکا۔۔ جائیں یہاں سے۔۔

داؤد طلحہ اور برہان وہیں کسی ملنے والے کے پاس ٹھہر گئے تھے۔۔

م۔۔میں جارہی ہوں۔۔ لیکن آپ پھپھو کو کچھ نہی کہیں گے۔۔دل میں اتنی تسلی ہو گئی تھی کے عالم نے دوسری شادی نہیں کی۔۔

ٹھیک ہے جائیں آپ۔۔اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچی۔۔

نور خوف سے اسے دیکھتے روم میں چلی گئی تو عالم ثروت بیگم کے قریب آیا۔۔

آپ نے کبھی سوچا ہے اگر میں آپ کی سچائی یہاں موجود سب کو بتا دوں تو آپ کی عزت دو ٹکے کی بھی نہیں رہ جائے گی۔۔ سنجیدگی سے بھرپور سرد الفاظ ثروت کو منجمند کر گئے تھے۔۔

صرف داؤد صاحب کو ہی پتہ چل جائے نا ثروت بیگم تو آپ کہیں کی نہیں رہیں گی۔۔ آپ کو بہت بار وارن کر چکا ہوں ۔۔ بہت بار۔۔ لیکن آپ ہمیشہ یہی ثابت کرتی ہیں کہ آپ

میری موم نہیں ہیں۔۔ جیسے آپ خولہ کی ماں ہیں جیسے طلحہ اور برہان کی ماں ہیں ویسے آپ میری ماں نہیں ہیں۔۔

ب۔۔بکواس۔۔

آپ بند کریں۔۔۔ان کی آواز بیچ میں کاٹی۔۔۔

آپ بھول رہی ہیں شاید کہ میں نے بابا سے آپ کو بچایا تھا ۔۔اگر سامنے کھڑی ذات عورت نا ہوتی تو وہ اس کا گریبان پکڑ لیتا۔۔

ثروت ہر چیز سوچ سکتی تھیں لیکن اندازہ بھی نہیں تھا کہ عالم کو وہ سب یاد ہو گا۔۔

وہ تو محظ چھ سال کا بچہ تھا تب۔۔بے اختیار اس عورت نے نوجوان بیٹے کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔

ہونہہ۔۔۔عالم نے پھر بھی استہزاء سے نہیں دیکھا۔۔ ڈسک بلو آنکھوں میں ان کے لیے حقارت نہیں تھی۔۔

شکوہ بھی نہیں تھا۔۔رحم تھا جو اس وقت اسے اس عورت پہ آیا تھا۔۔آنکھوں کو انگلی اور انگوٹھے سے مسلتے اس نے کچن میں دوپٹے کی جھلک دیکھی۔۔

آپ چلی جائیں یہاں سے۔۔خود پہ کڑا ضبط کرتے بس یہی الفاظ وہ کہہ پایا۔۔ثروت بیگم نے چند الٹے قدم لیے تھے ۔۔عالم انہیں کراس کرتا کچن میں آیا جہاں خولہ پتھر بنی باہر ہونے والی بات چیت سن چکی تھی۔۔

ب۔۔ بھائی۔۔ آ۔۔۔ پ

عالم نے اسے ہاتھ اٹھاتے بولنے سے روکا۔۔ میں یہاں تم سے لڑنے نہیں آیا۔۔

لیکن۔۔ جو باتیں ابھی تم نے سنی ہیں وہ صرف میرے اور تمہاری ماں کے متعلق ہیں۔۔ ان (موم) سے تمہارا رشتہ کسی بھی قسم کی بدگمانی سے پاک رہنا چاہیے۔۔ وہ اسے بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔۔

خولہ نے اسے کمال ضبط سے دیکھا تھا۔۔وہ انسان جسے اس کی ماں اور اس نے ہر طرح سے اذیت پہنچانے کی کوشش کی تھی وہ اسے اس کی ماں کے خلاف نا سوچنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔

میری بات اچھے سے یاد رکھنا اور جو سنا ہے وہ سب بس دماغ تک ہی رہے۔۔دل تک بھی نا جانے پائے۔۔انڈرسٹینڈ۔ انگلی اٹھا کے تنبیہ کی۔۔

ج۔۔جی اس نے تیزی سے سر ہلایا۔۔

اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے وہ باہر نکل گیا۔۔ ثروت بیگم ابھی تک وہیں بت بنی کھڑی تھیں۔۔۔

بہت دن بعد لکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔۔ کوئی غلطی ہو تو معاف کیجیے گا۔۔

اور میرا پیٹ بہت خراب تھا جس وجہ سے میں لکھ نہی پائی اج تھوڑا ٹھیک ہوں تو کوشش کی لکھنے کی نیکسٹ انشاء اللہ روز دوں گی۔۔بس جلدی اسے ختم کرنا ہے تیس قسطوں تک 😘😘😍

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط 25

اس نے ابھی نور کو دیکھنا تھا۔۔داڑھی کھجاتے اوپر آیا

۔اس سے تو کوئی بعید بھی نہیں تھی وہ خود کو ہی نقصان پہنچا

لیتی۔۔

دروازے کے پاس رکتے ہینڈل پہ زور دیا تو وہ کھلتا چلا گیا۔۔

نور سامنے بیڈ بیڈ پہ پاوں لٹکائے بیٹھی تھی اسے دیکھ کے

کھڑی ہوئی۔۔وہ رو نہیں رہی تھی۔۔عالم نے دروازہ بند

کیا تو وہ پیچھے سے اس کی پشت کے ساتھ آلگی۔۔

خیر مبارک۔۔اس کی حرکت پہ عالم سن ہوا۔۔۔نور اس

کے اور ملیحہ کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

عالم نے اپنے سینے پہ رکھے اس کے کپکپاتے ہاتھوں پہ اپنی مضبوط ہتھیلیاں جماتے اس کی نرماہٹ کو محسوس کیا تھا۔۔

اتنا لیٹ جواب دیا۔۔ اور وہ بھی ایسے ہی سوکھا سوکھا۔۔

نور کچھ کہے بنا اس کے کندھے سے تھوڑا نیچے سر ٹکائے کھڑی رہی۔۔ کتنی دیر ایسے ہی خاموشی میں گزر گئی تھی۔۔

آپ کا فیورٹ کلر کون سا ہے۔۔ کافی دیر بعد بولی بھی تو کیا۔۔ عالم اس کے ہاتھ اٹھاتے اس کی طرف گھوما۔۔

میرا فیورٹ کلر کوئی بھی نہیں ہے۔۔اس کا ہاتھ پکڑتے بیڈ تک لے آیا تھا۔۔

اچھا آپ کو مجھ پہ کون سا کلر اچھا لگتا ہے۔۔اسی سوال کو الگ انداز میں پوچھا تو عالم نے پرسوچ انداز میں اس کے ڈریس کو دیکھا۔۔پیچ کلر کے ڈریس میں وہ سرخ گالوں والی لڑکی اس کی بیوی اس کے لیے ہر چیز سے بڑھ کے تھی۔۔ اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ٹھوڑی پہ ہونٹ رکھے۔۔

مجھے ہر وہ رنگ اچھا لگتا ہے جو آپ پہنتی ہیں۔۔ دلفریب انداز میں کہتے وہ اس کی دھڑکنیں منتشر کر گیا۔۔

ا۔۔اچھا آپ دور ہوں۔۔ لرزتے ہونٹ اس کی ناک سے ٹکرائے تو عالم مسکرایا۔۔

آپ تیار نہیں ہوئی ابھی تک۔۔ وہ رات والے شکن آلودہ کپڑوں میں ہی تھی۔۔

نہیں۔۔ موقع نہی ملا۔۔

چلیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔۔ تیار ہوں۔۔ پھر ہم چلیں گے جنگل میں۔۔

وائے عالم۔۔وہ کچھ حد تک نارمل ہو گئی تھی۔۔

ہم اپنا یہ خوبصورت دن وہاں منائیں گے۔۔جہاں ہمیں کوئی پریشان نہیں کرے گا۔۔

ہمم۔۔

چلیں اب جائیں۔۔میں بابا لوگوں کو دیکھوں۔۔

اوکے۔۔وہ اس کے پاس سے اٹھ گئی۔۔پھر جب تک وہ کپڑے لے کے باتھ روم میں نہیں چلی گئی عالم وہیں ٹکا رہا۔۔اس کے جانے کے بعد وہ اٹھ کے باہر آیا تو سامنے کوئی بھی نہیں تھا۔۔

جیب سے موبائل نکالتے داؤد صاحب کا نمبر ملایا۔۔

کہاں رہ گئے ہیں۔۔ ریسیو ہوتے ہی پوچھا۔۔

بیٹا ہم تو گھر جا رہے ہیں۔۔

کیوں۔۔ آپ نے انا تھا یہاں۔۔

ہاں۔۔ بس تمہاری ماں کی طبعیت خراب تھی اس وجہ سے ۔۔

اوکے۔۔ ہم کل ہی چکر لگائیں گے پھر۔۔ گھڑی پہ وقت دیکھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ پھر ملتے ہیں۔۔

اللہ حافظ کہتے کال بند کر دی۔۔اور تو کوئی کام نہیں تھا سو وہ واپس اوپر چلا آیا۔۔اپنی اور نور کی کچھ چیزیں پیک کیں جو ساتھ لے کے جانی تھیں۔۔

نور فریش ہو کے باہر نکلی تو عالم بیڈ پہ جھکا چھوٹے بیگ میں چیزیں رکھ رہا تھا۔۔دوپٹہ سینے پہ درست کرتے چہرے پہ پھسلتا پانی ہتھیلیوں سے چنا۔۔وہ ٹاول بہت کم یوز کرتی تھی ۔۔

ماشاءاللہ۔۔کسی احساس کے تحت وہ پیچھے مڑا تو نور کو دیکھ کے فوراً کہا۔۔وہ سرخ ہوئی۔۔

یہ کلر بہت پیارا ہے۔۔

نور کو لگا وہ اس کی تعریف کرے گا۔۔ پر وہ کپڑوں کی تعریف کر رہا تھا۔۔

تھینکیو۔۔ وہ چلتے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آئی۔۔ عالم نے اس کی کمر پہ جھولتے بھیگے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

کیا میں کچھ مدد کروں۔۔

اگر آپ کا آج پھر ارادہ ہی بال ڈرائے کرنے کا تو بلکل بھی نہیں کرنے۔۔۔ وہ اس کا مطلب خوب اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔۔

کیوں نہیں کرنے۔۔

خود ہو جائیں گے۔۔۔ویسے بھی آج کل مجھے گرمی زیادہ لگتی ہے اسی بہانے ٹھنڈک ملتی رہے گی۔۔

اوکے۔۔عالم نے کندھے اچکا دیئے۔۔

نور نے پہلے جلدی سے چہرے پہ کریم لگائی اس کا کمپلیکشن صاف تھا۔۔پھر سرخ رنگ کی لپسٹک ڈرار سے بر آمد کی

۔۔

کیا میں یہ لگالوں۔۔اٹھا کے عالم کو دیکھا وہ موبائل پہ میلز دیکھ دہا تھا۔۔

نہیں۔۔یہ صرف میرے سامنے لگایا کریں۔۔

تو ابھی آپ ہی ہیں سامنے۔۔اس نے ہلکی سی لگاتے ٹشو سے صاف کی۔۔

بس ٹھیک ہے اتنی۔۔اس نے مرر میں عکس دیکھا۔۔

اس کی منظوری لے کے نور نے آنکھوں میں کاجل لگایا ۔۔۔پھر خود کو دیکھا۔۔۔بس تھوڑا سا تیار ہوئی تھی۔۔

شادی سے پہلے وہ اچھا خاصا تیار ہوتی تھی پھر ایک دن عالم نے اسے کہا تھا ان میرڈ لڑکیوں کو زیادہ میک اپ نہیں کرنا

چاہیے۔۔اور نور نے شادی کے بعد اس بات پہ عمل کیا تھا

۔۔

آجائیں دیر ہو رہی ہے۔۔

اوکے چلیں۔۔۔۔بلو لونگ پلین شرٹ اور بلاؤز کے ساتھ گرے کلر کا دوپٹہ تھا جس پہ بلو کلر کا کام ہوا تھا۔۔دونوں کندھوں پہ پھیلاتے سر پہ بھی دوپٹہ سیٹ کیا۔۔

بال اس کا وہیں جا کے بنانے کا ارادہ تھا۔۔

عالم باقی رومز لاک کر چکا تھا۔۔اسے گاڑی میں بٹھا کے لیونگ روم بھی لاک کر دیا۔۔

آپ نے مجھے عیدی نہیں دی۔۔نور گاڑی میں بیٹھی تو سامنے رکھا نوٹ دیکھ کے یاد آیا جس پہ عید مبارک لکھا تھا

۔۔

رات کو دوں گا۔۔گئیر لگاتے گاڑی موڑی پھر گیٹ سے باہر نکالی۔۔پھر خود ہی اتر کے گیٹ لاک کیا۔۔

رات کو کیوں۔۔ابھی دے دیں۔۔مین سڑک پہ آتے نور نے دوبارہ کہا۔۔عالم سامنے دیکھ رہا تھا ساتھ ایک ہاتھ سے موبائل پہ کچھ ڈھونڈھ رہا تھا۔۔

آپ کو کیا چاہیے۔۔

کچھ نہیں۔۔اسے برا لگا عالم اس کی طرف متوجہ نہیں تھا

۔۔

اچھا وہیں چل کے سوچتے ہیں۔۔وہ کبیر کو فائلز سینڈ کر رہا

تھا۔۔۔

نہیں چاہیے مجھے۔۔نور ناراض ہی ہو گئی۔۔

ٹھیک ہے پھر بعد میں مت کہیے گا عید بھی نہیں دی۔۔

نہیں کہوں گی۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔لیکن میں اپنی وصول کروں گا۔

ایسے ہی وصول کریں گے۔۔نا آپ نے دی نا میں دوں گی ۔۔غصے سے گھورا۔۔تو عالم زیر لب مسکرا دیا۔۔چھوٹی چھوٹی باتوں پہ وہ چڑ جاتی تھی۔۔

بیلٹ تو لگا لیں۔۔کچھ دیر خاموشی کے بعد عالم نے اسے یاد کروایا تو نور نے منہ بسورتے بیلٹ لگا یا۔۔

اچھا دوں گا نا شام کو تسلی سے۔۔ٹرن لیتے ایک سیدھی سڑک پہ گاڑی ڈالی اب آگے رش اتنا نہیں ہوتا تھا۔۔سو تسلی سے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے تھائز پہ رکھا۔۔نور تھوڑا سا ٹیڑھی ہوئی تھی۔۔

تسلی سے کیا۔۔یہیں دے دیں پیسے ہی تو دینے ہیں۔۔نور ابھی چاہتی تھی

پیسے تو سبھی دیتے ہیں۔۔میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔۔ معنی خیزی سے مسکراہٹ دبائی تو نور نے الجھ کے دیکھا۔۔

چلیں جو بھی دینا ہے ابھی چاہیے۔۔بس ایک سیکنڈ لیٹ نہیں۔۔

اوکے۔۔گاڑی سلو کرتے ایک طرف روکی تو نور نے حیرانگی سے آنکھیں پھیلائیں۔۔

گاڑی روک کے پہلے اپنا بیلٹ کھولا پھر اس کا۔۔پھر سیٹ پیچھے کی طرف کرتے نور کو تقریباً لٹا دیا۔۔نور نے جھجھک کے بیٹھنا چاہا۔۔

عالم نے اس کے سینے سے ابھی دوپٹہ اٹھایا ہی تھا کے دماغ بھک سے اڑا۔۔

میں نے آپ کو کتنی دفعہ کہا ہے یہ ڈیپ گلے نا پہنا کریں۔۔

واپس اپنی جگہ پہ بیٹھتے وہ سنجیدہ ہوا نور نے سختی سے آنکھیں بند کیں تھیں۔۔

م۔۔میں نے جان بوجھ کے تھوڑی ایسار کھوایا ہے۔۔وہ ٹیلر نے ایسار کھ دیا۔۔۔

عالم نے سختی سے لب بھینچے ہوئے تھے۔۔ گاڑی سٹارٹ کرتے خاموش نظر اس پہ ڈالی۔۔

س۔۔سوری پلیز میں آئندہ خیال رکھوں گی۔۔سیدھے ہوتے اس کے بازو پہ ہاتھ رکھنا چاہا۔۔

ٹیلر نے ایسا سٹیچ کر دیا لیکن آپ کو پتہ تھاناڈیپ ہے۔۔ پھر آپ کوئی اور پہن لیتیں۔۔لازمی یہی پہننے تھے۔۔

ہم دو ہی ہیں نا بس۔۔ تھوڑی دیر کی بات ہے واپس آ کے چینج کر لوں گی گھبراہٹ سے ہاتھ مسلے۔۔

اگر گھر میں ہوتے تو الگ بات تھی نور۔۔ وہاں سارے لڑکے ہی ہیں۔۔ اور پھر۔۔

میں دوپٹہ ٹھیک سے رکھوں گی۔۔

ہم واپس جا رہے ہیں۔۔ آپ چینج کریں گی پھر چلیں گے ۔۔ اس کا موڈ سخت آف ہو چکا تھا۔۔

بس۔۔ میں بار بار سفر نہیں کر سکتی اب۔۔ نور کو بھی غصہ آیا۔۔ کہہ بھی رہی ہوں دوپٹہ ٹھیک کر کے رکھوں گی

لیکن اس اکڑے ہوئے انسان کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

عالم نے گاڑی دیورس نہی کی تھی۔۔نور کی سیٹ پیچھے ہونے کی وجہ سے وہ ٹیک بھی نہیں لگاپائی۔۔ گاڑی چلی تو بمشکل اس نے اپنا بیلنس برقرار رکھا تھا۔۔

اج کا دن ہی بیکار تھا۔۔عالم نے سر جھٹکا۔۔ماتھے کی شکنیں بڑھتی ہی جارہی تھی۔۔

گاڑی تو آہستہ چلائیں۔۔ سپیڈ بڑھاتے دیکھا وہ ہلکا سا چیخی۔۔عالم نے اسے غصے سے دیکھا۔پھر سلو کرتے اس کی سیٹ سیدھی کی۔۔

سارے راستے نور باہر دیکھتی ائی تھی اور عالم خاموشی سے ڈرائیورنگ کرتا رہا۔۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

زردہ اور کولڈ ڈرنکس ٹیبل پہ سیٹ کر کے رکھتے ملیحہ نے بائیں جانب بیٹھے افراد کو دیکھا۔۔ سات لوگ تھے جو کبیر کی فیملی کے تھے۔۔ عید کے دن سپیشل وہ لوگ ان سے ملنے آئے تھے۔۔ عبداللہ مردوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔

چیزیں سیٹ کر کے اس نے عبداللہ کو میسج کیا تھا کہ انہیں وہ یا تو سرو کر دے یا وہ یہیں آ کے کھا لیں۔۔البتہ عورتوں کو اس نے خود ہی بلا لیا تھا۔۔ آج وہ لوگ دن بھی رکھنے والے تھے۔۔

کبیر کی والدہ کافی سوبر اور ملنسار خاتون تھیں والد صاحب بھی سنجیدہ مزاج تھے۔ کبیر کے علاوہ اس کی دو بہنیں بھی تھیں جو ابھی کالج لیول پہ تھیں۔۔

کھانے اور خوشگپیوں کے دوران وقت تیزی سے گزر گیا ۔۔شام کو واپسی سے آدھا گھنٹہ پہلے کبیر آیا تھا۔۔

عید مبارک۔۔ عبداللہ کے آگے آگے اندر آتے سب کو

ایک ساتھ کہا۔۔

خیر مبارک۔۔۔

بھائی بھابھی کی عید پہلے ہوئی ہے اور چاند بعد میں نظر آیا

۔۔زوہا اس سے پیار لیتے کھکھلائی تو کبیر نے زور سے سر ہلایا

۔۔

زیبا کی نسبت زوہا زیادہ خوش مزاج تھی۔۔

سب سے مل کے ملیحہ کو تلاشا جو اسے کہیں نظر نہیں آئی

۔۔

رکھ دی ڈیٹ۔۔ جگہ سنبھالتے عابدہ بیگم کو دیکھا۔۔

نہیں۔۔ تمہارا ہی انتظار تھا۔۔ عارف صاحب (کبیر کے والد) نے جواب دیا۔۔۔

پھر سب نے سوچ بچار کے عید کے تیسرے دن کی ڈیٹ فائنل کر دی تھی یعنی آج سے ایک دن بعد وہ لوگ بارات لے کے آنے والے تھے۔۔ عبداللہ مٹھائی لے آیا تو سب نے منہ میٹھا کیا۔۔

میں اپنی بیگم سے مل سکتا ہوں۔۔ پورے پندرہ منٹ گزرنے کے بعد بھی ملیحہ باہر نہیں آئی تو اداس شکل بنا کے

سب سے اجازت چاہی اور سب نے نفی میں سر ہلایا۔۔

۔ہر گز نہیں۔۔اب بس شادی کے بعد۔۔

نہیں۔۔مجھے عید تو کرنے دیں نا یہ کیا بات ہوئی۔۔وہ تڑپ ہی تو گیا۔۔اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا تو پاس بیٹھے کزن نے روک دیا۔۔۔

بیٹا صبر کرو۔۔صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔۔خضر (چاچا) نے اسے کنوینس کیا۔۔پر دل کا کیا کرتا۔۔

بس ایک بار دیکھنے تو دیں لگ کیسی رہی ہیں۔۔

شادی والے دن زیادہ پیاری لگے گی۔۔ شرافت سے بیٹھے رہو۔۔ چچی نے بھی حصہ ملایا تو وہ کلس کے رہ گیا۔۔

پھر جیب سے موبائل نکالتے ملیحہ کو کال کی سبھی اسے دیکھ رہے تھے۔۔

اندر رکھے موبائل کی آواز پہ سب کے کان کھڑے ہوئے ۔۔ ملیحہ نے کال پک کرتے کان سے لگایا۔۔

عید مبارک دیدار تو کروادیں یار۔۔ انتہائی چھچھورے پن کا مظاہرہ کرتے اس نے کسی کا بھی خیال نہیں کیا تھا اور ملیحہ شرمندگی سے دوہری ہوئی۔۔

اوفف۔۔وہ کچھ بول ہی نہیں سکی تھی۔۔

باہر آرہی ہیں یا میں آؤں۔۔لمبی خاموشی پہ کبیر نے دوبارہ اسے متوجہ کیا۔۔

م۔۔میں نہیں آرہی کچھ لحاظ کرو۔۔۔

سوری۔۔پھر میں آرہا ہوں۔۔ایک دم اٹھا کہ کوئی پکڑ نا سکے۔۔ان سے دور جاتے دروازے تک آیا جو اندر سے لاک تھا۔۔

نہیں کھول رہی میں پلیز میری عزت کا خیال تو کرلو۔۔۔

شوہر ہوں آپ کا۔۔ کھولیں دروازہ۔۔وہ بھی صدی انداز میں وہیں جم گیا جبکہ باقی سب دیدار کا انتظار کر رہے تھے

۔۔

اگر تمہیں ذرا بھی میری پرواہ ہے تو واپس چلے جاؤ۔۔ اتنی اکورڈ سیچوئیشن ہو جائے گی اس نے نہیں سوچا تھا۔۔

کبیر بنا شرمندہ ہوئے فون بند کر گیا۔۔

چلیں پھر اب بارات کے ساتھ ہی آئیں گے۔۔ منہ بناتے سب کو اٹھایا۔۔۔

ڈرامہ ختم ہو گیا ہے۔۔۔سب ہونک بنے تھے مطلب کوئی اپنے خاندان والوں کے سامنے اتنی بے باکی سے فرمائش کر سکتا ہے۔۔

بمشکل سب اس کی حرکتیں ہضم کرتے اٹھ گئے تھے۔۔

کبیر ان سب کے ساتھ باہر تو نکل آیا لیکن گھر جانے کی بجائے وہ سیکرٹ وائلڈ ہاؤس چلا گیا تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شام کا اندھیرا ہلکا ہلکا پھیلنا شروع ہوا تو تمام لوگ اپنے کمروں سے باہر نکلنے لگے۔۔۔عالم اسے بیڈروم تک چھوڑ

کے خود غائب ہو گیا تھا۔۔۔ کچھ دیر تو وہ ایسے ہی چیزیں دیکھتی رہی پھر خبیب کھانا آفس میں رکھنے آیا تو اسے آواز دی۔۔ جو اس نے اٹھا کے اکیلے ہی کھا لیا تھا۔۔ عالم اس سے ناراض تھا اسی لیے وہ اس کے پاس نہیں تھا۔۔ کھڑکی سے باہر دیکھتے وہ ان لوگوں میں عالم کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔

بھابھی۔۔ باہر آجائیں۔۔۔ اسے دور سے کبیر نے ہاتھ سے اشارہ کیا پہلے تو اسے لگا وہ کسی اور کو بلا رہا ہے پھر جب دوبارہ اس نے بھابھی کہا تو اسے سمجھ لگی۔۔ وہ دوپٹہ سیدھا کر کے لپیٹتے باہر آئی۔۔ سب ایک طرف گول دائرہ بنا کے

بیٹھ گئے تھے دو لڑکے درمیاں میں لکڑیوں سے آگ جلانے میں مصروف تھے۔۔۔

اسلام و علیکم مسز ڈیمن۔۔۔

ہائے۔۔

ہیلو۔۔بھابھی۔۔۔بہت ساری آوازوں کے بیچ چلتے وہ ایک جگہ آ کے رکی جو قدرے اونچی تھی اور وہاں پتھر کا بنا ایک بینچ پڑا تھا جو یقیناً اسی کے لیے رکھا گیا تھا۔۔

اس کا دل کیا وہ ان سے پوچھے ڈیمن کہاں ہے لیکن ہمت نہیں ہوئی۔۔

آپ کچھ کھائیں گی۔۔ خبیب اس کے قریب آتے ہلکا سا جھکا تو اس نے سر نفی میں ہلایا۔۔ مجھے بس پانی لا دو۔۔

پانی۔۔ حیرانگی سے دیکھا۔۔

ہاں۔۔ اس نے دوبارہ سر ہلایا۔۔

لیکن یہاں پانی تو نہیں ملتا۔۔ وہ اتنا پریشان تھا جیسے کوئی انہونی چیز نور نے مانگ لی ہو حالانکہ ابھی دوپہر کو کھانے کے ساتھ پانی بھی تھا۔۔

تنگ نہیں کرو پانی لا کے دو۔۔۔ نور نے اسے گھورنا چاہا پر وہ کسی اور کو کیسے دیکھ سکتی تھی۔۔

بھابھی جی۔۔ یہاں اندھیرا پھیلتے ہی پانی غائب ہو جاتا ہے

اور۔۔۔۔

اور۔۔ زرا سا خوف جسم میں داخل ہوا۔۔

اور شراب کی بوتلیں کھلنے لگتی ہیں۔۔ سب نے اپنے

کوٹوں سے بوتلیں نکال ہوا میں لہرائیں تو نور شاکڈ رہ گئی

۔۔

ابھی ہم سب تو وہی پئیں گے۔۔ آپ کو بھی وہی ملے گی

۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔۔ میں اتنی گندی چیزیں نہیں پیتی۔۔ مجھے بس عالم کے پاس جانا ہے۔۔ڈر دماغ پہ حاوی ہونے لگا تھا ۔۔

کون عالم۔۔ خبیب ایک بار پھر حیران ہوا۔۔

ع۔۔عالم۔۔ میرے ہزبینڈ۔۔

آپ کے ہزبینڈ کون۔۔ کبیر قریب آتے اس کے پاس بیٹھا تو نور سرک کے ایک طرف ہوئی۔۔

دیکھو آپ لوگ تنگ کر رہے۔۔ م۔۔ میں رو دوں گی نہیں کرو ایسے۔۔

ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہا آپ کیا کہہ رہی ہیں بھابھی۔۔ کبیر نے اس کی روہانسی ہوتی شکل دیکھ کے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔

پھر بھابھی کیوں کہہ رہے ہو وہ اٹھ کے کھڑی ہوئی۔۔

کہاں ہیں عالم۔۔

عالم۔۔۔پوچھتے پوچھتے عالم کو آواز دی۔۔

یہاں کوئی عالم نہیں ہے۔۔ یہاں سب جانور ہیں۔۔۔ جیسے ۔۔

شیر۔۔نور نے اس کا لفظ اچکا۔۔آج صبح ہی تو عالم نے کہا تھا شیر۔۔

ہاں وہی شیر کہاں ہے تمہارا۔۔حلق تر کرتے غصے سے پوچھا۔۔

کوئی نہیں ہے۔۔شیر یہاں۔۔۔یہاں بھیڑیئے ہیں جو انسانوں۔۔خاص طور پہ خوبصورت پریوں کو نوچ کھسوٹ دیتے ہیں۔۔۔ان لوگوں نے اب ڈھکن کھولنے شروع کر دیے تھے۔۔۔نور حواس باختہ ہوتے کپکپا سی گئی۔۔سب

نے ایک ساتھ گھونٹ بھرا۔۔۔ پھر بھیانک طریقے سے ہنسے جیسے عالم ہنستا تھا۔۔

کبیر نے بھی اپنی بوتل منہ سے لگاتے اسے آنکھیں سکیڑتے حوس بھری نظروں سے دیکھا۔۔ نور کو لگا اگلے ہی لمحے وہ زمین بوس ہو جائے گی۔۔

ع۔۔عالم۔۔ دو قدم پیچھے لیے پھر بھاگ کے آگے کے پاس گئی۔۔ وہ سب کھڑے ہو رہے تھے۔۔

ع۔۔عالم۔۔ میرے قریب نہیں آنا۔۔۔ کبیر چلتا ہوا اس کے پاس آیا تو وہ چلائی۔

کبیر۔۔۔اس سے پہلے کے وہ اس کے بلکل پاس جاتا ڈیمن کی آواز پہ اس کے قدم رک گئے۔۔

عالم۔۔نور بھاگتے ہوئے اس کے قریب آئی تھی۔۔اس کے سینے میں منہ چھپاتے اتنی شدت سے روئی کے عالم بھی بوکھلا گیا۔۔

تم لوگوں کو تو۔۔بات ادھوری چھوڑتے نور کو خود میں بھینچا۔۔

وہ مزاق کر رہے تھے۔۔۔آپ کو تنگ کر رہے تھے۔۔۔ اس کی کمر سہلاتے تسلی دینے کی ناکام کوشش کی۔۔

نہی یہ لوگ بھوت ہیں۔۔۔ا۔۔اور

نہیں ہیں بھوت۔۔بے وقوف ہیں پاگل لوگ ہیں یہ سب

۔۔اس کا چہرہ سامنے کرتے سمجھانا چاہا۔۔

نہیں۔۔۔یہ لوگ شراب۔۔

شراب نہیں ہے اس میں۔۔

خون ہے۔۔

اااا۔۔نور کی چیخ نکلی۔۔۔پتہ نہیں سب کے بیچ میں سے

کس کی زبان پھسلی تھی۔۔عالم نے قہر بھری نظروں سے

سب کو دیکھا۔۔اب اس کی خیر نہیں تھی۔۔

بکواس کر رہے ہیں یار۔۔ کیوں ڈر رہی ہیں میں ہوں نا آپ کے ساتھ۔۔ ایک بار پھر خود میں بھینچا بڑی مشکل سے اسے یقین دلوایا تھا اس نے۔۔ دس منٹ اسے چپ کروانے اور یقین دلانے میں گزر گئے۔۔

معافی مانگو سب کے سب۔۔۔ اسے بینچ پہ بٹھاتے عالم نے سب کو حکم دیا۔۔ بلکہ صرف معافی نہیں۔۔ بلکہ یہ پوری کی پوری شراب کی بوتل ایک ہی سانس میں پیو۔۔ جس نے بیچ میں سانس لی اس کی ٹانگیں اسی بوتل سے توڑوں گا ۔۔۔

نور کی طرف سے تسلی کرتے آرڈر دیا تو سب گھبرا گئے۔۔

ایک ہی سانس میں شراب کی پوری بوتل وہ کیسے پی سکتے تھے۔۔اور عالم جو کہتا تھا وہ کرتا بھی تھا۔۔

جلدی کرو۔۔

معاف کر دیں ڈیمن۔۔پلیز۔۔ہم بس مزاق۔۔

یہ مزاق تھا۔۔۔وہ۔مرنے والی تھیں آپ لوگوں کے مزاق سے۔۔سرخ آنکھیں لیے سب کو اشتیال سے دیکھا ۔۔کنپٹیوں کی نسیں ابھری پھڑ پھڑا رہی تھیں۔۔

جلدی کرو۔۔

سوری سر۔۔ کبیر منمنایا۔۔

تمہیں تو سپیشل سزا دوں گا۔۔ تم نے تو زیادہ بری حرکت کی

ہے۔۔

ن۔۔ نہیں ڈیمن۔۔۔ ہم نے تو بس۔۔ مزا۔۔

معاف کر دیں۔۔ نور کو ان پہ ترس آیا تو جلدی سے جان

چھڑوائی۔۔۔

نہیں۔۔ آج کیا ہے تو کل پھر کریں گے۔۔

ن۔۔ نہیں سر پلیز۔ ہم دوبارہ نہیں کریں گے۔۔ سب

خوف زدہ تھے۔۔۔

دیکھیں نا۔۔ نہیں کریں گے۔۔ نور نے عالم کے بند مٹھی پہ نرمی سے ہاتھ جمایا تو عالم گہرا سانس بھر گیا۔۔

سزا تو ملے گی۔۔ لہجہ اور انداز ابھی بھی اٹل تھا۔۔

میں دیتی ہوں سزا۔۔ نور اس کے ہاتھ پہ زور دیتے کھڑی ہوئی۔۔

یہ لوگ گیم کھیلیں گے اور اس میں ان کے راز جانیں گے ۔۔

ہاں بہت اچھی گیم ہے۔۔ عالم نے واپس مڑتے اسے گھورا۔۔ جیسے وہ سب تو بتا دیتے ناراز۔۔

پلیز نا۔۔ ہم۔ انجوائے بھی کر لیں گے۔۔ کنوینس کرنا چاہا تو عالم نے سر ہلا دیا۔۔ نور کی خوشی کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔

چلو پھر۔۔ گیم کھیلتے ہیں۔۔ کبیر سب سے زیادہ خوش ہوا تھا ۔۔ خبیب پاس پڑی بوتل اٹھا لایا۔۔ سب قریب قریب آ گئے تھے۔۔ دائرے کی شکل میں بیٹھتے۔۔ زمین پہ بوتل رکھی۔۔

میں گھماوں گا۔۔ عدیل جس کی زبان پھسلی تھی وہ اٹھ کے قریب چلا آیا۔۔۔

عالم ھی نور کے پاس بیٹھ چکا تھا۔۔

کہاں تھے آپ۔۔ نور نے اس کے بیٹھتے پوچھا عالم نے سن کے بھی ان سنا کر دیا تھا۔۔۔

پہلی بار بوتل فرید کے سامنے رکی تھی جسے عدیل نے ہی ڈئیر دیا تھا۔۔

لڑکیوں والے انداز میں شرٹ اوپر کر کے آدھا پیٹ ننگا کرنا ہے اور پھر ٹھمکے لگا کے ڈانس کرنا ہے۔۔

فرید ویسے تو آسانی سے کر لیتا لیکن ایک لڑکی کے سامنے یہ حرکت کرنے میں اسے شرم آرہی تھی سو صاف انکار کر دیا۔۔

دیکھ لو۔۔ یہ نا ہو اس سے برا سوال پوچھ لیں ہم۔۔ پاس بیٹھے لڑکے نے دھمکایا تو وہ اٹھ گیا۔۔ آگ کے پاس آتے اس نے شرٹ کے کچھ بٹن کھولے پھر فولڈ کرتے اسے بلاؤز بنایا۔۔

یہ بھی لو۔۔ ایک نے ایک چوڑا کپڑا اس کی طرف اچھالا جو اس نے پکڑ کے پینٹ کے بلٹ میں اڑیس لیا تھا۔۔

چلو اب شروع ہو جاؤ۔۔ڈیک وغیرہ پہلے ہی وہ لوگ رکھ چکے تھے۔۔

میرا چین وین سب اجڑا۔۔ میوزک کے بعد لئیر سٹارٹ ہوئے تو فرید نے زور سے ٹھمکا لگایا۔۔نور عالم سے جڑی مسکرا رہی تھی۔۔

میرا چین وین سب اجڑا۔۔ظالم نظر ہٹا لے۔۔اس فقرے پہ اس نے نور کی طرف دیکھا تو وہ کھکھلا کے ہنس دی۔۔ابھی کچھ دیر پہلے وہ بس رونے والی تھی۔۔

میرا چین وین سب اجڑا ظالم نظر ہٹالے۔۔ڈانس میں تیزی آئی تو سب نے ہوٹنگ کے ساتھ تالیاں بجانی شروع کیں۔۔جب تک وہ پورے سونگ پہ ٹھمکے نہیں لگا چکا ڈیک بند نہیں ہوا تھا۔۔

آخر میں زور سے ہوٹنگ کرتے دوبارہ بوتل گھمائی گئی جو حنظلہ کی طرف رکی تھی اس سے بس سوال پوچھا تھا۔۔

جس کا جواب اس نے جھٹ سے دے دیا۔۔

چوتھے نمبر پہ خبیب کی باری آئی تھی۔۔

ان کو ڈیئر میں دوں گی۔۔نور نے ہاتھ کھڑا کیا۔۔۔

بھابھی ہولا ہاتھ رکھیے گا۔۔خبیب نے پہلے ہی ہاتھ جوڑے

۔۔

کیوں۔۔آپ لوگوں نے رکھا تھا۔۔دوپٹہ دوبارہ کستے

گھورا۔۔آپ پش اپ لگائیں وہ بھی پورے سو۔۔اور اگر

سونا کر سکے تو آپ کو اگ کے اندر پانچ منٹ ہاتھ رکھنا

پڑے گا۔۔

اوفف یہ ظلم ہے۔۔اس نے زور سے گردن نفی میں ہلائی

۔۔عالم نور کے دماغ پہ حیران ہوا۔۔۔اس نے اچھا سوچا تھا

اور خطرناک بھی۔۔

خبیب نے بہت ڈراموں کے بعد پش اپ لگانے شروع کیے تو اسی پہ ہی ڈھیر ہو گیا وہ سب لوگ باڈی بلڈر ٹائپ تھے۔۔توانا مرد۔۔اسی لگانے کے بعد اس کی جان ہوا ہونے لگی تو نور نے دوسرا آپشن یاد کروایا۔۔

رحم کر دیں۔۔پلیز۔۔

نونونو۔۔۔جب میں یہاں اکیلی تھی تب تم نے بھی مجھے تنگ کرنے میں حصہ ملایا تھا۔۔

جب تک اس نے سو نہیں کیے اسے بخشا نہیں تھا۔۔ٹاسک کمپلیٹ کرنے کے بعد وہ گرنے والے انداز میں اپنی جگہ پہ

واپس بیٹھا۔۔اس کے بعد بوٹل کسی اور کی طرف رکی تھی

اس سے بھی سوال پوچھا گیا تھا۔۔

اب ڈیمن کی طرف روکنا۔۔عدیل کو کسی نے کہا تو اس نے

بیمانی کر کے عالم کی طرف روکی۔۔

آپ کو ڈئیر دیں گے۔۔

نہیں۔۔اس نے بھی پہلے ہی روکا۔۔

گیم کے رولز فالو کرنے ہیں ڈیمن۔۔ورنہ اس سے کڑی

سزا دی جائے گی۔۔

اوکے بولو۔۔نور بھی ایکسائٹڈ تھی۔۔

آپ نے بھابھی کو کس کرنی ہے وہ بھی لپس پر۔۔کبیر نے بڑے سکون اور آرام سے دونوں کو دیکھا۔۔عالم تو نارمل ہی رہا البتہ نور کی آنکھیں پوری کھل چکی تھیں۔۔

میں کیوں۔۔یہ۔۔یہ تو بس عالم کا ڈئیر ہے۔۔

ہم دونوں بھی تو ایک ہی ہیں نا۔۔عالم نے ذرا سا رخ اس کی طرف کرتے ہاتھ تھاما۔وہ حواس باختہ ہوتے اٹھنے لگی تھی جب دوسرا ہاتھ اس کی کمر پہ رکھتے روکا۔

اگر کس نہیں کریں گے تو ہو سکتا ہے وہ مجھے کوئی بڑی سزا دیں۔۔وہ بلکل سنجیدہ تھا۔۔نور کی آنکھوں میں خوف ابھرا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔اس نے پھر بھی نفی میں سر ہلایا۔۔آپ خود کر کرلیں۔۔

اوکے۔۔اس کا چہرہ پکڑتے نرمی سے سہلایا۔۔پھر قریب کرتے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھ دیئے۔۔۔

پانچ منٹ۔۔پیچھے سے آواز ائی تو نور کی رہی سہی بھی جان نکلی۔۔ڈبل سزائیں انہوں نے ہی تو رکھی تھیں۔۔اگر یہ

ٹاسک پورا ناہوتا تو اس سے بھی برا مل سکتا تھا۔۔عالم اس کے ہونٹوں سے کھیل رہا تھا اور نور سرخ ہوتے سمٹ بھی نہیں سکی تھی البتہ آس پاس بیٹھے سب آنکھیں پھاڑے مزے سے دیکھ رہے تھے۔۔نور نے عالم کے کندھوں پہ انگلیاں کھبوئیں تو وہ پیچھے ہٹا۔۔

ٹائم مکمل ہو جائے تو بتا دینا۔۔ذرا سا پیچھے ہوتے کبیر کو کہا اس نے زور سے یس سر کہتے دوبارہ نظریں فوکس کیں۔۔

اب کی بار اس کے ہونٹوں میں نور کا نچلا لب تھا۔۔سرخ سے سفیدی کی طرف سفر کرتا نور کا رنگ۔۔عالم نے بھی

نوٹ کر لیا تھا۔۔۔اٹس او کے یہ گیم ہی ہے۔۔رو مینس نہیں۔۔ایک بار پھر اسے سانس لینے کے لیے چھوڑا۔۔

۔ابھی دو منٹ ہوئے ہیں۔۔

ک۔۔کوئی اور سزا دے دو پلیز۔۔وہ بمشکل بولی۔۔

نو نو نو۔۔کبیر نے اسی کے انداز میں کہا۔۔دوسرا نہیں۔۔

یہی والا۔۔

نور۔۔عالم نے اپنے انگوٹھے اس کے گال پہ سہلاتے اسکا رخ اپنی طرف پھیرا۔۔

سانس لیں ایک بار۔۔

نہیں۔۔آنکھوں میں نمی جمع ہو رہی تھی۔۔یہ کوئی انگلش

مووی تھوڑی تھی جو وہ ایسے بے شرموں کی طرح۔۔

سوچتے اس نے گہری سانس لی۔۔عالم کو اسی کا انتظار تھا۔۔

اگے ہوتے اب کی بار اوپری ہونٹ دانتوں میں دبایا۔۔

نرمی سے نمی چھوڑتے وہ اسے پاگل کر رہا تھا۔۔

پورے پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے جب نور نے پورا

زور لگاتے اسے پیچھے دھکیلا۔۔

آپ وگوں نے مجھے سزا دی ہے یا خود کو۔۔وہ اسے نہیں

اشتیال بھری نظروں سے دیکھ بھی نہیں پائی تھی۔۔

نانا۔۔ابھی ٹاسک مکمل نہیں ہوا۔۔خبیب نے گھڑی سامنے کرتے سب کو بتایا۔۔

بس۔۔عالم کو نور پہ رحم آ ہی گیا۔۔آپ لوگ کوئی سوال پوچھ لیں۔۔اس کے کانپتے ہاتھ پکڑ کے اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔پھر اپنے قریب کرتے کمر کے گرد حصار باندھا۔۔

اوکے۔۔ڈیمن کی بات وہ نہیں ٹال سکتے تھے۔۔

بھابھی کا کوئی بیڈروم سیکرٹ بتائیں۔۔

ہیں۔۔نور کی پھر جان اٹکی۔۔البتہ عالم ہنسا تھا۔۔۔اچھا تم لوگوں نے آج ارادہ کیا ہوا ہے میری بیوی کو پریشان کرنے کا۔۔۔گمبھیر انداز میں کہتے بیرڈ پہ ہاتھ پھیرا۔۔

یس باس۔۔کبیر نے سر ہلایا۔۔

بیڈروم سیکرٹ۔۔عالم نے کچھ سوچا پھر نور کو دیکھا۔۔جو روہانسے ہوتے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

نور رات کو۔۔جب ہم لوگ لائٹس اوف کر کے لیٹ جاتے ہیں۔۔

عالم۔۔۔ نہیں۔۔ کپکپاتے ہاتھ ساکت ہوئے۔۔ پتہ نہیں اب وہ کیا بتانے والا تھا۔۔

نور۔۔ رات کو جب اندھیرا ہو جاتا ہے۔۔ اور میرے قریب۔۔ یعنی بازو پہ سر رکھ کے لیٹ جاتی ہیں تب۔۔ وہ جان بوجھ کے سسپنس کرئیٹ کر رہا تھا۔۔ باقی سب فل توجہ سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

جب میرے بازو پہ سر رکھ کے سکون سے سو جاتی ہیں تو۔۔ بلکل میرے کانوں کے قریب خراٹے لیتی ہیں۔۔

اوووو۔۔سب کے ہونٹ گول ہوئے جب کے نور کا آنسو گال پہ پھسلا۔۔وہ سب کے ساتھ مل گیا تھا۔۔چہرے پہ ہاتھ رکھتے انسو چھپانے کی کوشش کی تو عالم سنجیدہ ہوا۔۔

بس اب۔۔ ختم۔۔سب جاؤ یہاں سے۔۔ سنجدیگی سے سب کو کہا تو پانچ منٹ میں وہ جگہ خالی ہو گئی۔۔نور ہچکیاں لیتے رو رہی تھی۔۔

چلے گئے ہیں سب۔۔اسے خود سے لگاتے تسلی دی۔

مجھ سے بات مت کریں۔۔آپ بھی ان کے ساتھ مل گئے ۔۔

سوری نا۔۔۔ مسکراہٹ چھپاتے پیٹ مسلی۔۔۔ نور ہولے ہولے لرز رہی تھی۔۔ اس کے سوری کے باوجود چپ نہیں ہوئی۔۔

اچھا مجھے اپنا ڈیپ گلہ تو دکھائیں۔۔ اسے بہلانے کے لیے فولڈ ہوا دوپٹہ ایک طرف سے کھولنا چاہا تو نور نے اس کا ہاتھ سختی سے جھٹکا۔۔

دور رہیں مجھ سے۔۔۔ اسے پیچھے کرتے اٹھ گئی۔۔ عالم وہیں ذرا سا آگے جھک کے بیٹھا تھا۔۔

میں اپ کے ساتھ نہیں رہوں گی۔۔ آپ مجھے باقی سب کے ساتھ مل کے ذلیل کرتے ہیں۔۔

اچھا اور جو میں آپ کے لیے خوار ہوتا ہوں۔۔ صرف سوچا۔۔ کہا نہیں۔۔ وہ پہلے ہی رو رہی تھی۔۔ اٹھ کے اس کے پیچھے اندر آیا۔۔

چلیں اب یہاں دکھا دیں۔۔ اس کے قریب بیڈ پہ بیٹھتے ایک نظر کھڑکی کو دیکھا جو کھلی ہوئی تھی پھر اٹھ کے بند کر دی۔۔

مجھے نہیں پتہ دور رہیں مجھ سے۔۔

سرخ بھیگی آنکھوں میں غصہ عود کے آیا۔۔

عالم کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر پانی گلاس میں انڈیلتے اس کے ہونٹوں سے لگایا۔۔

دیکھیں میں آپ کا کتنا خیال رکھتا ہوں۔۔وہ پانی پی چکی تو گلاس واپس رکھا۔۔

نور اسے گھور بھی نہیں پائی۔۔

چلیں اب موڈ ٹھیک کریں۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔،سں ششس کرتے پاس سے اٹھنے لگی تو عالم نے پکڑتے واپس بیٹھایا۔۔

میں نے اٹھنے کا کہا۔۔کلائی تھامی ۔۔پھر واپس بٹھایا۔۔

آپ بہت بتمیز ہیں۔۔بہت زیادہ والے۔۔

اوکے۔۔

مجھے بات نہیں کرنی آپ سے۔۔نور نے اسے کنوینس کیا

اوکے ہم کچھ اور کریں گے۔۔وہ کنوینس ہوا۔۔

کیا کرنا ہے۔۔اسے اس کی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی لیکن ڈسک بلو آئیز چمک اٹھی تھیں۔۔

پہلے اپنا یہ دوپٹہ اتاریں۔۔خود ہی اس کا فولڈ کیا ہوا دوپٹہ کھول دیا جو ایک دم پھسل کے نیچے گرا تھا۔۔

نور نے بے ساختہ ہاتھ گلے پہ رکھا۔۔ساتھ اسے آنکھیں دیکھائیں۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔میں شوہر ہو آپ کا۔۔

ا۔۔آپ نے کہا تھا ایسے کپڑے نہیں پہننے۔۔

ہاں لیکن میرے سامنے آپ بنا کسی جھجھک کے پہن سکتی ہیں۔۔ایک ہاتھ پیچھے لے جاتے اس کی زپ ٹٹولی تو نور پیچھے سرکی۔۔

نہیں۔۔پلیز۔۔م۔۔میں تھک گئی ہوں پہلے ہی۔۔

کوئی نہیں میں آپ کی تھکاوٹ سمیٹ لوں گا۔۔۔ دونوں اطراف کمر سے پکڑتے اسے پھر سے قریب کیا تو نور نے سختی سے آنکھیں بند کی۔۔ دل جیسے کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔۔

آپ کی عیدی بھی تو دینی ہے۔۔۔ بئیرڈ اس کے گال سے رگڑتے جذبات سے لبریز آواز میں کہا تو نور سمٹ سی گئی ۔۔وہ اس کی زپ پہ ہاتھ رکھے اسے کھول رہا تھا اور نور کے ساتھ ساتھ حواس کھو رہے تھے۔۔

اینڈ تک جاتے وہ بے بسی سے اس کے کندھے سے آ لگی۔۔

عالم نے اس کی پشت پہ ہاتھ رکھتے کندھوں سے شرٹ نیچے سرکا دی تھی۔۔ کندھے پہ سلگتے ہونٹ رکھتے ہلکا سا بائٹ کیا تو نور نے سسکی کی۔۔

نہیں نا پلیز۔۔ گھر چل کے پھر۔۔

یہ گھر ہی ہے ہمارا۔۔۔ مصروف انداز میں وہ اس پہ لمس چھوڑ رہا تھا۔۔

نور خوف زدہ سی اس کے کندھے کے ساتھ لگی اسے بے خودی کے عالم میں محسوس کر رہی تھی۔۔ عالم نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ایک ہاتھ سے پکڑتے اتار دی۔۔

م۔۔میرے ساتھ آپ اچھا نہیں کرتے۔۔

اوکے۔۔اس کے تھائز پکڑتے اپنی جانب اور کھینچا۔۔نور اس کے بازوؤں میں سمائی گلال ہو رہی تھی۔۔اور اس کی شدتیں خود پہ سہتے بے حال ہوئی۔عالم۔۔نے اسکے بال سمیٹ کے پیچھے کیے۔۔پھر اس کی گردن پہ لب رکھتے نم کیا جابجا اس کا لمس نور کو خود پہ مچلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

اسے سیدھا کرتے پیچھے لٹایا۔۔

میرے پیار میں کہیں کمی رہ جائے تو بتایئے گا۔۔دونوں

ہاتھ پکڑتے پیچھے پن۔کیے تو شرٹ اوپر ہو گئی۔۔

دھڑکنوں پہ لب رکھتے وہ اس کے پیٹ تک آیا تھا۔۔

یہاں میرا چھوٹا سا گینگسٹر ہے۔۔سائڈ کٹ میں انگلیاں

ڈالتے قمیض اوپر اٹھائی پھر سرخ و سفید پیٹ پہ لمس چھوڑا تو

نور نے اپنا ہاتھ اس پہ رکھا۔۔

عالم بہک رہا تھا اور نور پاگل ہوتے ہانپ رہی تھیں۔۔۔

اس کے لرزتے ہاتھوں میں انگلیاں پھنساتے وہ گھنے بادل

کی طرح اس پہ چھایا تھا۔۔ سیکرٹ وائلڈ ہاوس میں ہلکے ہلکے بھیگتی رات سرک رہی تھی۔۔

کیسی تھی اج کی قسط۔۔۔

لونگ تھی اور رومینٹک بھی۔۔ کبیر اور ملیحہ کا سین عید کے بعد۔ہی ائے گا نا۔۔ اب ان کی شادی ہو گی پھر۔۔

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط26

سیکرٹ وائلڈ ہاؤس میں رات دھیرے دھیرے بیت رہی تھی۔۔نور عالم کے حصار میں بے جان گڑیا کی طرح پڑی تھی۔۔۔اس کا شدت بھرا لمس پورے وجود پہ محسوس کرتے وہ روہانسے ہوتے ہوئے بھی مسکرائی۔۔

نور۔۔اسے اپنا نام سنائی دیا۔۔

نور۔۔ہمیشہ سوتی رہو گی۔۔۔کہیں دور سے اسے دوبارہ آواز آئی تو اس نے زرا سا سر جھٹکا۔۔

عالم جو اس کے گرد بازو پھیلائے بیٹھا تھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھتے سہارا تھا۔۔ کہ کہیں نیچے ناڈھلک جائے۔۔

نور۔۔بے وقوف لڑکی۔۔ تمہارے شوہر نے تمہیں پاگل بنایا ہے وہ دیکھو دونوں جارہے ہیں۔۔ ملیحہ اور عالم۔۔ دیکھو۔۔۔ پھپو کی آواز اب کی بار بہت قریب سے آئی تو اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔ سر غیر مناسب حالت کی وجہ سے گھوم سا گیا۔۔

کیا ہوا۔۔عالم نے اس کی گردن پہ بازو کا سہارا کرتے سیدھا کیا تو وہ ہونکوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔۔ کمر میں ٹیس سی

اٹھی تھی۔۔بے چینی سے سامنے دیکھا۔۔جہاں سب لڑکے چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنائے کھانا بنانے میں مصروف تھے۔۔

ا۔۔آپ نے مجھے کس کیا۔۔آنکھیں بند کرتے بڑبائی۔۔

وہ کب سوئی تھی اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا۔۔

عالم اس کی بڑبڑاہٹ پہ مسکرایا۔۔

ہاں۔۔میں نے آپ کو کس کیا۔۔یقیناً اس نے کوئی خواب دیکھا تھا۔۔

ا۔۔ آپ نے۔۔ سر تھامتے اس نے ایک بار پھر سب کو دیکھا کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔اس نے آخری چیز جو دیکھی تھی تب ایک لڑکا ڈانس کر رہا تھا ۔۔ذہن پہ زور دیتے یہی یاد کر سکی تھی۔

میں سو رہی تھی۔۔عالم کو سرخ آنکھوں سے گھورا۔۔۔

نہیں۔۔ آپ جاگ رہی تھیں۔۔ آپ نے مجھے کس بھی کیا۔۔

میں۔۔۔۔نے۔۔ آنکھیں وا کیں۔۔

ہاں۔۔ آپ نے ابھی زبردستی۔۔ وہ تنگ کرنا چاہ رہا تھا

اسے یقیناً۔۔

جبکہ اس کے خیال میں تو عالم نے کی تھی وہ بھی سب کے

سامنے۔۔ وہ پریشان ہوئی۔۔

میں نے توروکا تھا۔۔ اپ نے زبردستی۔۔ وہ اسے سمجھانا

چاہ رہی تھی۔۔

نہیں تو۔۔۔ اپ نے بہت سوفٹلی میرے ہونٹوں کو چھوا

پھر شدت سے کاٹا بھی۔۔ یہ دیکھیں۔۔ سرخ ہوئے ہیں

۔۔ اس سے نظر بچاتے خود ہی اپنا ہونٹ دانتوں سے کاٹتے

سامنے کیا تو نور کی جان ہوا ہوئی۔۔ مطلب وہاں موجود سب کے سامنے۔۔ چہرا ہاتھوں میں چھپاتے نروس ہوگئی تھی۔۔

میں نے نہی کیا۔۔۔ وہ سانس نہی لے پارہی تھی۔۔ اگر سب نے دیکھا تھا تو کتنا برا تھا نا۔۔

عالم سچ بتائیں۔۔ سرخ گلال ہوتا چہرا اٹھاتے پریشان ہوئی تو عالم نے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کیا۔۔

نہیں۔۔کسی نے نہی دیکھا۔۔بس اپ نے ہی دیکھا ہے

حسین خواب۔۔میں بھی محروم رہ گیا ہوں۔۔اس کے

گال پہ لب رکھتے ریلیکس کیا تو نور کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔

اچھا کب سوئی تھی میں۔۔پھر تسلی ہونے پہ پوچھا۔۔

میوزک کی آواز سنتے سوگئی تھیں۔۔پھر ہم لوگ نے گیم

ختم کر دی اب وہ سب کھانا بنا رہے ہیں۔۔

سچ میں۔۔۔دل میں جیسے سکون سا اترا۔۔

ہاں جی۔۔سچ میں۔۔پاس پڑی بوتل سے پانی نکال کے اسے دیا تاکہ اس کا دماغ بھی جاگے۔۔نور کو کچھ منٹ لگے تھے نارمل ہونے میں۔۔

آپ نے دوسری شادی کرلی ہے نا۔۔پھر پھپھو کی بات یاد آئی تو خوف سے عالم کو دیکھا۔۔

یہ بھی خواب میں ہی دیکھا ہے نا۔۔

ہوں۔۔لیکن خواب سچے بھی تو ہوتے ہیں۔۔

ایگزیکٹلی۔۔ لیکن کس والا خواب تو جھوٹ ہونے پہ شکر ادا کر رہی تھیں ابھی۔۔ اور آدھا خواب سچا اور آدھا جھوٹا تو نہیں ہو سکتا نا۔۔

ہوں۔۔۔ باتیں نا بنائیں اب۔۔

اچھا آپ کو گھر جا کے کچھ دیکھاؤں گا۔۔ دوبارہ اس کا سر اپنے کندھے پہ رکھتے حوصلہ دیا۔۔ نور خاموشی سے سامنے دیکھنے لگی تھی۔۔ جگہ جگہ سے اٹھتا دھواں اور خوشبو اس کی بھوک چمکا رہی تھی۔۔ پر کھانا بننے تک اسے انتظار کرنا تھا

____

جب وہ نئی نئی اس گھر میں بیاہ کے آئی تھیں تب ان کی ساس نے انہیں صرف ایک بات کہی تھی جو ثروت بیگم کے سارے جزبات کو کھا گئی تھی۔۔

انہیں یاد تھا جب وہ اپنے عروسی لباس میں اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھیں اور شوہر کی بجائے ان کی ساس اندر آئی تھیں۔۔ جن کے ہاتھ میں ایک تین سالہ لڑکا تھا۔۔

انہوں نے سختی سے نہیں بلکہ بہت پیار سے اسے کہا تھا کہ اس کی جوان نند بیوہ ہو گئی ہے۔۔ جب تک اس کی شادی نہیں ہوتی دوبارہ وہ اسی گھر میں ہی رہے گی۔۔

اور ثروت کو بنا ماتھے پہ کوئی بل لائے اپنی نند کو سنمبھالنا ہے۔۔ یہ نہیں تھا فزا (داؤد صاحب کی بہن) کوئی بہت کھٹور قسم کی لڑکی تھی بلکہ وہ تو بہت معصوم سی سادہ سی تھیں۔۔

ثروت بیگم تب تو خاموش رہیں لیکن ان کے دل میں گانٹھ آگئی تھی ساس اور نند کے خلاف۔۔دو سال تو انہوں نے نند کو زبردستی برداشت کیا تھا۔۔

لیکن جب فزا نے کہا کے وہ دوسری شادی نہیں کرے گی بلکہ اپنے بیٹے کو اس قابل بنائے گی کہ وہ اس کا اور اپنا بوجھ اٹھائے گا اکیلی وہ اپنے بیٹے کی پرورش کرے گی۔۔

ثروت بیگم کیسے برداشت کر لیتیں۔۔ساری زندگی وہ نند کو اپنے سر پہ مسلط نہیں رکھ سکتی تھیں۔۔

شروع شروع میں کچھ دن تو انہوں نے فزا کو ذہنی ٹارچر کیا

۔۔

پھر جب دیکھا کے وہ بنا کوئی جواب دیئے اور برا منائے

برداشت کر لیتی ہے تو ان کو کھلنے لگا۔۔

عالم میر جواب تھوڑا تھوڑا سب چیزوں کو سمجھنے لگا تھا اسے

ممانی کا رویہ برا لگتا۔۔پانچ سال کی عمر میں وہ انہیں اپنی ماں

کو ٹارچر کرتے ہوئے دیکھنے لگا تھا وہ اکثر اسے بھی لگا جایا

کرتیں۔۔

پھر ایک دن سب کے منع کرنے کے باوجود ثروت نے ایک رشتے والی کو بلایا اور فزا کے لیے بات چلانے کا کہا۔۔ داؤد صاحب کو اچھی بری لگا کے انہوں نے کنوینس کر لیا تھا اب ساری زندگی تو وہ اسے نہیں بٹھا کے رکھ سکتی تھیں ۔۔

ساس کو بھی آہستہ آہستہ راضی کیا۔۔۔ فزا پھر بھی راضی نہیں تھی۔۔ اسے ڈر تھا کہیں دوبارہ سے وہ اکیلی نا رہ جائے ۔۔

ہر طرح کی کوشش کے بعد جب ثروت بیگم کو ناکامی ہوئی تو انہوں نے اپنی دوست سے مشورہ کر کے ان پہ تعویز کروانے کی کوشش کی اس میں بھی ناکامی ہی ان کا مقدر ٹھہری تھی۔۔

پھر انہوں نے ایک اور طریقہ سوچا سلو پوائزن کا۔۔ جو ہر رات ان کے دودھ میں ڈال دیتیں۔۔

ایسے ہی ایک دن انہیں عالم نے دیکھ لیا تھا۔۔

وہ ابھی بچہ تھا اسے بہلانا ان کے لیے مشکل نہیں تھا۔۔

اسے درد کی دوا کہہ کے ٹال دیا۔۔

پوائزن نے کچھ ہی دنوں میں اپنا اثر دیکھا دیا تھا اور فزا کی وفات ہو گئی۔۔

ثروت کو معلوم نہیں تھا کہ ان کی اصل شامت تو اب آئی ہے کب عالم کی زمہ داری داؤد نے اٹھانے کا فیصلہ کیا تھا ۔۔

اب چاہ کے بھی وہ کچھ نہیں کر پاتیں۔۔کچھ عرصہ عالم نے بورڈنگ میں گزارا دوبارہ جب گھر آیا تب ثروت اپنے بچوں میں اتنی مصروف تھیں کے اس کی طرف متوجہ ہی نا

ہوئیں یکے بعد دیگرے داؤد صاحب کے والدین چل بسے تو عالم کا جو تھوڑا بہت آسرا تھا وہ بھی نا رہا۔۔

اپنی پڑھائی مکمل کر کے وہ ان سے الگ ہو گیا تھا۔۔ وہ شروع سے ہی لیے دیے رہنے والا بچا تھا۔۔۔ نا کسی سے زیادہ بات کرتا۔۔ بس ضرورت کی حد تک۔۔ اس کا فیوچر کیا تھا۔۔

وہ کیا کرتا تھا اور کیا کرنا تھا سوائے داؤد صاحب کے اور کسی کو کوئی سروکار نہیں تھا۔۔

برہان اور طلحہ کے ساتھ اس کا رشتہ اچھا تھا لیکن خولہ اپنی ماں کی طرح اسے ٹریٹ کرتی تھی۔۔

عالم نے کبھی اس پہ توجہ ہی نا دی۔۔۔وہ سب کچھ جانتا تھا لیکن اس لیے خاموش رہا کے وہ اور بچوں سے ماں نہیں چھین سکتا تھا جیسے اس سے اس کی ماں چھینی گئی تھی۔۔

ثروت بیگم کو اس نے کبھی نہیں بتایا کہ وہ سب جانتا ہے بس خاموشی سے ان کے ساتھ جتنا وقت گزارنا تھا گزار لیا۔۔

داؤد صاحب کے سامنے ثروت اس سے ٹھیک رہتی تھیں ۔۔گھر میں سب ٹھیک چل رہا تھا لیکن جب نور کے معاملے میں انہوں نے بے جا دخل اندازی کی تو عالم سے برداشت نہیں ہوا۔۔

وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھیں۔۔بلکہ حسد کرتی تھیں ۔۔انہیں لگتا تھا عالم جس۔مقام پہ ہے وہاں ان کی اولاد کو ہونا چاہیے تھا۔۔

وہ نہیں چاہتی تھیں عالم کو کبھی کوئی خوشی ملے پہلے اس چکر میں وہ ملیحہ کے ساتھ بھی برا کر چکی تھیں اور اب نور کے ساتھ بھی کرنا چاہتی تھیں۔۔

پر عالم۔۔وہ۔کیسے ہونے دیتا۔۔آج پہلی بار انہیں پتہ چلا تھا اس راز سے کوئی اور بھی واقف ہے۔۔جب سے وہ آئی تھیں اپنے روم میں ہی بند تھیں۔۔جانے عالم میر ان کے ساتھ کیا کیا کرتا۔۔تب وہ عالم کمزور تھا اور اب ثروت کمزور تھیں

یہ سارے جوڑے اٹھا کے اندر سوٹ کیس میں رکھ دو اور چیزیں سمیٹو میں ملیحہ کو دیکھتی ہوں۔۔عابدہ بیگم کام والی کے ساتھ ملیحہ کے جہیز کے سامان کی سیٹنگ کر رہی تھی۔۔

فرنیچر وغیرہ کے لیے ان لوگوں نے منع کر دیا تھا باقی تمام چھوٹی موٹی چیزیں پیک کرتے صبح سے شام ہو گئی۔۔ آج رات مہندی کا فنکشن تھا اور پراپر طریقے سے کرنا تھا۔۔

کبیر لوگ مہندی لے کے آنے والے تھے۔۔

ملیحہ ۔۔بیٹا تمہاری کو لیگز نہیں ائیں ابھی تک ۔۔کمرے میں آتے پوچھا ملیحہ ییلو کلر کا دوپٹہ اوڑھے اورنج رنگ کے لباس میں ملبوس تھی ۔۔

ہاتھوں میں سرخ پھولوں کے گجرے پہنے ایک ہاتھ میں موبائل تھامے اس نے نفی میں سر ہلایا ۔۔

مہندی بھی لگانی ہے ابھی ۔۔۔اس کے ہاتھ پکڑتے وہ پاس بیٹھ گئیں ۔۔۔

ملیحہ کل سے پریشان سی تھی۔۔نکاح تک وہ اکیلی تھی اپنی سوچوں میں اپنی زندگی اور اپنے کمرے میں بھی تنہا تھی لیکن شادی کے بعد اس کی ہر چیز میں مداخلت کرنے والا شخص آجاتا۔۔

کبیر دور تھا تو اس کے رشتے کی اتنی پریشانی نہیں تھی لیکن جب وہ قریب ہو گا ساتھ ہو گا تب وہ خود کو کیسے ہینڈل کر سکے گی بس یہی سوچ کھائے جارہی تھی۔۔

پریشان کیوں ہو۔۔۔عابدہ نے نرمی سے پوچھا۔۔تو اس نے ہاتھوں کے گجرے گھماتے انہیں دیکھا۔۔

میں بس ڈر رہی ہوں۔۔پتہ نہیں اتنا عرصہ جس کا انتظار کیا وہ کیوں نہیں ملا مجھے۔۔۔

کیونکہ کسی اور کو تم سے زیادہ ضرورت تھی میری۔۔۔

میں نے پڑھا تھا کہیں کہ جو آپ کے نصیب میں نہیں ہوتا آپ ان کو دعا میں بھی نہیں مانگ سکتے۔۔ لیکن میں تو میر کو دعاؤں میں مانگتی رہی ہوں پھر بھی۔۔

ملیحہ۔۔ میری جان۔۔ پتہ کبھی کبھی اللہ ہمیں دے کے آزماتا ہے اور کبھی کبھی لے کے آزماتا ہے۔۔ تو اللہ مجھے دے کے آزماتا اماں۔۔ میں ہر وقت اس کا شکر ادا کرتی۔۔

اسی لیے وہ لے کے آزما رہا ہے۔۔تا کہ دیکھ سکے کہ جب تمہیں تمہاری پسندیدہ چیز نا ملے تو تم اللہ کے کتنے قریب ہوتی ہو اس کی تڑپ میں۔۔ہاتھوں کو ہولے سے دباتے کنوینس کیا۔۔

میں دور نہیں ہوں اللہ سے۔۔نا شکوہ۔۔شاید اس لڑکی کو مجھ سے زیادہ ضرورت تھی میر کی۔۔اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔۔

اور دیکھو اللہ نے تمہیں انعام کی صورت میں جو شخص دیا ہے وہ کتنا خوبصورت ہے۔۔ تمہاری فکر کرنے والا تمہاری طلب کرنے والا۔۔

ہاں بے شک۔۔ مجھے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔۔ میرے دل کی محرومی میرا مقدر سہی لیکن میں اس محرومی میں بھی رب کا شکر ادا کر سکتی ہوں۔۔ شاید میرے سے کہیں زیادہ بہتر میرے لیے کبیر ہے۔۔

ہاں۔۔ بلکل۔۔بس پریشان نہیں ہونا اور دعا کرنی ہے۔۔

اللہ تمہارے لیے آسانیاں پیدا کرے۔۔

آمین۔۔ آنکھوں میں آتی نمی کو واپس دھکیلتے وہ بیٹھے بیٹھے ان کے گلے سے لگی تھی۔۔

اہمم مجھے لگتا ہے ایمو شنل سین چل رہا ہے۔۔کچھ سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ جویریہ اور اس کے ساتھ کی دو کو لیگز اندر داخل ہوئی۔۔ عابدہ مسکراتے پیچھے ہٹیں۔۔

نہیں نہیں۔۔ہم کہاں ایموشنل ہو رہے ہیں۔۔

ہاں آنٹی مجھے لگ رہا ہے۔۔ان کے گلے لگتے جویریہ ہنسی ۔۔باقیوں سے بھی مل کے وہ باہر چلی گئیں۔۔

رات تک بیٹھ کے خش گپیوں کے دوران ملیحہ کے ہاتھوں اور پاؤں پہ مہندی لگائی گئی تھی۔۔نو بجے وہ لوگ آئے تھے۔۔

باہر ہی چھوٹا سا سیٹ اپ کیا گیا تھا۔۔ ملیحہ کو انہیں دیکھنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

یہ گھونگٹ کرو۔۔ رائمہ نے اس پہ جالی کا گہرا کپڑا اڑاتے اسے اور چھپا دیا تھا

____

عالم میں یہ والے کپڑے پہن لوں۔۔ سفید انارکلی فراک اس کے سامنے کرتے لہرائی۔۔ عالم ابھی سفید شرٹ اور بلو جینز میں تھا۔۔ اس کی سب سے پہلی نظر اس کے گلے پہ گئی تھی جو نارمل ہی تھا۔۔

پہن لیں۔۔وہ خود کوٹ پہن رہا تھا۔۔

نور کپڑے اٹھائے ڈریسنگ روم میں واپس چلی گئی۔۔کچھ دیر بعد پہن کے باہر آئی تو عالم ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا بال برش کر رہا تھا۔۔

آجائیں۔۔سائڈ پہ ہٹتے اسے جگہ دی۔۔پھر نور ہلکا پھلکا تیار ہوئی تھی بالوں کی چٹیاں کرتے گھنی لٹیں چہرے کے دائیں بائیں نکالیں۔۔

پھر لائٹ پنک لپسٹک اور کاجل لگا کے وہ تیار تھی۔۔

فراک کے اوپر چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے جن میں ڈیفرنٹ رنگ استعمال ہوئے تھے انہی رنگوں میں مناسبت سے اس نے اور گینز اکا دوپٹہ بنوایا تھا جس کے بارڈرز پہ ہلکا مرر کا کام ہوا تھا۔۔

چلیں۔۔ سفید سینڈل پہنتے عالم کو متوجہ کیا جو آئی پیڈ پہ مصروف تھا اسے تیار دیکھ کے کیز اٹھائیں۔۔

اجائیں۔۔ پھر بازو پھیلاتے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔

میں نے مہندی بھی نہیں لگائی۔۔اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے نور کو یاد آیا تو عالم سے کہہ دیا۔۔

راستے میں لگوالیں گے۔۔

وہ لوگ کبیر کی مہندی پہ جارہے تھے۔۔پھر راستے میں نور نے وائٹ کلر کی مہندی لگوائی تھی سرخ و سفید نرم ہاتھوں میں سفید مہندی جچ رہی تھی۔۔

آپ دن بادن پیاری ہوتی جارہی ہیں۔۔ وہ لوگ پہنچنے والے تھے تو عالم کو یاد آیا نور کی تعریف بھی کرنی ہے۔۔

شکریہ۔۔ آپ کی سنگت کا اثر ہے۔۔

ہاں بلکل۔۔ اس نے گردن اکڑائی۔۔

گھر میں فنکشن ہے۔۔ دروازے کے سامنے گاڑی رکی تو پوچھا۔۔

شاید کبیر نے یہی ایڈریس دیا ہے۔۔ گاڑی بند کرتے پہلے وہ خود اترا پھر نور کی طرف آتے اسے اترنے میں مدد کی ۔۔

آپ نے میرے ساتھ رہنا ہے۔۔ ہاتھ پکڑتے اسے سختی سے کہا نور ایکسائٹڈ تھی۔۔ وہ لوگ کبیر کی طرف سے تھے ۔۔ اور لڑکے والے ویسے ہی بھاری پارٹی کے ہوتے ہیں۔۔

آجائیں۔۔اندر داخل ہوتے سامنے ہی انہی کبیر مل گیا تھا

۔۔

اسلام و علیکم ڈیمن۔۔مشکل تو نہیں ہوئی آنے میں۔۔

نہیں نہیں۔۔کندھے سے کندھا ملاتے وہ لوگ گلے لگے تھے ایک ہاتھ ابھی بھی عالم نے نور کا پکڑ رکھا تھا۔۔

اسلام و علیکم بھابھی۔۔پھر اسے سلام کی تو نور نے مسکراتے جواب دیا ہر طرف رونقیں بکھری تھیں۔۔

آجائیں۔۔وہ انہیں اندر لے گیا۔۔سب سے تعارف کے بعد نور نے دلہن سے ملنے کی خواہش کی تھی۔۔عالم اسے اکیلے بھیجنا نہیں چاہتا تھا پر کبیر کے اعتماد پہ ایک لڑکی کے ساتھ اسے اندر بھیج دیا وہ سب لوگ لیونگ روم میں ہی تھے۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے اس کی پہلی نظر دلہن پہ پڑی جو سر جھکائے گھونٹ میں بیٹھی تھی۔۔

وہ جھجھکتے اندر آئی۔۔

مجھے دلہن کو دیکھنا ہے۔۔ بلکل بچوں والا اشتیاق۔۔ رائمہ اور جویریہ مسکرائیں۔۔

اوکے۔۔ دلہن صاحبہ گھونگٹ ہٹائیں۔۔ انھوں نے بھی شرارتا کہا

ملیحہ نے پہلے تو نفی میں سر ہلایا پھر ایک ادا سے گھونٹ اوپر اٹھایا جیسے وہ اپنے شوہر کے لیے اٹھا رہی ہو۔۔ اگلا لمحہ دونوں کو ساکت کر گیا تھا۔۔

ملیحہ ہارون۔۔ اس کے لب پھڑ پھڑ ائے۔۔ وہ ایک بار پھر مل گئیں تھیں۔۔

کیا لگا خواب۔۔ کل سہی رگڑا لگا یا تھا ویسے۔۔ اور ٹاسک بھی کمپلیٹ نہی کیا

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط 27

ملیحہ ہارون۔۔اس کے لب پھڑ پھڑ ائے۔۔وہ ایک بار پھر مل گئیں تھیں۔۔مٹھیاں سختی سے بھینچتے نور نے غور سے وہ چہرا دیکھا۔۔

کیسی لگی پھر ہماری دلہن۔۔۔نور جو پلکیں جھپکائے بنا اسے دیکھ رہی تھی جویریہ نے اسے ہوش دلایا تو وہ چونک گئی۔۔

پ۔۔پیاری ہیں بہت۔۔ بمشکل مسکرائی۔۔۔ہمیشہ یہی چہرا کیوں اس کے سامنے آجاتا تھا۔۔

ملیحہ اس لیے الجھی تھی کہ کبیر تو اسے اٹھا کے لے گیا تھا پھر وہ اس کی شادی پہ کیسے آگئی۔۔

ایکسکیوز می۔۔ پلکیں جھپکاتے وہ نروس ہوتی واپس باہر نکل گئی۔۔عالم جاننے والوں کے ساتھ کھڑا تھا۔۔

نور تیز تیز چلتے اس کی طرف آئی پھر کچھ دور رک کے اسے پکارا۔۔

عالم بھی اسے دیکھ چکا تھا باقیوں سے ایکسکیوز کرتے اس کی طرف آیا۔۔

خیریت ہے۔۔اس کے چہرے پہ ہوائیاں اڑتے دیکھ کے فکر مندی سے پوچھا تو نور نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔۔

و۔۔وہ اندر آپ کی بیوی بیٹھی ہیں۔۔اسے سمجھ نہیں آیا شاید کہ وہ اسے کیسے بتائے۔۔

کیا۔۔ کہہ رہی ہیں۔۔ نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے وہ لوگ کونے کی طرف آئے تھے۔۔

و۔۔وہ اشپ کی دوست جو ملیحہ ہارون ہیں۔۔ ان کی شادی کبیر سے ہو رہی ہے۔۔ اب کے بار اس نے ٹھیک کر کے بتایا۔۔

نہیں نہیں۔۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔

نہیں۔۔ سچ میں۔۔۔ میں خود دیکھ کے آئی ہوں۔۔۔ یقین نہیں آتا تو آپ بھی دیکھ لیں۔۔

عالم نے ایک نظر کبیر کو دیکھا۔۔جو بہت خوش لگ رہا تھا

۔۔

اوکے۔۔ چلیں یہ تو اچھی بات ہے نا۔۔ گہرا سانس لیتے اس نے دماغ کو پر سکون کیا تھا۔۔اگر کبیر خوش تھا تو ملیحہ بھی راضی ہو گی۔۔اس کے لیے فکر کی بات نہیں تھی۔۔نور کی ٹینشن بھی ختم ہو گئی تھی۔۔

اب بتائیں نا۔۔کیا کرنا ہے۔۔نور ابھی بھی اٹکی ہوئی تھی

۔۔

کچھ نہیں۔۔بس جیسے چل رہا ہے چلنے دیں۔۔

کیسے چلنے دیں۔۔ آپ نے ملیحہ سے شادی کرنی تھی نا۔۔

نور۔۔ عالم نے اسے آنکھیں دکھائیں۔۔ کچھ بھی بول رہی تھی آس پاس لوگ سن لیتے تو بات کا کیا مطلب نکالاتے۔۔

وہ خوش نہیں ہونگی مجھے دیکھ کے پریشان ہوگئی تھیں

۔۔اسے ملیحہ کا چہرہ یاد آیا۔۔

اسے نہیں معلوم کے آپ میری ہیں۔۔

کیسے نہیں معلوم۔۔ آپ نے جس دن مجھے کڈنیپ کروایا تھا اس دن کبیر کے ساتھ تھیں وہ۔۔ اور انہیں کبیر نے بتایا تھا آپ کی یعنی میں ان کے باس کی بیوی ہوں۔۔

اچھانا۔۔ پھر اب کیا کریں۔۔ پریشانی سے ایسے دیکھا جیسے وہ واقع پریشان ہو۔۔۔

کچھ نہیں ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔۔ وہ کتنا اپ سیٹ ہو جائیں گی آپ کو دیکھ کے۔۔

ہاں بات تو ٹھیک ہے۔۔ عام نے بمشکل مسکراہٹ دبائی ۔۔وہی جو کل تک اسے اس وجہ سے ناراض تھی کہ اس نے کہیں دوسری شادی نہ کر رکھی ہو اب یہ سوچ کے پریشان تھی کہ اس لڑکی کو برا الگ رہا ہو گا۔۔۔

چلیں پھر چلتے ہیں۔۔نور نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔۔

کبیر سے کیا کہیں گے۔۔وہ کتنا خوش تھا ہمارے آنے سے ۔۔

کچھ نہیں کہیں۔۔بلکہ میں بیمار ہو جاتی ہوں آپ کہہ دینا میری طبعیت نہیں ٹھیک۔۔

ٹھیک ہے عالم نے مسکراتی آنکھوں سے بچوں کی طرح سر ہلایا۔۔ چلیں پھر بیمار ہوں۔۔اس کی نظریں نور کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔

اب کیا میں بیمار ہو کے آپ کی باہوں میں سماؤں۔۔بس ایسے کہہ دیں نا آپ۔۔ہلکا سا گھورا

ہاں۔۔جب تک ایسا نہیں کریں گی میں بہانہ نہیں کروں گا

۔۔

عالم۔۔

جان عالم۔۔ہم یہیں ہیں۔۔اس نے بھی کندھے اچکائے

۔۔

آپ کو میری عزت کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔وہ روہانسی ہوئی۔۔سب دیکھیں گے تو کیا سوچیں گے۔۔

ملیحہ جب ہم دونوں کو دیکھے گی تو کیا سوچے گی۔۔عالم نے بھی اسی کے انداز میں منہ بسورا تو نور کلسا گئی۔۔

میں خود جا کے کہتی ہوں کبیر سے میں بیمار ہوں اور ہم گھر جا رہے ہیں۔۔اس سے ہاتھ چھڑواتے وہ اگے بڑھنے ہی لگی تھی عالم نے دوبارہ کلائی گرفت میں لیتے اسے اپنی جانب کھینچا اور اوپر اٹھالیا۔۔

میرے کندھے پہ سر رکھیں۔۔نور کے بال پیچھے جھول گئے تھے۔۔

ع۔۔عالم۔۔نور پوری آنکھیں کھولے سرخ ہوئی۔۔شکر ہے وہ لوگ کونے میں تھے۔۔

رکھیں جلدی سے پھر چلتے ہیں۔۔ورنہ یہیں کھڑا ہوں۔۔دھمکایا تو نور نے جلدی سے گال اس کے سینے سے ٹکا لیا۔۔

پھر عالم کبیر کی طرف جانے کی بجائے وہیں سے باہر نکل آیا تھا۔۔نور شرمندگی سے آنکھیں بند کیے اس کے گلے میں بازو ڈالے ہوئے تھے۔۔اسے لگا شاید وہ لوگ کبیر کی طرف جائیں گے اور سب انہیں دیکھیں گے۔۔

گاڑی کے پاس آتے عالم نے اسے نیچے اتارا۔۔

مسز نورِ عالم۔۔ آنکھیں کھولیں۔۔ دروازہ کھولتے اس کی آنکھیں کھلوائیں تو وہ اور شرمندہ ہوئی۔۔ پھر ایک ہلکی سی چپت اس کے کندھے پہ لگاتے وہ اندر بیٹھی۔۔

آپ میرا مزاق بنارہے ہیں نا۔۔ آئندہ میں آپ کے کسی دوست کے فنکشن میں نہیں آؤں گی۔۔

اوکے۔۔ اس نے گردن ہلاتے گاڑی سٹارٹ کی۔۔ نور نے چڑ کے اسے گھورا تھا۔۔ سارے راستے وہ چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے آئے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر ہوتے شور سے اسے الجھن ہونے لگی تھی کب سے وہ اکیلی بیٹھی ہوئی تھی اس کی فرینڈز اور گولیگز بھی باہر رسمیں کرنے میں مصروف اسے شاید بھول چکی تھیں۔۔ کتنی دیر گزرنے کے بعد بھی جب کوئی نا آئی تو وہ اپنا دوپٹہ درست کرتے کھڑکی کے پاس چلی آئی جو لان کی طرف کھلتی تھی۔۔رات کی نمی اور آس پاس جلتی رنگ برنگی بتیاں ایک سماں باندھ رہی تھی۔۔

زندگی اس موڑ پہ بھی آئے گی اس نے کبھی سوچا نہیں تھا ہمیشہ میر کے خواب دیکھنے والی کبیر کی ہو جائے گی اس کے لیے تیار ہونے کی خواہش رکھنے والی کبیر کے لیے سجے گی ۔۔ آنکھوں سے موتی ٹوٹ کے بکھرنے لگا تو اس نے ہتھیلی سے سمیٹ لیا۔۔

یا اللہ مجھے تیری تقسیم سے کوئی سروکار نہیں ہے۔۔ نا شکوہ نا شکایت۔۔ بس ایک خواہش ایک تمنا تھی۔۔ اس شخص کو تو اگر میرا کر دیتا تو کیا تھا۔۔ چلو وہ کسی اور کو دے دیا اس کی محبت تو میرے لیے رکھ چھوڑتا۔۔ میرے دل کو اتنا سکون

تو میسر ہوتا کے میں اس کی چاہت ہوں۔۔ میرے حصے

میں تو خسارے آئے۔۔ جیسے میں نے اسے چاہا مجھے اس

نے کیوں نہیں چاہا۔۔ سیاہ آسمان تکتے اس کا دل سہما سہما تھا

۔۔ اتنے خوش تھے سب اور اس کا دل پریشان سا تھا۔۔

کاش وہ کبھی میرے سے ملی نا ہوتی۔۔ کاش۔۔

یہ کاش اب کاش ہی تھا۔۔ اس کے آسمان میں ستارے تھے

بس چاند تو نور لے گئی تھی۔۔

ملیحہ۔۔ وہ جو سوچوں میں غرق تھی ایمان کی آواز پہ جلدی

سے پلکیں میچتے آنسو اندر دھکیلے۔۔

ہوں۔۔ گھونگٹ نیچے کرتے پیلا پڑتا چہرہ بھی چھپالیا۔۔۔

یار۔ کبیر سر تم سے ملنا چاہ رہے ہیں۔۔۔وہ اس سے پوچھنے آئی تھی کہ وہ کبیر سے ملے گی یا نہیں۔۔

کیسے سب کے سامنے۔۔پریشانی سے دیکھا۔۔

وہ خود دیکھ لیں گے بس تم کنفرم کرو مل لو گی۔۔

نہیں۔۔ویسے بھی تو کل ملنا ہے نا یار۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے میں کہہ دیتی ہوں ان سے۔۔ بس یہی ہو گا انہیں برا لگے گا۔۔ ان کا دل دکھے گا۔۔ معصوم سا چہرا بناتے پریشانی ظاہر کی اور واپس مڑ گئی۔۔ ملیحہ کو کوئی فرق

نہیں پڑا تھا۔۔ناہی اسے خواہش تھی کوئی رسک لینے کی

۔۔

وہ مہندی کی رات بھی گزر گئی اور پھر اگلے دن ملیحہ کی رخصتی کا وقت بھی آن پہنچا۔۔عالم اور نور آج پھر نہیں آئے تھے۔۔

لائٹ پرپل اور ہلکے پنک کلر کے عروسی لباس میں ملیحہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ہاتھوں میں مہندی نے تو رنگ بکھیرے ہی تھے اب چوڑیاں اور جیولری اور قیامت

خیز بنا رہے تھے۔۔برائڈل میک اپ نے اس کے نقش نقش کو نکھار دیا تھا۔۔

اگر تیار ہو گئی ہے تو باہر لے آؤ۔۔اسے اس کی کولیگ نے ہی تیار کیا تھا۔۔

جی بس تیار ہی ہے۔۔۔ہم آرہے ہیں۔۔اسے کلچ پکڑاتے رائمہ نے آخری نظر دیکھا تھا۔۔کچی عمر کی لڑکیاں دلہن بنیں تو ان کے چہرے پہ الگ ہی خوبصورت ہوتی ہے۔۔۔ملیحہ پیاری لگ رہی تھی لیکن جو انیس اور بیس سال کی لڑکیوں والی اٹریکشن تھی وہ نہیں تھی۔۔

آجاؤ۔۔شاباش۔۔وہ لوگ جانے کے لیے جلدی مچا رہے تھے۔۔

ملیحہ اپنی دوستوں کے ساتھ باہر آئی تھی کبیر اسے دیکھ کے کھڑا ہوا۔۔

پھر ہاتھ تھام کے صوفے تک لایا۔۔ملیحہ کا پورا بدن سنسنا اٹھا تھا اس کے زرا سے لمس سے۔۔۔اس کے ساتھ سمٹ کے بیٹھتے آنکھیں بند کیں۔۔ سبھی ان لوگوں کو دیکھ رہے ہونگے۔۔گھونگنٹ کی وجہ سے کوئی بھی اس کے ایکسپریشن نہیں نوٹ کر پا رہا تھا۔۔کچھ دیر وہاں بیٹھے رسمیں کیں اور

پھر رخصتی کا شور اٹھا سب سے زیادہ وہ اماں سے مل کے روئی تھی۔۔وہ ماں جس نے ہر مشکل وقت میں اس کو حوصلہ دیا تھا اللہ سے قریب کیا تھا۔۔پھر بھائی۔۔کاش بابا بھی ہوتے دل میں ٹیس سی اٹھی۔۔گاڑی میں بھی سارے راستے وہ روتی آئی تھی۔۔زندگی کا سفر اب کسی اور کے سنگ گزارنا تھا کسی بھی لڑکی کے لیے یہ لمحہ خوف سے خالی نہیں ہوتا شاید ماں باپ کا گھر چھوڑ کے پیا دیس سدھارنا کسی جنگ سے کم نہیں ہوتا۔۔پھر قسمت والیوں کے لیے سسرال جنت بھی بنتا ہے۔۔ملیحہ کی قسمت میں کیا تھا۔۔

شادی سے پہلے جتنے دکھ دیکھے تھے شاید وہ آگے بھی اس کے منتظر تھے۔۔وہ چاہتی تھی اسے بھی ویسے ہی مانگا جاتا جیسے اس نے عالم میر کو مانگا تھا۔۔۔جیسے عالم میر نے نور کو ۔۔۔اور نور۔۔

نور تو کہتی تھی مانگا اسے جاتا ہے جو اس کا نا ہو۔۔عالم تو پہلے ہی اس کا تھا۔۔پھر وہ کیوں مانگتی۔۔

مجھے چلے جانا چاہیے تھا کبیر کی شادی پہ۔۔اسے لگے گا شاید میں اپنے عہدے کی وجہ سے اسے۔۔لیپ تاپ بند کرتے

ساتھ لیٹی نور کو دیکھا جو لڈو کھیلنے میں مصروف تھی۔۔

موبائل سے لمحہ بھر نظر ہٹاتے اسے گھورا۔۔

تو پھر آپ اکیلے چلے جائیں میں نہیں جاوں گی۔۔وہ جانتی تھی ساتھ اسے بھی جانا پڑے گا۔۔

آپ کو اکیلے چھوڑ جاؤں۔۔

ہاں جی میں رہ لوں گی جلدی واپس آجانا۔۔ڈائس گھماتے سکون سے کہا۔۔

اور اگر وہاں کوئی لڑکی مجھ پہ لائن وغیرہ مارے تو۔۔کہنی تکیے پہ ٹکاتے اس کی طرف ہو کے نیم دراز ہوا۔۔

آپ دوسری مار کے کر اس لگا دینا۔۔

سوری میں اتنا ظالم نہیں ہوں۔۔وہ ساتھ اس کے تاثرات ملاحظہ فرمارہا تھا۔۔اس کی بات پہ لڈو کھیلتی نور نے آنکھیں اچکائیں۔۔پھر ایگزٹ کرتے اس کی طرف گھومی۔۔

اچھا۔۔تو آپ ظالم نہیں ہیں۔۔۔انکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔۔

نہیں۔۔ہر گز نہیں ہوں

جو مجھ پہ ظلم ہوئے ہیں پھر وہ کسی اور نے کیے ہونگے ہے نا۔۔

آپ پہ کونسے ظلم ہو گئے ہیں۔۔اسے بازو سے پکڑتے اپنے قریب کیا۔۔

یہ جو یہاں درد ہوتا ہے نا مجھے یہ ظلم ہی ہے۔۔پیٹ پہ ہاتھ رکھتے گھورا۔۔

یہ تو پیار ہے میرا۔۔ تھوڑا نیچے جھکتے اس کی ناک پہ اپنی ناک رگڑی تو وہ سرخ ہوئی۔۔اور ایسا پیار تو میں بار بار کروں گا ۔۔ گھنی مونچھوں تلے مسکراہٹ در آئی۔۔

اچھا۔۔ اور میں آپ کو بہت بڑی ٹیم بنانے دوں گی نا جیسے

۔۔ تیوری چڑھائی۔۔

آپ جتنی مرضی باونڈریاں بنالیں۔۔۔ وکٹ تو میں

اڑاؤں گا۔۔ ڈسک بلو آئیز چمک رہی تھیں جن سے

نظریں چرانا نور کو اس وقت سب سے مشکل کام لگا تھا

میں نے آپ کی اڑا دینی ہے۔۔۔ پھر آپ نے رونا ہے۔۔

ناراضگی اور غصے سے کہا تو عالم بے اختیار قہقہ لگا کے ہنسا تھا

۔۔

اچھا۔۔ آپ کو کرکٹ آتی ہے۔۔

ہاں۔۔۔وہ اس کی بات کی میننگ اچھے سے سمجھ رہی تھی

۔۔

کبھی کھیلی تو نہیں ہے میرے ساتھ بس لڈو چوبیس گھنٹے۔۔

ہاہا۔۔وہ پھر ہنسا تو نور اس کے پاس سے اٹھ گئی۔۔

آپ پہلے ہنس لیں۔۔ایک تو آپ کی ہنسی اتنی خوف ناک

ہے اوپر سے کھا کھا کھا۔۔

نور بتمیزی نہیں۔۔وہ سنجیدہ ہوا اس کا موبائل وائبریٹ

ہو رہا تھا شاید اٹھاتے سامنے کیا تو موم کالنگ لکھا شو ہو رہا تھا

۔۔پاؤں نیچے رکھتے وہ سیدھا ہو کے بیٹھا۔۔

نور کا تو دل ہی ٹوٹ گیا تھا اتنے سخت الفاظ پہ۔۔عالم موبائل اٹھائے بالکنی میں آیا پھر ڈور بند کر دیا۔۔

اسلام و علیکم۔۔کال پک کرتے فون کان سے لگایا۔۔

و علیکم اسلام۔۔ثروت بیگم نے خاموشی توڑی۔۔

جی کہیں۔۔کوئی کام تھا۔۔وہ اسے کام کے لیے فون کرتی تھیں۔۔

ن۔نہیں۔۔میں تم سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔۔وہ شاید رو رہی تھیں۔۔عالم لمحہ بھر کے لیے ساکت ہوا۔۔وہ اپنی

ماں کے قاتل کو معاف کر سکتا تھا بھلا۔۔ مٹھیاں بھینچتے اس کی نسیں ابھر آئیں تھیں۔۔

میں جانتی ہوں میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے لیکن۔۔ میں اس کی تلافی بھی کروں گی۔۔ پلیز عالم۔۔ ایک بار۔۔ بس ایک بار معاف کر دو مجھے۔۔

اگر بات میری ماں تک ہوتی تو شاید اب جا کے میں آپ کو معاف کر ہی دیتا۔۔ لیکن آپ۔۔ آپ کو کیسے معاف کروں جو میری بیوی اور پھر میرے بچے کو بھی نقصان

پہنچانا چاہتی ہو۔۔ سفاکیت سے کہتے اسے کوئی پرواہ نہیں تھی ثروت بیگم اس وقت کس حال میں تھیں۔۔

فون بند کرتے واپس روم میں آیا تو نور خاموشی سے کمفرٹر کے اندر دبکی ہوئی تھی۔۔۔ اسے راضی کرنے کا ارادہ فلحال نہیں تھا اس کا موڈ تو ثروت بیگم نے ہی خراب کر دیا تھا۔۔

اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے سٹڈی روم میں چلا گیا۔۔

نور جو انتظار میں تھی شاید عالم سوری کہے گا۔۔ اسے ایسے ہی جاتا دیکھ کے دل اور کرچی کرچی ہوا

پھولوں سے سجا کمرہ دیکھ کے اس کا دل زور سے دھڑ کا ۔۔یہ سب اس کے لیے سجایا گیا تھا۔۔ انکھوں کو خیرہ کر دینے والا منظر۔۔بیڈ کو چاروں طرف سے جالی دار کپڑے سے کوور کیا گیا تھا۔۔اور اپور گلاپ کے سرخ پھول اپنی مہک سمیت رنگ بکھیر رہے تھے۔۔اندر قدم رکھتے اس نے میر کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔۔

Well come to Kabeer's Life Dear Mrs

اس کے اندر قدم رکھتے ہی ایک ہاتھ اس کے سامنے آیا جو یقینا اس کے محرم کا تھا۔۔ ملیحہ رک گئی پھر ایک نظر پیچھے

دیکھا سب جن کی طرح غائب ہو چکے تھے۔۔ پھر گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے کبیر کی چوڑی ہتھیلی پہ اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔

مجھے انتظار کرنا تھا تمہارا اور تم پہلے ہی یہاں ہوں۔۔ اپنی نروس نیس ختم کرنے کے چکروں میں وہ بے خیالی میں ہی جلدی سے دروازے کو لاک کر گئی۔۔

بے شک لیکن میں چھوٹا ہوں نا تو مجھے آپ کا انتظار کرنا چاہیے تھا۔۔ مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے وہ شیر وانی اور کلا

میں بہت ہیڈ سم لگ رہا تھا۔۔ ملیحہ اس کے کندھوں تک آتی تھی۔۔

آئیں۔۔ اسے لے وہ بیڈ تک لا یا۔۔

تم بیٹھ جاتے میں منہ دکھائی دے دیتی۔۔ لطیف سا طنز کیا تو کبیر کھل کے ہنس دیا۔۔

اب اتنے برے بھی دن نہیں آئے۔۔ اسے بیٹھنے میں مدد کرتے وہ خود عین اس کے سامنے ٹک گیا۔۔

ملیحہ دوپٹہ سیدھا کرتے کلچ میں دونوں ہاتھ رکھتے سکون سے بیٹھی تو کبیر نے پوری توجہ سے اسے دیکھا۔۔

اب میں گھونگٹ اٹھاؤں۔۔ پھر پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔ کبیر نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے اس کا گھونگٹ اوپر کر دیا تھا۔۔

واؤ۔۔ ہونٹ گول ہونے میں لمحہ بھی نہیں لگا تھا ملیحہ کی پلکیں لرز سی گئیں۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔ کبیر نے آگے ہوتے ٹیکے کے پاس بوسہ دیا۔۔ ملیحہ کپکا گئی تھی۔۔ بے شک وہ انیس بیس کی نہیں تھی پر تھی تو لڑکی ہی نا۔۔ اور پھر کسی محرم مرد کا لمس شاید ایسے ہی بے چین کر دیتا ہے۔۔

م۔۔میری منہ دیکھائی۔۔پلکیں جھکاتے ایک بار پھر نروس ہوئی۔۔

مولوی بندہ ہوں ایسی چیزیں زیب نہیں دیں گی مجھے لیکن۔۔جیبیں ٹٹولتے اس نے شیروانی اتار کے سائڈ پہ رکھ دی۔۔

شاید میں نے کچھ لیا تھا اب مل نہیں رہا۔۔۔پریشانی سے ڈریسنگ ٹیبل کے دراز کی طرف بڑھا۔۔جیسے کھولتے ہی سامنے بڑا گفٹ نظر آگیا۔۔

لیکن پھر بھی میں نے آپ کے لیے کچھ لیا ہے۔۔ چھوٹا سا باکس اٹھائے وہ اس کے قریب آیا۔۔ اور واپس اپنی جگہ سنبھالی۔۔ ملیحہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

یہ لیں۔۔ ہاتھ بڑھاتے کبیر نے اس کی ہتھیلی پہ رکھا۔۔

ہے کیا اس میں۔۔

خود کھول کے دیکھیں۔۔ اللہ کرے اپ کو پسند آجائے۔۔

ملیحہ نے مسکراتے اس باکس کو اوپن کیا تو دل جیسے کسی گہری کھائی میں چلا گیا تھا۔۔

You are a blessing to me۔

ایک سرخ رنگ کی ریزن پلیٹ تھی جس کے اوپر نفاست سے یہ لائین تحریر تھی۔۔

اس کی سوچ بس نور تک گئی تھی۔۔شاید وہ ذرا سا آگے بڑھتی تو اسے پتہ چلتا کہ کوئی تھا جو اسے بھی دعاوں مانگتا تھا۔۔ نہیں۔ بلکہ وہ اسے ہی دعا کہہ رہا تھا۔۔ایک نعمت کہہ رہا تھا۔۔

کیا ہوا پسند نہیں آیا۔۔کبیر پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا

۔۔جانتا ہوں یہ مہنگا نہیں۔۔

بہت مہنگا ہے۔۔ بہت۔۔ اسے ہتھیلی پہ رکھتے دل سے لگایا ۔۔ وہ کیسے بھول گئی تھی کہ اللہ اس کے ساتھ ہے۔۔ وہ تو اسے جواب دیتا تھا۔۔ کبھی قرآن کے ذریعے کبھی لوگوں کے ذریعے۔۔ آج کبیر کے زریعے۔۔ اس نے سوال اٹھائے تھے۔۔ اسے انعام دیا گیا تھا۔۔ اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا تو کبیر بے چینی سے اس کا ہاتھ تھام گیا

کیا ہو گیا ہے۔۔ نہیں پسند آیا تو جو آپ کو چاہیے میں وہ لا دوں گا۔۔ پلیز روئیں نہیں۔۔ اس کے آنسو جیسے کبیر کو اپنے دل میں گرتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔۔

تھینکیو سو مچ کبیر۔۔ تمہارا بہت بہت شکریہ۔۔ میں تمہارا ہر حکم مانوں گی ہر چیز ہر کام۔۔ بس تم میرے ساتھ دینا۔۔

میں آپ کے ساتھ۔۔ بلکہ مجھے آپ کے بنا کب سکون ہے ۔۔ اسے خود سے لگاتے پیٹھ تھپتھپائی ملیحہ شدت سے روئی تھی۔۔

م۔۔ مجھے تم سے کچھ کنفیس کرنا ہے۔۔ کافی دیر رونے کے بعد سرخ آنکھیں رگڑتے سر اٹھایا۔۔

ہوں بولیں میں سن رہا ہوں۔۔

میں کسی سے محبت کرتی تھی۔۔شاید اب بھی باقی ہو کہیں ۔۔کبیر پر سکون اسے سن رہا تھا۔۔اس کے تاثرات میں ذرا تبدیلی نہیں آئی تھی۔۔

لیکن۔۔وہ میرا نہیں تھا۔۔م۔۔میں کوشش کروں گی اسے یاد۔۔

آپ کر سکتی ہیں یاد اور کرنا بھی چاہیے۔۔بہت ہلکے اور سوفٹ انداز میں وہ بولا تو ملیحہ ساکت ہوئی۔۔

تمہیں برا نہیں لگا۔۔۔

نہیں۔۔۔مجھے کبھی برا نہیں لگا۔۔آپ اسے یاد کریں ۔۔وہ آپ کا پاسٹ تھا۔۔بس پیچھے رہ گیا مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے تو پھر میں خوش ہوں۔۔مزے میں ہوں۔۔اور ابھی بھی اچھا لگ رہا ہے آپ نے مجھے وہ مقام دیا جو شوہر کا ہونا چاہیے۔۔صرف فزیکلی نہیں مینٹلی بھی ہم ایک دوسرے سے اٹیچ ہوں۔۔ایک دوسرے کو جانتے ہیں اس سے اچھی اور بڑی بات کیا ہو سکتی ہے ملیحہ کبیر۔۔ کوئی بھی نہیں۔۔اس نے آواز کی نمی چھپانے کی ناکام کوشش کی۔۔

چلیں اب ریلیکس ہو جائیں اور خوش ہو جائیں آپ کو اتنا اچھا شوہر ملا ہے۔۔

ہاں میں بہت خوش ہوں۔۔ بہت زیادہ اور میں اپنے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہتی ہوں۔۔

اوکے۔۔ میں بھی اس کا شکر ادا کرنا چاہتا ہوں۔۔ کیا آپ میرے ساتھ نوافل ادا کریں گی۔۔ وہ اس سے شرارتا پوچھ رہا تھا اور ملیحہ نے مسکراتے سر ہلا دیا۔۔۔

کیوں نہیں مولوی صاحب۔۔ میں اپنی زندگی کی تمام نمازیں آپ کے ساتھ ادا کرنا چاہوں گی۔۔

اہوں۔۔اب یہ تو ممکن نہیں ہے۔۔وہ کھڑے ہوتے جوتے پہن رہا تھا ملیحہ نے بھی اپنے کپڑے سمیٹتے پاون نیچے لٹکائے۔۔

کیوں۔۔

کیونکہ میں مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کا پابند ہوں ۔۔اور اپ کو مسجد نہیں لے کے جا سکتا۔۔

ہاہا۔۔ملیحہ اس کے انداز میں کھل کے ہنسی تھی۔۔

اسے چاند نہیں ملا تھا لیکن جو ستارہ اس کے حصے میں آیا تھا وہ سب سے روشن تھا۔

____

□ ♥ کیسی تھی اج کی قسط

کل قسط اپ لوگوں کی وجہ سے نہی دی۔۔اپ لوگ چاہتے ہیں روز قسط دوں لیکن دو دن ٹاسک دیا اپ لوگوں نے ایسے اگنور کیا جیسے۔۔۔

خیر اب کچھ نہی کہوں گی

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

Episode 28

رات کے درمیانے پہر نور کی آنکھ کھلی تو سائڈ پہ دیکھا۔۔ عالم اپنی جگہ پہ نہیں تھا۔۔ پھر باتھ روم کی طرف دیکھا وہاں بھی کوئی نہیں تھا دل زور سے دھڑکا۔۔ رات کو وہ ناراض ہو کے کمرے سے چلا گیا تھا اس کے بعد وہ سو گئی تھی اٹھ کے سلیپرز اڑیسے پھر دوپٹہ اٹھا کے باہر آئی۔۔ پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا تھا خوف کی لہر پورے بدن میں دوڑ گئی تھی جیسے۔۔

عالم۔۔ جلدی سے دروازہ واپس بند کرتے لاک کیا۔۔

خوف تیزی سے جسم میں سرائیت کر رہا تھا۔۔ڈرتے ڈرتے وہ واپس اپنی جگہ پہ آئی تھی۔۔ فون اٹھاتے عالم کا نمبر ملایا۔۔

عالم جو سٹڈی روم میں ہی سو گیا تھا۔۔ موبائل وائبریشن پہ ہونے کی وجہ سے اسے کال کا پتہ ہی نہیں چلا۔۔

پلیز عالم کال اٹھالیں۔۔اس نے ایک بار کاٹ کے دوبارہ کی ۔۔ بیل جا رہی تھی لیکن وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔۔ڈر تھا کے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔رانی اور راجہ رات کو گھر چلے جاتے

تھے ورنہ کچھ حوصلہ ہوتا کہ کوئی ہے۔۔یہی بات ہی اس کی جان نکالنے لگی تھی کہ وہ پورے گھر میں اکیلی ہے اور اوپر سے آدھی رات کا وقت۔۔

یا اللہ جی۔۔عالم مجھے اکیلے چھوڑ کے کیسے جا سکتے ہیں۔۔

دوبارہ سے نمبر ملاتے وہ بس رونے والی تھی۔۔دوبارہ بیل جا رہی تھی۔۔

مسلسل بھوں بھوں کی آواز پہ عالم نے ہاتھ بڑھا کے موبائل اٹھاتے آنکھوں کے سامنے کیا تو نیند بھک سے اڑی۔جلدی سے اٹھتے وہ باہر آیا تھا۔۔نور جو روم میں

بے چینی سے ٹہلی رہی تھی باہر کسی کے چلنے کی آواز پہ سہم کے رک گئی۔۔ آواز قریب آتے آتے رک گئی تھی۔۔

بیڈ کے قریب نیچے بیٹھتے اس نے خوف سے کلک کی آواز سنی تھی۔۔ عالم اندر داخل ہوا تو اسے نور کا سر نظر آیا۔۔

نور میں ہوں۔۔ لب بھینچتے اسے بتایا تا کہ وہ اور نا ڈرے۔۔

نور اس کی آواز سنتے فوراً کھڑی ہوئی۔۔

ا۔۔پ کہاں تھے۔۔بھاگ کے قریب آتے رک گئی عالم سنجیدہ اور سپاٹ کھڑا اسے دیکھتا گیا۔۔خوف سے سفید پڑتا چہرا۔۔پھر ہاتھ بڑھا کے اسے خود سے لگا لیا۔۔

میں ڈر گئی تھی بہت۔۔اس کی بیٹھ پہ ہاتھ رکھتے وہ جیسے اس کے اندر لگی تھی۔۔

ایم سوری۔۔میں سٹڈی روم میں ہی سو گیا تھا۔۔بالوں پہ انگلیاں چلاتے گہرا سانس لیا۔۔

میں کال کر رہی تھی کب سے آپ نے اٹھائی نہیں۔۔مجھے بہت ڈر لگا تھا۔۔رات والی ناراضگی وہ دونوں ہی بھول چکے تھے۔۔

نور۔۔ایک بات ہمیشہ یار رکھیئے گا۔۔اگر میں آپکی کال ایک بار نا اٹھاؤں تو آپ کسی اور کو کال کریں گی۔۔ماموں کو یا میرے بابا کو۔۔ٹھیک ہے۔۔اسے سنجیدگی سے سمجھایا۔۔

لیکن کیوں۔۔حیران ہوتے وہ اس سے الگ ہوئی شاید اسے برا لگا تھا اسے بار بار کال کرنا۔۔

کیونکہ ضروری نہیں ہے ہر بار ایسی سچوئیشن ہو۔۔۔ اور میں ابھی جیسے سو رہا تھا یا میں کبھی ایسی جگہ ہوں جہاں سے فوراً آنا ممکن نا ہو میرے لیے تو آپ کے لیے مشکل ہو گا ۔۔۔ پہلی بار مجھے ہی کریں۔۔ لیکن اگر میں کال نا پک کروں تو آپ بابا کو یا ماموں کو کال کریں گی۔۔ ٹھیک ہے ۔۔ اس کا ہاتھ پکڑتے بیڈ تک لایا۔۔ نور کو اس کی بات سمجھ آگئی تھی۔۔ اس لیے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔

چلیں اب سو جائیں۔۔ اس کے لیٹتے وہ خود بھی لیٹ گیا نور نے ہمیشہ کی طرح اس کے بازو پہ سر رکھ لیا تھا۔۔

مجھے ڈر لگ رہا تھا اتنا۔۔

سوری آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔ پتہ نہیں کیسے میری آنکھ لگ گئی۔۔اس کی طرف رخ کرتے اپنے سینے سے لگایا۔۔

نور پر سکون ہوتے آنکھیں موند گئی تھی۔۔

عالم نے سامنے کلاک پہ ٹائم دیکھا تین بج رہے تھے۔۔

کمفرٹر اپنے اور نور کے اوپر سیدھا کرتے وہ بھی سو گیا تھا۔۔

اگلے دن صبح رانی کی آواز سے ان کی آنکھ کھلی تو دونوں فریش ہو کے ناشتہ کرنے آئے تھے۔۔

عالم صاحب۔۔ آپ نے دفتر چھوڑ دیا ہے کیا۔۔ رانی نے پلیٹیں لگاتے عالم کو مخاطب کیا تو نور نے رانی کو گھورا۔۔

نہیں۔۔ بس کچھ عرصہ۔۔

یعنی نو ماہ۔۔ رانی نے کہتے ساتھ زبان دانتوں تلے دبائی۔۔

نور نے دوبارہ اسے گھورا۔۔

آپ چلے جایا کریں دفتر میں نور کے ساتھ ہوتی ہوں۔۔ نور کے بار بار کہنے پہ اس نے بی بی لگانا چھوڑ دیا تھا۔۔

نہیں نہیں نہیں۔۔ تمہیں کیا ہے یہ گھر رہیں یا دفتر۔۔ نور چاہتی تھی وہ گھر ہی رہے۔۔

عالم نے مسکراہٹ چھپائی اسے رانی کی بات پہ غصہ آیا تھا یقیناً۔۔

رانی منہ بسورتے وہاں سے چلی گئی عالم نے جلدی ناشتہ کر لیا تھا لیکن نور آرام آرام سے پراٹھا کھاتی رہی۔۔

ہم لوگ دوبارہ چیک اپ کب کروانے جائیں گے۔۔ پھر کچھ سوچتے عالم سے پوچھا۔۔ کیونکہ ساری ڈسکشن عالم ہی گائنا کالوجسٹ سے کرتا تھا۔۔

دو تین دن ہیں ابھی۔۔ آئی پیڈ سامنے رکھتے وہ بھی ابھی ناشتے کی ٹیبل پہ ہی تھا۔۔ ساتھ ساتھ وہ اپنی کمپنی کا کام بھی

دیکھ رہا تھا۔۔ مینیجر نے کچھ فائلز بھیجی تھیں جنہیں اس کا
دیکھنا ضروری تھا۔۔

آج میٹنگ بھی تھی ساڑھے گیارہ بجے۔۔

عالم۔۔ ہم لوگ کبیر کی دعوت کریں۔۔۔ نور کے ذہن
میں یہ خیال پتہ نہیں کہاں سے آیا تھا۔۔ آئی پیڈ پہ سکرول
کرتی شہادت کی انگلی وہیں تھمی۔۔ پھر سر اٹھا کے اسے بغور
دیکھا کہ وہ کہیں مزاق تو نہیں کر رہی۔۔ پر وہ تمام تو
معصومیت سمیٹے اسے سوالیہ انداز سے دیکھ رہی تھی۔۔

کرلیں گے لکن کچھ دن ٹھہر کے۔۔اس وقت اسے منع کرنا اچھا نہیں لگا۔۔ورنہ ملیحہ کا سامنا کرنا شاید مشکل ہو جاتا ۔۔

اوکے۔۔پھر آپ کبیر کو بتادیں۔۔ویڈنیس ڈے کی رات کا کھانا ان کا ہماری طرف۔۔چائے کا سپ لیتے اس نے فائنل کر دیا۔۔

صرف کبیر یا ساری فیملی۔۔؟عالم کو لگا ہی تھا کہ شاید وہ ملیحہ کے بنا دعوت کا کہہ رہی ہے۔۔

پوری فیملی نہیں بس کبیر اور ملیحہ ۔۔ مضبوط لہجے میں کہا تو

عالم کا شک دور ہو گیا۔

او کے ۔۔ گہرا سانس لیتے اس نے حامی بھر لی تھی ۔۔

گیارہ بجے میٹنگ میں جاتے اس نے کبیر کو انفارم کر دیا تھا

اگلے دن ان کا ولیمہ بھی خوش اسلوبی سے گزر گیا

تھا۔ ملیحہ اور کبیر نے ڈارک گرے کلر کے میچنگ ڈریس

پہنے تھے۔۔ ابھی وہ لوگ فارغ ہو کے روم میں آئے تو ملیحہ کی دونوں نندیں بھی پیچھے پیچھے آئیں۔۔

بھابھی جی۔۔ زوہا نے دھیمے سے کہتے اس کے گلے میں بازو حائل کیے۔۔

میرے بھائی کی کمائی پہ ذرا ہولا ہاتھ رکھیے گا۔۔ ایک آنکھ دباتے سائڈ ٹیبل کے پاس کھڑے کبیر کو دیکھا جو اس کی بات سن کے سیدھا ہوا۔۔ بیچارے امام مسجد ہیں۔۔ تھوڑا سا کماتے جن پہ پہلے ہمارا حق ہے۔۔۔

اوکے۔۔ ملیحہ مسکرائی۔۔ تمہارے بھائی کی کمائی پہ تو ہولا ہاتھ رکھوں گی لیکن تمہارے بھائی پہ کیسا ہاتھ رہے گا اس کی کوئی گارنٹی نہیں دے سکتی۔۔۔

کیوں مار پڑواتی ہو شادی کے دوسرے دن ہی بیوی سے۔

کبیر نے دندناتے ہوئے زیبا کا کان مروڑا تھا وہ بلبلا کے ملیحہ سے الگ ہوئی۔۔

زیبا منہ پہ ہاتھ رکھتے ہنسی روک گئی۔۔

ہاں پتہ ہے۔بیوی کو پیارے ہو گئے ہیں۔۔ اب ہمارا ساتھ کہاں دیں گے آپ۔۔

نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔۔بس تم لوگ فلحال زہر لگ رہی ہو مجھے۔۔ملیحہ کا بازو پکڑتے اپنے پیچھے کیا تو زوہا نے خونخوار نظروں سے کبیر کو دیکھا۔۔

میں اب مما کو بھی ساتھ لاؤں گی۔۔غصے سے دیکھتے وہ زیبا کے ساتھ باہر نکل گئی۔۔

کیوں ناراض کیا ہے اسے۔۔مزاق کر رہی تھی۔۔

مزاق نہیں کر رہی تھی بلکہ میری عزت کا فالودہ نکالنے والی تھی آپ کے سامنے۔۔واپس سائڈ ٹیبل کے پاس جاتے اس نے گھڑی اتار کے رکھی۔۔

کوئی بات نہیں میں تو پہلے ہی تمہاری عزت نہیں کرتی ۔۔ پھر تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے جا کے انہیں مناؤ۔۔ کہیں وہ سچ میں ہی آنٹی کو نا بتا دیں۔۔

بتانے دو چڑیلوں کو۔۔ ابھی تو ہماری شادی کو ایک دن گزرا ہے یہ ڈیسٹرب کرنے آرہی ہیں بعد میں کیا کریں گی۔۔ وہ سیریس ہوا تو ملیحہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔ وہ اس کی بہنیں تھیں۔۔ کبھی بھی آسکتی تھیں۔۔

تم ان کے سامنے میرا امیج خراب کرو گے کبیر۔۔۔مہربانی کرنا اور اب ان سے ایسے بات نہیں کرنا۔۔وہ کیا سوچیں گی۔۔

کچھ نہیں سوچیں گے بھابھی۔۔بس آپ ہمارے بھائی کا خرچہ کم کیجئے گا۔۔زوہا جو ابھی تک دروازے کے پاس کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھی اندر جھانکتے اونچی آواز میں کہا تو کبیر کلس کے رہ گیا۔

دیکھ لیا اس شرارتی بلی کو۔۔ایسے ہی کرے گی اسی لیے ڈانٹا ہے اسے۔۔

ملیحہ بھی ہنس پڑی تھی۔۔

کوئی نہیں۔۔ خیر ہے بیٹیاں تو گھر کی رونق ہوتی ہیں۔۔

جب یہ ساتھ نہیں ہونگی تو تم نے ہی مس کرنا ہے سب سے زیادہ انہیں۔۔ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آتے اپنا دوپٹہ اتارا ۔۔۔

کبیر جوتے اتار کے ریک میں رکھ رہا تھا اس کی بات پہ ایک لمحے کے لیے دل ڈگمگایا۔۔ یہ ایک ہر ٹنگ پہلو تھا۔۔اس کی صرف دو ہی بہنیں تھی جن کی وجہ سے رونق تھی۔۔

ان کے جانے کے بعد واقع یہ گھر سونا سونا سا ہو جاتا۔۔

اس کی بات کا جواب دیئے بناوہ کپڑے اٹھا کے باتھ روم میں چلا گیا تو ملیحہ بھی اپنی جیولری اتارنے لگی۔۔

جب تک وہ نہا کے باہر آیا وہ تقریبا میک اپ بھی صاف کر چکی تھی۔۔

وہ اپنے کپڑے اٹھا کے جانے لگی تھی جب کبیر نے اس کی کلائی پکڑتے روکا۔۔

کل تو ہم نے عبادت کرلی تھی لیکن آج ہمیں ویڈنگ نائٹ سیلبریٹ کرنی چاہیے۔۔اس کی آنکھوں میں دیکھا ملیحہ کی پلکیں لرز سی گئیں تھیں۔۔

م۔۔میں چینج تو کر لوں۔۔۔

بعد میں۔۔

اس کے انداز میں پتہ نہیں کیا تھا کہ ملیحہ کچھ بول ہی نہیں سکی۔۔کبیر اسے لیے بیڈ تک آیا۔۔وہ نروس ہو رہی تھی ۔۔

کچھ دن ٹھہر کے۔۔انگلیاں چٹخاتے اسے دیکھنا چاہا۔۔پر نظریں پھیر لیں۔۔

ابھی کیا ہے۔۔داڑھی سے پانی صاف کرتے کبیر نے کمفرٹر اٹھا کے پیچھے کر دیا تھا۔۔

ا۔۔ابھی میں تم سے بڑی ہوں ناتو۔۔

توکچھ دن بعد چھوٹی ہو جائیں گی۔۔آئی بروا چکائے تو ملیحہ معصوم سی شکل بنا گئی۔۔

ایم سوری میں نے کل آپ کو کچھ نہیں کہا لیکن میرا نہیں خیال ہمیں لیٹ کرنا چاہیے۔۔

اچھا لیٹ نہیں زیادہ۔۔بس ایک دو ہفتے۔۔وہ اس سے وقت مانگ رہی تھی۔۔

اور ایک دو ہفتوں میں کیا ہو جائے گا۔۔

کچھ نہیں میں مائنڈ بنالوں گی بس۔۔۔اسے راضی ہوتا دیکھ کے حوصلے سے کہا۔۔

نہیں۔۔مائنڈ آپ کا میں بنالوں گا۔۔بس ہمت کریں۔۔

کبیر۔۔پلیز۔۔۔روہانسے ہوتے قریب آئی۔۔پھر اس کے کندھے پہ اپنی کلائیاں رکھتے ہاتھ کی پشت سے اس کی گردن مس کی۔۔کبیر جو کب سے اسے کہہ رہا تھا اس کی حرکت پہ سٹپٹایا۔۔ملیحہ اسے ڈرتے دیکھ کے زور سے ہنسی تھی۔۔

آئے بڑے حق وصول کرنے والے۔۔ پیچھے ہوتے چھیڑا تو کبیر نے اسے پکڑ کے پشت کو اپنے سینے سے لگایا۔۔

مجھے انڈر ایسٹمیٹ مت کریں۔۔ اچھے سے اپنا حق لے سکتا ہوں۔۔ جیسے اس نے اپنی انگلیاں مس کی تھیں ویسے کبیر نے اس کے گلے پہ کیں تو ملیحہ سمٹ کے پیچھے ہوئی۔۔

نہیں کرو۔۔۔اس کے بازو پہ ناخن کھبونے کی کوشش کی پر وہ اس مضبوط کلائی کو اپنے پیٹ سے دور نہیں کر پائی

۔۔

مجھے لگتا ہے آپ کو باندھ کے مجھے سب کرنا پڑے گا۔۔

نہیں۔۔وہ ہلکا سا چیخی۔۔

مٹا مٹا میک اپ اور دوپٹے سے بے نیاز وہ قیامت خیز لگ رہی تھی کبیر کے لیے بہکنا مشکل تھوڑی تھا۔۔اسے بیڈ پہ گراتے دائیں بائیں گھٹنے رکھے۔۔ملیحہ پیچھے ہوتے کھسکنے لگی تھی لیکن کبیر نے انگلیاں اس کے گریبان میں پھنساتے روک دیا۔۔

کہاں مسز۔۔۔کیا پتہ پہلے کچھ دن دے ہی دیتا آپ کو پر اب تو نہیں۔۔اسے اوپر کی طرف کھینچتے گال سے گال رگڑے تو ملیحہ سرخ ہوئی۔۔۔

میں تم سے بڑی ہوں۔۔ عزت کرو میری۔۔

اوکے۔۔ محترمہ ملیحہ صاحبہ۔۔ میں پوری عزت اور احترام سے آپ کے ساتھ آج اپنی گولڈن نائٹ سپینڈ کروں گا۔

کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اوپر اٹھالیا۔۔ ملیحہ نے اپنے ہاتھ اس کے کندھوں پہ رکھتے نیچے کی طرف زور دیا تو وہ دونوں واپس بیڈ پہ گرے۔۔۔

میرے ساتھ چلاکی کرنے کا سوچنا بھی مت مولوی صاحب۔۔ گینگسٹر کی بیوی ہوں۔۔ ایک لمحے میں چت کر

دوں گی۔۔اسے گھما کے نیچے کرتے وہ خود اس کے اوپر بیٹھی۔۔

کبیر اس کی پھرتی پہ اش اش کر اٹھا۔۔مجھے تو ڈر لگ رہا ہے ۔۔اپنی پینٹ کا بیلٹ کھولتے اس نے چپکے سے الگ کیا۔۔

ملیحا اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے خوش ہو رہی تھی جب کبیر نے جھٹکے سے اس کے دونوں بازو پیچھے لے جا کے بیلٹ سے باندھ دیے۔۔اس کا پورا وجود ہل گیا تھا۔۔

مسز گینگسٹر۔۔ آپ اس مولولی کو جانتی نہیں ہیں۔۔ یہ بھی کسی ہتھیار سے کم نہیں ہے اس کی کمر پہ ہاتھ رکھتے اسے اٹھا کے بیڈ پہ بیٹھایا۔۔

ہاں۔۔ وزن تو برداشت نہیں ہوا آپ سے۔۔ وہ اپنے بازو ہلا بھی نہیں پا رہی تھی لیکن پھر بھی زبان نہیں رکی۔۔

بات کرتے ہیں۔۔

بات نہیں کروں گا اب۔۔ اپنی شرٹ ایک ہاتھ سے کھینچتے الگ کی تو ملیحہ نے جلدی سے نظریں دوسری طرف پھیریں۔۔

اب دیکھیں۔۔ نگاہیں کیوں چرا رہی ہیں باہمت لیڈی۔۔

اپنی ہتھیلی سے اس کا چہرا پکڑتے اپنی طرف گھمایا۔۔

میں نے تمہیں کہا تھا بڑی ہوں عزت کیا کرو میری۔۔

دن کو کیا کروں گا عزت لیکن رات کی کوئی گارنٹی نہیں دیتا

۔۔اس کے بال کھولتے کمر پہ بکھیر دیے۔۔ ملیحہ ساکت دو

زانو بیڈ پہ بیٹھی تھی۔۔ہاتھ کمر کے پیچھے بیلٹ سے بندھے

ہوئے تھے۔۔

تم میرے ساتھ اچھا نہیں کر رہے۔۔ دیکھنا بدلہ لوں گی سب کا۔۔ اسے دھمکاتے سر جھٹکا تو بال دائیں بائیں بکھرے۔۔

ضرور میری جان۔۔ میں تیار ہوں آپ کے ریوینج کے لیے بھی۔۔ اس کے گردن پہ کان کے نیچے ہتھیلی جماتے انگوٹھے سے گال سہلایا۔۔ پھر دوسری طرف ہونٹ رکھتے محسوس کیا۔۔ ملیحہ پہلے ہی ساکت تھی۔۔ اس کی حرکت پہ دل لرز سا گیا۔۔

کبیر گال سے ٹھوڑی تک آیا پھر اس کے گداز ہونٹوں کو جکڑتے دوسرا ہاتھ کمر میں ڈالتے اوپر کھینچا۔۔وہ بے جان ہوتی اس کے ساتھ اوپر ہوئی تھی۔۔

مزاحمت کرنے جوگا بھی نہیں چھوڑا تھا اسے کبیر نے۔۔

کچھ دیر وہ اس کے اندر اپنے جزبات انڈیلتا رہا پھر اس پہ رحم کھاتے چھوڑا تو بری طرح ہانپ رہی تھی ایک اس کی داڑھی کے بال جو مسلسل اسے گلے پہ گدگدی نکالتے رہے تھے۔۔

تم اچھا نہیں کر رہے کبیر۔۔مجھے ایک بار کھولو میں تمہیں بتاتی ہوں۔۔وہ گھٹنوں کے بل چلتے اس سے دور ہوئی۔۔

کبیر نے اسے گھماتے بیک اپنی جانب کی اور بالوں کو کندھے پہ ڈالتے ڈوری کھینچ دی۔۔ملیحہ کی سانس حلق میں اٹکی تھی۔۔پیٹھ پہ کبیر کی رینگتی انگلیاں ایک سنسی سی پیدا کرنے لگی تھیں۔۔پھر اس کے ہونٹوں کا لمس جو اسے اپنی گردن پہ پیچھے کی طرف محسوس ہوا تو کسمسائی۔۔کبیر نے پیچھے سے اس کے ہاتھ کھولتے بیلٹ دور پھینک دیا تھا۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا اب ملیحہ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ کسی

قسم کی مزاحمت کر سکے گی۔۔ سائڈ لیمپ بند کرتے ملیحہ کو واپس اپنے حصار میں لے گیا۔۔

رات اپنی رومانیت کے عروج پہ تھی۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

سلک کے سکائے بلو شارٹ فراک ساتھ سفید سلک کے ہی ٹراوزر میں وہ ہلکا پھلکا تیار ہوئی تھی۔۔ عالم بھی سفید ٹراوزر اور ٹی شرٹ میں تھا۔۔

جب وہ لوگ آئیں گے تو آپ اپنے تاثرات نارمل رکھنا۔۔

دوپٹا اٹھا کے گلے پہ پھیلاتے عالم کو تنبیہ کی تو عالم نے ہونٹ پھیلاتے ایک نظر اسے دیکھا۔۔

کیا۔۔اس کا دیکھنا وہ دیکھ چکی تھی۔۔

کچھ نہیں۔۔ سفید ٹاپس کانوں میں پہنتے ائینے سے گھورا۔۔

اپ نے ان کی دعوت کر کے اچھا نہی کیا۔۔اب میں ملیحہ کا سامنا کیسے کروں گا۔۔اور پھر کبیر بھی ساتھ ہو گا۔۔ ممکن ہے اسے کچھ معلوم نا ہو اور ملیحہ کی لائف مشکل میں نا پڑ جائے۔۔

اسی لیے کہہ رہی ہوں اپنے تاثرات نارمل رکھنا۔۔نوز پن اٹھاتے شاید اج وہ پہلی بار اتنے دل سے تیار ہو رہی تھی۔۔

اپ مجھے نہی ملیحہ کو ازمانے کی کوشش میں ہیں نور۔۔میں تو خود میں کنٹرول رکھوں گا لیکن ملیحہ۔۔وہ کیسے۔۔

اپ کو اس کی اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے۔۔۔جبکہ اپ میرے شوہر ہیں اس کے نہی۔۔تیوی چڑھاتے وہ گھومی ۔۔عالم بیڈ پہ بیٹھا کام کر رہا تھا۔۔

اب اپ ایسے کریں گی میرے ساتھ۔۔حلانکہ اپ کا اپنا فیصلہ تھا انہیں اینوائٹ کرنے کا۔۔درشتگی سے کہتے اسے

یاد کروایا۔۔نور شاموش ہو گئ۔۔اب اسے خود ڈر لگ رہا تھا۔۔سب سے زیادہ تکلیف کیسے ہونی تھی۔۔شاید ملیحہ کو یا کبیر کو۔۔لیکن نور۔۔یہ نہی جانتی تھی وہ خود کتنا ہرٹ ہونے والی تھی۔۔۔۔

گائز کل والی قسط پہ مجھے بہت اچھے کمنٹ ملے۔۔اس کا بہت
🙈 بہت شکریہ

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط 29 سیکنڈ لاسٹ

عالم۔۔ کیوں نا مما کو بلالوں۔۔ وہ اچھے سے گیسٹ ہینڈل کرلیں گی۔۔ کچھ سوچتے عالم کو مخاطب کیا۔۔۔ وہ بہت گھبراہٹ کا شکار ہورہی تھی اب۔۔

گیسٹ ہمارے ہیں انہیں کیوں تکلیف دیں گی۔۔ اچھا نہیں لگتا۔۔ اور پھر وہ لوگ ایک دوسرے کو جانتے بھی تو نہی ہیں نا۔۔ عالم نے رسانیت سے منع کیا۔۔

مجھے آسانی ہوجائے گی نا۔۔

آپ کو مشکل کیا ہے مجھے بتائیں میں حل کرتا ہوں۔ آئی

پیڈ سائڈ پہ رکھتے وہ اٹھ کے اس کے قریب آیا۔۔

کوئی بھی نہیں ہے۔۔ بس آپ مما کو بلا لیں۔۔ منہ

بسورتے گھورا عالم اب اسے پر تپش نظروں سے دیکھ رہا تھا

۔۔

اب آپ کو یہ پریشانی ہو رہی ہے نا ملیحہ کو کیسے ہینڈل کریں

گی۔۔ کچھ سوچتے اس کا گلابی پڑتا چہرا دیکھا۔۔

ملیحہ کی بات نہیں ہے جی۔۔اور مجھے ان کی وجہ سے کیوں پریشانی ہو گی وہ تو آپ کو ہونی چاہیے۔۔اپنی چوری پکڑے جانے پہ فوراً نفی کرتے گھور۔۔

ہاں وہی نا۔۔مجھے ہونی چاہیے جبکہ ہوائیاں آپ کی اڑی ہوئی نظر آرہی ہیں مجھے۔۔اس کی کمر پہ دونوں اطراف ہتھیلیاں جماتے اپنے قریب کیا۔۔نور اس کی صاف گوئی پہ جھلس کے رہ گئی۔۔

ابھی وہ لوگ آجائیں گے باہر چلتے ہیں۔۔اس کے ہاتھ ہٹاتے وہ تیزی سے باہر نکل آئی۔۔عالم نے اس کی پشت پہ

لہراتے بالوں کو دیکھا تھا جو شاید پہلے سے بڑے ہوتے کمر سے بالشت بھر نیچے چلے گئے تھے۔۔ سر جھٹکتے وہ بھی جوتے پہنتے باہر آیا۔۔ نور رانی سے ٹیبل کی سیٹنگ چینج کروانے لگی تھی۔۔۔

بس آنے والے ہیں وہ لوگ۔۔ عالم نے ٹائم دیکھتے دونوں کو بتایا۔۔ کبیر نے کچھ دیر پہلے میسج کیا تھا وہ لوگ نکل چکے ہیں۔۔

عالم صاحب سب تیار ہے بس انہیں کا انتظار ہے۔۔رانی نے تمام سیٹنگ مکمل کرتے پرجوشی سے کہا تو نور نے ہاتھ اٹھائے۔۔

واہ واہ۔۔۔واہ واہ۔۔رک کے پہلے اس کی تعریف کی۔۔ کیا کویتا بنائی ہے۔۔

رانی اس کی بات پہ منہ بسور کے رہ گئی۔۔۔

جانے کیوں نور کا دل جل رہا تھا۔۔پانچ منٹ بعد ڈور بیل ہوئی نور نے عالم کی طرف دیکھا جو صوفے پہ بیٹھا اسی کے

نازو انداز دیکھ رہا تھا۔۔اس کے ہر ہر انداز سے بے چینی واضح تھی

جائیں اب۔۔کھولیں دروازہ۔۔سیدھے ہوتے نور نے عالم کو گھورا۔۔

آپ بھی آئیں ساتھ۔۔وہ اٹھنے لگا تو ساتھ اسے بھی کہا۔۔

مین ڈور راجہ نے کھول دیا تھا گلاس ڈور سے باہر دیکھتے عالم نے کبیر کو دیکھا۔ملیحہ اس کے پیچھے تھی۔۔

لائٹ براؤن عبایا جو کبیر کے کپڑوں کے ہم رنگ تھا زیب تن کیے وہ کبیر جیسی ہی لگ رہی تھی۔۔نفاست سے ہاف

وائٹ اور لائٹ براون حجاب کو سیٹ کیے ملیحہ ہارون واقع کبیر کی ہو چکی تھی مکمل۔۔وہ نہیں جانتی تھی اندر کون ہے اور کبیر کے کس دوست سے اس کا سامنا ہونے والا ہے

۔۔۔چہرے پہ دھیمی سی مسکراہٹ لیے وہ پر اعتماد تھی۔۔ یا کبیر کی محبت کے رنگ تھے شاید۔۔

نور بھی چھوٹے چھوٹے قدم لیتے عالم کے ساتھ آ کے کھڑی ہوئی۔۔۔

کبیر نے ایک دفعہ ناک کیا تو عالم نے دروازہ کھول دیا۔۔

اسلام و علیکم۔۔ سلام پہ زور دیتے کبیر نے اونچی آواز میں کہا

کبیر سے بغلگیر ہوتے عالم نے پیچھے کھڑی ملیحہ کو ایسے ہی دیکھا۔۔ ملیحہ جو اتنے کانفیڈینس سے آئی تھی سارا اعتماد جھاگ کی طرح بیٹھا۔۔

اسلام و علیکم بھابھی۔۔ کبیر عالم سے مل چکا تو نور کو مخاطب کیا وہ سر ہلا گئی۔۔ اسے اکورڈ فیل ہو رہا تھا۔۔ ملیحہ کو مشکل میں ڈال کے۔۔

آئیں اندر۔۔ساکت کھڑی ملیحہ کا ہاتھ تھامتے وہ اسے اندر لے آئی تھی۔۔

ملیحہ ہاتھ سختی سے بھینچے خود پہ ضبط کر رہی تھی عالم اور کبیر ڈرائنگ روم میں چلے گئے تو ملیحہ نے نور کو دیکھا۔۔وہ اسے پہلی بار ثروت بیگم کے گھر ملی تھی۔۔اسے یاد نہیں رہا تھا ۔۔ورنہ وہ یاد رکھتی کہ وہ میر کی بیوی سے کتنی بار مل چکی ہے۔۔

اتنی دیر میں رانی اسکوائش لے آئی تو نور نے خود اٹھا کے اسے دیا۔۔جو ملیحہ نے پکڑ لیا تھا۔۔

راستے میں کوئی مشکل تو نہیں ہوئی۔۔رسمی جملہ تکلف کو ختم کرنے کے لیے نور نے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

کچھ دیر وہ خاموش رہی تھی پھر خود کو سنبھال لیا۔۔اسے خود کو مضبوط کرنا تھا پہلے سے کہیں زیادہ۔۔فولاد ہونا تھا اور دل کو بھی کرنا تھا۔۔اگر کبیر اور میر جانتے تھے ایک دوسرے کو تو ان کی ملاقات بار بار ہو سکتی تھی۔۔وہ ہر بار ہرٹ نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔خود کو باور کروانے میں اسے چند سیکنڈ لگے۔۔پھر سیدھے ہوتے اس نے نور سے باتیں

کرنا شروع کی تھیں۔۔ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان رانی نے ٹیبل سجادی۔۔

کبیر اور عالم کو رانی بلانے گئی تو وہ کسی کام کے بارے میں ڈسکس کر رہے تھے۔۔کچھ دیر بعد دونوں ساتھ باہر ائے۔۔

کھانا بھابھی نے بنایا ہے۔۔کبیر نے مسکراہٹ دباتے نور کو دیکھا تو اس نے زور سے سر ہلایا۔۔

اللہ خیر ہی کرے پھر۔۔ملیحہ کے لیے نا محسوس طریقے سے چئیر پیچھے کرتے اسے بیٹھنے دیا پھر خود ساتھ والی کرسی سنبھالی۔۔

عالم اور نور بھی ان کے بیٹھنے کے بعد بیٹھ گئے تھے۔۔نا ملیحہ نے ایسا کوئی ریکشن دیا تھا کہ وہ عالم کو جانتی اور نا ہی عالم نے۔۔

اگر کبیر کو نہیں معلوم تھا تو عالم کو بھی چاہیے تھا وہ اس راز کو راز ہی رہنے دیتا۔۔۔

اور ملیحہ بھی نہیں چاہتی تھی اس کا شوہر کبھی میر سے ہچکچا کے ملے۔۔اس کا سر کبھی وہ اپنی وجہ سے نہیں جھکنے دینا چاہتی تھی جو چھپا تھا اسے چھپا ہی رہنے دیا۔۔

امید تو برے کی تھی لیکن آپ نے کافی اچھی ککنگ کی ہے ۔۔ کھانا کھاتے کبیر نے خاموشی کو توڑا۔۔

اگر پسند نا بھی آتا تو کھانا پڑتا۔۔عالم نے ماتھے پہ شکنیں لاتے اسے گھورا۔۔

ہاں کیونکہ میں شوٹ بھی کر دیتی ہوں بندے کو جانتے تو ہو ۔۔

بلکل بلکل۔۔ آپ بہت خطرناک عورت ہیں۔۔۔

بے شک ساری عورتیں ہی خطرناک ہوتی ہیں۔۔ گردن اکڑاتے مظبوطی سے نور نے کہا۔۔۔

عالم ان دونوں کی نوک جھونک پہ مسکرارہا تھا۔۔ جب اس کی نظر ملیحہ پہ پڑی وہ خاموشی سے چمچ ہاتھ میں لیے چاولوں میں گھمارہی تھی۔۔ یقیناً اس کے لیے مشکل مرحلہ تھا۔۔ اسے نور کو اجازت نہیں دینی چاہیے تھی اسے گلٹی فیل ہوا۔۔ نور جو کبیر سے باتیں کر رہی تھی عالم کو

دیکھتے ٹھہر گئی۔۔وہ ملیحہ کے ہاتھوں کو دیکھ دہا تھا۔۔بے اختیار نور نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔۔

کھانا کھالیں جلدی سے ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔عالم کو مخاطب کرتے اس کے تھائز پہ زور سے چٹکی کاٹی تو بمشکل وہ اپنے تاثرات نارمل رکھ پایا۔۔

نور آنکھیں نکالتے اس گھور رہی تھی۔۔

کھانا کھاکے وہ لوگ کچھ دیر لان میں بیٹھ کے گپ شپ لگاتے رہے۔۔ملیحہ عالم کو دیکھ کے جتنی خوف زدہ ہوئی

تھی اب اتنی ہی ریلکس تھی۔۔واپسی پہ ملیحہ نے خود آگے

بڑھ کے نور کو گلے لگایا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انہیں گیٹ تک چھوڑ کے عالم واپس اندر آیا تو نور غصے سے

دروازے کے پاس ہی کھڑی مل گئی۔۔۔

بڑا رجھا کے دیکھ رہے تھے آپ ملیحہ کو۔۔تیوری چڑھاتے

اس کے تاثرات بڑے خطرناک لگ رہے تھے۔۔

نہیں تو۔۔عالم مسکراہٹ چھپاتے کمرے کی طرف چل دیا

۔۔

نہیں تو کیا میں نے خود دیکھا ہے آپ کیسے دیکھ رہے تھے اسے۔۔وہ بھی تیوریاں چڑھائے اس کے پیچھے پیچھے آئی۔۔

عالم اندر داخل ہوتے سائڈ پہ ہوا پھر اس کے اندر آنے کے بعد دروازہ لاک کر دیا۔۔

کیسے دیکھ رہا تھا۔۔اسے کمر سے تھامتے پشت سینے سے لگائی تو نور سٹپٹائی۔۔

ندیدوں کی طرح جیسے کچا کھا جائیں گے۔۔جل کے کہتے وہ اپنے جزبات پہ کنٹرول نہی کر پائی تھی۔۔

فلحال تو میرا آپ کو کچا کھانے کا من کر رہا ہے میری جان۔۔عالم۔نے اس کا دوپٹہ اتار کے بیڈ کی طارف اچھالا اور ساتھ کی اس کی سفید گردن پہ جھک گیا۔نور اچانک افتاد پہ اس کے بازؤں میں ہی سمٹ گئی۔۔

ع۔۔عالم یہ کیا کر رہے ہیں۔۔اس کے بازو اپنے پیٹ سے ہٹانے کی کوشش کرتے اس نے آگے ہونا چاہا۔۔

رومینس کر رہا ہوں فیل نہیں ہو رہا۔۔۔؟گھمبیر آواز میں کہتے کان کی لو کو بائٹ کیا۔۔

ن۔۔نا کریں۔۔ آپ اب ملیحہ والی بات سے بچنے کے لیے کر رہے ہیں۔۔

ہمارے درمیان ملیحہ کہیں نہیں ہے۔۔اسے چھوڑتے وہ سنجیدہ ہوا۔۔ اور اب آپ دوبارہ اس کا ذکر نہیں کریں گی ۔۔اس کے ہاتھوں کی انگلیاں تھامتے خود اس کے قریب آیا۔۔

م۔۔میں کیوں نا کروں اس کا ذکر۔۔ اترا کے آئی برو اٹھائیں۔۔

عالم کی آنکھوں میں خمار سا بھرنے لگا تھا۔۔کیونکہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔کہ ہمارے درمیاں کوئی تیسرا ائے۔

اسے خود سے لگاتے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔۔

تو نور نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔

اج اپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ناک کی لونگ پہ ہونٹ رکھتے وہ اسے سرخ کر گیا تھا۔۔

نور کچھ نہی بولی۔۔بس اس کا نرم گرم۔لمس خود پہ محسوس کرتی رہی۔۔عالم کے سنگ زندگی بہت اچھی گزر رہی تھی

۔۔

ملیحہ اور کبیر دونوں خوش تھے تو پھر وہ کیوں پریشان ہوتے ۔۔عالم کی محبت میں نور اور کھلتی جا رہی تھی۔۔وقت جو رینگ رہا تھا اب تیزی سے گزرنے لگا۔۔۔نور کا جسم چھٹے منتھ میں جا کے بھاری ہونا شروع ہوا تھا۔۔عالم آفس تو نہیں جاتا تھا لیکن میٹنگ وغیرہ ہو تو گھر سے ہی اٹینڈ کر لیتا تھا۔۔باقی ایجنسی کا کام وہ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے تھے۔۔

ابھی بھی نور سیدھی لیٹی ہوئی تھی جب اس ہلکی سی کک محسوس ہوئی۔۔

اوئے۔۔بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔۔پاس بیٹھے عالم نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کے اسے دیکھا۔۔

کیا ہوا۔۔

کچھ نہیں۔۔مجھے لگتا ہے بے بی نے کک کیا۔۔پیٹ پہ ہاتھ رکھتے وہ ہلکا سا۔ مسکرائی۔۔عالم لیپ ٹاپ سائڈ پہ رکھتے اس کے قریب آیا۔۔

میں فیل کروں۔۔اس کی قمیص اٹھاتے پیٹ پر ہاتھ رکھا ۔۔

نہیں ہو گا ایسے۔۔ کبھی کبھی ایسے ہی اچانک سے ہو جاتا

ہے۔۔

عالم کتنی دیر ہاتھ رکھ کے بیٹھا رہا لیکن دوبارہ نہیں ہوا تھا

۔۔

کب کب ہوتا ہے۔۔

کبھی جب میں سکون سے لیٹی ہوں۔۔یا کبھی کبھی بیٹھے بھی

ہوتا ہے۔۔

چلیں۔۔ نیکسٹ جب سکون ملے تو مجھے لازمی بتانا۔۔ اس کا سر اپنے بازو کے اوپر رکھتے تھوڑا سا اپنے جانب کیا تو نور کا پیٹ عالم کے پیٹ سے جا لگا تھا۔۔

نور اس کی بیرڈ پہ تھوڑی ٹکاتے ایسے لیٹی رہی۔۔ عالم نے بہت بار کوشش کی تھی اس کی کک محسوس کرنے کی لیکن وہ کر نہیں سکا۔۔ اسی میں پورے نو ماہ بھی گزر گئے۔۔ اس کی ڈیلیوری دو دن بعد تھی جب عالم کو پیچھے سے فون آیا تھا کہ انہیں مشن کے لیے بلایا جائے گا۔۔ یقیناً کوئی بہت بڑا پروپگینڈا تھا جیسے سلجھانے کے لیے سب کو بلایا گیا تھا۔۔

اوپر سے نور کی ایسی سیچوئشن ان حالات میں وہ اسے گھر میں بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔

نور۔۔۔وہ باتھ روم میں تھی عالم باہر اس کا ویٹ کر رہا تھا ۔۔باہر نکلی تو عالم نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہلکے سے دبایا۔۔

اسے ابھی ابھی ای میل ملا تھا کے وہ لوگ شام تک وائلڈ ہاؤس پہنچیں۔۔

کیا ہوا۔اسے پریشان دیکھ کے نور نے کمر پہ ہاتھ رکھا تھا آہستہ آہستہ چلتے وہ لوگ بیڈ تک آئے۔۔

مجھے کام کے لیے جانا ہے کچھ دن۔۔ آپ کی سیچوئشن بھی اب خراب ہے تو سمجھ نہیں آرہا کیا کروں۔۔

کام بعد میں کر لینا۔۔ لیکن میرے ساتھ رہیں گے آپ۔۔ آنکھوں میں بے چینی لیے سختی سے کہا۔۔

بعد والی بات ہی تو نہیں ہے نا۔۔ وہ خود بہت پریشان تھا۔۔

آپ میرے ساتھ وائلڈ ہاوس چلیں گی۔۔ کچھ سوچتے فیصلہ کیا۔۔ وہ وہاں ایک تو سیور رہے گی اور عالم کی آنکھوں کے سامنے بھی رہے گی۔۔

نور کو بس اس کا ساتھ چاہیے تھا پھر وہ کہیں بھی ہوتا

۔۔گردن اثبات میں ہلا دی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی پیکنگ کر رہا تھا جب ملیحہ دوپٹے سے ہاتھ صاف

کرتے اندر داخل ہوئی۔۔کبیر کو بھی ابھی عالم نے

انفارم کیا تھا۔۔

کہاں جارہے ہو۔۔جوتے اتار کے وہ بیڈ پہ بیٹھی ساتھ اس

کے بیگ کو دیکھا۔۔

کام آگیا ہے ارجنٹ۔۔رات نو بجے سے پہلے پہنچنا ہے۔۔

بس اسی کی تیاری میں ہوں

اوہ۔۔واپس کب آؤ گے۔۔

کیا پتہ۔۔شاید صبح تک شاید کل شام یا کبھی نہیں۔۔

پر سکون انداز میں کہتے وہ ملیحہ کا دل چیر گیا۔۔

بکواس نہیں کرو۔۔منہ توڑ دوں گی تمہارا۔۔خود پہ ضبط کرتے اسے ڈپٹا۔۔

اچھا ہے نا۔۔ویسے بھی پچھلے اتنے عرصے سے آپ کو تنگ کیا ہوا ہے۔۔۔جینز کی تہہ لگاتے ایک کونے میں پھنسائی

۔۔ چھوٹا سا بیگ تھا جس میں بس دو تین ہی سوٹ آسکتے تھے

کیا تنگ کیا ہوا ہے۔۔ میں نہیں ہوں تنگ۔۔

اچھا۔۔ رات کو جو واویلا مچاتی ہیں اس کا کیا۔۔ اتنے کھلے الفاظ سنتے ملیحہ کے کانوں سے دھواں نکلا تھا۔۔

کبیر صاحب۔۔ اگر انسان میں شرم وحیا نا ہو تو لحاظ ہی کر لیتا ہے۔۔ غصے سے اسے دیکھتے اس کا بیگ الٹ دیا۔۔

ملیحہ۔۔ یہ کیا کیا ہے یار۔۔۔ وہ چیخا

کچھ نہیں۔۔ آپ کو شرم نہیں آتی تو مجھے بھی نہیں آتی۔۔

گردن اکڑاتے تہہ کیے ہوئے کپڑے بھی کھول دیئے۔۔

آپ کو ایسے سکون نہیں آئے گا نا۔۔ گھڑی پہ ٹائم دیکھتے دروازہ لاک کیا۔۔ ملیحہ اس کی حرکت پہ اچھلی تھی۔۔۔

اچھا اچھا۔۔ میں تہہ کر کے ٹھیک کر دیتی ہوں پلیز۔۔

جلدی سے کپڑے اٹھاتے ٹیڑھی میڑھی طے لگائی۔۔ کبیر کمر پہ ہاتھ رکھے اسے دیکھنے لگا۔۔ جتنی سپیڈ سے اس نے کھولے تھے اسی سپیڈ پہ سارے دوبارہ واپس بیگ میں رکھتے زپ بند کی۔۔

چلیں اب ڈیڑھ گھنٹہ ہے۔۔پیکنگ بھی میری ہو گئی ہے

۔۔

اور پھر پتہ نہیں میں کب واپس آؤں۔۔

تو۔۔۔آنکھیں کھولتے وہ بیڈ سے اٹھی۔۔

تو یہ میرا دل کر رہا ہے آج شام کو ہی آپ کی عزت کا کچرا

کروں۔۔

کبیر میں تمہاری جان نکال لوں گی اگر میرے قریب آنے

کی کوشش کی تو۔۔انگلی اٹھا کے وارن کرتے وہ بیڈ

کراؤن سے جا لگی کبیر اپنی ٹی شرٹ اتراتے اسے ان سنا کر گیا۔۔

کبیر۔۔۔ دیکھو جب تم واپس آؤ گے پھر جیسے چاہو۔۔ اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے اور ملیحہ کبیر کے بازوں میں قید ہو چکی تھی۔۔

سات آٹھ ماہ ہو گئے ہیں ہماری شادی کو۔۔ اور ہم لوگ ابھی ود آؤٹ بال بچہ ہیں۔۔ گردن کے پیچھے ہتھیلی ٹکاتے اس کی خوف زدہ آنکھوں میں جھانکا۔۔ آپ کی ساس نے اب باتیں کرنا شروع کر دیں ہیں۔۔ اور میں نہیں چاہتا

میری بیوی ایسی باتیں سنیں۔۔مزے سے اس کے بال پیچھے کرتے اسے اور خوف زدہ کیا۔۔

نہیں کرتیں تم دور ہٹو۔۔ابھی میں نے بہت سارے کام کرنے ہیں۔۔

کام میرے جانے کے بعد کرلینا۔۔ابھی اپنے شوہر کو وقت دیں شاباش۔۔اس کے ہاتھ کو اپنے سینے پہ رکھتے اور قریب کیا۔۔

کبیر تمہیں دیر ہو رہی ہے دیکھو۔۔

کوئی نہیں دو تین منٹ لیٹ ہو جاؤں گا تو میرے حصے کی گولی کوئی اور کھا لے گا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ ملیحہ نے اس کی زبان بند کروانے کے لیے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔ کب سے اول فول بولے جا رہا تھا وہ۔۔

اسی بہانے اس کی زبان تو بند ہو گی تھی لیکن باقی پورا جسم حرکت میں اگیا تھا

____

گاڑی رکتے وہ احتیاط سے نیچے اتری۔۔نزہت بیگم انہیں رسیو کرنے کے لیے پہلے ہی ائی ہوئی تھیں۔۔نور کا ہاتھ پکڑتے اندر لے ائیں۔۔

اسے یہی چھوڑ جاو۔۔کہاں ساتھ گھماتے پھرو گے۔۔

نزہت کو راستے میں ساری سیچوئیشن بتا دی تھی سوائے مشن کے۔۔

نہیں ممانی۔۔ساتھ ہی رکھوں گا انہیں۔۔وہ نور کی خواہش پہ ان سے ملنے ائے تھے۔۔کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کے وہ والڈ ہاوس کے لیے نکل ائے۔۔

وہاں اکیلی رہوں گی میں۔۔ادھے راستے جا کے نور کو خیال

ایا۔۔

اکیلے کیوں۔۔میں ہوں نا ساتھ۔۔

اپ ساتھ ہیں لیکن کوئی عورت بھی تو ہو نا۔۔میرے بس

لاسٹ دن چل رہے ہیں۔۔ کہیں کوئی مسلہ ہی نا بن جائے

۔۔

کچھ نہی ہو تا۔۔بس ایک دن کی بات ہے سب کلئیر ہو

جائے گا۔۔ڈلیوری سے پہلے پہلے واپس اجائیں گے۔۔

درمیانی سپیڈ سے ڈرائیو کرتے اس نے باقی ٹیم کو واٹس اپ

یہ میسج کیا تھا کے وہ لوگ ریڈی رہیں۔۔ کبیر کی جب سے شادی ہوئی تھی وہ بھی گھر میں ہی پایا جاتا تھا زیادہ تر۔۔

والڈ ہاوس پہنچ کے اسے اندازہ ہوا تھا سیچوئیشن کافی خراب تھی۔۔

اس کے ہر سنل میل پہ بس کچھ ہی میلز بھیجی جاتیں تھی ۔۔زیادہ تر وہیں وائلڈ ہاوس کے سسٹم میں۔ہی سب ہوتا ۔۔ابھی اس نے سسٹم اون کیا ہی تھا کہ میلز کا ڈھیر لگ گیا تھا۔

نور۔۔اپ ارام کریں۔۔میں کچھ دیر میں اتا ہوں۔۔نور کو بیڈروم میں ارام داہ حالت میں لیٹا کے واپس باہر ایا۔۔

اگر وہ لوگ ابھی رات میں نکلتے تو نور بلکل اکیلی ہو جاتی اور ایسا تو نہی ہو سکتا تھا کہ وہ اسے ایسے چھوڑ دیتا۔۔

کچھ سوچتے کبیر کو میسج کیا کے وہ ملیحہ کو ساتھ لے ائے۔۔

کبیر کو نکلے دس منٹ ہوئے تھے۔۔ڈیمن کا کہا بھی نہی ٹال سکتا تھا وہیں سے واپس گھر ایا اور ملیحہ کو تیار ہونے کا کہا۔۔

اگر مزاق ہے تو برا ہے اگر سچ ہے تو میں نہی ارہی۔۔اس نے صاف منع کیا۔۔

دیکھیں پلیز۔۔۔ہمارے پاس ٹائم نہی ہے۔۔دوسرے بیگ میں جلدی جلدی اس کے کپڑے ڈالتے وہ اسے کنوینس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

ائی ایم سوری۔۔زور سے ملیحہ نے نفی میں گردن ہلائی۔۔

زیپ بند کرتے کبیر نے گہرا سانس لیا۔۔

اپ جیسی بیویاں ہوتی ہیں جو شوہروں کا ساتھ نہی دیتی۔۔ ایک وہ زمانہ تھا جب جہاد پہ خوشی خوشی بیویاں بھیج دیتی تھیں۔۔

بھیج تو میں بھی خوشی خوشی رہی ہوں۔۔پر تم ساتھ چلنے کا کہہ رہے ہو جو میں نہی کر سکتی۔۔

دیکھیں پلیز۔۔اپ میری یہ بات مان لیں میں اپ کے ایک مان لوں گا۔۔اس کا گاون نکال کے سیٹ کرتے منت بھری نظروں سے دیکھا۔۔

اوکے۔۔ملیحہ نے کچھ سوچتے عبایا پکڑ لیا۔۔

میں اپنی شرط بعد میں بتاوں گی۔۔ٹھیک ہے۔۔

اوکے۔۔کبیر نے ہامی بھری تو وہ بھی گاون پہن کے اس کے ساتھ باہر انے کو تیار ہو گئ۔۔

گاڑی میں بیٹھتے کبیر نے اس سے دوبارہ پوچھا کہ اس کی کیا شرط ہو گی۔۔۔

میں ابھی نہی بتا رہی نا۔۔۔واپسی پہ بتاوں گی۔۔اس نے پھر بھی نہیں بتایا۔۔

باقی سارا راستہ وہ ایک دوسرے کو سناتے ہنستے اۓ تھے۔۔

وہاں پہنچ کے انہیں پتہ چلا تھا نور بھی وہیں ہے۔۔

ملیحہ کو کبیر کے ساتھ دیکھ کے عالم اپنے روم سے باہر نکل ایا تھا۔۔

تم لوگ گاڑیاں نکالو۔۔خبیب کو اشارہ کرتے کبیر نے ملیحہ کے اترنے کا انتظار بھی نہی کیا اور بھاگتے ہوئے اپنے روم کی طرف چلا گیا۔۔

عالم اور ملیحہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے تھے عین سامنے اور عالم کو اس سے بات کرنی تھی۔۔ عصام جماتے ملیحہ کو ایک نظر دیکھا جو نا چاہتے ہوئے بھی نروس سی ہو رہی تھی۔۔۔

اپ اندر نور کے پاس چلی جائیں۔۔ دروازہ کھولتے کہا۔۔

ملیحہ سر ہلاتے اس کے قریب سے گزرنے لگی تو دوبارہ عالم نے روکا۔۔

سنیں۔۔۔

ہوں۔۔ پیچھے پلٹتے دیکھا۔۔

ایکچو کی نور کے لاسٹ ڈیٹ ہیں۔۔ ان کا خیال رکھنا ہے اپ نے پلیز۔۔ اس کی انکھو۔میں التجا تھی۔۔ ملیحہ نے سختی سے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں۔پیوست کیا۔۔۔

ہمم میں خیال رکھوں گی۔۔ سر ہلاتے وہ اندر چلی ائی۔۔

وہ سامنے دروازہ ہے۔۔اندر ہوتے عالم نے بتایا اور باہر نکل گیا۔۔وہ لوگ پانچ منٹ میں وہاں سے چلے گئے تھے

۔۔

نور ملیحہ کو دیکھ کے سیدھی ہونے لگی تو اس نے روک دیا۔۔

ارام سے لیٹی رہو۔۔دوسری طرف سے اتے اس کے پاس بیٹھی۔۔

اپ یہاں۔۔نور ذہن میں گھومتا سوال پوچھا۔۔

تمہارے لیے۔۔کبیر لے کے ایا ہے۔۔

اوہ۔۔اچھا۔۔

وہ لوگ کچھ خیر تکلف سے بیٹھی رہیں۔۔ پھر آہستہ آہستہ بات چیت شروع کی۔۔ گیارہ بجے دونوں سو گئی تھیں۔۔ انہیں نہیں معلوم تھا باہر کوئی بھی نہی ہے۔۔

رات کے اخری پہر نور کو لیبر پین سٹارٹ ہوا۔۔ پہلے تو اسے کچھ سمجھ نہی ائی کے ہوا کیا ہے۔۔۔ پھر ملیحہ کو دیکھا وہ سو رہی تھی۔۔

بمشکل سیدھے ہوتے اس نے پانی تلاش۔۔ اس پاس کہیں نہی تھا۔۔ کچھ دیر ہوتا کچھ دیر ٹھہر جاتا۔۔ ادھا گھنٹہ اس

نے ایسے تڑپ کے گزارا تھا پھر ہمت کر کے ملیحہ کو آواز دی۔۔وہ پہلی اواز پہ ہی اٹھ گئی۔۔

کیا ہوا۔۔سیدھے ہوتے اس کے قریب ہوئی۔۔

بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔پیٹ پہ ہاتھ رکھے وہ کراہی۔۔

لیبر پین۔۔

ہاں۔۔شاید۔۔

اوہ میرے اللہ اب۔۔۔اس نے موبائل اٹھا کے کبیر کو کال میلائی۔۔بیل جا رہی تھی لیکن وہ اٹھا نہی رہا تھا۔۔

ع۔۔عالم کو کرلیں پلیز۔۔نور کی انکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تو رو دی۔۔

ملیحہ نے اس کی حالت کی پیش نظر عالم ہو کال کی تو اس نے بھی نہیں اٹھائی۔۔

ا۔۔اب۔۔ملیحہ نے نور کو دیکھا۔۔

مجھے بہت در ہو رہا ہے۔۔میں مر جاوں گی۔۔گھبراہٹ سے اس کا رنگ زرد پڑ رہا تھا۔۔

ملیحہ کے پاس اور کسی کا نمبر نہی تھا۔۔اپنے گھر میں نہی بتا سکتی تھی کچھ سوچتے ثروت بیگم کے نمبر پہ کال ملائی۔۔

وہ جو اس وقت سو رہی تھیں۔۔ بیل سے نید اڑی۔۔ ہاتھ

بڑھا کے فون اٹھایا تو ملیحہ کے نمبر سے فون تھا۔۔

اس وقت کیوں کر رہی ہے۔۔ اٹینڈ کرتے کان سے لگایا۔۔

ا۔۔ انٹی پلیز اپ۔۔ فورا اسکتی ہے۔ دادو انکل کے ساتھ

۔۔ نور کی طبعیت بہت بگڑ رہی ہے۔۔۔ تیزی سے

سمجھاتے کچھ بات بتائی۔۔

تم کہاں ہو۔۔۔ جو بھی تھا۔۔ ان کی بھتیجی تھی نور۔۔ دادو

بھی ان کی اواز پہ جاگ گئے تھے انہیں والڈ ہوم کا ایڈرس

پتہ تھا۔۔

رات کے اخری پہر وہ لوگ تیز ڈرائیورنگ کرتے وہاں پہنچے تو نور کا رو رو کے برا حال تھا۔۔پہلی بار تھا تو گھبراہٹ خوف سب کچھ زیادہ تھا۔۔ بمشکل اسے ملیحہ اور ثروت سنمبھالتے گاڑی تک لائی تھیں۔۔

اپائنٹمنٹ لی ہوئی ہے۔۔نور کا چہرا اپنے سینے پہ رکھتے اس سے پوچھا تو ٹوٹ پھوٹے لفظوں میں نور نے انہیں گائناکالوجسٹ کا بتایا تھا۔۔ادھے گھنٹے میں وہ۔لوگ ہوسپٹل پہنچ گئے تھے۔۔ شکر ہے ڈاکٹر انہیں مل گئ تھی ۔۔اسے لیبر روم میں لے جاتے ثروت نے تسلی تھی۔۔

دوسری طرف عالم کو معلوم ہی نہیں تھا کہ نور کس

سیچوئیشن میں ہے۔۔اور اس کا بچہ دنیا میں اکے سانس

لے بھی پائے گا یا نہی۔۔۔

ملیحہ اس سارے چکر میں کبیر کو بھول گئ تھی جو اسے اب

ہمیشہ یاد رہنے والا تھا

🙈بس اخری ٹویسٹ

مجھے ایک ریڈر نے کہا تھا کہ اینڈینگ سیڈ ہو۔۔ فو تھوڑی

سی سیڈ کر دیتے ہیں۔۔

یا تو نور اور عالم کا بچہ نا ہو یا کبیر کو۔۔۔

اب اپ لوگوں پہ ہے۔۔ ہزار لائکس اور 17.6 کے سبسکرائبرز ہی کبیر کی جان بچا سکتے ہیں

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط۔ اخری قسط

کئی ایکڑ تک پھیلا وہ گاؤں اس وقت مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔چھ گاڑیاں اندھیرے میں دھول اڑاتی مختلف گلیوں میں گھستی چلی گئیں۔۔۔۔ہر ہر لمحے انہیں انسٹرکشنز مل رہی تھی گاڑیوں سے اترتے وہ بائیس لوگ پلک جھپکتے ہی غائب ہوئے۔۔عالم نے گاڑی ٹرن لیتے پیچھے مڑ کے دیکھا تھا۔۔دھول میں اسے کچھ واضح نظر نہیں آیا پھر بھی وہ گاڑی کو سپیڈ سے پیچھے لیتا گیا۔۔کچھ دور جا کے گاری بند کی اور اپنا ریوالور اٹھا کے نیچے اترا۔۔

سر ہمیں دو لوگ ملے ہیں۔۔ اتنی دیر میں اسے خبیب کا میسج موصول ہوا۔۔ تیز تیز چلتے وہ ایک تنگ گلی میں داخل ہوا ۔۔ سامنے سے ایک لڑکی اور ایک ادھیڑ عمر خاتون آرہی تھیں۔۔

لالا بائی کا گھر۔۔ چار الفاظ کا جملہ ادا کرتے وہ ان دونوں عورتوں کی سیٹی گم کر گیا دونوں نے نظروں ہی نظروں میں ایک دوسرے کو کوئی اشارہ کیا تھا۔۔

عالم نے ریوالور نکالتے لڑکی کی گردن پر رکھا۔۔ تم لوگوں کو بچانے آئے ہیں۔۔ اگر خاموش رہو گی تو اپنا نقصان کرو

گی۔۔ سرد آواز میں کہتے دونوں کو سختی سے گھورا

۔۔۔رات کے اس پہر وہاں ان دو خواتین کا اکیلے ہونا

مشکوک ہی تھا۔۔

م۔۔ مجھے نہیں معلوم۔۔ بوڑھی عورت ہکلائی۔۔

میں بتاتی ہوں۔۔ اماں کو دیکھتے اشارہ کیا۔۔ عالم دونوں کو

چونکی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ دائیں جانب پہلا کچا مکان۔۔ ایک طرف اشارہ کرتے

لڑکی نے بتایا۔۔ عالم نے پیچھے مڑ کے دیکھا اس طرف دو

گلیاں تھیں۔۔

کون سی۔۔ سرد گونج دار آواز میں پوچھا تو لڑکی نے سرخ رنگ کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

عالم نے سر ہلاتے چاروں طرف دیکھا تھا۔۔ اتنی خاموشی نہیں ہو سکتی تھی۔۔ اگر وہ جگہ مجرموں سے بھری تھی تو ۔۔ اس لڑکی کو چھوڑتے وہ کچھ قدم پیچھے ہوا اور پلٹا۔۔ اتنی دیر میں وہ لڑکی آزادی ملتے ہی ایک طرف بھاگی تھی عالم نے کچھ دیر ٹھہر کے اسے دیکھا اور جانے دیا جو نہی ہی وہ گلی میں مڑی عالم بھی اس کے پیچھے بھاگ کے گیا تھا۔۔ بوڑھی

عورت خوف سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔وہ لڑکی گلی کی نکڑ میں جا کے غائب ہو گئی۔۔

کبیر۔۔وائرلیس منہ کے سامنے کرتے اس نے کبیر کو پکارا تھا۔۔کھڑ کھڑ کی آواز کے بعد کبیر کی آواز سنائی دی

گلی نمبر سات کے آخری گھر میں ہیں۔۔سب پھیل جاؤ۔۔

اوکے سر۔۔

وہ پر سکون انداز سے چلتا ہوا آخری گھر کے پاس رکا۔۔

اندر بلکل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔

ہلکی سی دستک دی۔۔ اسے لگا کم سے کم دو تین بار دستک کے بعد کھلے گا لیکن وہ ایک ہی دستک پہ کھل گیا تھا۔۔

سامنے ہٹا کٹا آدمی نازل ہوا اس کے ہاتھ میں لوئے کی برچھی تھی۔۔

جس طرح آئے ہو ویسے ہی واپس پلٹ جاؤ اگر اپنی سلامتی چاہتے ہو تو۔۔

سلامتی تو اب تمہاری نہیں ہے۔۔ ریوالور نکالتے اس نے اس کے موٹے پیٹ میں کئی گولیاں اتار دیں۔۔ کبیر لوگ

بھی آچکے تھے۔۔چاروں طرف سے اس چھوٹے سے مکان کو گھیر تے اسے حراست میں لیا۔۔

پہلے آدمی کا کام تمام کرنے کے بعد وہ اندر آیا تو کچھ بھی نہیں تھا۔۔بس وہی لڑکی مردہ حالت میں پڑی تھی۔۔

اسے دیکھ کے بے ساختہ وہ لب بھینچ کے رہ گیا۔۔

اگر اس مافیا کا ہر آدمی اتنا ہی بہادر تھا کہ سچ اگلنے کے خوف سے خود کی جان لے سکتا تھا وہ دوسروں کے ساتھ کیا کیا نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

نکلو یہاں سے۔۔ ہمیں بے وقوف بنایا گیا ہے۔۔ سب کو

کہتے وہ تیزی سے باہر آیا تھا اور اس جگہ پہ آیا جہاں وہ

دونوں اسے ملی تھیں۔۔ وہیں اسی جگہ اس بوڑھی عورت کا

مردہ وجود پڑا ہوا تھا۔۔

وہ لوگ نکل رہے ہیں۔۔ گاڑیوں میں بیٹھو۔۔ سخت انداز

میں بولتے وہ بھی تیز تیز چوکنا ہو کے جا رہا تھا۔۔

سر۔۔ یہاں کچھ ہے۔۔ کبیر ابھی تک اسی گھر میں تھا شاید

۔۔۔ انہیں روکا۔۔

مطلب۔۔عالم کے قدم رکے۔۔

یہاں بیسمنٹ ہے اور سب کچھ یہیں ہے۔۔اس کی آواز اتنی آہستہ تھی کہ صرف وائرلیس ہی سن سکا۔۔

عالم کے وہاں پہنچنے تک وہ لوگ دروازہ تلاش کر چکے تھے ۔۔

یہاں سے جائیں گے۔۔بیڈ کو احتیاط سے اٹھاتے خبیب اور دلاور نے ایک طرف رکھا پھر قالین اٹھاتے ان کا شک یقین میں بدل گیا۔۔بھاری لوہے کا دروازہ اوپر اٹھاتے اندر ایک اور ہی جہاں آباد تھا۔۔

پہلے میں جاتا ہوں۔۔ان سب کو روکتے وہ اندر اترا۔۔

چاروں طرف خاموشی کا ہی ڈیرا تھا لیکن اندھیرے میں وہ محسوس کر سکتا تھا وہاں صرف وہ نہیں ہے۔۔

کبیر نے پیچھے سے ٹارچ لگائی تو دل دھک سے رہ گیا۔۔

پندرہ سے بیس ہیکل آدمی دیوار کے ساتھ لگے ہتھیاروں سے لیس کھڑے انہی کے منتظر تھے۔۔ جیسے انڈین فلموں کی طرح بہت بڑی لڑائی کرنے کے ارادے سے ہوں۔۔

عالم نے اپنا ریوالور زمین پہ رکھتے ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔۔

وہ سب مسکرائے تھے شاید۔۔کسی نے لائٹ اون کر دی تو سارا منظر واضح ہو گیا۔۔جتنا اوپر گھر تھا اس سے کہیں بڑا نیچے بیسمنٹ تھا۔۔شاید اس کے اوپر پندرہ سولہ گھر بنے ہوئے تھے۔۔وہ لڑکی انہیں بے وقوف نہیں بلکہ صحیح جگہ پہ لائی تھی۔۔

کبیر لوگ سب خاموش تھے اندر والوں کو صرف عالم کا ہی پتہ تھا شاید۔۔

م۔۔مجھے مارنا مت۔۔بس ایک لڑکی چاہیے۔۔

اچھا۔۔ ہمیں بے وقوف سمجھا ہے۔۔ ایک آدمی باہر نکلا
۔۔جو ان سب سے بہتر دکھ رہا تھا۔۔

نہیں۔۔ تم لوگ مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔۔مجھے بس ایک
لڑکی چاہیے۔۔ جس کے ساتھ میں رات گزارنا چاہتا ہوں
واپس کر دوں گا۔۔خوف اس کے پورے وجود سے ظاہر
ہو رہا تھا ایک لمحے کے لیے وقار چھینہ کو لگا وہ سچ میں ہی
خوف زدہ ہے۔۔

اچھا چل بتا کیسی لڑکی چاہیے۔۔وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔۔وہ دونوں بلکل وسط میں کھڑے تھے۔۔ہوٹ ہو۔۔بومب ٹائپ۔۔یا دیسی مرغی۔۔

اس کے الفاظ پہ عالم کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا تھا۔۔

دیسی۔۔ایک لفظ میں جواب دیا۔۔

اوئے۔۔شیقے۔۔چھینے نے پیچھے کھڑے شیقے کو اشارہ کیا۔۔

اسے لڑکی دکھا۔۔دیسی اور گداز جسم والی۔۔

جی باس۔۔وہ سر ہلاتا چلا گیا۔۔

پیسہ کتنا لایا ہے۔۔اس کو بغور دیکھتے وہ ہنسا۔۔

پیسہ جتنا تجھے چاہیے۔۔ملے گا۔۔بس لڑکی اچھی ہو۔۔

اس کی فکر نا کر۔۔چائے پانی لاؤ مہمان کے لیے۔۔اس نے سب آدمیوں کو وہاں سے جانے کا اشارہ۔کیا شاید اسے یقین آگیا تھا ڈیمن پہ کہ وہ لڑکی ہی لینے آیا ہے لیکن ڈیمن نہیں جانتا تھا اول کھیل تو اسی کے ساتھ کھیلا جارہا تھا۔۔

اسے وہاں بیٹھے دو منٹ گزرے تھے جب ایک لڑکی اس کے سامنے آئی سینے پہ دو ٹکڑے اور پیٹ پہ ایک جھالر سی

لٹکائے مٹک مٹک کے چلتی اس کے سامنے رکی۔۔عالم نے پہلی جھلک پہ ہی نظریں زمین پہ گاڑھ لی تھیں۔۔انہیں ایسے کئی حالات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔۔

یہ یہاں کی سب سے مہنگی دیسی مرغی ہے۔۔مزہ بھی بہت دیتی ہے۔۔جیسے تو چاہے گا کرے گی۔۔۔لیکن۔۔

لیکن۔۔عام نے چھینے کو دیکھا۔۔

لیکن ہم تمہیں یہ مفت میں دیں گے۔۔ایک شرط پہ۔۔

شرط کیا ہے۔۔وہ بہت نارمل انداز میں خوف زدہ نظر آرہا تھا۔۔

توں جو بھی کرے گا اس کے ساتھ یہاں ہمارے سامنے کرے گا۔۔تجھے یہ لڑکی ساری زندگی کے لیے فری دیں گے۔۔شاطرانہ ہنسی ہنستے اسے چالاکی سے گھورا عالم نے مٹھیاں بھینچتے بمشکل خود پہ ضبط کیا۔۔

چل تیرے لیے آسانی پیدا کرتے ہیں۔۔تو اس کے پاس نا جا یہ تیرے پاس آئے گی۔۔اور تو اس کا انگ انگ چومے گا۔۔

دیکھو میں سب کے سامنے نہیں کر سکتا تم مجھے ایک کمرہ دے دو یہیں۔۔اپنی ضرورت پوری کر کے چلا جاؤں گا۔۔

نہیں نا یار۔۔دیکھ تو مجھے بہت معصوم لگ رہا ہے اور ڈرا ہوا بھی۔۔میں تیرا یہ ڈر ختم کرنا چاہتا ہوں۔۔گھوم کے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے چھینے نے سرگوشانہ کہا۔۔

عالم نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔۔ اکڑ کے بیٹھتے اس نے ٹانگیں پھیلا لیں۔۔وہ لڑکی دھیرے

دھیرے دھیرے چلتے اس کے قریب آئی اور اس کی گود میں بیٹھ گئی
۔۔

عالم نے نظریں پھیرتے آس پاس دیکھا وہ سبھی آدمی جو کچھ دیر پہلے غائب ہوئے پھر سے واپس آئے۔۔۔اس کا بلاؤز کھول۔۔چھینے نے اسے آرڈر دیا۔۔عالم نے ہاتھوں کو اتنی سختی سے بند کیا ہوا تھا کے انگلیوں کے پور ہتھیلی میں کھب چکے تھے۔۔

اچھا چل یہ خود کھول دے گی۔۔ مسکراتے رمشاء کو دیکھا ۔۔رمشاء نے ہاتھ پیچھے کی طرف لے جاتے جو ٹکڑا سینے پہ رکھا ہوا تھا وہ بھی کھول دیا۔۔عالم نے آنکھیں بند کرتے دانت کچکچائے۔۔وہ لڑکی مکمل طور پہ اس کے سامنے برہنہ ہو رہی تھی

____

نور میرا بیٹا حوصلہ کرنا۔۔ شیشے سے اندر جھانکتے ثروت بیگم ہولے سے بڑبڑائیں۔۔اندر سے چیخوں کے آوازان

کا دل لرزا رہی تھی بس کچھ ہی وقت ہوتا ہے لیکن عورت موت کے منہ تک پہنچ جاتی ہے۔۔۔

داؤد صاحب ریسیپشن کی طرف چلے گئے تھے ملیحہ بھی ان کے ساتھ ہی کھڑی دعا کر رہی تھی کے معاملہ خیریت سے ہو جائے۔۔

پندرہ منٹ بعد اس کی چیخوں میں کمی آئی تھی۔۔بچے کو نرس چھوٹے کمبل میں لپیٹتے ایک سائڈ پہ چلی گئی نور نیم بے

ہوشی کی حالت میں تھی۔۔اس کی بلیڈنگ نہیں رک رہی ۔۔ڈاکٹر نے نرس کو اشارہ کیا۔۔روئی کے بڑے بڑے ٹکڑے بھی کم پڑ رہے تھے۔۔۔۔

خون نہیں رک رہا۔۔دس منٹ کی مشقت کے بعد بھی خون مسلسل بہہ رہا تھا۔۔باہر پتہ کرو خون کا فوراً لگانا پڑے گا۔۔پیشنٹ کا بلڈ گروپ اے پوزیٹیو ہے۔۔ایک نرس کو باہر بھگایا وہ ہر ممکن کوشش میں تھی باقی سب کچھ نارمل تھا لیکن خون کی روانی۔۔

نرس باہر آئی تو ثروت بیگم نے بے چینی سے اسے دیکھا۔۔

کیسی ہے نور۔ اور بچہ۔۔

دیکھیں ہمیں خون کی ضرورت ہے۔۔ آپ اگر فیملی میمبر ہیں تو پلیز خون کا انتظام کریں جلدی۔۔

بلڈ گروپ۔۔۔ ملیحہ کو ہوش آیا تو فورا پوچھا۔۔

اے پوزیٹیو ہے۔۔ نرس نے اسے گھورا۔۔

م۔۔میرا ہے۔۔میں پھپھو ہوں اس کی میں دوں گی۔۔

ثروت نے لمحے میں فیصلہ کیا۔۔نرس اسے لیے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔۔دو گھنٹے کا پروسیجر تھا۔۔بلڈ لگتے ہی نور کی حالت نارمل ہو گئی تھی۔۔

بچے کو ابھی وینٹی لیٹر میں رکھا گیا تھا۔۔ڈاکٹر نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ بیٹا ہو گا۔۔

ثروت بیگم کو گئے آدھا گھنٹہ ہوا تھا جب نرس نے بچہ ملیحہ کو آ کے تھمایا۔۔

اپنے ہاتھوں میں اس ننھے وجود کو لیتے اس کے ہاتھ کپکپائے تھے۔۔وہ اس کے میر کا بیٹا تھا۔۔۔اس کے میر کا خون۔۔ کتنی چاہ کی تھی اس نے یہ خوشی اس کے ذریعے پوری ہوتی لیکن جو کل جہاں کے رب کو منظور۔۔اپنی گود میں لیتے وہ ایک طرف بیٹھ گئی۔۔۔

نور کو تین گھنٹے بعد ہوش آیا تو آس پاس دیکھا۔۔روم میں کوئی نہیں تھا۔۔

کچھ دیر ایسے ہی غنودگی کی حالت میں ایک طرف دیکھتی رہی۔۔ پھر بے چینی سے اپنے دائیں پہلو میں دیکھا وہ بھی بائیں کی طرح خالی تھا۔۔ وہ ماں کے عہدے پہ فائز ہو گئی تھی تو اس کا بچہ کہاں تھا اور بچے کا باپ۔۔ عالم کا خیال آیا تو بے اختیار انکھوں میں پانی بھرا۔۔ اسے کتنا ویٹ تھا اور عین موقع پہ وہ موجود نہیں تھا۔۔

ہوش آگیا ہے پیشنٹ کو۔۔ ڈاکٹر اندر داخل ہوئی وہ چیک کرنے کے لیے آئی تھی۔۔

مبارک ہو۔۔ڈاکٹر نے مسکرا کے اس کا چیک اپ شروع کیا۔۔

م۔میرا بے بی۔۔

آپ کا بے بی ان کے پاس ہے فکر مت کریں وہ ٹھیک ہے ۔۔اپ بس اپنے اپ کو مضبوط کریں۔۔اسے سکون اور انجیکشن دیتے مسکرا کے دیکھا۔۔

نور کا دل کر رہا تھا اٹھے لیکن جان جیسے کسی نے نچوڑ لی تھی ۔۔ہمت کر کے بھی وہ نہیں اٹھ سکی ۔۔وہیں بے سدھ ہوتے ایک بار پھر وہ نیند کی دنیا میں چلی گئی تھی ۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

وہ لڑکی عین اس کے سامنے برہنہ حالت میں تھی ۔۔عالم نے آنکھ اٹھا کے سائڈ پہ کھڑے ہنستے ہوئے چھینے کو غصے سے دیکھا ۔۔۔

مجھے ایسی لڑکی نہیں چاہیے جو سب کے سامنے خود کو برہنہ کر دے۔۔غصے سے بپھرتے وہ بمشکل اپنی آواز دھیمی رکھ پایا تھا۔۔

اوہو یار۔تو تو بڑا شریف انسان نکلا ہے۔۔چل تجھے ایک پاک لڑکی دکھاتا ہوں جسے کل ہی لایا ہے میرا یار۔۔چھینے نے اسی آدمی کو دوبارہ اشارہ کیا تو وہ بھاگتا ہوا اندر چلا گیا۔۔

رمشاء اپنے کپڑے پہنتے سائڈ پہ چلی گئی تھی عالم نے ماتھے کی تیوریاں بڑھنے سے مشکل سے روکی ہوئی تھیں۔۔کچھ

دیر بعد اس کے سامنے ایک اور لڑکی لائی گی۔۔جو سفید لونگ فراک پہنے سفید ہی بڑا ریشمی دوپٹہ لیے ہوئے تھی ۔۔چہرہ دوپٹے کے اندر چھپا ہوا تھا۔۔

شرط اب بھی ہماری وہی ہے۔۔اس لڑکی کو ہمارے سامنے تو بے آبرو کرے گا۔۔وہ لڑکی سسک رہی تھی ۔۔یہ تو کم قیمت والی بھی ہے۔۔

عالم نے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا۔۔۔جب ایک ادمی نے اس کا دوپٹہ پیچھے کی طرف کھینچ لیا۔۔عالم کو لگا جیسے دنیا ساکت ہو گئی تھی۔۔کئی پہاڑ تھے جو ایک ساتھ اس پہ

ٹوٹے تھے۔۔اس کے سامنے ایسی جگہ ایسی حالت میں اس کی بہن کھڑی تھی۔۔روتی ہوئی کرلاتی ہوئی۔۔اب اس کے لیے ضبط کرنا مشکل ہو گیا تھا۔۔اٹھ کے بے اختیار اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔ب۔۔بھائی۔وہ۔۔

چپ۔۔تھوک حلق سے اتارتے اس کا انداز اتنا سرد تھا کہ خولہ کہ ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔۔

بڑی بے قراری ہے تیرے میں اب تو ایسے ہی چپک گیا ہے۔۔

خولہ کو خود سے الگ کرتے اس نے سرخ ہوتی آنکھوں سے پیچھے مڑ کے چھینے کو دیکھا۔۔ایک لمحے کے لیے تو وہ بھی ڈگمگا گیا تھا۔۔

تیری ایسی کی تیسی۔۔ چھینے نے دانتوں تلے زبان دباتے تیش سے اسے بھی گھورا۔مجھے آنکھیں دکھاتا ہے۔۔

دھوتی اوپر اٹھا کے باندھتے زور کا تھپڑ اپنے تھائز پہ مارا۔۔

عالم نے خولہ کو اشارہ کیا تھا وہ سیڑھیوں سے اوپر چڑھ

جائے۔۔پر وہ ایسے کیسے اسے جانے دیتے۔۔ایک آدمی نے فوراآگے بڑھ کے خولہ کے سرکتے قدموں کو روکا تھا وہ چیخ کے ایک بار پھر عالم کے ساتھ آلگی۔۔خولہ کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ رہا تھا۔۔اسے کوئی سروکار نہیں تھا عالم وہاں کیوں آیا تھا بس وہ شکر ادا کر رہی تھی اس کا بھائی اس کے ساتھ تھا پاس تھا اب وہ حفاظت میں تھی۔۔

چھینا عالم کو زبان دبائے مسلسل گھور رہا تھا۔۔عالم نے چاروں طرف دیکھا۔۔اس کا ٹائم پورا ہو چکا تھا۔۔

اللہ اکبر کی آواز بلند کرتے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہوئی تھی۔۔ گولیاں کہاں ماری جا رہی تھیں کوئی نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ سب چھپتے چھپاتے زمین پہ بیٹھنے لگے اتنے میں ایک ریلا سیڑھیوں کی طرف سے اندر داخل ہوا تھا۔۔ وہ سب جو ڈرامہ دیکھ رہے تھے اصل فائٹ کے ٹائم ٹھس ہو چکے تھے ۔۔ سب کے پاس ایک ایک نے کھڑے ہوتے اپنے پستول بندوقیں جو جو تھا تان لیا۔۔

جتنی بھی لڑکیاں ہیں باہر نکالو۔۔ عالم نے نیچے ہوتے چھینے کی دھوتی کھینچ دی۔۔ وہ بلبلا اٹھا تھا۔۔ خولہ خوف سے تھر

تھر کانپتے سائڈ پہ کھڑی تھی۔۔وہاں کیا ہو رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

اور کوئی لڑکی نہیں ہے بس یہی دو ہیں۔۔ چھینے کی اکڑ ابھی بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔۔

خبیب بلال۔۔ گردن کو خم دیتے ان دنوں کو آواز دی وہ دونوں پھرتی سے بھاگتے اندر غائب ہوئے۔۔ ا

دروازہ کھلتے ہیں چیخ وپکار کی آوازیں آنے لگیں۔۔اندر شاید دو سو لڑکیاں تھیں۔۔کم عمر لڑکیاں بائیس سال پچیس تیس سال اس ایج تک کی اتنی لڑکیاں تھی وہ سب کی سب ہندو تھیں۔۔اپنے مسیحاؤں کو دیکھ کے وہ فوراًباہر بھاگی تھیں۔۔عالم بھی حیران ہوا سب ایسی لڑکیوں کو دیکھ کے

۔۔

یہ دیکھو ہندو لڑکیاں۔۔اس کی حیرانگی بھانپتے چھینے نے ڈرامہ شروع کیا۔۔ان کو یہیں ہونا چاہیے ان کو کیا پتہ

عزت کیا ہوتی ہے چھینے نے میسنی سی ہنسی ہنستے اپنا خوف کم کیا تھا۔۔اس کے سارے آدمی تو ڈھیر ہو چکے تھے۔۔

ہندو لڑکیوں کو بھی نہیں چھوڑا خبیث انسان نے
۔۔۔ہتھیلی اور کلائی کے درمیان کی ہڈی اس کے کان کے اوپر سر پہ زور سے مارتے اسے غصے کی انتہا پہ دیکھا۔۔
دوسرے کمرے سے مسلمان لڑکیاں نکلی تھیں

یہ دیکھو کام اس کے۔۔سارے روم چیک کرو۔۔

ایک ایک کر کے سارے کمرے کھلنے لگے ایک سے ایک قسم کی عورتیں باہر نکل رہی تھیں کر سچن الگ ہندو الگ مسلمان الگ۔۔کچھ عورتیں ناچنے والی تھیں ان کے حلیے سے ہی پتہ چل رہا تھا۔۔

تو بہت بری موت مرنے کے قابل ہے۔۔اس کے گریبان کو موڑتے دو تھپڑ اس کے منہ کے سپرد کیے تو وہ اچھل کے دور جا گرا۔۔

گرنے سے اس کا سر نیچے لگا تھا اور اس نے ہاتھ اٹھائے۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے آدمی اوپر کھڑے ہوئے اور فائرنگ شروع کر دی۔۔ خون کے چھینٹے ہر طرف پھیلنے لگے تھے۔۔ لڑکیاں واپس کمروں میں بند ہونے لگی۔۔ باہر بس عالم کے ساتھی اور چھینے کے ساتھی بچ گئے تھے۔۔ دونوں پارٹیوں کے کئی لوگ زخمی ہوتے گرنے لگے۔۔ مسلسل فائرنگ کے درمیان ایک گولی اڑتی ہوئی عالم کو بھی لگی تھی۔۔ بمشکل خود پہ قابو رکھتے وہ بھی مسلسل گولیاں

چلا رہا تھا چھینہ اپنے آدمیوں کے پیچھے چھپ کے بیٹھا رہا

۔۔

پندرہ سولہ ادمی ان لوگوں کے مرے تو باقی بھی خوف زدہ ہو کے ہتھیار پھینکنے لگے۔۔ ہر طرف خون کے چھینٹے پڑے تھے۔۔ عالم نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔۔ خبیب شاید شہید ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ احمد اور پھر توسیف۔۔ آنکھیں سختی سے میچتے دوسری طرف دیکھا اس طرف بھی لائین لگی ہوئی تھی اور جو باقی تھے ہتھیار پھینکتے

کانوں پہ ہاتھ رکھے تھر تھر کانپ رہے تھے۔۔ لیکن اس کے باقی ساتھی ابھی بھی ڈٹ کے کھڑے بندوقیں ان کی طرف تانے ہوئے تھے۔۔اس کے تھائز سے خون تیزی سے بہتا زمین رنگ رہا تھا۔۔

لے جاؤ۔انہیں۔۔ آرڈر دیتے اس نے کمروں سے لڑکیوں کو باہر آنے کا بھی کہا جب انہیں یقین ہوا کے اب باہر حالات ٹھیک ہیں۔۔ تو وہ بھی باہر نکل آئی تھیں۔۔اس

قصبے سے اگلے دن صبح بارہ بجے کے قریب وہ سب لوگ نکلے تھے۔۔

سب وائلڈ ہاوس چلیں گے۔۔اپنی ٹانگ پہ خولہ کا دوپٹہ کس کے باندھتے کبیر کو دیکھا۔۔اسے بھی بازو پہ برچھی لگی تھی کافی گہرا کٹ تھا۔۔لیکن وہ پھر بھی مسکرا رہا تھا۔

مولوی بند اتھا اگر شہید ہو جاتا تو اس سے بہتر اس کے لیے کچھ ہو سکتا تھا بھلا۔۔

عالم کے حکم کے مطابق سب لوگوں کو پہلے وائلڈ ہاوس لا یا گیا تھا۔۔وہاں کئی ڈاکٹرز پہلے ہی ان کے ٹریٹ منٹ کے لیے پہنچ چکے تھے۔۔پہلے ان کی ٹیم کو ٹریٹ کیا گیا تھا۔۔۔

عالم گاڑی سے اترتے سیدھا اپنے بیڈروم میں آیا۔۔اسے خالی دیکھ کے اس کا دل زور سے دھڑ کا تھا۔۔

اس کا موبائل کہاں تھا کچھ پتہ نہیں تھا۔۔

وہیں کے سسٹم سے نور کا نمبر ملایا۔۔وہ اٹھا نہیں رہی تھی

۔۔

یا اللہ خیر ہو۔۔پریشانی سے دوبارہ کال کی تو اس بار کال ریسیو ہو گئی تھی۔۔

مبارک ہو تم بیٹے کے باپ بن گئے ہو۔۔ثروت بیگم کی چہکتی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔

تم باپ بن گئے ہو۔۔

ن۔۔نور کیسی ہیں۔۔ایک دم سے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا تھا۔۔

نور بھی ٹھیک ہے۔۔دونوں ٹھیک ہیں تم جلدی سے واپس آجاؤ۔۔وہ بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔۔لیکن عالم کے عصاب کمزور پڑرہے تھے۔۔کرسی پہ ہی پیچھے ٹیک لگاتے اس نے آنکھیں موندلی تھیں۔۔

____

-
-
-
-

.

اگلے دن بارہ بجے سے پہلے پہلے نور کو ہوسپٹل والوں نے ڈسچادج کر دیا تھا

اسے سیدھا داؤد صاحب کے گھر لے آئے تھے۔۔ نزہت بیگم اور مصطفی صاحب اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔۔

گاڑی سے اترتے وہ ملیحہ کے سہارے کھڑی ہوئی تو نزہت نے آگے بڑھ کے اسے پکڑ لیا۔۔ اسے اپنے ساتھ لگائے وہ اندر لائیں تھیں پھر بیڈ پہ بیٹھاتے گلے لگایا۔۔

بہت بہت مبارک ہو ماں بننے کی اس کے گال چومتے وہ سرشار تھیں۔۔

عالم کہاں ہے۔۔ مصطفی صاحب نے بھی اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔ ساتھ پوچھا اسے خود نہیں معلوم تھا وہ کہاں ہے۔۔

میری ابھی ابھی بات ہوئی ہے وہ آرہا ہے۔۔ اسی وقت ثروت بیگم اندر داخل ہوئیں۔۔

مطلب وہ وہاں ہوسپٹل نہیں تھا۔۔ نزہت نے نور کو دیکھا۔۔۔ اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

اتنی لاپرواہی برتی اس نے۔۔ہوسپٹل کیسے پہنچی تم۔۔

عجیب پاگل۔۔

مما۔وہ کام سے گئے تھے اور انہیں کیا پتہ تھا۔نور کو برا لگا تو

جلدی سے ٹوکا۔۔

اتنا ضروری کام تھا کہ تمہیں ایسے چھوڑ کے چلا گیا۔۔

اب ہو گیا ہے نا سب کچھ۔۔کیوں بات بڑھا رہی ہو۔۔

مصطفی صاحب نے تحمل سے ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے

روکا۔۔بچے بھی بھاگے بھاگے نور چاچی کے بیٹے کو دیکھنے

پہنچ گئے تھے۔۔

چھوٹا سا پیارا سا بھالو دیکھ کے ارحم اور عینا دونوں مسکرائے

--

یہ ہمارا ہے۔۔عینا نے پیار سے بے بی کے گال پہ ہتھیلی جماتے اشتیاق سے دیکھا۔۔

ہاں جی۔۔یہ آپ کا ہی ہے۔۔نزہت نے ہنستے ہوئے ان کی خوشی محسوس کی۔۔

وہ لوگ کافی دیر بے بی کے پاس کھڑے رہے۔۔

اس کا نام کیا رکھنا ہے۔۔داؤد صاحب نے نور سے پوچھا۔۔

پتہ نہیں۔۔عالم نے کہا تھا وہ خود رکھیں گے۔۔

اس نے بتایا نہیں تمہیں کوئی۔۔

نہیں۔۔انہوں نے سیکرٹ رکھا ہوا۔۔۔بچوں کو دیکھتے

اس نے بے بی کو اٹھا کے اپنی گود میں لینا چاہا تو نزہت نے

آگے ہو کے اسے اٹھا کے نور کی گود میں رکھا۔۔۔حفصہ

(برہان کی بیوی)نور کے لیے دیسی گھی کی یخنی بنا رہی تھی

۔۔

ثروت بیگم کچھ دیر بیٹھ کر باہر نکل گئیں تا کہ مٹھائی وغیرہ

منگوا سکیں

طبعیت ٹھیک ہے تمہاری۔۔ داؤد اور مصطفی کے جانے کے

بعد اب وہ اور بچے اکیلے تھے تو نور سے پوچھا۔۔

جسم میں درد ہو رہا بہت۔۔ جیسے ٹوٹ رہا ہو۔۔ بے بی کو

واپس رکھتے پیچھے ہو کے لیٹ گئی۔۔۔

کچھ دن ہو گا بس۔۔ ابھی سوپ پئیو گی تو ٹھیک ہو گی۔۔

میں دیکھتی ہوں کیا کر رہی ہے حفصہ۔۔

اوکے۔۔ وہ بھی اٹھ کے چلی گئیں تو نور ارحم اور عینا سے

چھوٹی چھوٹی باتیں پوچھنے لگی

ملیحہ نور کو چھوڑ کے واپس عابدہ بیگم کے گھر آئی تھی۔۔

عابدہ بیگم بچوں کو سپارہ پڑھا رہی تھیں دروازے پہ دستک ہوئی تو بچے کو بھیجا۔۔

وہ دروازہ کھول کے واپس آیا تو اس کے ساتھ ملیحہ بھی تھی۔۔

شکر ہے تمہیں بھی ماں کی یاد آئی۔۔اس کے گلے لگتے شکوہ کیا۔۔وہ بہت تھکی ہوئی سی لگی تھی انہیں۔۔

طبعیت ٹھیک ہے۔۔کسی احساس کے تحت پوچھا تو اس نے سر ہلا دیا۔۔

ایک بچی نے ملیحہ کو پانی لا کے دیا تو اس نے پکڑ کے حلق سے نیچے اتارا۔ اس کا دل جانے کیوں بھاری ہو رہا تھا۔۔ کبیر سے بھی اس کی بات نہی ہوئی تھی۔۔ کچھ دیر اماں کے ساتھ بیٹھی رہی پھر اٹھ کے اپنے کمرے میں آگئی۔۔ کبیر کا نمبر وہ کب سے ٹرائے کر رہی تھی لیکن کوئی اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔۔ ایک بار پھر اس کا نمبر ڈائل کیا۔۔ پھر بھی وہی کچھ ہوا۔۔ کچھ سوچتے اس نے میر کے آفس کا نمبر ملایا جو اسے کبیر نے اس لیے دیا تھا کہ اگر وہ مر جائے اور بہت دن اس کا رابطہ نا ہو سکے تو اس نمبر پہ کال کر کے پوچھ لے۔۔ ملیحہ

اس وقت اس کی بات مزاق میں لے گئی تھی۔۔ لیکن اب ۔۔ نمبر ڈھونڈھتے اس کے ہاتھ کپکپائے۔۔ کانٹیکٹ لسٹ کے آخری چند نمبروں میں سے وہ نمبر تھا۔۔ ہمت کر کے کال کا بٹن دبایا۔۔

کچھ لمحے بعد بیل جانا شروع ہوئی۔۔۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اس نے کہا تھا ہو سکتا ہے وہ کبھی واپس نا آئے۔۔

اللہ نا کرے۔۔ ذہن کو زور سے جھٹکا۔۔

جی بولیں۔۔دوسری طرف سے کال عالم نے ریسیو کی تھی ۔۔اس کی آواز سنتے ملیحہ کی جان اور نکلی۔۔

و۔۔وہ۔کبیر سے بات ہو سکتی ہے۔۔اس کے آواز کافی گھبرائی ہوئی تھی۔۔۔

میں کرواتا ہوں بات کبیر سے۔۔فون ایک طرف رکھتے وہ اٹھ کے باہر آیا۔۔اس کی ٹانگ سے گولی نکال لی گئی تھی اب وہ کچھ بہتر تھا۔۔

کبیر کو بلا کے لاؤ۔سامنے کھڑے لڑکے کو آواز دی تو وہ بھاگ کے کمروں کی طرف چلا گیا۔۔ملیحہ ہولڈ پر تھی۔۔

کچھ دیر بعد کبیر نے آ کے ائیر پیس کان سے لگایا۔۔اس کی بکھری سانسوں کی آواز سنتے جیسے دل کے اندر تک ٹھنڈ پڑی تھی۔۔

مولوی صاحب بلکل ٹھیک ہیں۔۔۔اور کوئی بھی بات کیے بناسب سے پہلے یہی بتایا تو ملیحہ روہانسے ہوتے ہوئے بھی مسکرادی۔۔

میری استانی صاحبہ کیسی ہیں۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں اب۔۔۔واپس کب آؤ گے۔۔

کوئی پتہ نہیں۔۔یہاں حالت بہت خراب ہے سب کی ۔۔۔ابھی یہ سارے مجرم سینٹر جیلوں میں جائیں گے پھر ہی ہم لوگ بھی یہاں سے نکل سکیں گے۔۔ تفصیلی جواب دیتے وہ سائڈ پہ رکھی کرسی گھسیٹ کے بیٹھ گیا۔

پھر کچھ دیر وہ ملیحہ کو پورے مشن کے بارے میں بتاتا رہا ملیحہ بھی اب ٹھیک ہو گئی تھی جیسے ساری تھکاوت اس کی آواز نے سمیٹ لی ہو۔۔نکاح میں اللہ نے ایسی طاقت رکھی ہے کے ناپسندیدہ انسان بھی آپ کو جان سے پیارا ہو جاتا ہے۔۔ملیحہ کے لیے کبیر بھی ایسا ہی تھا۔۔

____

چھ دن بعد وہ لوگ فارغ ہوئے تھے سب کی تدفین کر کے ۔۔ خبیب اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو کھونا ان کے لیے آسان نہیں تھا لیکن وہ مشن کامیاب ہوا تھا۔۔ اگر عالم اس وقت کچھ دیر کے لیے ان سب کو نا روکتا تو وہ لوگ دوسرے دروازوں سے گھس کے ان کے کاغذات نا اٹھا سکتے جو اس وقت ان کے لیے بہت ضروری تھے۔۔ خون خرابے میں بہت ساری چیزوں کو آگ بھی لگائی گئی تھی جن میں اکثر لوگوں کے موبائل بھی جل گئے تھے۔۔

پیچھے سے خفیہ ایجنسیوں سے ان کی بہت مدد کی گئی تھی
خاص طور پہ لڑکیوں کو واپس گھر پہنچانے میں کچھ کو پہنچا دیا
گیا تھا اور کچھ ابھی وہیں وائلڈ ہاوس میں سیو تھی۔۔
مجرموں کا کھاتا پیچھے چلا گیا تھا لیکن ان کے ہاتھ میں تھا اگر
وہ کسی کر دردناک سزا دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں اور
عالم میر نے صرف ایک شخص کی ڈیمانڈ کی تھی اور وہ تھا
وقار چھینہ۔۔ جس نے اس کی بہن کو کیڈنیپ کروایا تھا۔۔
یہ بات اس نے وہاں لوگوں میں شو کروایی تھی۔۔ لیکن
حقیقت میں خولہ خود وہاں گئی تھی۔۔ ہو سکتا ہے دھوکے

سے کی اسے لیجایا گیا تھا لیکن اس کے کردار میں جھول تھا
تب ہی وہاں کے کسی انسان کے ہاتھوں وہ اس جگہ تک پہنچی
تھی۔۔۔

سر ہم لوگ جائیں۔۔ کبیر نے عالم کے سامنے حاضر ہوتے
پوچھا۔۔

ہاں جاؤ۔۔۔ پیپر ویٹ گھماتے اسے اجازت دی۔۔

آپ کب جائیں گے۔۔ باہر نکلتے نکلتے کبیر رکا پھر واپس پلٹ
کے عالم سے پوچھا۔۔

میں جب تک یہاں سے سب کلئیر نہیں ہو جاتا۔۔

سر پھر تو کم سے کم مہینہ لگ جائے گا۔۔

لگ جائے۔۔ سپاٹ انداز۔۔۔

سر بھابھی آپ کا ویٹ کر رہی ہوں گی اور آپ کا بیٹا۔

تم میرے باس ہو یا میں۔۔۔ ایک دم کرخت آواز میں

دھاڑا تو کبیر شٹراپ سے باہر نکلا۔۔۔ اسے غصہ کس بات کا

تھا وہ خود نہیں جانتا تھا۔ خولہ پہ یا ثروت بیگم پہ جو اس کی

بیوی پہ بد کرداری کے الزامات لگاتی رہی تھی ان کی اپنی

بیٹی کہاں سے دریافت ہوئی تھی۔۔ وہ ان کا سامنا نہیں کرنا

چاہتا تھا۔۔اور نور فلحال ان سب کے بغیر سروائو بھی نہیں کر پاتی۔۔پورا ایک مہینہ اس نے وہیں وائلڈ۔ہاوس میں گزار دیا تھا۔۔ کبھی کبھی دل اتنا بے چین ہو جاتا پھر بھی وہ خود پہ خول چڑھائے وہیں وائلڈ ہاوس میں ہی رہا۔۔ساتھ ساتھ وہاں کا بچا کھچا کام بھی دیکھتا رہا تھا۔۔

سنو میرا بلو کرتا کہاں ہے۔۔کبیر ابھی مسجد سے آیا تھا۔۔

ملیحہ باہر زیبا کو پڑھا رہی تھی اٹھ کے اس کی آواز پہ اندر آئی۔۔

وہ بنیان اور ٹراوزر میں الماری میں ہی گھسا جا رہا تھا۔۔

اس کے ساتھ بلو کرتا پہننا ہے۔۔ہاف وائٹ ٹراوزر کی طرف اشارہ کیا۔۔

نہیں۔۔اس کے ساتھ کی شلوار سلوانے دینی ہے۔۔۔منہ باہر نکال کے گھورا۔۔

اچھا پیچھے ہٹو میں دیکھ دیتی ہوں۔۔اس کہ بنیان سے پکڑ کے پیچھے ہٹانا چاہا تو بنیان کھینچی گئی پر وہ نہیں ہلا۔۔

ایسے ہی ڈھونڈ ھو۔۔وہ وہاں سے ملنے کے لیے تیار ہی نہیں

تھا جیسے۔۔

ایسے کیسے ڈھونڈ ھو۔۔ پیچھے مروگے تو ہی۔۔اس نے

دونوں بازو اس کی کمر میں ڈالتے پیچھے کھینچنا چاہا تو کبیر نے

کبڈ کے پٹ چھوڑ کے اس کی کلائیاں پکڑ لیں۔۔

اب آئی ہے نابلی میرے ہاتھ۔۔ آگے کی طرف کھینچتے اس

کا سینہ اپنی پشت کے ساتھ لگا یا تو ملیحہ تڑپ کے رہ گئی۔۔وہ

انسان ہر بار اسے نئے انداز سے پاس بلاتا تھا۔۔

مجھے لفٹ نہیں کروارہی محترمہ۔۔دو دن سے دیکھ رہا ہوں مجھے دیکھتے ہی بھاگ جاتی ہیں۔۔ایک کلائی چھوڑتے اسے سامنے کیا اور الماری کے دروازے بند کرتے اسے دوازے کے ساتھ چپساں کیا۔۔

اچھا۔۔اور ابھی مولوی صاحب جھوٹ بول کے مجھے پھنسا رہے ہیں۔۔آنکھیں اس کے چہرے پہ گاڑتے طنزیہ ہنسی ۔۔

آپ ناراض ہیں تو میں منالیتا ہوں نو ایشو۔۔اس کی ٹھوڑی کے نیچے انگوٹھا رکھتے اوپر اٹھائی۔۔ملیحہ اسے گھور کے دیکھ رہی تھی۔۔

کہاں کہاں کس کرنی ہے بتائیں مجھے۔گردن کے آس پاس دیکھتے معصومیت سے پوچھا۔۔

ایک یہاں۔۔اس نے اپنا گریبان ہلکا سا نیچے کرتے ہڈی کے اوپر موجود چھوٹے سے تل کی طرف اشارہ کیا تو کبیر بنا

دیر کیے جھک گیا۔۔ ملیحا مسکراہٹ دباتے ہلکا سا کسمسا گئی

۔۔

اور۔۔ وہاں اپنا لمس چھوڑتے اوپر ہوا تو دوبارہ پوچھا۔۔

ایک یہاں۔۔ پیچھے گھومتے بال گردن سے ہٹائے۔۔ جہاں عین درمیان میں ایک اور سیاہ تل تھا۔۔ کبیر نے وہاں بھی نرمی سے ہونٹوں کو مسلا۔۔

اور۔۔ پھر پوچھا۔۔۔

اور یہاں بھی۔۔کان کی لو کے عین نیچے ایک تل تھا۔۔

اوکے۔۔ہاتھوں کو اس کی کمر پہ رکھتے وہاں بھی پیار کیا۔۔

ملیحہ مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اب اور کہاں کہاں ہیں۔۔کندھے سے نیچے سرکتی نظروں سے فوکس کیا تو ملیحہ سرخ ہوئی۔۔

کہیں نہیں بس میں راضی ہو گئی ہوں۔۔اسے پیچھے ہٹاتے وہ بلاوجہ سرخ ہو رہی تھی۔۔

اوہو۔۔ابھی تو منایا ہی نہیں ہے سہی طرح سے میں نے
۔۔

بس نا بہت ہے۔۔اسے پیچھے کرتے وہاں سے جانا چاہا تو کبیر نے اسے پکڑتے بیڈ کی طرف قدم بڑھائے۔۔

ملیحہ نے خود کو اس کے چنگل سے آزاد کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے لیکن وہ ہمیشہ کی طرح اسے باندھ چکا تھا۔۔

اپ کو جب تک باندھوں نا آپ سکون سے نہیں کرنے دیتیں۔۔ جذبے لڑاتی آنکھوں سے گھورا۔

پلیز کھول دو۔۔ اس باری میں خود کروں گی۔۔ ملیحہ نے ہلکے سے چیختے اسے لالچ دلایا۔۔۔

نہیں۔۔ اس نے صاف سر ہلایا۔۔

پلیز۔۔ دیکھنا جب میں کروں گی تو زیادہ اچھا لگے گا تمہیں ۔۔ اپنے بازو بیڈ کراؤن سے الگ کرنے کی کوشش میں وہ

ناکام ہو رہی تھی۔۔کبیر نے کچھ دیر اسے مشکوک نظروں سے دیکھا پھر اس کے بازو کھول دیئے۔۔

ملیحہ آزادی ملتے ہی جلدی سے اٹھی۔۔

چلیں۔۔اب مجھے باندھیں۔۔کبیر اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پہ چت ہو کے لیٹا تو ملیحہ نے گھورا۔۔

نہیں مجھے پتہ ہے تم ویسے بھی سکون سے لیٹے رہو گے۔۔

ہر گز نہیں۔۔ آپ کے ایک ہی لمس پہ میں اپنے ہاتھوں کا استعمال شروع کر دوں گا جس سے آپ کو تکلیف ہو گی۔۔

بہتر ہے مجھے باندھ دیں۔۔ اس نے وارننگ دی۔۔ ملیحہ اس کے انداز پہ کھکھلا کے ہنسی۔۔ پھر اسے ویسے ہی باندھا جیسے کبیر اس کے بازو پھیلا کے باندھتا تھا۔۔

چلو اب میری باری۔۔ بتاو کہاں کہاں کس کروں۔۔

ایک منٹ کھولیں۔۔ کچھ سوچتے اسے واپس کھولنے کا کہا ۔۔ ملیحہ نے اسے کھول دیا۔۔

اسے کھولتے ہی وہ اٹھا اور سائیڈ دراز سے بلیک پینسل اٹھاتے جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے تل بنانے شروع کیے ملیحہ اس کی حرکت پہ آنکھیں کھولے دیکھ رہی تھی۔۔پیٹ پہ سینے پہ بازو کندھے ناک منہ ہر جگہ وہ چھوٹے چھوٹے ڈاٹ لگاتا جارہا تھا۔۔

ادھر دو پیچھے میں لگا دیتی ہوں۔۔اس سے پینسل کھینچتے اس کے پیچھے آئی

پھر مسکراہٹ ضبط کرتے پیٹھ پہ عین دل کے اوپر اس نے ایک چھوٹا سا دل بنایا۔۔ اور اس کے اندر اپنا نام لکھا۔۔

پھر اس کے آس پاس کئی چھوٹے چھوٹے ڈاٹس لگائے۔۔ یہ دل سامنے کی طرف بناتیں تو میں دیکھ بھی لیتا۔۔ کبیر کو افسوس ہوا کاش اس کی دو آنکھیں پیچھے بھی ہوتیں۔۔۔

اس کا بھی حل ہے۔۔ ملیحہ نے کچھ سوچتے دماغ لڑایا اور پاس پڑا موبائل اٹھا کے دو تین تصویریں اتار لیں۔۔ پھر کبیر کے سامنے کیں۔

ماشاءاللہ اس کا ہاتھ پکڑ کے ہونٹوں سے لگاتے اس کا دل جھوم رہا تھا۔۔

اسے وال پیپر پہ لگاؤں گا سینڈ کیجیے گا۔۔

اوکے۔۔ ملیحہ نے فون بند کرتے سائڈ پہ رکھ دیا

چلیں اب۔۔باندھیں اور جہاں جہاں تل ہیں وہاں وہاں کس کرتی جائیں۔۔

پیچھے ہو کے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔۔

ملیحہ مسکراتے اسے باندھ گئی۔۔پھر اپنے نرم وملائم ہونٹوں کا لمس سینے سے پیٹ اور کمر تک چھوڑتے وہ سرخ بھی ہو رہی تھی۔۔کبیر کے جسم میں جیسے ایک آتش فشاں جمع ہونے لگا تھا اس کے لمس پہ۔۔اور اب اس کا دل کر رہا تھا وہ اسے کھولے۔۔

پر وہ ان سنا کرتے ہر اس نشان پہ ہونٹ رکھ رہی تھی جو کچھ دیر پہلے جوش میں آتے کبیر نے بنائے تھے۔۔ کافی دیر بعد اس کا ایک بازو آزاد کیا تاکہ دل پہ بھی کس کر سکے پر کبیر میں اب اور صبر نہیں تھا۔۔ دوسرا ہاتھ کھلے ہاتھ سے کھولتے اسے کمر سے پکڑا اور جھٹکے سے نیچے کیا۔۔

میں بتاتا ہوں آپ کو اب۔۔ اس پہ اپنا شکنجہ مضبوط کرتے بے باکی سے وہ اس کے بدن کے مختلف حصوں میں اپنا

لمس چھوڑنے لگا۔ ملیحہ تڑپتے سسکتے اس کی شدتیں اپنے اندر اتار رہی تھیں

کیسی لگا لاسٹ ایپیسوڈ کا فرسٹ پارٹ۔۔

کل عالم اور نور کا ان کے بے بی کے ساتھ سپیشل پارٹ دوں گی۔۔۔ اور مجھے بے بی کا اچھا سا نام بھی بتا دیں۔۔ اور اگر کوئی بات جو ناول کے متعلق کلئیر ہونے والی رہتی ہے وہ بھی بتا دیں۔۔ اور ٹارگٹ پورا کرنے کا بھی بہت بہت شکریہ 😚

ناول نورِ عالم

بائے ن ع

قسط اخری قسط اخری حصہ

شام کا اندھیرا چار سو پھیل رہا تھا۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے موسم گرما کی ہلکی پھلکی بارش ہوئی تھی مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو کھڑکی سے اپنی مہک بکھیرتی اس کی ناک سے ٹکرائی تو اس نے کروٹ بدل کے باہر دیکھا۔۔ آسمان پہ ابھی بھی بادل چھائے ہوئے تھے۔۔

بھابھی یہ کپڑے۔۔۔ خولہ کہتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔۔

ایک بار پھر ڈھیر کپڑوں کا دیکھ نور کا دماغ چکرا گیا۔۔ پچھلے تین ہفتوں سے ہر دو سے تین دن بعد ایسے ہی شاپنگ بیگز کا ڈھیر آتا تھا اور اس میں سارے بے بی کے کپڑے ہوتے تھے۔۔ ہر سوٹ الگ اور نیا۔۔

جس حساب سے کپڑے آرہے ہیں نا مجھے لگتا ہے ایک دن میں اور بے بی باہر ہونگے اور کپڑے اندر ہونگے۔۔

بھائی یہی تو کرنا چاہ رہے ہیں آپ سمجھ نہیں رہیں۔۔ خولہ نے مسکراہٹ دبائی

کیا مطلب یہی کرنا چاہ رہے ہیں۔۔بیگ سامنے کرتے کپڑے باہر نکالے۔۔ہر سوٹ الگ تھا نیا تھا۔۔

مطلب یہ کے میری پیاری بھابھی جان۔۔عالم بھائی چاہتے ہیں یہ کمرہ صرف کپڑوں سے بھر جائے آپ کو رہنے کی جگہ نا ملے اور پھر آپ اور ان کا بیٹا اپنے گھر واپس چلے جائیں۔۔

بہت دور کی لائی ہو خولہ بیگم۔۔۔انہیں اگر میری فکر ہوتی میرا خیال ہوتا تو یوں اتنے دنوں سے دور نا رہے ہوتے

۔۔

وہ کام میں بزی ہونگے اس لیے۔۔

اچھا۔۔ ایسا کون سا کام ہے کہ کپڑے خریدنے کا وقت نکل آتا ہے موصوف کے پاس اور بیوی اور بیٹے کے لیے نہیں ملتا۔۔ وہ بھری بیٹھی تھی۔۔

خولہ کپڑے سمیٹ کے ڈریسنگ روم کی طرف چلی گئی۔۔ واپس باہر آئی تو نور ہنوز منہ پھلائے بیٹھی تھی۔۔

انہیں اداس دیکھ کے ایک بار پھر دل میں گلٹی فیل ہوا۔۔

مجھے بھائی کو فون کر کے معافی مانگنی چاہیے۔۔ میری وجہ سے وہ اپنی وائف اور بیٹے سے دور نہیں رہ سکتے۔۔ سوچتے

وہ اپنے روم میں آئی پھر عالم کا نمبر ڈائل کیا۔۔دو تین بیل کے بعد اس نے کال اٹھالی تھی۔۔

اسلام و علیکم بھائی۔۔سلام پہلے خولہ نے ہی کیا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔بھاری ہوتی آواز سے جواب دیتے اس نے گھڑی پہ نگاہ ڈالی۔۔۔بھائی کیا آپ مجھ سے مل سکتے ہیں پلیز۔۔ا۔۔آپ میرے اور مما کی وجہ سے بھابھی کو سزا مت دیں۔۔

میں بزی ہوں۔۔پیشانی مسلتے اس نے کال بند کر دی۔۔وہ ان دونوں کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا

وہ نور کو سزا کیوں دے رہا تھا ان بے حس عورتوں کی وجہ سے۔۔اس وقت تو وہ آفس سے آگیا تھا۔۔لیکن اگلے دن صبح صبح اس نے کبیر کا نمبر ڈائل کیا۔۔

ہاں کبیر۔۔کہاں ہو۔۔۔فون پک ہوتے پہلے پوچھا۔۔

سر میں مسجد میں بچوں کو پڑھا رہا ہوں۔۔دھیمے سے کہتے جواب دیا۔۔

یار میرا ایک چھوٹا سا کام تھا۔۔اگر جلدی کر دو تو مہربانی ہو گی۔۔

حکم کریں سر۔ وہ اپنا صافہ اٹھا کے کھڑا ہو گیا۔۔ پھر ایک بچے کو اشارہ کیا کے وہ باقی بچوں کا سبق سنے وہ اتا ہے۔۔

عالم نے اسے کام سمجھایا تو وہ مبہم سا مسکرایا۔۔

ٹھیک ہے سر میں ابھی گھر کال کر تا ہوں۔۔ فون بند کرتے ملیحہ کا نمبر ڈائل کر دیا۔۔

عالم بلو ٹی شرٹ اور بلو جینز پہ گرے کلر کا ڈریس کوٹ پہنے چارمنگ لگ رہا تھا۔ سفید جو گرز پہنتے اس نے اپنا براؤن چشمہ اٹھا کے گلے میں لٹکایا۔۔ پھر ڈرار سے مختلف قسم کے

بینڈ نکالاتے ہاتھوں میں ڈالے۔۔وہ اب الگ حلیے میں لگ رہا تھا۔۔۔گردن پہ ہیڈ فون رکھے۔۔پھر ایک چھوٹا سا رومال لے کے اپنا چہرا ناک تک چھپالیا۔۔

نور یقیناً اسے پہچان نہیں سکے گی اب۔۔پرفیوم کلیکشن میں سے الگ پرفیوم خود پہ سپرے کی۔۔وہ آج اسے الگ طرح سے ملنے والا تھا وہ بھی پورے پینتالیس دن بعد۔۔

وائلٹ اور گاڑی کی چابی نکالتے باہر آیا۔۔ڈسک بلو آئیز چمک رہی تھیں جن پہ وہ وہاں پہنچتے ہی گاگلز لگالیتا۔۔

سر ہم لوگ پہنچنے والے ہیں۔۔کبیر کا میسج موصول ہوا تو چال میں تیزی آگئی۔۔

جتنی جلدی وہ وہاں پہنچتا اتنی جلدی وہ اپنی نور سے مل سکتا تھا۔۔

گاڑی باہر نکالتے سپیڈ بڑھادی دس منٹ میں وہ بھی مال پہنچ چکا تھا۔۔آنکھوں پہ گاگلز لگاتے بے چینی سے آس پاس دیکھا۔۔اسے مال کے اندر ریسپشن پہ ہی کبیر نظر آگیا تھا ۔۔دونوں ایک دوسرے کو دیکھ چکے تھے۔۔عالم تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے پاس آیا۔۔

For more romantic novels: https://newwriterslibrary.blogspot.com/

کہاں گئے ہیں وہ لوگ۔۔ آواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی جو کبیر محسوس نہیں کر پایا۔۔

وہ سامنے سٹینڈ کے پیچھے۔۔

اوکے۔۔۔

واپس مڑتے اس نے سائڈ شیلف پہ لگے مرر میں اپنی لک دیکھی۔۔ پھر مطمئن ہوتے وہ اس طرف آیا جہاں کبیر نے بتایا تھا۔۔

اسے زیادہ مشقت نہیں کرنی پڑی تھی سامنے ہی دشمن جان اس کے بیٹے کو پرائم میں لیے مخالف سمت جارہی تھی ۔۔ تیزی سے اس کے قریب جاتے کلائی تھامی ۔۔

آہ ۔۔ وہ ۔ ہلکا سا چیخی

نور کے اگے ملیحہ تھی جس نے پیچھے مڑ کے دیکھا پھر پرائم پکڑتے وہ اگے چلی گئی ۔۔

ک ۔ کون ہو تم کیا بتمیزی ہے ۔۔ نور نے آنکھیں پھاڑتے غصے سے نا نظر آنے والی آنکھوں کو گھورنا چاہا ۔۔

عالم بنا بولے تھوڑا آگے ہوا اور اسے ایک ہی جھٹکے میں

اپنے کندھے پہ اٹھالیا۔۔

کیا بتمیزی ہے۔۔ملیحہ اس نے پیچھے مڑ کے ملیحہ کو پکارا۔۔

وہاں آس پاس کوئی نہیں تھا ورنہ ضرور اس کی مدد کرتا۔۔

عالم اسے لیے چینجنگ روم کی طرف آیا تھا۔۔

اندر داخل ہوتے اسے نیچے اتارا اور دروازہ بند کر دیا۔۔

چھوڑو مجھے۔۔پاگل انسان۔۔۔نور چیخ رہی تھی۔۔مجھے

کیوں پکڑ کے لائے ہو۔۔

عالم نے چیختی چلاتی اس نازک سی لڑکی کو بمشکل اپنے بازوؤں میں قید کرتے دیوار سے لگایا۔۔

اب ایک بار اور چیخی ناتو زبان کھینچ لوں گا آپ کی۔۔ گھمبیر آواز میں کہتے اس نے رومال اپنے چہرے سے کھینچا تو نور کا دل دھک سے رہ گیا۔۔

ع۔۔ عالم۔۔ لب پھڑ پھڑ ائے۔۔ پھر ہاتھ بڑھا کے اس کا چشمہ اتار دیا۔۔ وہ اس سے ناراض تھی۔۔ بے حد ناراض ۔۔ لیکن اب دل مچلا کے اس کے سینے سے لگ کے خوب روئے۔۔

عالم اسے بے قراری سے دیکھ رہا تھا اور نور کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔۔

دور ہٹیں مجھ سے۔۔اس کے چوڑے سینے پہ اپنی ہتھیلیاں جماتے دور کرنا چاہا۔۔

اتنے دنوں سے تو دور ہی ہوں جان عالم۔۔اب تو نزدیک آنے دیں۔۔اس کا چہرا ہاتھوں میں بھرا تو نور کو اور شدت سے رونا آیا۔۔وہ اس شخص کے سامنے ہرگز کمزور نہیں پڑنے والی تھی۔۔

م۔۔میں نے کہانا مجھے آپ سے۔۔۔دور۔۔خشک ہوتا گلا تر کیا۔۔پلکیں لرز سی گئیں تھیں جب عالم نے اس کے ماتھے کو ہونٹوں سے نرمی بخشی۔۔

میرا بیٹا کہاں ہے۔۔اس کے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑیستے بات بدل گیا۔۔

م۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔نور نے موقع ملتے اسے پیچھے دھکیلا تو عالم کئی قدم پیچھے سرک گیا تھا۔۔

میرے پیچھے آئے تو شور مچا دوں گی۔۔اسے دھمکاتے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی

آپ کو لینے آیا ہوں۔۔۔ ایسے نہیں جا سکتیں آپ۔۔ عالم اس کے پیچھے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر آیا۔۔ وہ دور جا چکی تھی۔۔ مٹھیاں سختی سے بھی بھینچے اس نے ہیڈ فون گلے سے کھینچے۔۔ اتنی سی ملاقات سے اس کا دل بھی نہیں بھرا تھا ابھی۔۔ تیز تیز چلتے وہ مین دروازے پہ آیا۔۔ نور پتہ نہیں کہاں غائب ہو گئی تھی کبیر اور ملیحہ بھی اسے نظر نہیں آرہے تھے۔۔ پاکٹ سے موبائل نکالتے کبیر کو فون کیا۔۔

کہاں ہو۔۔

ہم لوگ اوپر ہیں۔۔

نور۔۔؟

وہ بھی آرہی ہیں ہماری طرف۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔انہیں لے کے اپنی ٹیکسی میں آؤ میں نور عالم اور دایان میر ٹیکسی میں میرے ساتھ جائیں گے۔۔اسے آرڈر دیتے وہ دوبارہ عالم میر بن گیا۔۔

یس سر۔۔۔

کال بند کرتے وہ نور اور ملیحہ کو نیچے لے کے آیا تھا نور شدید غصے میں تھی اور ان دونوں سے بھی بات نہیں کر رہی تھی

وہ یقیناً جانتے تھے۔۔اب مجبوری تھی ان کے ساتھ ہی واپس جانا تھا اگر اکیلی ہوتی تو وہ کیب کروا لیتی۔۔

پارکینگ ایریا تک پرائم کبیر کے ہاتھ میں تھا پھر اس میں سے بے بی کو نکالتے نور کو پکڑا یا۔۔ملیحہ بھی اگے بیٹھنے لگی تھی جب کبیر نے اسے پکڑ کے روکا۔۔

کیا ہوا۔۔رکتے حیرانگی سے دیکھا۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔ویٹ۔۔نور اور بے بی کو بٹھا کے دروازہ بند کیا اور ملیحہ کو پیچھے ہٹایا اتنی دیر میں عالم فرنٹ ڈور کھولتا اندر بیٹھ گیا۔۔

نور کا دھیان بے بی پہ تھا اس نے نوٹ ہی نہیں کیا سامنے کون آ کے بیٹھا ہے۔۔

گاڑی جب مین سڑک پہ آئی تو نور نے اچانک فرنٹ سیٹ پہ بیٹھے شخص کو دیکھا۔۔

عالم۔۔ اسے جھٹکا لگا تھا۔۔ دایان کو خود سے لگاتے عالم کو کندھے پہ زور کا تھپڑ رسید کیا۔۔

آپ مجھے اغوا کر کے لے جا رہے ہیں۔۔ م۔ ممیں ابھی بتاتی ہو پولیس کو۔۔

میں بھی بتادوں گا بیوی ہے میری۔۔عالم نے مسکراتے

اسے آئنے سے دیکھا تو نور کلس گئی۔۔

ہاں ڈیڑھ مہینے سے یاد نہیں تھا بیوی ہوں آپکی۔۔

یاد تو تھا۔۔لیکن بزی تھا۔۔اس کی ٹانگ کا زخم بھی ٹھیک

ہو گیا تھا اب تک۔۔

مجھے اتاریں۔ابھی نہیں تو آپ کے بیٹے کو باہر پھینک دوں

گی۔۔دروازے کے قریب ہوتے عالم کو دھمکی دی۔۔

عالم کے ہاتھ سٹرینگ پہ سخت ہوئے تھے۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں اتاریں مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا ۔۔روہانسے ہوتے وہ بے قراری سے چلائی۔۔عالم نے گاڑی سلو کرتے روک دی۔۔

نور گاڑی رکتے ہی دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی عالم نے باہر نکلتے خود دروازہ کھولا اور اس کے ہاتھ سے دایان کو لے لیا۔۔۔

اتریں۔۔ سرد آواز میں نور کو کہا آنکھیں ایک دم لال ہوئی تھیں۔۔

نور اس کے انداز سے خوف زدہ ہوئی لیکن بہادر بنتے اتر گئی

۔۔

جائیں آپ میرا بیٹا میرے ساتھ ہی رہے گا۔۔واپس فرنٹ ڈور کھولتے دایان کو اپنی گود میں رکھا اور گاڑی سارٹ کی۔۔نور کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا اس کی بات پہ۔۔۔

عالم بھلا ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔

گاڑی سٹارٹ ہوتے تھوڑا سا آگے کھسکی تھی کہ نور کی جان نکلی۔۔ٹانگیں جیسے کپکپا سی گئیں تھیں۔۔

ع۔۔عالم میرا بیٹا۔۔ تیزی سے کھلے شیشے میں سے عالم کی گود سے دایان کو اٹھانا چاہا۔۔میں اسے ساتھ رکھوں گی۔۔

۔

چھوڑ دیں اسے۔۔اس کا ہاتھ پکڑتے پیچھے کیا تو نور کے حواس گم ہوئے۔۔ بھلا وہ اپنے بیٹے کے بنا جی سکتی تھی ۔۔اور عالم ایسا کیوں کر رہا تھا اس کے ساتھ۔۔

پیچھے ہوں۔۔اسے ساتھ چپکے کھڑے دیکھ کے پیچھے ہونے کا کہا۔نور ٹرانس کی کیفیت میں دو قدم پیچھے ہوئی۔۔عالم

گاڑی اس کے قریب سے بھگا کے لے گیا تھا۔۔نور ساکت نظروں سے دور جاتے گاڑی کو دیکھنے لگی۔۔

کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہی تھی۔۔ٹانگوں سے دھیرے دھیرے جان نکل رہی تھی۔۔عالم واقع اتنا سفاک ہو سکتا تھا کیا اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔گاڑی اس کی نظروں سے غائب ہو چکی تھی۔۔

\-------------------

تھوڑا آگے جا کے وہ بائیں جانب مڑ گیا تھا۔۔پھر گاڑی روکتے دایان میر کو کندھے سے لگائے نیچے اترا۔۔

پھر چپکے سے سڑک کنارے لگے درختوں کے پیچھے سے ہوتے وہ دس منٹ پیدل چلنے کے بعد نور کے عین پیچھے آ کھڑا ہوا۔۔وہ بے چینی سے وہیں کھڑی رونے میں مصروف تھی۔۔

عالم نے آہستہ سے اسے پیچھے سے ہگ کرتے اپنے ساتھ لگایا۔۔

ڈونٹ وری میں آپ کو بھی نہیں چھوڑ کے جا سکتا۔۔افٹر آل آپ میرے دایان کی مما ہیں۔۔اس کے سر پہ ہونٹ رکھتے ڈھارس بندھائی۔۔نور کا دل کیا وہ اس آدمی کا منہ توڑ

دے۔۔۔جان نکال کے اب کہہ رہا تھا نہیں چھوڑ کے جا سکتا۔۔

میرے ساتھ چلیں گی یا دایان کے ساتھ۔۔وہ اس کا نام رکھ چکا تھا۔۔

دایان کون ہے اس کا بازو کھولتے اس کی طرف پلٹی۔۔یہ میرا زین ہے۔۔میں نے نام رکھ لیا ہے۔۔اس سے دایان کو چھینتے تڑخ کے کہا۔۔آنکھیں رونے سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔

اب ایسا تو نا کریں نا۔۔میں نے کہا تھا نام میں رکھوں گا اس کا۔۔اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے اسے چلنے کا اشارہ کیا تو نور چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اس کے ساتھ چلنے لگی۔۔

یہ آپ کا کچھ نہیں لگتا۔۔بس میرا بیٹا ہے۔۔ساری تکلیفیں میں نے برداشت کی ہیں اکیلے اور اب نام رکھنے آ گئے ہیں ۔۔

اچھا۔۔اور میری محنت۔۔جو دن رات ایک کر کے کی ہے ۔۔عنابی لب مسکرا رہے تھے۔۔

آپکی کون سی محنت۔۔ کیسی محنت۔۔ نو مہینے میں نے پیٹ میں رکھا میں نے اپنی خوراک اس کے لیے چینج کی۔۔

نو مہینے تو میں بھی کچھ نہیں کر سکا۔۔ اور خوراک میں نے بھی اس کی مما کی وجہ سے چینج کی۔۔ دور سے گاڑی کو دیکھتے نور نے دایان عالم کو پکڑا دیا۔۔ اور چوبیس گھنٹے مما کے ساتھ رہا۔۔ سوئے ہوئے دایان کو چومتے اپنی خوشی کا اظہار ابھی بھی کھل کے نہیں کر سکا تھا۔۔

ہاں صرف اپنے بے بی کے لیے مما کے لیے نہیں۔۔اس کا صلح کرنے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔۔اور پھر عین ٹائم پہ اکیلے چھوڑ کے چلے گئے یہی محبت تھی نور سے۔۔

نور سے کتنی محبت ہے یہ میں لفظوں میں شاید نا بتا سکوں۔۔

لیکن چھوڑ کے جانا میرے لیے بہت ضروری تھا اس وقت ۔۔

وہی نا۔۔ مجھ سے ضروری دوسرے کام۔۔

یار۔۔وہ فرض تھا میرا۔۔اسے میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔

ہاں میں فرض نہیں تھی نا اسی لیے قضا کر دیا۔۔ دو بدو

جواب دیتے وہ اس سے آگے چلنے لگی تھی۔۔

قضا کیا ہے تو ادا بھی کر دوں گا۔۔۔ اپنا موڈ سیدھا کریں

شاباش۔۔ گاڑی تک پہنچتے گھورا۔۔ پھر دروازہ کھول کے

پہلے نور کو بیٹھنے دیا پھر سوئے ہوئے دایان کو اس کی گود میں

رکھا اور اپنی طرف آیا۔۔

سارے راستے نور منہ پھلائے بیٹھی رہی تھی۔۔۔۔

ہمارا سارا سامان کون لائے گا اب۔۔ ہم کیا کریں گے۔۔

عالم ولا میں پہنچ کے اسے خیال آیا تھا کے دایان کا اور اس کا سب کچھ تو پھپھو کے گھر میں ہے۔۔

وہ آجائے گا۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے اس سے دایان کو پکڑا

۔۔

ایسے کیسے آجائے گا۔۔ آپ کو بھی سکون نہیں ہے۔۔ یا تو ایسے طوفان کی طرح سب کچھ کر دیتے ہیں یا اتنے سکون سے بیٹھے رہتے ہیں جیسے کسی سے کوئی سروکار نہیں۔۔

رانی۔۔پانی کا گلاس لاؤ اپنی نور بیگم کے لیے۔۔بہت تپ رہی ہیں۔۔لیونگ روم میں داخل ہوتے رانی کو آواز دی وہ جن کی طرح حاضر ہوئی تھی۔۔

نور باجی۔۔ کیسی ہیں۔۔اس سے سلام لیتے عالم کے قریب آئی تا کہ دایان کو پکڑ سکے۔۔

اوہو۔۔ابھی تو میں نے خود اسے دیکھنا ہے۔۔ تمہیں جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔اسے سخت گھوری سے نوازتے واپس بھگایا وہ منہ بسورتے کچن میں چلی گئی۔۔

دماغ ٹھنڈا کر کے اندر آجایئے گا۔۔۔میں اپنے بیٹے کو لے کے جارہا ہوں۔اسے کہتے وہ سیڑھیاں چڑھ گیا۔۔نور حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کے انداز دیکھ رہی تھی ۔۔کیسے بدل گیا تھا وہ۔۔۔رانی پانی لے کے آئی تو اس سے گلاس لیتے وہ بھی اوپر آگئی۔۔

عالم دایان کو بیڈ پہ ڈالے اسے مکمل کھول چکا تھا۔۔وہ جو اسے سہی پیک کر کے تیار کر کے لائی تھی اب صرف نیپی میں دیکھ کے مٹھیاں بھینچی۔۔

آنکھیں اس کی مجھ پہ گئی ہیں نا۔۔ بلکل مسکراتے وہ اس کے دائیں بائیں دونوں بازو رکھے مکمل جھکا ہوا تھا۔۔

اور یہ گال آپ کی طرح پھولے پھولے ناراض سے ۔۔۔ جھک کے اس کے اس کے دونوں گالوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ میرے لمس کے منتظر سے۔۔

ہاں بلکل۔۔ نور بھی مسکرا دی۔۔

ادھر آئیں پھر آپ کے دیکھوں بھلا۔۔ اوپر ہوتے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا وہ جو دروازے کے پاس کھڑی تھی قریب آئی۔۔

لیٹیں یہاں دیکھوں کتنے میچ کرتے ہیں آپ دونوں۔۔

ہاں۔۔۔ نہیں نہیں۔۔ ایسے ہی دیکھ لیں نا۔وہ اس کے سامنے ایک طرف ہو کے بیٹھی پر عالم کے انسسٹ کرنے پہ اسے لیٹنا ہی پڑا۔۔

پہلے تو یہ میرا بڑا بے بی لے گا۔۔اس کی ناک سے ناک رگڑتے ہونٹ چومے۔۔ پھر میرا چھوٹا بے بی۔۔ پھر دایان کی چھوٹی سی ناک کے ساتھ ناک مس کرتے ہونٹوں پہ پیار کیا۔۔

پہلے ایک کو پال رہا تھا اب دو دو بچوں کو پالنا پڑے گا۔۔

سیدھے ہوتے دونوں کو محبت سے چور نظروں سے دیکھا۔۔

اتنے میں دایان نے منہ بسورا اور پھر گلا پھاڑ کے رونا شروع کیا۔۔ اس کی آواز سن کے عالم کچھ لمحوں کے لیے تو چپ سارہ گیا۔۔ پھر نور کو دیکھا جو خاموشی سے اس کی خاموشی دیکھ رہی تھی۔۔ نظریں ملیں اور دونوں قہقہ لگا کے ہنسے۔۔

یار۔ اس کی تو آواز بھی میری طرح ہے۔۔

ہاں نا۔۔اللہ مجھے حوصلہ دے میں کیسے دو دو جن برداشت کروں گی۔۔اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے خوف زدہ ہونے کی ایکٹنگ کی پھر جلدی سے روتے دایان کو اٹھایا۔۔اسے شاید بھوک لگی تھی۔۔

اس کا فیڈر گاڑی میں ہے لادیں۔۔اسے خود کے ساتھ لگاتے تھپتھپایا۔۔

اپنا فیڈ نہیں کرواتیں۔۔اٹھتے اٹھتے عالم نے پوچھا۔۔

نہیں کرتا۔۔روتا ہے۔۔

یہ اچھی بات ہے۔۔اسے گھورتے وہ فلحال تو لینے چلا گیا تھا ۔۔پر یہ اچھی بات نہیں تھی۔۔بچوں کے لیے مدر فیڈ بہت ضروری ہوتا۔۔بچوں کا حق ہوتا ہے قیامت کے دن اس چیز کے لیے بھی سوال کیا جائے گا

____

ماما میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔۔ثروت بیگم نے نور اور دایان کی ساری پیکنگ مکمل کروا کے بیگ گاڑی میں رکھوائے تھے۔۔خولہ کو ابھی پتہ چلا تھا کہ وہ عالم کی

طرف جارہی ہیں۔۔اسے بھی تو ادھورا کام نمٹانا تھا۔۔سو ان کے ساتھ چلنے کا ارادہ ظاہر کیا۔۔

ثروت بیگم نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔پھر دونوں کچھ دیر بعد ہی تیار ہو کے عالم ولا کے لیے نکل گئی۔۔

وہاں پہنچ کے سب سے پہلا دیدار ہمیشہ کی طرح راجہ کا ہوا پھر رانی کا۔۔رانی انہیں باہر چھوڑ کے عالم کو بلانے چلی گئی تھی اور راجہ سارا سامان نکال کے اندر لے آیا۔۔

عالم صاحب کہاں ہیں۔۔رانی اندر آئی تو نور دایان کو اپنی گود میں لیے جھلا رہی تھی۔۔

کیوں۔۔

وہ باہر ثروت بیگم اور خولہ باجی آئی ہیں۔۔

اوہ۔۔اچھا تم جاؤ میں انہیں بتا کے آتی ہوں۔۔دایان کو کندھے سے لگاتے وہ اپنے کپڑے سیدھے کر کے اٹھی عالم چینج کرنے گیا تھا ابھی ابھی ان کے نواب صاحب نے انہیں نیپی سمجھ کے اپنا فریضہ سر انجام دیا تھا۔۔

اسلام و علیکم۔۔باہر آتے دونوں کو سلام کیا۔۔

وعلیکم۔اسلام۔۔کیسا ہے میرا منا۔۔اس سے ملتے ثروت نے دایان کو پکڑ لیا۔۔

پیمپر نہیں پہنا۔۔نور نے جھجھکتے بتایا کہیں انہیں پریشانی نا ہو۔۔

کوئی بات نہیں۔۔بچے پالے ہیں ہم نے بھی۔۔اس کے گال چومتے مسکرائیں۔۔

بھائی کہاں ہیں وہ نہیں آئے۔۔

وہ چینج کر رہے تھے آتے ہیں۔۔انکے پاس بیٹھتے رانی کو اشارہ کیا کے وہ چائے لے کے آئے۔۔

تمہارا سامان لے کے آئے تھے ہم لوگ ساتھ اپنے پوتے کو ملنے بھی۔۔

تھینکو سوچ پھپھو۔۔میں سوچ رہی تھی پتہ نہیں کیسے سب آئے گا اور کب آئے گا۔۔دایان کا تو سب کچھ ہی وہیں تھا پیمپر بھی اسی لیے نہیں پہنا۔۔

دایان نام رکھا ہے عالم نے۔۔پھپو کی سوئی نام پہ اٹکی۔۔

جی۔۔دایان میر۔۔

بہت پیارا نام ہے۔۔اس کا مطلب کیا ہے۔خولہ نے تعریف کرتے ساتھ پوچھا۔۔

بادشاہت کرنے والا۔۔عالم جو ابھی باہر آیا تھا اس کی بات کا جواب دیتے ثروت بیگم کو سرد نگاہوں سے گھورا۔ پھر آگے بڑھ کے دایان کو ان کی گود سے اٹھالیا۔۔

کس سلسلے میں آنا ہوا۔۔اجنبیت سے بھرا ہوا لہجہ تھا اس کا ۔۔ثروت بیگم پہلو بدل کے رہ گئیں۔۔۔شاید وہ ان سے چھوٹی ہوتی تو معافی مانگنا آسان ہوتا۔۔لیکن اب۔۔وہ بھی نور کے اور اپنی بیٹی کے سامنے ان کا دل پھر سے ڈگمگانے لگا تھا۔۔

میں ریفریشمنٹ دیکھتی ہوں رانی پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے

۔۔

نور اٹھ کے کچن میں چلی گئی۔۔

بھائی۔۔مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔خولہ نے موقع دیکھتے فوراً کہا۔۔عالم نے بس ایک نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔۔پھر چلتا ہوا صوفے پہ جاکے بیٹھ گیا۔۔

مجھے بس اتنا جاننا ہے کے تم وہاں کیسے پہنچی۔۔سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔

و۔۔وہ ایکچولی میری دوست مجھے وہاں لے کے گئی تھی۔۔

تھی یا تھا۔۔ بیچ میں ٹوکا۔۔ ثروت بیگم حیرانگی سے دونوں کو دیکھ رہی تھیں وہ کس بات کے بارے میں بات کر رہے تھے۔۔

ایم سوری بھائی۔ وہ ہکلائی۔۔ تھا۔۔

ہونہہ۔۔ استہزاء سے بھرپور سمائل پاس کی۔۔

سو۔ سووری بھائی۔۔ وہ شرمندہ ہو گئی۔۔

جاؤ۔۔ بھابھی کو دیکھو۔۔ وہ بھی رانی کی طرح اندر ہی رہ گئی ہیں۔۔ اس سے پہلے کے وہ اپنے منہ سے ساری بات اگلتی عالم نے اسے وہاں سے کھسکایا۔۔

مجھے بھی معافی مانگنی تھی عالم بیٹا۔۔اس کے جانے کے بعد ثروت بیگم نے اسے دیکھا۔۔

میں نے آپ کو معاف کیا۔۔بات ختم کریں۔۔بس میری بیوی اور بچے سے دور رہیے گا۔۔نور آرہی تھی تیزی سے کہتے اس نے دایان کو دوسرے بازو پہ منتقل کیا۔۔

نور نے ان کی خاموشی فیل کرلی تھی لیکن بعد پہ چھوڑ کے وہ انے چائے اور کباب سرو کرنے لگی۔۔

دایان کو اٹھائے عالم ابھی تسلی سے بیٹھا ہی تھا کہ اس نے دوبارہ اس پہ سوسو کر دیا۔۔

یار۔۔۔باپ ہوں میں تمہارا۔۔دانت پیستے اسے پکڑے پکڑے دور کیا تو وہ ڈر کے رونے لگا۔۔

نور نے اگے ہو کے اسے اٹھالیا تھا۔۔

ثروت بیگم اداسی میں بھی مسکرادیں۔۔

ابھی چینج کر کے ایا تھا میں۔۔ایسے گھورا جیسے اس کے سامنے کوئی بڑا ادمی کھڑا ہو۔۔اب دوبارہ بدلوں گا۔۔غصے سے کہتے وہ واپس اوپر چلا گیا۔۔نور اس کے سامان میں سے پیپمر ڈھونڈھنے لگی تھی ورنہ عالم نے اپنے شہزادے کا سر خود ہی پھاڑ دینا تھا

عالم بیٹا۔۔مجھے معاف کر دو میں اپنی غلطیوں پہ بہت شرمندہ ہوں۔۔۔نور دایان کو کے اوپر چلی گئی تو ثروت بیگم نے عالم کو پھر سے سوری کہا تھا۔۔

مجھے سے بار بار معافی مانگ کے شرمندہ نا کریں موم۔۔اگر اپ چاہتی ہیں میں اپ کی ریسپیکٹ کروں تو اپ میری بیوی کو وہ مقام دیں کو کسی بھی بہو یا بیٹی کو دیا جاتا ہے۔۔ میں دوں گی۔۔بلکہ میں نور کو بیٹی ہی مانتی ہوں۔۔وہ میرے لیے میری خولہ کی طرح ہی ہو گی۔۔

ہمم۔۔

پلیز کسی کو کچھ نہی بتانا۔۔میں تمہاری احسان مندر ہوں گی ۔۔انہیں ابھی بھی خوف تھا۔۔

مجھے راز رکھنے اتے ہیں یہ بات اپ اچھے سے جانتی ہیں۔۔ بارو ہ کروا یا۔۔تو ان کے ساتھ ساتھ خولہ بھی ریلیکس ہو گئ تھی۔۔

سالوں تک اس نے ثروت بیگم کا راز راز رکھا تھا۔۔پھر ملیحہ کا کبیر کے سامنے اور خولہ کا اس کی فیملی کے سامنے۔۔۔

جو دوسروں کے راز رکھتا ہے اللہ اس کے راز رکھتا ہے۔۔

وہ متعین تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ روز ایسے ہی کرتا ہے۔۔ دوسری بار وہ کپڑے چینج کر کے باہر ایا تو نور دایان کو چینج کروا کے دوبارہ فیڈ کروا رہی تھی۔۔۔

عالم ایک بات پوچھوں۔۔ نور کے زہن میں ابھی تک وہ سین کھٹک رہا تھا۔۔

پوچھیں۔۔

اپ سے پھپھو کس چیز کی معافی مانگ رہی تھیں۔۔

نہیں تو۔۔وہ اس سے جھوٹ نہی بولتا تھا لیکن اج پھر تیسری بار وہ اس سے جھوٹ بول رہا تھا۔۔وہ اس راز کو رکھنا چاہتا تھا۔۔

اپ مجھ سے سچ نہی کہہ رہے میں جانتی ہوں۔۔ لیکن اپ کو ایک بات بتانی ہے۔۔

بتائیں۔۔کیا بات۔۔

اپ کو پتہ ہے جب مجھے اپ کی ضرورت تھی تب پھپھوائیں تھیں۔۔اور ہوسپٹل میں جب میری بلیڈنگ نہی رک رہی

تھی تب پھپھو نے ہی مجھے بلڈ ڈونیٹ کیا تھا۔۔شاید انہوں نے اس رویے کی تلافی کر دی ہے جو میرے ساتھ روا رکھا ۔۔اپ بھی پلیز انہیں معاف کر دیں۔۔اخر میں ریکوسٹ کی۔۔

شاید انہوں نے تلافی ہی کی تھی ۔۔اسے اچھا فیل ہوا تھا ۔۔وہ ان کی ریسپکٹ کرتا تھا۔۔شاید اب دل سے کرنے لگے۔۔لیکن کچھ چیزوں کو ہونے میں تھوڑا وقت لگتا ہے ۔۔عالم بھی وقت کے ساتھ ساتھ انہیں شاید وہ مقام دے کی دیتا۔۔

نور اسے سوچتے پا کر دایان کو دیکھنے لگی جو تیز تیز منہ چلاتے اپنی بھوک میٹا رہا تھا۔۔۔

اپ کو کچھ کہا تھا میں نے۔۔ انکھیں سکیڑ تے اسے دیکھا۔۔

کیا۔۔ دایان سے نظریں ہٹاتے اسے دیکھا جو دوسری بار نہا چکا تھا۔۔ بھیگے بھیگے بال ماتھے سے چپکے اسے پر کیف بنا رہے تھے۔۔

اسے خود فیڈ کروایا کریں۔۔

نہی کرتا نا۔۔ کیا کروں میں۔۔

زبردستی کریں۔۔بالوں میں انگلیاں رگڑتے قریب چلا ایا

نور تھوڑا سائڈ پہ کھسک گئ۔۔۔

زبردستی بھی نہی کرتا۔۔۔جسم کو اکڑا لیتا ہے۔۔

میرے سامنے ٹرائے کریں۔۔دیکھتا ہوں میں کیسے اکڑتا

ہے۔۔ساتھ موبائل اٹھا کے میل دیکھا۔۔غیری ضروری

جان کے دوبارہ رکھ کے نور کو حکم دیا۔۔اس کی بات پہ وہ بلا

وجہ بلش ہوئی تھی۔۔۔ایسے وہ اس کے سامنے کیسے کرتی

۔۔

نہیں۔۔اپ باہر جائیں۔۔پھر میں کروں گی۔۔صاف منع کیا۔۔

وجہ۔۔میں باہر کیوں جاوں۔۔اس کے ہاتھ سے بوٹل لے کے بند کر دی۔۔نور نے روہانسے ہوتے اسے دیکھا۔۔دایان گلا پھاڑ کے رونے کی تیاری کرنے لگا تھا۔۔

یہ نہیں پیتا نا میں۔۔

نور۔۔اب کی بار اس نے سنجیدگی سے دیکھا۔۔اپ نے شروع میں ہی اسے خود سے دور کر دیا ہے۔۔جلدی کریں میں نہیں دیکھ رہا۔۔اس نے رخ بدلتے مڑ میں اس کا

عکس دیکھا تھا۔۔نور اسے پلٹتے دیکھ کے جلدی سے شرٹ اوپر کر گئی۔۔

دایان ناپسندیدہ چیز دیکھ کے اپنی ٹانگیں اور بازو اکڑانے لگا اور پھر اپنی خوبصورت اواز میں ایسے گلا پھاڑا کے عالم نے بے ساختہ اس کے ہاتھ سے اسے لے لیا۔۔

فیڈ نا کروانے کے کتنے نقصان ہوتے ہیں اپ نہیں جانتیں ۔۔ماتھے پہ کئی بل نمودار ہوئے تھے۔۔

اپ کو کیسے پتہ۔۔ نقصان ہوتے ہیں۔۔ دوبارہ کپڑے سیدھے کرتے فیڈر کھول کے عالم کو دیا تاکہ وہ اس کے منہ میں ڈالے۔۔

جو نو مہنے گھر میں گزارے ہیں نا میں نے۔۔ ان میں بے بی اور مدر پہ ہی ریسرچ کی ہے ساری۔۔ اسے جھلاتے وہ ساتھ فیڈر پلا رہا تھا۔۔ نور نے منہ بسورتے دونوں باپ بیٹے کو دیکھا۔۔ اب اس میں اس کا کیا قصور تھا بھلا۔۔

صرف دودھ کی بات نہی ہوتی بلکہ جب مدر سکن سے بے بی کی سکن ٹچ ہوتی ہے تو بے بی کو جو ریلیف ملتا ہے وہ کہیں سے دوبارہ میسر نہی اتا۔۔

خالی بوٹل واپس اسے پکڑتے دایان کو کندھے سے لگایا۔۔

تاکہ ڈکار لے سکے۔۔

پر اس نے ڈکار کے ساتھ دودھ الٹتے اس کے کندھے اور گردن کو گندا کر دیا۔۔۔ نور اس کی بات سنتے سنتے مسکرائی پھر ہنس دی۔۔ عالم نا سمجھی سے وہیں ساکت ہوا۔۔ پھر

گرن گھماتے مرر میں دیکھا۔۔اس کا کندھا اور گردن سفید ہو چکے تھے۔۔

اوہ بیٹا۔۔کس جنم کے بدلے اتار رہے ہو۔۔اسے سامنے کیا وہ توہنستا بھی نہی تھا۔۔زرا کی زرا سمائیل پاس کرتے خوشی کا اظہار کیا۔۔

تمہیں دوبارہ کبھی نہی اٹھاوں گا۔اسے بیڈ پہ پٹختے اٹھ گیا۔۔پھر ٹیشو باکس سے ٹشو نکالتے اپنی گردن اور شرٹ صاف کی۔۔ماتھے پہ بے شمار شکنیں اچکی تھیں۔۔

اپ نے اس بات پہ رسرچ نہیں کیا کہ بے بی اور بابا کا بانڈ کیسا ہونا چاہیے۔۔۔

اگر اب اپ فیڈنگ سے بچنے کے لیے مجھ پہ طنز کرنے والی ہیں تو میں برا نہی منانے والا۔۔اسے گھورتے وہ گردن دھونے چلا گیا تھا۔۔نور دایان میر کا چہرا صاف کر کے اسے سائڈ پہ لیٹا گئ۔۔

بہت اچھا کیا میری جان۔۔۔جو بدلے تمہاری مما نہی لے سکیں نا۔۔وہ سارے اپ نے لینے ہیں۔۔۔اس پہ کمبل درست کرتے گال پہ پیار دیا۔۔اس کے سونے کا ٹائم ہو گیا

تھا۔۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سو گیا تو نور نے باتھ روم کے بند

دروازے کو دیکھا۔۔

صاف ہو گیا ہے۔۔ اٹھ کے دروازہ کھولتے اندر جھانکا۔۔

عالم شرٹ اتار کے سائڈ پہ رکھے چہرے پہ سوپ۔ لگائے

رگڑ رہا تھا۔۔

کچھ نہی ہوتا اس سے۔۔ ایسے ہی صاف کر لیتے۔۔۔ مشورہ

دیا۔۔

تھینکس۔۔ مشورے کے لیے۔۔ وہ جلا بھنا ہوا تھا۔۔

محنت کی تھی تو پھل تو ملنا تھانا۔۔وہ دروازے کے پاس کھڑی رہی۔۔

عالم نے اچھے سے گردن اور منہ دھو کے ٹاول سے پونچھا ۔۔چوڑہ سینہ اور اس کے اوپر چمکتے سیاہ بال دیکھتے نور نے نظریں چرائیں۔۔۔

میں نے دوبارہ محنت کی نا تو پھر اپ کو بھی مزہ ائے گا۔۔ دھمکاتے اسے لیے باہر ایا۔۔نور اس کی بات سمجھتے گلال ہوئی۔۔

اب بلش کیوں کر رہی ہیں۔۔ اپنے سینے پہ ہتھلی مس کرتے بالوں سے پانی جھاڑا جو چھوٹے چھوٹے قطروں میں نظر ارہا تھا۔۔

سو گیا ہے اب نمونا۔۔ دایان کو سوتے دیکھا۔۔ کتنا چالاک ہے یہ سارے گندے کام تب ہی یاد اتے ہیں اسے جب میں نے اٹھایا ہوتا ہے۔۔ قریب جاتے اس کے پھولے گال پہ پیار کیا۔۔ پھر واپس مڑ کے نور کو دیکھا۔۔ کیا ارادے ہیں۔۔ ساتھ ائی بروا چکائے۔۔۔

کیا۔۔۔ نور جو مسکا رہی تھی اسے دیکھے سٹپٹا ائی۔۔ کیا۔۔

اب اپ کی باری ہے۔۔ اسے پکڑ کے قریب کرتے اپنے

ساتھ لگایا۔۔

کس چیز کے لیے۔۔ انکھیں کھولتے مسکراہٹ سمٹ گئ

۔۔ چہرے پہ خوف کا سایہ سا لہرایا۔۔

پیار کے لیے۔۔ اور کس کے لیے۔۔ کمر سے پکڑتے وہ

اسے اپنے ساتھ لگا چکا تھا۔۔ دایان کے بعد وہ دوبارہ سے

سمارٹ ہو گی تھی۔۔ گردن کی پشت پہ نرم سا لمس

چھوڑتے اسے سمٹنے پہ مجبور کر گیا۔۔

عالم۔۔ دایان رونے لگے گا۔۔

وہ روئے نا روئے اپ ضرور روئیں گی اج۔۔اس کے بال سمیٹ کے اوپر کیے پھر ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑا کیچر اٹھا کے لگا دیا۔۔

یہ خلل ڈالتے ہیں۔۔دوبارہ سے اسے حصار میں لیتے بیڈ تک۔لایا۔۔نور گہرے گہرے سانس لیتے اسے خود سے دیکھ رہی تھی جو اج خطرناک ارادے رکھتا تھا۔۔۔اسے بیڈ پہ ڈالتے پاس لیٹا۔۔دایان نور کی دوسری طرف تھا۔۔

یہ گر جائے گا۔۔ہلکا سا احتجاج کیا

نہیں گرتا۔۔اس کے ہونٹوں کو قید کرتے خاموش کروایا

۔۔سارے جسم کا خون جیسے نور کے چہرے پہ سمٹ آیا تھا

۔۔عالم اس کے دونوں ہاتھوں کو دائیں بائیں پن کیے مکمل

استیاق سے اسے چھو رہا تھا۔۔اس کی شدتیں لمحہ بالمحہ

بڑھتی ہی جارہی تھیں۔۔

جب نور نے زور لگاتے اسے دور کیا۔۔

سانس لینے دیں۔۔

کھل کے لے لیں ایک بار۔۔کیونکہ اب دوبارہ نہی

چھوڑوں گا میں۔۔اس کے ہونٹوں کو چھوڑتے گردن پہ

جھکا اور بے باقی سے اسے اپنے نشان چھوڑتے پھر سے بے چین کرنے لگا تھا۔۔

وہ جو اس کے سامنے فیڈ کروانے سے ڈر رہی تھی اس کی اتنی بے باک شرارتوں پہ بس بے ہوش ہونے کو تھی۔۔

میری ابھی ابھی ڈیلوری ہوئی ہے عالم۔۔اس کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑتے اسے اوپر کیا۔۔

کچھ نہی ہوتا۔۔اس سے۔۔اس کی بکھری حالت کو خود میں سمیٹتے دونوں کے اوپر کمفرٹر کیا۔۔

اس پہ بھی ریسرچ کی ہے۔۔نور اس کی بے شرم حرکتیں لحاف کے اندر بھی محسوس کر رہی تھی۔۔

بلکل۔۔اس کا روخ اپنی جانب کرتے شرٹ کے اندر ہاتھ ڈالا۔۔نور نے تڑپ کے اسے گھورا تھا۔۔

ریلکس میری جان۔۔ابھی تو شروعات ہے۔ٹھوڑی پہ جھکتے ایک بار پھر وہ اسے بے بس کر گیا۔۔

کتنے دنوں بعد نور اس کے لمس کو اس کی دیوانگی بھری شدتوں کو محسوس کر رہی تھی۔۔اخری پہر اس کا جوش دو گنا ہو گیا تھا۔اس نیچ دایان دوبارہ جاگا تھا اور عالم نے

زبردستی نور سے ہی اسے فیڈ کروایا تھا۔۔کچھ دیر تو وہ اکڑتا رہا پھر بھوک سے نڈھال ہوتے اسے اپنے باپ کا حکم ماننا ہی پڑا تھا۔۔

تمہاری اکڑ میرے سامنے نہی چلے گی دایان میر۔۔اس کے کان کے قریب گھمبیر اواز میں کہتے وہ دونوں اس نازک سی لڑکی کو حواس باختہ کر رہے تھے۔۔

____

ختم شد۔۔